﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [آل عمران:۸۵]

مذاہب باطلہ کے ردّ میں

مؤلفینِ تفسیر ثنائی وحقانی کی کاوشیں

www.KitaboSunnat.com

تحقیقی مقالہ

برائے پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ

۱۴۲۴ھ......۲۰۰۳ء

نگران تحقیق

پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت صاحبہ

(ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سنٹر)

جامعہ پنجاب لاہور

مقالہ نگار

حافظ محمد اسرائیل فاروقی

(اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ)

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور

ادارۂ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

انتساب

والد مرحوم مولانا عبدالرزاق فاروقیؒ بن شیخ العرب والعجم ابومحمد عبدالحق محدثؒ کے نام جن کے تبحر علمی سے لاکھوں فرزندان توحید مستفید ہوئے۔ جنہوں نے میرے لئے ہمیشہ ملی فرائض کی ادائیگی کے اعتبار سے بلند تر راہ منتخب فرمائی

اور

ان عظیم شخصیات کے نام جنہوں نے یہودی، صلیبی اور قادیانی مفکرین کی اسلام دشمن سازشوں کا توڑ کیا اور جن کے قلم ولسان نے اسلام کی حقانیت کے چراغ کو ہمیشہ روشن رکھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اظہار تشکر

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ)) [رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ بَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَۃِ]

''حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔''

تحقیقی مقالہ کی تکمیل کے اس مرحلے پر میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں.........!

محترمہ پروفیسر ڈاکٹر **جمیلہ شوکت** صاحبہ

ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سنٹر جامعہ پنجاب لاہور

کا، کہ انہوں نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود نہایت قیمتی وقت نکال کر میری علمی رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطاء فرمائے۔

- ان علماء، اساتذہ، اور رفقائے کار کا جنہوں نے مجھے فکری، علمی اور ادبی تجاویز و آراء سے نوازا۔
- جامعات کے لائبریرین حضرات کا کہ جنہوں نے مجھے کتب کا مطالعہ کرنے کا موقع فراہم کیا۔
- ان احباب کا جنھوں نے کمپوزنگ کے تمام امور کو احسن طریقے سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

علاوہ ازیں ادارہ علوم اسلامیہ کے ساتھ میرا گہرا فکری رشتہ ہے۔ شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب کی ایک عظیم مثالی درسگاہ ہے اور شعبہ ہذا کے اساتذہ کرام نہایت لگن اور جانفشانی کے ساتھ ایسے صالح افراد تیار کر رہے ہیں کہ جن کی بدولت ملک بھر کے تعلیمی اداروں سے ''اللہ اکبر'' کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ اللہ کرے یہ چراغ یوں ہی ہمیشہ روشن رہے۔ (آمین)

حافظ محمد اسرائیل فاروقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَ عَلٰى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ وَ مَنْ تَبِعَهُمْ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ...... أَمَّا بَعْدُ! فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ......!

﴿يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَ يَأْبَى اللّٰهُ إِلَّا أَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهُ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝﴾ [التوبۃ: ۳۲، ۳۳]

(ترجمہ) "یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کیے بغیر رہنے کا نہیں، اگرچہ کافروں کو برا ہی لگے۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین) کو (دنیا کے) تمام ادیان پر غالب کرے۔"

مطالعہ ادیان کے شوق نے بندہ کو یہ موضوع منتخب کرنے کی راہ دکھائی۔ بطور ایک ادنیٰ طالب علم میرے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ موضوع کی مناسبت سے ہر پہلو معلوم کر سکا یا کہ نہیں۔ البتہ فراوانیٔ شوق نے اس کا احساس نہیں ہونے دیا لہٰذا مجھے اُمید ہے کہ مقالہ ہذا میں پائی جانی والی میری تمام کوتاہیوں اور لغزشوں سے صَرفِ نظر کیا جائے گا۔

مفکرین اسلام کا تقابل ادیان پر تاحال تحریر تمام ذخیرہ مستند معلومات کا حسین مرقع ہے۔ لیکن غیر مسلم مصنفین نے ہمیشہ حقائق کو توڑ مروڑ کر اپنی مرضی کے نتائج حاصل کرنے کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک قلب سلیم اور فکر تعمیری نہ ہو اُس وقت تک تحقیق کا معیار عادلانہ نہیں ہو سکتا۔ مستشرقین نے جب اسلام کو اپنی تحقیقات کا نشانہ بنایا تو اُنہوں نے مستند تاریخی حقائق' بخاری و مسلم و دیگر کتب صحاح کی صحیح روایات کو نظر انداز کر کے غیر مستند اور وضعی روایات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ چنانچہ جب میں نے اس اہم موضوع کی وسعت کے پیش نظر قلم اُٹھایا تو اندازہ ہوا کہ مرغوب ترین موضوعات بھی کتنی تشنگی کا شکار ہو سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے دنیا کے بڑے بڑے خوفناک مسائل عالم اسلام کو درپیش ہیں اور عالم اسلام اسلام دشمن طاقتوں کے اتحاد اور سازشوں کی کثرت کے اعتبار سے مصائب و آلام کا شکار ہو چکا ہے۔ ہر طرف الحاد و بے دینی کا پرچار زوروں پر ہے اور مسلمان کی مذہبی سوچ پر تالے لگائے جا رہے ہیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں "Fundamentalist" ہونے کا طعنہ دیا جا رہا ہے۔ عیسائیت جو کہ ایک خود ساختہ مذہب کی شکل اختیار کر چکا ہے صلیبی جنگوں میں شکست کھانے کے بعد پھر "مشن چہاری" کے ابھرنے لگا ہے اور اسلام کے مضبوط قلعہ سے پھر کر لینے کی کوشش کرنے لگا ہے اور یورپ زدہ مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے لگا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ تمام خود ساختہ مذاہب میں دلیل، روشن کتاب اور حقیقت نام کی کوئی چیز نہیں محض لالچ اور فریب ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ [بنی اسرائیل: ۸۱]

"اور کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل نابود ہو گیا، بیشک باطل نیست و نابود ہونے والا ہے"

یقیناً مذاہب باطلہ کے پیروکار اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مذہب حق اسلام ہے لیکن اس کے باوجود وہ اسلام کو ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں چنانچہ اُمت مسلمہ کو ان مصائب و آلام سے نمٹنا ہے۔ اس لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنی استطاعت کے مطابق مسائل کا صحیح ادراک کروں اور جو کچھ مجھ سے ہو سکے ارباب علم و دانش کی نذر کر دوں تاکہ ان میں اتنا بڑا حوصلہ پیدا ہو کہ اس اہم چیلنج کو بہت بڑے عزم سے قبول کیا جائے

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ [الذاریات: ۵۶]

"اور میں نے جن اور انسان صرف اس لئے پیدا کئے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔"

اسی لئے اس عبادت کی صحیح رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے جدِ امجد آدمؑ کے ساتھ ہی یہ حکم جاری فرمایا:

﴿فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ [البقرۃ: ۳۸]

"پس میری طرف سے جو ہدایت آئے گی پس جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے تو ان پر نہ کوئی ڈر ہوگا اور نہ کوئی غم۔"

اور قرآن مجید نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات ارضی کا کوئی قریہ ہدایت و رہنمائی سے خالی نہیں چھوڑا۔ فرمایا:

﴿وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ﴾ [فاطر: ۲۴]

"اور کوئی قوم ایسی نہیں کہ جس میں کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) نہ بھیجا گیا ہو"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی است

طاغوت اور اس کے پجاریوں اور رحمان کے بندوں کے درمیان حق و باطل کا معرکہ روز اول سے جاری ہے اور اللہ کے محبوب بندے تو وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی تابعداری پوری زندگی کرتے رہتے ہیں اور یہی لوگ دنیا و آخرت میں فلاح پانے والے ہیں۔ مگر جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی اور تعلیمات الٰہیہ کو پس پشت ڈالا وہ اللہ کے غیظ و غضب کے علاوہ آنے والے لوگوں کے لئے نمونۂ عبرت بنا دیے گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ [المائدہ:۶۶]

''اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم اُن سے گناہ دور کر دیتے اور اُنہیں نعمتوں کے باغوں میں لے جاتے اور اگر وہ تورات و انجیل اور اُن کتابوں کو جو اُن کے رب کی طرف سے اُن پر اُتریں قائم رکھتے تو اپنے اوپر اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے ان میں سے کچھ میانہ رو ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کے اعمال بُرے ہیں۔''

حفاظت قرآن مجید:

سابقہ الہامی کتب کے ماننے والوں نے اپنی اپنی خواہشات کی تکمیل کی خاطر اپنی کتب میں تحریفات کیں جس کی نشاندہی قرآن مجید نے کی ہے اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان عظیم کیا ہے کہ اس آخری دستور حیات کی حفاظت، بقاء و دوام کی ضمانت دی۔ فرمایا:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝﴾ [الحجر:۹]

''ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

چنانچہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں لکھوائے گئے اوراق قرآنی اپنی اصل شکل میں اُمت مسلمہ کے پاس ایک مصحف کی صورت میں محفوظ ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّ يَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ)) [رواه مسلم]

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب سے کتنی قوموں کو سربلندی عطا کرے گا اور کتنی قومیں اس (قرآن پر عمل نہ کرنے اسے چھوڑ دینے) کی وجہ سے ذلت وخواری میں مبتلا کر دی جائیں گی۔"

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خبردار! فتنوں سے بچانے والی کتاب صرف قرآن مجید ہے، یہ حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی کتاب اور یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے' یہ وہ علمی خزانہ ہے جس کے حاصل کرنے سے قدردان علم کبھی بھی سیراب نہیں ہوتے اور کثرت تلاوت سے دل اچاٹ نہیں ہوتے اور نہ ہی امتداد زمانہ کے تھپیڑے اس کو پرانا کر سکتے ہیں اس میں سابقہ اقوام کی ہدایت و ضلالت اور عروج و زوال کی مصدقہ خبریں موجود ہیں۔ ہاں یہ وہ نادر کتاب ہے کہ جس کے اندر بیان کردہ عجائبات کی کوئی حد نہیں۔ جس نے اس کو تھاما اس نے عدل کیا وہ راہ صراط مستقیم ہوا اور دنیا کی قیادت وسیادت اُسے ملی۔ اس لئے قرآن اپنے ماننے والوں کو اپنی آیات پر غور وفکر کی کھلی کھلی دعوت دیتا ہے کیونکہ فہم قرآن کی اُمت مسلمہ کو سخت ضرورت ہے۔

تفسیر قرآن:

قرآن حکیم کی نبوی تفسیر پر علمائے اُمت نے بہت محنت کی اور اس کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں' کتب تفاسیر کی تعداد کا کوئی شمار نہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام غیر مخلوق ہے اس لئے اس کی تشریحات بھی ختم نہ ہوں گی۔ فرمایا:

﴿قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا﴾ (الکہف:۱۰۹)

"(اے رسول ﷺ!) کہہ دیجئے اگر میرے رب کے کلمات کے لیے تمام سمندر سیاہی بن جائیں تو (یہ تمام) سمندر میرے رب کے کلمات ختم ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں گے اور اگرچہ ہم اس کی مثل اور (بھی) لے آئیں۔"

قرآن کریم کی تفسیر لکھنے میں پوری اُمت مسلمہ کے علماء کی گرانقدر خدمات ہیں مگر میرے لئے یہ کہنا قطعاً مبالغہ نہ ہوگا کہ برصغیر کے علماء کی علمی تفسیری خدمات ہمہ جہت صف اوّل میں ہیں۔ تفسیر القرآن کے بحر علمی میں جس قدر غوطے لگائے جائیں گے اسی قدر لعل و گوہر حاصل ہوتے جائیں گے۔ دورِ جدید کے تقاضوں کے تناظر میں علمائے اُمت کی ذمہ داریاں اور زیادہ بڑھ گئی ہیں اس لئے کہ تعلیمات قرآنی کو پوری انسانیت تک پہنچانا ہے اور اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا۔ اُمت مسلمہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے یہ کام بہت ہی آسان ہے کہ ایک قرآن دفتین میں اور ایک قرآن رسول اکرم کی سیرت میں عطا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت صدیقہ طاہرہ عائشہ ؓ کا فرمان: "کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن" عظیم سچائی ہے یعنی جس نے قرآن کو پڑھا اُس نے آنحضرت کی سیرت کو پالیا۔ اس وجہ سے صحابہ کرام ؓ نے قرآن مجید اور قرآن کی نبوی تفسیر کو محفوظ کر کے قیامت تک ہمارے لئے ہدایت کا راستہ آسان کر دیا ہے مگر جب ہم اس پیغام قرآنی کو لے کر دنیا کے سامنے ہوں تو اس سے قبل ہمیں اپنے اندر اتحاد و یگانگی کو پیدا کرنا ہوگا فرمان الٰہی ہے۔

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا﴾ [آل عمران:۱۰۳]

میں نے برصغیر کے سیاسی، مذہبی اور معاشرتی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ تقابل ادیان کا یہ اہم موضوع منتخب کیا اور اس موضوع پر تفسیر ثنائی و حقانی کا امتیاز یقیناً ہمیشہ موجود رہے گا ان کو تمام اہم عصر کتب پر فوقیت حاصل رہے گی۔ جب قاری ان کا مطالعہ کرتا ہے تو اپنے آپ کو ان حالات و ماحول میں موجود پاتا ہے اور جو ہم پر اس وقت کے طاغوت نے ظلم وستم ڈھائے اس کا پورا نقشہ اپنے سامنے پاتا ہے۔ اس پر مزید یہ کہ الفاظ اور مصنفین کے ذاتی مناظرات کی چھاپ ان کتب میں خوب نظر آتی ہے۔ اور مذاہب باطلہ کا رد علمی ادبی اور منطقی انداز میں پایا جاتا ہے جو کہ قابل ستائش ہے۔ اس بارے میں تفسیر حقانی کا اپنا منفرد انداز ہے کہ فقیہانہ استدلال، صرفی و نحوی تراکیب اور دلائل عقلیہ خاص طور پر نمایاں ہیں۔ سید ابو بکر غزنویؒ فرمایا کرتے تھے "تفسیر حقانی میں تفسیری نکات کا انداز انوکھا ہے اور قاری یہ محسوس کرتا ہے کہ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا"

مقالہ ھذا میں:

۱۔ تفسیر ثنائی و حقانی کے تمام دلائل (جو کہ مذاہب باطلہ کے رد میں ہیں) کو مرتب صورت میں یکجا کر دیا ہے اور اس میں یہودیت کا تعارف شامل کر دیا ہے تاکہ دلائل کا تسلسل برقرار رہے اگرچہ یہ مقالے کے موضوع میں شامل نہیں تھا۔ تفسیر القرآن از سید احمد خان کے حوالہ جات کی درستگی طبع جدید کے مطابق کر دی گئی ہے نیز بائبل کے حوالوں کو جدید ایڈیشن کے مطابق درج کیا ہے اور جہاں حوالہ جات درج نہیں تھے وہاں حوالوں کے درج کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ قرآنی آیات کا ترجمہ سورۃ اور آیت کے نمبر کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

۲۔ قرآن مجید کی آیات اور احادیث کے متون کتب احادیث کے حوالہ جات کے ساتھ درج کیے گئے ہیں نیز مختلف احادیث کی صحت کے بارے میں محدثین کی آراء اور "حکم" کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

۳۔ آیات کا ترجمہ تفسیر ثنائی و حقانی کے علاوہ مولانا فتح محمد جالندھری ؒ کا ترجمہ قرآن بنام "فتح الحمید"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شائع کردہ انجمن حمایت اسلام لاہور سے لیا گیا ہے۔

۴۔ حوالہ جات کے لیے مؤلف، کتاب کا نام، طبع وغیرہ شروع میں ایک مرتبہ حواشی میں درج کر دیا گیا ہے۔ تفسیر ثنائی و حقانی اور تفسیر ... کے بعض

۵۔ یہ حواشی و حوالہ جات صفحے کے نیچے آخر میں فٹ نوٹ کی صورت میں بعینہٖ درج کیے گئے ہیں۔

۶۔ آخر میں تحقیق کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

تجاویز......:

۱۔ ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب میں مذاہب باطلہ، یہودیت، عیسائیت، ہندومت و آریہ سماج اور قادیانیت کے بارے میں تحقیقی سنٹر قائم کیا جائے۔ جس کی آج کے دور میں اشد ضرورت ہے۔

۲۔ تفسیر ثنائی و حقانی کو تفہیم القرآن از سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور تفسیر احسن البیان حافظ صلاح الدین یوسف کی طرز پر شگفتہ، مدلل، آسان اور تمام جدید تعلیم یافتہ افراد کے لئے قابل فہم بنایا جانا ضروری ہے۔

۳۔ دور جدید کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ترتیب نو پر گہری علمی دلچسپی کا مظاہرہ نہایت ضروری ہے جو کہ یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلباء اور تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے بہت بڑی خدمت ہوگی۔

۴۔ تفسیر ثنائی و حقانی تقابل ادیان کے موضوع پر بنیادی "Source Books" کا درجہ رکھتی ہیں۔ مطالعہ کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہمارے طلباء علوم اسلامیہ ان کے مطالعہ کے بغیر "تقابل ادیان" پر تعلیم و تحقیق کا حق ادا نہیں کر سکیں گے۔

۵۔ تفسیر ثنائی و حقانی کے موضوعات (مذاہب باطلہ) پر پی ایچ ڈی کی سطح تک الگ الگ مقالہ جات لکھنے کی اشد ضرورت ہے۔

۶۔ اس مقالے کو چھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے:

⊛...... باب اول: دین اسلام

⊛...... باب دوم: ردّ یہودیت

⊛...... باب سوم: ردّ عیسائیت

⊛...... باب چہارم: ردّ ہندومت و آریہ سماج

⊛...... باب پنجم: ردّ نیچریت

⊛...... باب ششم: ردّ قادیانیت

⊛...... تحقیق کا خلاصہ

⊛...... المراجع والمصادر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب اول: دینِ اسلام

۱۔ یہ ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں میں دین و مذہب مترادف الفاظ کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔

۲۔ برصغیر میں اسلام کا تعارف عہدِ رسالت میں شروع ہوا اور آج ہندوستان' پاکستان اور بنگلہ دیش میں مسلمان دوسری بڑی اکثریت ہیں۔

۳۔ ہندوستان میں انگریز بظاہر تجارت کے روپ میں داخل ہوا مگر اس کے اہداف میں سے اولین ہدف اسلام ہمیشہ رہا ہے۔

۴۔ آج کے دور کا آخری دینِ فطرت اور دینِ حق اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اپنا یہ آخری پیغام آخری رسولؐ و نبیؐ کے ذریعے مکمل کر دیا ہے۔ یہی صراطِ مستقیم اور راہِ جنت ہے۔

باب دوم: ردِّ یہودیت

۱۔ یہودیت پوری دنیا میں دہشت گردی کا نام ہے۔ جہاں کہیں بھی دہشت گردی ہوتی ہے اس کا ہدف (نشانہ) مسلمان ہوتے ہیں۔

۲۔ یہودی کسی غیر اسرائیلی کو تبلیغ نہیں کرتے مگر غیر اسرائیلی کو دنیا میں زندہ بھی نہیں دیکھنا چاہتے۔

۳۔ مغضوب علیہ" قوم ہے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہی ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں پوری دنیا میں یہودیت اور یہودیوں کا خاتمہ ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

باب سوم: ردِّ عیسائیت

۱۔ قرآن نے جنہیں "نصاریٰ" کہا ان کا وجود ختم ہو گیا ہے۔ بحیرہ راہب ورقہ بن نوفل اور شاہ نجاشیؓ جیسے لوگ ناپید ہو گئے ہیں۔

۲۔ مذہب عیسائیت کے موجد "سینٹ پال" کی پوجا کی جا رہی ہے۔

۳۔ مسیحی حکومتیں اور مذہبی رہنما (پوپ) یہودیوں کے زرخرید غلام کی حیثیت کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

باب چہارم: ردِّ ہندومت و آریہ سماج

۱۔ ہندومت غیر مرتب اور بے یقینی کا مذہب ہے جو کہ "خالص بت پرستی" کا حامی ہے۔

۲۔ طبقاتی تقسیم (ذات پات)' نسلی و مذہبی تعصب کی بدولت ہندو قوم "بغل میں چھری منہ میں رام رام" کا طریقۂ واردات ترک کر کے اب خونخواری پر اتر آئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ مسلمان جب اس خطے میں آئے تو تعداد میں چند ہزار تھے اب بفضل اللہ تعالیٰ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً پچاس کروڑ کے لگ بھگ ہے جو کہ اسلامی تعلیمات کی حقانیت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

۴۔ ہندوؤں کی "مقدس" کتابوں میں اللہ تعالیٰ کی تعریف' آنحضرتؐ کا تعارف اور اسلام کے پیغام ابدی کا ثبوت ملتا ہے۔ اس لئے دنیا بھر کے ہندوؤں کو ہم دعوت اسلام دیتے ہیں۔

باب پنجم: ردّ نیچریت

۱۔ قرآن آنحضرت ﷺ کی تعلیم وتشریح سے قلوب واذہان میں براجمان ہوتا ہے۔

۲۔ سرسید احمد خان انگریزوں اور ہندوؤں سے متاثر تھے کیونکہ جب کسی کی تعلیم وتربیت دینی بنیادوں پر نہ کی جائے تو اس کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔

۳۔ عقل کو رہنمائی صرف دین اسلام سے ملتی ہے اور دین اسلام کی تشریح رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات ہیں کیونکہ آپ ﷺ "حامل وشارح" قرآن ہیں۔ آپ ﷺ کو تشریحی حیثیت قرآن نے دی ہے۔

باب ششم: ردّ قادیانیت

ثابت کیا ہے کہ

۱۔ مسلم اُمّہ کے لئے ناسور قادیانیت ہے۔

۲۔ سب سے پہلے دنیائے اسلام میں سابق ریاست بہاولپور کی عدالت کو یہ شرف حاصل ہوا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

۳۔ یہودیت سے لے کر تمام مذاہب باطلہ مرزائیت کے سرپرست ہیں۔

۴۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت کا خاتمہ "عہد صدیقی" کے جہاد کی صورت میں ممکن ہوگا۔

۵۔ قادیانیت ننگ دین' ننگ قوم اور ننگ وطن ہے۔

مذاہب باطلہ کے مشترک مقاصد:

آج سائنسی ترقی یافتہ ٹیکنالوجی کے دور میں دنیا وسیع تر ہونے کے باوصف اطلاعات ونشریات کے لحاظ سے ایک ایسے معاشرے کا روپ اختیار کر چکی ہے کہ جس کے کسی گوشے میں رونما ہونے والا کوئی واقعہ دوسروں سے پوشیدہ نہیں رہا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام دشمن قوتیں اس قسم کے مواقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھرپور کوششیں کر رہی ہیں کہ وہ کسی نہ کسی طرح اس عالمگیر اور سچے مذہب کو ختم کر سکیں اور انہیں اس مذہب کا کوئی بھی ایسا پیروکار جو قرآن وسنت کی متابعت کرتے ہوئے عزت وعفت کی زندگی گزار رہا ہو ایک آنکھ نہیں بھاتا اس سے پہلے بھی وہ اسلامی حیثیت کو نیست و نابود کرنے کے لئے ہر قسم کے ہتھکنڈے اختیار کرتے رہے ہیں۔ کبھی ہندو مذہب کی آڑ میں کبھی خود ساختہ نبی کے سہارے کبھی ترقی کرنے کا جھانسہ دیکر اور کبھی نفسانی خواہشات کی تکمیل کا جال پھینک کر عام مسلمانوں کو ورغلانے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ اور آج بھی یہ قوتیں اس ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔

لیکن چونکہ اس دین کی حفاظت کا ذمہ خود خالق کائنات کے ہاتھ میں ہے اس لئے ان دشمنان اسلام کے مکر وفریب سے عوام کو محفوظ رکھنے کے لئے اللہ رب العزت بوقت ضرورت اپنے خاص بندے پیدا کر دیتا ہے۔ جو اسلام کی حمایت میں چوکھی لڑائی لڑتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں اسلام مزید طاقت کے ساتھ دنیا کے سامنے ابھرتا ہے اور اپنے پرائے سب اس کی سچائی کے قائل ہو جاتے ہیں۔

انیسویں / بیسویں صدی میں جبکہ برصغیر اسلام کی سب سے بڑی دشمن قوم عیسائیوں کے قبضے میں تھا تو سب سے پہلے اس نے مسلمانوں کو تباہ حال کیا اور اس کے بعد وہ مسلمانوں کی تباہ حالی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں بے دین بنانے پر تل گئی اور ترقی' لالچ' سختی' نرمی وغیرہ ہر قسم کا حربہ استعمال کرتی رہی۔ عیسائیت کی پوری کوشش تھی کہ مسلمان کسی نہ کسی طرح اپنی تعلیمات کو بھول جائیں اور عیسائی مذہب اختیار کر لیں تاکہ وہ آئندہ ہر معاملے میں اپنی من مانی کر سکیں۔ کوئی اسلام کا نام نہ لے' کوئی قرآن وسنت کی بے حرمتی پر آگ بگولا نہ ہو۔ کوئی توہین رسالت کی وجہ سے کسی شاتم رسول کے لئے سزائے موت کا مطالبہ نہ کرے۔ کوئی عفت وعصمت لٹنے کا رونا نہ روئے' کوئی حرام وحلال میں تمیز باقی نہ رکھ سکے۔ اس کام کے لئے آریہ' ہندو' نیچری اور قادیانی خاص طور پر Plant کیے گئے۔

لیکن اللہ رب العزت کو اپنے دین اور اس کی پیروی کرنے والوں کے ساتھ ایسا گھناؤنا سلوک کیونکر گوارا ہو سکتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہر محاذ پر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمان دیوانہ وار آگے بڑھے اور قربانیاں دے کر دشمن کو نہ صرف اسکے مذموم ارادوں میں ناکام کیا بلکہ دشمن نے برصغیر سے نکل جانے میں اپنی عافیت سمجھی۔

آج پھر باطل پرست قوتیں علمی ترقی کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ دیکر ان کا دینی تشخص ختم کرنے کے درپے ہیں۔ جب کہ مسلمان بھی مادہ پرستی کا شکار ہو کر اندھے بہرے شخص کی طرح ان کی پیروی کرنا چاہتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور آگ کے انہی گڑھوں میں گرا جاتا ہے جن سے رسول اللہ ﷺ نے انہیں بچایا تھا۔

اس لئے ضرورت ہے کہ اسی منہج نبوی کو اختیار کرتے ہوئے قرآن وسنت کی دائمی عالمگیر تعلیمات کو عوام الناس اور بالخصوص اُمت مسلمہ تک پہنچانے کیلئے بھرپور کوشش کی جائے۔ ان حالات میں "احیائے دین" کے لئے ان بزرگ علماء کی دینی وملی خدمات کو نئے سرے سے اجاگر کرنا ہمارا اولین فرض بنتا ہے تاکہ اس نئی نسل کی اسلامی خطوط پر رہنمائی ہو سکے۔ اس لئے مذاہب باطلہ کے رد میں مؤلفین تفسیر ثنائی و حقانی کی کاوشیں۔ تحقیقی مطالعہ۔ سے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام پر عمل کرنے میں امت مسلمہ کی ترقی کا راز پنہاں ہے۔ چونکہ اس کا معیاری مواد ان دونوں تفاسیر میں وافر مقدار میں پایا جاتا ہے اس لئے اس کو علمی تحقیق کے ساتھ نہایت آسان طریقے سے عام مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے تاکہ مسلمان اپنے مذہب کی سچائی سے پوری طرح واقف ہو سکیں۔ ان دونوں تفسیروں کی روشنی میں اس موضوع کو مزید نئے سرے سے اجاگر کرنے کی ابھی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

والسلام

مخلص

حافظ محمد اسرائیل فاروقی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	**باب: ۱...... دین اسلام**	
	فصل اول...... دین اور مذہب	۱۸
۲	اصول تفسیر	۲۵
	فصل دوم...... اسلام دین فطرت	۳۶
	دین حق	۵۲
	توحید	۶۰
۳	رسالت	۸۰
	فصل سوم...... تعارف مولانا ثناء اللہ	۹۶
	تعارف مولانا عبدالحق حقانی	۱۲۰
	فصل چہارم...... ہندوستان میں اسلام کی آمد	۱۳۲
۴	فصل پنجم ...... برصغیر میں انگریز کی آمد کے بعد ہندوستان	۱۳۹
۵	کی مذہبی حالت	
	باب: ۲...... ردّ یہودیت	
	فصل اول...... یہودیت تفسیر ثنائی کی روشنی میں	۱۵۶
	یہودیت تفسیر حقانی کی روشنی میں	۱۷۵
	فصل دوم...... عہد قدیم کا تاریخی پس منظر	۲۰۷
	عہد جدید کا تاریخی پس منظر	۲۲۳
	فصل سوم...... قرآن مصدق کہ......؟ (از تفسیر ثنائی)	۲۵۰
	قرآن مصدق کہ......؟ (از تفسیر حقانی)	۲۶۳
	فصل چہارم...... قرآن مجید اور مستشرقین کے اعتراضات	۲۸۷
	فصل پنجم ...... تورات و انجیل کی اسلام میں حیثیت	۳۱۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

16

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
	باب: ۳...... ردّ عیسائیت	
۳۴۴	فصل اوّل...... دین اسلام اور سینٹ پالی مسیحیت	
۳۷۵	فصل دوم...... سابقہ پیشین گوئیاں اور عیسائیت	
۴۱۳	فصل سوم...... تحویل قبلہ، عیسائیت اور آریہ سماج کی غلطی کا ردّ	
۴۳۶	فصل چہارم...... سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا ثبوت	
۴۶۷	فصل پنجم...... مولانا ثناء اللہ امرتسری کے عیسائیوں کے ساتھ مناظرے	
	باب: ۴...... ردّ ہندو مت / آریہ سماج	
۴۹۰	فصل اوّل...... تعارف، ہندو مت / آریہ سماج	
۵۲۳	فصل دوم...... آریہ سماج کے بانی کی زندگی کے حالات	
۵۷۴	فصل سوم...... رسول اللہ ﷺ کی صفات، ہندو کتابوں کی روشنی میں	
۵۸۹	فصل چہارم...... تعدد ازدواج کی وضاحت	
۶۰۷	فصل پنجم...... مؤلف تفسیر ثنائی کی خدمات	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
	باب:۵...... ردّ نیچریت	
۶۱۷	فصل اوّل......فہم قرآن میں حدیث کا مقام	
۶۵۶	فصل دوم...... مذہب نیچری	
۷۳۵	فصل سوم......سرسید کا نظریہ معجزات اور اس کی حقیقت	
۷۸۶	فصل چہارم......حضرت موسیٰ کے معجزات	
۸۰۷	حضرت عیسیٰ کے معجزات	
۸۴۱	فصل پنجم...... سرسید احمد خان کا احیاءِ اموات سے انکار اور اس کی حقیقت	
	باب:۶......ردّ قادیانیت	
۸۷۱	فصل اوّل......مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات	
۹۱۳	فصل دوم...... ختم نبوت	
۹۳۲	فصل سوم......حیات مسیح علیہ السلام	
۹۷۱	فصل چہارم......اسم احمد ﷺ اور محمد ﷺ	
۹۸۸	فصل پنجم......تصانیف، مناظرے	
۱۰۲۵	**تحقیق کا خلاصہ**	
۱۰۳۳	**المراجع والمصادر**	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب اول

دین اسلام

فصل اوّل......دین اور مذہب
اصول تفسیر

فصل دوم......اسلام دین فطرت
دین حق
توحید
رسالت

فصل سوم......تعارف مولانا ثناء اللہ
تعارف مولانا عبدالحق حقانی

فصل چہارم......ہندوستان میں اسلام کی آمد

فصل پنجم ......برصغیر میں انگریز کی آمد کے بعد ہندوستان
کی مذہبی حالت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱ فصل اوّل

دین اور مذہب

مذہب کی تعریف:

①...... اَلْمَذْهَبُ: " (مص) ج مَذَاهِب. اَلْمُعْتَقَدُ. اَلطَّرِيْقَةُ. اَلْاَصْلُ ، مَذَاهِبُ الْإِسْلَامِ اَرْبَعَةٌ اَلْحَنَفِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَالْحَنْبَلِيُّ وَالْمَالِكِيُّ " [۱]

"مذہب یہ مصدر ہے بمعنی روش، طریقہ، اعتقاد، اصل، اس کی جمع مذاہب آتی ہے۔ اسلام کے مشہور مذاہب چار ہیں حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی۔"

②...... ذَهَبَ مَذْهَبَ فُلَانٍ اَیْ قَصَدَ قَصْدَهٗ وَ طَرِيْقَهٗ وَ ذَهَبَ فِی الدِّيْنِ مَذْهَبًا رَأٰی فِيْهِ رَأْيًا اَوْ اَحْدَثَ فِيْهِ بِدْعَةً " [۲]

"مذہب کا معنی ہے قصد کرنا، طریقہ اختیار کرنا، جیسا کہ یہ جملہ بولتے ہیں "ذَهَبَ مَذْهَبَ فُلَانٍ وَ طَرِيْقَهٗ " اس نے فلاں کا قصد کیا، اس نے فلاں کا طریقہ کار اختیار کیا۔""

وَ ذَهَبَ فِی الدِّيْنِ مَذْهَبًا کا معنی ہے اس نے دین میں کوئی رائے اختیار کی یا اس نے دین میں کوئی بدعت (نئی چیز) ایجاد کی۔

③...... " اَلْمُعْتَقَدُ الَّذِیْ يُذْهَبُ اِلَيْهِ ...... وَ يُقَالُ ذَهَبَ فُلَانٌ مَذْهَبًا حَسَنًا " [۳]

دین کی تعریف:

①...... اَلدِّيْنُ: دِيْنٌ (ج) اَدْيَانٌ (ضِدٌّ) اَلطَّاعَةُ ، اَلْمَعْصِيَةُ . اَلْوَرَعُ . اِسْمٌ لِجَمِيْعِ مَا يُعْبَدُ بِهِ اللّٰهُ ، اَلْمِلَّةُ ، اَلْمَذْهَبُ اَلسِّيْرَةُ ، اَلْعَادَةُ ، اَلْحَالُ ، اَلشَّاْنُ ، اَلْاِكْرَاهُ ، اَلْقَهْرُ ، اَلْغَلَبَةُ يُقَالُ قَوْمٌ دِيْنٌ اَیْ دَائِنُوْنَ بِمَعْنٰی خَاضِعِيْنَ " [۴]

"دین کی جمع ادیان ہے اور یہ لفظ اضداد میں سے ہے۔ طاعت، نافرمانی، پرہیزگاری، یہ ان تمام چیزوں کا نام ہے جو اللہ کی عبادت کے تحت آتی ہیں۔ ملت، مذہب، سیرت، عادت، حالت مجبوری

---

[۱] لویس معلوف، المنجد، ص ۲۴۰، المطبعۃ الکاثولیکیۃ، ط: ۵، ۱۹۲۷ء، بیروت

[۲] د/ ابراہیم انیس، المعجم الوسیط، الجزء الاول ص: ۳۱۷، ۱۹۰۲ء، احیاء التراث الاسلامی بیروت

[۳] ابن منظور، لسان العرب، ج ۳، ص ۱۵۲۲، دار المعارف

[۴] المنجد ص ۲۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

پھر مقلبہ کہا جاتا ہے کہ "قوم دین" فرمانبرداری کرنے والے لوگ۔"

②..... دِيْنٌ : وَالْجَمْعُ اَدْيُنٌ : مِثْلَ أَعْيُنٍ وَ دُيُوْنٍ : [ف]

③..... اَلدِّيْنُ: اَلْاِسْلَامُ قَدْ دِنْتُ بِهٖ وَ فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَحَبَّةُ الْعُلَمَاءِ دِيْنٌ يُدَانُ بِهٖ وَالدِّيْنُ الْجَزَاءُ وَ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ لَا تَسُبُّوْا السُّلْطَانَ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ دِنْهُمْ كَمَا يَدِيْنُوْنَا اَيْ اَجْزِهِمْ بِمَا يُعَامِلُوْنَا وَالدِّيْنُ الْحِسَابُ وَ مِنْهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى : مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وَ قِيْلَ مَعْنَاهُ مَالِكِ يَوْمِ الْجَزَاءِ وَ قَوْلُهٗ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ اَيْ ذٰلِكَ الْحِسَابُ الصَّحِيْحُ وَالْعَدَدُ الْمُسْتَوِيْ وَالدِّيْنُ الطَّاعَةُ وَالدِّيْنُ الْعَادَةُ وَالشَّاْنُ تَقُوْلُ الْعَرَبُ مَا زَالَ ذٰلِكَ دِيْنِيْ وَ دَيْدَنِيْ اَيْ عَادَتِيْ وَ فِي التَّنْزِيْلِ "مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ" قَالَ قَتَادَةُ فِيْ قَضَاءِ الْمَلِكِ وَ فِي الْحَدِيْثِ اَنَّهٗ كَانَ عَلٰى دِيْنِ قَوْمِهٖ لَيْسَ بِهٖ مَا كَانُوْا عَلَيْهِ مِنْ شِرْكٍ وَ اِنَّمَا اَرَادَ اَنَّهٗ كَانَ عَلٰى مَا بَقِيَ مِنْهُمْ مِنْ اِرْثِ اِبْرٰهِيْمَ مِنَ الْحَجِّ وَالنِّكَاحِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ اَحْكَامِ الْاِيْمَانِ وَ قِيْلَ هُوَ مِنَ الدِّيْنِ وَ هُوَ الْعَادَةُ يُرِيْدُ بِهٖ اَخْلَاقَهُمُ الْكَرِيْمَةَ مِنَ الْكَرَمِ وَالشَّجَاعَةِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ" [ق]

"دین، اسلام ہے، جس کا معنی:

①..... اختیار کرنا، میں نے اس کو اختیار کر لیا جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں علماء کی محبت دین ہے جس کو اختیار کیا جاتا ہے۔

②..... دین کا معنی جزاء، بدلہ جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے تم بادشاہ کو گالی نہ دو۔ اگر ضروری ہو تو کہو اے اللہ! ان کو بدلہ دے جیسا وہ ہمارے معاملہ (سلوک) میں کر رہے ہیں۔

③..... دین کا معنی ہے حساب اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ اس کا معنی مالک یوم الجزاء حساب کے دن کا مالک اور اللہ کا فرمان ﴿ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾ کا معنی یہی ہے کہ حساب صحیح گنتی۔

④..... دین کا معنی ہے اطاعت -

⑤..... دین کا معنی ہے عادت، حالت

ف　لسان العرب، ج ۲، ص ۱۳۶۷

ق　الملل و النحل، الجزء الاول، ص ۳۳، طبع ثانی، ۱۹۹۲ء / ۱۴۱۳ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، للامام ابی الفتح محمد بن عبد الکریم الشہرستانی

www.KitaboSunnat.com
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ عرب لوگ کہتے ہیں: "مَا زَالَ ذٰلِكَ دِيْنِيْ" میری ہمیشہ یہی حالت رہی، جیسا کہ قرآن مجید کی سورۃ یوسف میں ﴿مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ﴾ تو یہاں دین الملک کا معنی امام قتادۃؒ فرماتے ہیں: "أَيْ فِيْ قَضَاءِ الْمَلِكِ" یعنی بادشاہ کے قانون میں اور حدیث میں نبی ﷺ اپنی قوم کے دین پر تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ (معاذ اللہ) شرک پر تھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین ابراہیم کے احکامات نکاح، حج وغیرہ جو باقی رہ گئے تھے آپ اس پر کاربند تھے۔ اس کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ اپنی قوم کی عادات پر تھے اس سے مراد اعلیٰ اخلاق، سخاوت و بہادری وغیرہ ہے۔

وَالدِّيْنُ: يُقَالُ لِلطَّاعَةِ وَالْجَزَاءِ وَاسْتُعِيْرَ لِلشَّرِيْعَةِ وَالدِّيْنُ كَالْمِلَّةِ لٰكِنَّهُ يُقَالُ اِعْتِبَارًا بِالطَّاعَةِ وَالْاِنْقِيَادِ لِلشَّرِيْعَةِ قَالَ: إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ وَ قَالَ وَ مَنْ أَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ أَيْ طَاعَةً۔

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"دین کے معنی اطاعت اور جزاء کے آتے ہیں اور بطور استعارہ دین بمعنی شریعت بھی آتا ہے اور دین ملت کی طرح ہے لیکن شریعت کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لحاظ سے اسے دین کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾ [7] (ترجمہ) "دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔" [8] ﴿وَ مَنْ أَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ﴾ (ترجمہ) "اس شخص سے کس کا دین اچھا ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے حکم کو قبول کیا اور وہ نیکوکار بھی ہے۔" [9]

دین، جزا، اطاعت، شریعت، بدلہ دینا، حکم ماننا، دین بمعنی ملت ہے۔ مگر اس کا استعمال اطاعت اور شریعت کی پابندی کے معنی میں ہوتا ہے۔ [10]

شریعۃ:

"شرع: الشَّرْعُ نَهْجُ الطَّرِيْقِ الْوَاضِحِ" [11]

---

7 آل عمران: ۱۹

8 النساء: ۱۲۵

9 المفردات فی غریب القرآن، ص ۱۷۵ ابی القاسم الحسین محمد الراغب الاصفہانی، دار المعرفۃ بیروت، لبنان

10 لغات القرآن، ج: ۳، ص: ۱۸، نعمانی عبدالرشید مولانا، ط: عمر فاروق اکیڈمی لاہور

11 المفردات، ص: ۴۵۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

"شرع" کا لغوی معنی واضح راستہ متعین کرنا ہے۔ اور شریعت سے مراد وہ احکام ہیں جو زمانہ کی ضرورتوں اور احوال وظروف کے مطابق بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً آدمؑ کی شریعت میں بہن و بھائی کا نکاح جائز تھا۔ یہ ایک اضطراری امر تھا جو بعد کی شریعتوں میں حرام قرار دیا گیا۔ اور حضرت یعقوبؑ کی زوجیت میں دو حقیقی بہنیں تھیں جو بعد کی شریعتوں میں حرام قرار دی گئیں۔ اسی طرح اس دور میں سجدہ تعظیمی جائز تھا۔ جو بعد میں حرام کر دیا گیا۔ سابقہ شریعتوں میں اموال غنیمت سے استفادہ حرام تھا امت مسلمہ کے لئے حلال قرار دے دیا گیا۔ غرض اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ شریعت (دین کے) فرق کو خود نبی ﷺ نے ان الفاظ سے سمجھا دیا۔

((اَلْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ أُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ)) [۴۲]

" تمام انبیاء علاتی بھائی (وہ بھائی جن کا باپ ایک مائیں الگ الگ ہوں) ہیں کہ ان کی مائیں (شریعتیں) الگ الگ ہیں اور ان کا دین (باپ) ایک ہی ہے۔"

اور قرآن مجید میں ہے:

﴿ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ ﴾

(ترجمہ) "اس اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے دین سے راہ متعین کی ہے۔" [۴۳]

وضاحت:

ائمہ لغت کی تصریحات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مذہب کا مطلب ہے رائے طریقہ اور روش وغیرہ اختیار کرنا جبکہ لفظ دین ایک وسیع مفہوم کا حامل ہے۔ اپنی سادہ ترین صورت میں بدلہ اور جزا و سزا کے معانی میں مستعمل ہے۔

چنانچہ مولانا حقانی رحمہ اللہ ﴿ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾ کے تحت لکھتے ہیں:

" دین (دَانَ يَدِيْنُ سے) جزا کو کہتے ہیں، عرب بولتے ہیں " كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ " جیسا کرے گا ویسا بھرے گا" چونکہ دین پر جزا ملتی ہے اس لئے اس کو دین کہتے ہیں اور اس کو اس لحاظ سے کہ وہ ایک راہ اللہ تعالیٰ کی ہے، اس پر خلق کو چلنا چاہئے اسے مذہب اور شریعت کہتے ہیں۔" [۴۴]

---

[۴۲] بخاری ج:۳ص:۲۲۹،۴۳۰، باب: واذکر فی الکتٰب مریم، و مسلم ج:۲ص:۲۶۱ باب فضائل عیسیٰ عن ابی ہریرہ

[۴۳] مولانا عبدالرحمن الکیلانی مترادفات القرآن مع الفروق اللغویۃ، ص:[illegible]، مکتبہ دار السلام، لاہور ۱۹۹۹ء

[۴۴] تفسیر حقانی ج۱،ص۴۲

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی لکھتے ہیں: "مختصراً دین چار معانی میں مستعمل ہوا۔

①.....اللہ تعالیٰ کی مکمل و کامل حاکمیت:

جو ① ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ [۱۶] میں ہے اور

② ﴿فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ [۱۷] میں ہے۔

②.....انسان کی مکمل عبودیت و بندگی:

① ﴿وَ لَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا﴾ [۱۸] (ترجمہ) "اور اسی کی بندگی دائمی ہے۔"

② ﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ﴾ [۱۹] (ترجمہ) "خبردار اللہ ہی کے لئے ہے بندگی خالص"

③.....قانون جزا و سزا:

① ﴿اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ﴾ [۲۰] (ترجمہ) "کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو روز جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے۔"

② ﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ﴾ [۲۱]

(ترجمہ) "پھر اس کے پیچھے بدلے کو کیوں جھٹلاتے ہو۔"

④.....قانون کے نفاذ کی قدرت:

①..... ﴿وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا﴾ [۲۲]

(ترجمہ) "(اے نبی ﷺ) اور تو لوگوں اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے۔"

②..... ﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾

(ترجمہ) "دین تو اللہ کے نزدیک (صرف) اسلام ہے۔" [۲۳]

③..... ﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ [۲۴]

(ترجمہ) "اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرتا چاہے تو ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔"

"دین سے مراد قیامت، روز جزا اور سزا ہے۔ تو یہ چار معنی ہیں جن کے لئے دین کا لفظ

---

۱۶ یوسف:۷۶ — ۱۷ النحل:۵۲
۱۸ الزمر:۳ — ۱۹ الماعون:۱
۲۰ التین:۷ — ۲۱ النصر:۲
۲۲ آل عمران:۱۹ — ۲۳ آل عمران:۸۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استعمال ہوتا ہے۔دین کا پہلا معنی ہے: حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ، دوسرا معنی ہے: حاکمیت کے مقابلے میں تسلیم و اطاعت، تیسرا معنی ہے: وہ نظام فکر و عمل جو اس حاکمیت کے زیر سایہ چلتا ہے یا وہ قانون جو حاکم کی طرف سے اپنی رعایا کو دیا جاتا ہے اور چوتھا مفہوم مکافات عمل ہے۔ دین کے لفظ کو سمجھنے کے لئے ان چاروں معنوں کو اکٹھا کر لیں کیونکہ ان میں سے کوئی ایک معنی بھی دین کے اس مفہوم کو پوری طرح ادا نہیں کرتا جو مفہوم قرآن اسے دینا چاہتا ہے اور مشکل یہ ہے کہ دین کا ترجمہ و مفہوم بیان کرنے کے لئے کوئی لفظ نہ اردو میں، نہ فارسی میں، نہ انگریزی زبان میں اور نہ کسی اور زبان میں ایسا موجود نہیں جو دین کا مفہوم پوری طرح ادا کر سکے۔"[۲۴]

خلاصہ......دین و مذہب کی تعریف:

اسلام کے مقابلہ میں دیگر ادیان باطلہ کو اردو عرف عام میں مذہب کہتے ہیں جیسے عیسائی مذہب، یہودی مذہب وغیرہ لیکن عربی زبان کی صحیح اصطلاح کے مطابق مذہب کا اطلاق مسلمانوں کے آپس کے فرقوں اور جماعتوں پر ہوتا ہے جیسے مذاہب اربعہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی جو چار مشہور ائمہ کی طرف منسوب ہیں۔

اسلام اور اس کے مقابلہ میں دیگر ادیان باطلہ پر دین کا لفظ بولا جاتا ہے اس لئے ہم یہاں دین کی لغوی و اصطلاحی تعریف کریں گے۔

لغوی معنی:

دین عربی زبان کا لفظ ہے جو فعل ثلاثی دان یدین سے مشتق ہے۔ یہ لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ اگر لازم ہو تو اس کا معنی مالک بننا، محاسبہ کرنا اور بدلہ دینا ہے۔ اگر متعدی باللام ہو تو اس کا معنی کسی کے لئے جھکنا اور فرمانبردار بننا ہے۔ اور اگر متعدی بالباء ہو تو اس کا معنی کسی کو اپنا دین، مذہب اور بطور عقیدہ و نظریہ اختیار کرنا ہے اور یہی معنی یہاں مراد ہے۔ دین کی جمع ادیان ہے۔[۲۵]

اصطلاحی معنی:

اصطلاحی طور پر دین کی کئی ایک تعریفات کی گئی ہیں جن میں زیادہ مشہور یہ ہے۔

---

۲۴ تدبر قرآن۔ ماہنامہ ص ۹،۱۰، ڈاکٹر صدیقی مجدد اسلم فروری ۲۰۰۲ء، ہذیب ٹرسٹ ، لاہور

۲۵ لسان العرب، المعجم الوسیط مادہ د، ی، ن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

"وحی الٰہی کے ذریعہ حاصل کردہ شریعت دین کہلاتی ہے۔" لیکن یہ تعریف آسمانی ادیان پر صادق آتی ہے جبکہ غیر آسمانی ادیان کو بھی اصطلاحی طور پر دین ہی کہیں گے اگرچہ وہ باطل ہیں۔ اس لئے دین کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے۔ "دین کسی ذات کے مقدس ہونے کا عقیدہ رکھنا اور اس کے لئے ایسے اعمال کو بجالانا جو اس ذات کے لئے عاجزی و انکساری محبت اور خوف و امید پر دلالت کرتا ہو۔"[۲۶]

آسمانی ادیان:

انسانوں نے جو ادیان و مذاہب اختیار کر رکھے ہیں ان کی دو بڑی قسمیں ہیں۔

۱۔ آسمانی ادیان: جن کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے اور یہ وہ ادیان ہیں جو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں اور اس کے ساتھ شرک کی نفی کرتے ہیں۔ ان میں سب سے پہلا اسلام ہے۔ اس کے بعد یہودیت اور عیسائیت ہیں جن میں اب تحریف واقع ہو چکی ہے۔

غیر آسمانی ادیان:

یہ وہ ادیان ہیں جن کی بنیاد وحی الٰہی پر نہیں ہے۔ یہ بت پرستی اور شرک کی دعوت دیتے ہیں جیسے ہندوازم، بدھ مت وغیرہ وغیرہ۔ یہ قومیں اسلام کی توحید خالص کا مقابلہ کیونکر کر سکتی ہیں جبکہ انہوں نے اللہ کے سوا ہر چیز کے سامنے اپنی پیشانی جھکا دی ان میں سے یہودی اور عیسائی ایسی قومیں ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو اس قدر نیچے گرا دیا کہ اسے بشری خصوصیات کا محکوم بنا دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سب کو یہ تعلیم دی ہے کہ انسانوں میں سے برگزیدہ ہستیاں ہماری نمائندہ بن کر اس دنیا میں مبعوث کی گئیں اور بجز انسان، نبی اور رسول کے اور وہ کچھ نہیں۔ آج پوری دنیا پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اسلام کی صداقت کا بنیاد اس کی خالص توحید ہے۔ فرمایا:

﴿ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴾[۲۷]

(ترجمہ) "اور لوگو! تمہارا معبود خدائے واحد ہے اس بڑے مہربان رحم کرنے والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"

---

۲۶ دراسات فی الادیان ص ۷ ۲۷ البقرة ۱۶۳

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصول تفسیر

علم تفسیر اپنی عظمت جلالت قدر، وسعت اور جامعیت کے اعتبار سے تمام علوم وفنون میں ممتاز ہے اور اس علم میں قرآن کریم کے مفہوم کو کھول کھول کر بیان کیا جاتا ہے اس لئے تفسیر کا اطلاق قرآن کریم کی تشریح پر ہوتا ہے۔فن تفسیر پر صحابہ کرام سے لے کر بے شمار اہل علم نے متعدد زبانوں میں کتابیں لکھی ہیں جن کی تعداد اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور برصغیر میں علمائے کرام نے بھی بلاشبہ اس فن پر بہت اچھا کام کیا ہے۔دور حاضر میں جن حضرات کی کتب تفاسیر کو خاص اہمیت حاصل ہے ان میں مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا عبدالحق حقانی رحمہ اللہ کا نام بھی آتا ہے۔لہٰذا قرآن کریم کی برکتیں اور رحمتیں صرف اسی صورت میں میسر آ سکتی ہیں جب ہم اسے اپنا رہبر ورہنما تسلیم کریں اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"امت مسلمہ کی اشد ترین ضرورت قرآن مجید کی معرفت ہے اس لئے قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے، ذکر حکیم ہے، صراط مستقیم ہے، جس کے ذریعے نفسانی خواہشات غلط رخ اختیار نہیں کر سکتیں، اس سے زبانیں دروغ گوئی سے پاک رہتی ہیں، اس کی عجائبات ختم نہیں ہوتیں، علماء اس سے سیر نہیں ہوتے، جس نے قرآن کی بات کی اس نے سچ کہا، جس نے اس پر عمل کیا وہ ماجور ہوا، جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا اس نے عدل کیا، جس نے اس کی دعوت دی وہ صراط مستقیم پر گامزن ہوا۔جس نے اسے جبر وقہر کی وجہ سے ترک کیا اللہ نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔جس نے قرآن کے علاوہ کسی دوسرے ذریعے سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کی وہ گمراہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى ۝﴾ [۱]

"اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔وہ کہے گا کہ میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو

[۱] سورۃ طہٰ، ۱۲۴-۱۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھا بھالا تھا؟ اللہ فرمائے گا کہ ایسا ہی (چاہیے تھا) تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تو نے ان کو بھلا دیا اسی طرح آج ہم تجھ کو بھلا دیں گے۔"

دوسری جگہ فرمان الٰہی ہے:

﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○﴾ [۲۹]

(ترجمہ) "بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آ چکی ہے جس سے اللہ اپنی رضا پر چلنے والوں کو نجات کے راستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیروں میں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور ان کو سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ وَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ○﴾ [۳۰]

"الر (یہ) ایک (پرنور) کتاب (ہے) اس کو ہم نے تم پر اس لئے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاؤ۔ یعنی ان کے پروردگار کے حکم سے غالب اور قابل تعریف (اللہ) کے راستے کی طرف، وہ اللہ کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور کافروں کے لئے سخت عذاب (کی وجہ) سے خرابی ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِيْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ [۳۱]

"اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدس کے ذریعے سے (قرآن) بھیجا ہے۔ تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان کو، لیکن ہم نے اس کو نور بنایا ہے کہ اس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور بیشک تم (اے محمد ﷺ) سیدھا راستہ دکھاتے ہو۔"

[۲۹] سورۃ المائدہ ۱۶، ۱۵ [۳۰] سورۃ ابراہیم ۲، ۱

[۳۱] سورۃ الشوریٰ ۵۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

جب کسی علم کو فن کا مقام حاصل ہو جاتا ہے تو پھر اس کے اصول و قواعد بھی تیار ہوتے ہیں۔ علم تفسیر باقاعدہ ایک "فن" ہے۔ اس کے اصول جب وضع ہوتے ہیں تو انہیں "اصول تفسیر" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔[32]

تفسیر اور تأویل:

① تفسیر "فسر" سے ماخوذ ہے اس سے مراد کسی چیز کا کھولنا اور ظاہر کرنا ہے۔

قرآن مجید میں لفظ تفسیر صرف ایک دفعہ استعمال ہوا ہے۔

﴿ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴾

"اور یہ لوگ آپ کے پاس جو اعتراض کی بات لاتے ہیں ہم اسکا سچا جواب اور عمدہ توجیہ آپ کو بتائیں گے"۔[33]

② لغۃ "تفسير" : فعل، فَسَّرَ، يُفَسِّرُ کا مصدر ہے، بمعنی تشریح و توضیح۔[34]

③ "فَسَّرَ الشَّيْءَ۔ وَضَّحَهُ۔ وَ آيٰتُ الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ : وَ شَرَحَهَا وَ وَضَّحَ مَا تَنْطَوِي عَلَيْهِ مِنْ مَعَانٍ وَ أَسْرَارٍ وَ أَحْكَامٍ"

"کسی چیز کی وضاحت کی، خوب وضاحت کی، قرآن کریم کی آیات کی (تشریح) کی، اور انہی آیات کو کھول کھول کر بیان کیا، (قرآنی آیت) میں جو اسرار و رموز اور احکام الٰہیہ ہیں ان کے معانی کو تفصیل سے بیان کیا۔"[35]

④ اَلْفَسْرُ : "کسی چیز کو واضح کرنا، کسی مستور چیز کو ظاہر (عریاں) کرنا، جس طرح تفسیر کا مفہوم ہے۔ (فسر مصدر ہے) فعل ضَرَبَ وَ نَصَرَ دونوں کے وزن پر آتا ہے) جیسے طبیب کا مریض کے پیشاب کو دیکھ کر مرض کی تشخیص کرنا، یا کھوج لگانا (جسے تفسرا کہتے ہیں)۔[36]

⑤ فَسَّرَ کے معانی بیان، فَسَّرَ الشَّيْءَ سے مراد کسی چیز کی تشریح، فَسَّرَهُ اس کی وضاحت اور تفسیر کا بھی یہی

---

[32] ابن تیمیہ مقدمہ فی الاصول التفسیر، ج۵، ص۳، دار القرآن الکریم، بیروت

[33] الفرقان: ۳۳

[34] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج۶، ص۲۸۸، [لاہور؟] ۱۹۵۶ء

[35] دار الامام أنيس، المعجم الوسيط، ج۲، ص۶۹۵، ط، الثانية، دار احياء التراث العربي، بيروت

[36] الحسینی محمد مرتضی، القاموس ج۲، ص۱۱۴، دار المکتبہ [الحیات؟]، بیروت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفہوم ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ فسّر سے مراد کسی مستور چیز کا کھولنا تفسیر سے مراد مشکل لفظ کے مفہوم کو بیان کرنا، کھول دینا۔ [27]

التفسیر:

⑥ تفسیر فسرّ سے ماخوذ ہے، اس سے مراد کسی چیز کا کھولنا اور ظاہر کرنا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ فسرّ سفر کا الٹ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ صبح نمودار ہوئی یعنی جب صبح روشن ہو جائے اس سے یہ ہے کہ عورت نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھایا یعنی اس نے اپنا چہرہ کھول دیا۔ [28]

⑦ فسرّ الـفسر: کہا گیا ہے کہ تفسیر سے مراد الفاظ کے مفردات اور اس کے عجائب سے مختص علم کا نام ہے۔ تفسیر کا ایک معنی تاویل بھی کیا گیا ہے یعنی خوابوں کی تعبیر یا تاویل (قرآن میں ہے) بہترین تشریح یا توضیح۔ [29]

⑧ "تفسیر کے لغوی معنی واضح کرنے اور کھول دینے یا کھول کر بیان کرنے کے ہیں۔ سورۃ الفرقان میں ہے وہ جو مثال بھی آپ کے پاس لائیں گے ہم اس کے مقابلے میں آپ کے پاس حق اور اس کی بہترین تفسیر و تشریح لائیں گے۔ اس آیت میں تفسیر سے مراد تشریح اور تفصیل ہے۔ تفسیر فسـر سے ماخوذ ہے اس کے معانی ہیں ظاہر کرنا، کھول دینا، بے حجاب کرنا اور بے نقاب کر دینا۔" [30]

⑨ التفسیر: تفسیر "فسرّ" سے بروزن تفعیل ہے اس کا معنی "بیان"، "اسرار کا کھولنا"، کہا گیا ہے کہ یہ لفظ "سفر" کا الٹ ہے۔ [31]

⑩ "تفسیر کا لغوی معنی وضاحت اور کھول کر بیان کرنا ہے۔"

علامہ زرکشی نے علم تفسیر کی تعریف یوں کی ہے:

"یہ وہ علم ہے جس سے قرآن کریم کا فہم حاصل ہوتا ہے اور اس کے معانی کی وضاحت اور اس کے احکام اور حکمتوں کا استنباط کیا جا سکے۔" [32]

---

[27] لسان العرب، ج۹ ص ۳٦۱ مؤسسة المصرية العامة، مصر

[28] السیوطی التحبیر فی علم التفسیر، ص: ۳٦

[29] المفردات، ص ۳۸۰

[30] الذهبی، محمد حسین، التفسیر و المفسرون ج۱، ص ۱۳ دار الکتب، مصر

[31] السیوطی الاتقان، ج ۲، ص ۱۴۳، دار النشر الکتب الاسلامیة لاہور

[32] الزرکشی بدر الدین، البرهان فی علوم القرآن، ج۱، ص ۱۳، دار المعرفة، بیروت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ محمود آلوسی (م ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

''علم تفسیر وہ علم ہے جس میں الفاظ قرآن کی ادائیگی کے طریقے، ان کے مفہوم، ان کے افرادی اور ترکیبی احکام اور ان کے معانی سے بحث کی جاتی ہے۔ جو ان الفاظ سے ترکیبی حالت میں مراد لئے جاتے ہیں۔''[43]

مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

تفسیر کا مفہوم:

مولانا ثناء اللہ لکھتے ہیں ''تفسیر ج تفاسیر ف س ر (فسر) بمعنی توضیح وتشریح یہ لفظ علمی (Scientific) اور فلسفہ کی کتابوں کی شروح کے لئے ہوتا ہے اور ''شرح'' کا مترادف ہے۔ اور س۔ف۔ر 'سفر' دونوں مادوں میں کھولنے اور حجاب ہٹا دینے کے معنی پائے جاتے ہیں۔ لیکن 'سفر' ظاہری اور مادی اشیاء کو کھول کر سامنے لانے کے معانی میں مستعمل ہے۔ تفسیر فسر سے باب تفعیل کا مصدر ہے اور فسر کا استعمال معنوی اور باطنی اشیاء کو کھول کر بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے اور اس کے معانی کسی عبارت کے مطلب کو واضح کرنے کے لئے ہیں۔ یعنی عربی زبان کے محاورات کا فہم۔''[44]

مولانا عبدالحق حقانی رقمطراز ہیں:

''لفظ ''تفسیر'' دراصل ''فَسْرٌ'' سے ہے جس کے معنی ''کشف (کھولنا)'' کے ہیں۔ یعنی اس سے مراد متکلم کا ظاہر کرنا ہے جس میں شک وشبہ باقی نہ رہے۔ اور اس علم میں چونکہ قرآن کریم کے مفہوم کو کھول کھول کر بیان کیا جاتا ہے اس لئے اس کو ''علم تفسیر'' کہتے ہیں۔ چنانچہ اس سے ثابت ہوا کہ ''تفسیر بالرائے'' حرام ہے۔''[45]

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَفِي رِوَايَةٍ: بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»[46]

تفسیر کا اصطلاحی مفہوم:

''تفسیر اصطلاحاً وہ علم ہے جس میں قرآن کریم کے معانی اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق بشری استطاعت

---

[43] ابوالفضل شہاب الدین الآلوسی روح المعانی، ج۱، ص ۴، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت

[44] آیات متشابہات ص ۱ مطبع اہلحدیث امرتسر ۱۹۰۱

[45] تفسیر حقانی، جلد ۱، مقدمہ، ص ۹۰

[46] اخرجہ الترمذی، ج ۴، ص ۲۰۵، ۲۶۰

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق بیان کرتا ہے۔"[۴۷]

اصطلاحاً تفسیر کا اطلاق مشکل الفاظ، پیچیدہ فقرات اور مغلق مجمل کتب کی تشریح اور توضیح پر ہوتا ہے۔لیکن قرآن مجید کے نزول کے بعد یہ فن صرف قرآن حکیم کے ساتھ منسلک ہو کر رہ گیا ہے۔علمی اور فلسفی کتابوں کی شرح کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے اور شرح کا مترادف ہے۔دنیائے اسلام میں تفسیر سے مراد تفسیر قرآن اور خود علم تفسیر ہے۔"تفسیر قرآن، علوم اسلامیہ کا ایک علم ہے۔جس کا مقصد قرآن کے معنی کی تشریح و توضیح، آیات عقائد ان کے اسرار و رموز اور ان کی حکمتوں اور احکام الٰہی کو بیان کرتا ہے۔"[۴۸]

تفسیر کے اصطلاحی مفہوم کو بیان کرنے کے لئے علماء کے مختلف اقوال ہیں۔سب سے بہترین قول ابوحیان کا ہے۔فرماتے ہیں:

"تفسیر ایسا علم ہے جس میں قرآن کریم کے الفاظ کی ادائیگی یعنی علم القراءت اور ان الفاظ کے مدعا و مقصود سے حسب استطاعت بحث کی جاتی ہے۔اس کے احکام ضروری اور ترکیبی کو بیان کیا جاتا ہے۔یعنی تفسیر میں روایت کا معاملہ بھی آتا ہے، اس میں تاویل یعنی درایت کی بحث بھی ہوتی ہے۔علم صرف و نحو، علم بیان اور علم بدیع کا بیان بھی ہوتا ہے۔اس میں حقیقت اور مجاز کی بحث بھی آتی ہے۔کیونکہ ترکیب اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ الفاظ کے ظاہری معانی کو یہاں من و عن نہ لیا جائے بلکہ جو چیز اصل مقصود ہوتی ہے وہ مجاز ہوتی ہے۔اس کے ساتھ ناسخ و منسوخ کا علم، شان نزول کا بیان اور قرآن مجید میں جو باتیں اجمالی طور پر بیان کی گئی ہیں انھیں واضح طور پر پیش کیا جائے۔"[۴۹]

"اصطلاحی طور پر تفسیر ایسا علم ہے جس میں قرآنی آیت کے نزول، ان سے متعلق واقعات، شان نزول، مکی و مدنی سورتوں کی خصوصیات، محکم و متشابہ، ناسخ و منسوخ، خاص و عام، مطلق و مقید، مجمل و مفصل، حلال و حرام، وعد و وعید، امر و نہی، عبرت اور امثال وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔"[۵۰]

"دنیائے اسلام میں لفظ تفسیر سے مراد بالخصوص قرآن کی تفسیر اور خود علم تفسیر ہے۔علم کی یہ شاخ جسے عِلْمُ الْقُرْآنِ وَالتَّفْسِيْرِ کہتے ہیں علم حدیث کی ایک خاص اور اہم شاخ ہے۔مدرسوں اور جامعات میں اس کی تعلیم دی جاتی ہے۔تفسیر کی توضیح میں یہ کہنا کافی ہے کہ وہ کلام اللہ کے مطلب بیان کرنے کا نام ہے یا

۴۷ الزرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن دمشق 1372ھجری

۴۸ المعجم الوسیط، ج ۲، ص ۶۹۵

۴۹ ابو حیان، البحر المحیط، ج ۱، ص ۱۳، دار الفکر العربی القاہرہ

۵۰ الاتقان، ج ۲، ص ۱۷۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ اس کا کام قرآن مجید کے الفاظ و معنی کی تشریح کرنا ہے۔ [۵۱]

تأویل:

"لغوی معنی: تاویل کا مادہ ا و ل (اول) رجوع کرنا، لوٹنا، منحرف کرنا وغیرہ۔ تاویل کلام سے مراد اس کی تشریح و توضیح، کسی چیز سے انحراف کرنا، اس کی تحریف کرنا اور اس سے مراد خوابوں کی تعبیر بھی ہے۔" [۵۲]

"اول" کے معنی رجوع کرنا ہے۔ کسی چیز سے منحرف ہونا، حدیث میں آتا ہے کہ "جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا، نہ ہی اس کا روزہ ہوا اور نہ ہی اس نے نیکی کی طرف رجوع کیا۔" تاویل کلام سے مراد اظہار اور تشریح و تعبیر ہے۔" [۵۳]

تفسیر، تاویل اور تعبیر مترادف ہیں، تاویل اور تفسیر کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس لئے بعض علماء نے تفسیر و تاویل کو ہم معنی و ہم مفہوم قرار دیا ہے اور کچھ علماء ان دونوں کو یکسر اور ایک دوسرے سے مختلف مانتے ہیں۔

ابن حبیب نیشاپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ہمارے زمانے میں مفسرین کی ایک تعداد ایسی بھی ہے کہ اگر ان سے تفسیر اور تاویل کا فرق پوچھا جائے تو وہ واضح نہ کر سکیں گے۔" [۵۴]

"تأویل = اپنے مشہور ترین معانی کے لحاظ سے تفسیر کا مترادف ہے۔ جن آیات میں تاویل کا لفظ آیا ہے تو وہ ان معنوں میں آیا ہے کہ بات کو واضح کرنا، پوشیدہ معنی کو عیاں کرنا اور کھول کر بات کو بیان کرنا۔" [۵۵]

ابو عبیدہ لکھتے ہیں:

"اَلتَّفْسِیْرُ وَالتَّأْوِیْلُ بِمَعْنًی وَّاحِدٍ" [۵۶]

تفسیر و تاویل ہم معنی الفاظ ہیں (ان میں کوئی فرق و اختلاف نہیں)۔"

"اَلتَّفْسِیْرُ مَا یَتَعَلَّقُ بِالرِّوَایَةِ وَالتَّأْوِیْلُ مَا یَتَعَلَّقُ بِالدِّرَایَةِ۔"

(ترجمہ) "تفسیر کا تعلق علم روایت سے ہے اور تاویل کا تعلق علم درایت سے ہے۔" [۵۷]

بہر حال ان اقوال کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ "ترتیب عبارت سے جو مفہوم اخذ ہو سکے

---

۵۱ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۶، ص ۲۸۸، ۲۸۹
۵۲ القاموس، ج ۳، ص ۳۳۱
۵۳ لسان العرب، ج 13، ص ۳۲، ۳۳
۵۴ الاتقان، ج ۲، ص ۱۷۳
۵۵ مناهل العرفان ص ۷، المطبوعات الاسلامی، دمشق
۵۶ الاتقان: ۱۷۳
۵۷ الاتقان، ج ۲، ص ۱۷۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے بیان کو تفسیر کہتے ہیں اور ایسی عبارت جس میں مفہوم اشارہ وکنایہ سے معلوم ہو اس کے کشف و بیان کا نام "تاویل" ہے۔"تاویل دراصل الفاظ کے ممکنہ مختلف معانی سے کسی ایک کو خاص دلیل کی بنیاد پر ترجیح دینا ہے۔ترجیح میں اجتہاد پر اعتماد کیا جاتا ہے۔الفاظ کے معانی و مفاہیم کو لغت عرب کے تناظر میں تلاش کیا جاتا ہے۔[58]

قرآن مجید میں لفظ تاویل کل سترہ مرتبہ آیا ہے۔

1. ......سورۃ آل عمران میں دو بار
2. ......سورۃ النساء میں دوبار
3. ......سورۃ الاعراف میں دوبار
4. ......سورۃ یونس میں ایک بار
5. ......سورۃ یوسف میں آٹھ بار
6. ......سورۃ بنی اسرائیل میں دوبار
7. ......سورۃ الکھف میں دو بار

① سورۃ آل عمران میں تاویل سے اصل مراد یا مقصود لیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ......﴾

(ترجمہ)"وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں اور وہی اصل کتاب ہے اور بعض متشابہ ہیں۔تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں اور مراد اصلی کا پتہ لگائیں اور حالانکہ مراد اصلی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو عقلمند ہی قبول کرتے ہیں۔"[59]

آیت بالا کے عنوان کے تحت مولانا حقانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"محکم متشابہ کے معنی میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔بعض کہتے ہیں محکم وہ کلام ہے جس کی مراد معلوم ہو۔"خواہ بالظہور خواہ بالتاویل"اور متشابہ وہ (کلام) ہے جس کو خالص خدا ہی جانتا ہے جیسا کہ خروج دجال و قیامت۔بعض نے کہا کہ محکم وہ ہے کہ جس کے

---

[58] التفسیر والمفسرون،ج۲،ص۲۲ [59] آل عمران:۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معنی واضح ہوں اور متشابہ اس کے برعکس۔ ۱۰

② سورۃ النساء میں انجام کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

﴿ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾ ۱۱

(ترجمہ) "یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔"

③ سورۃ الاعراف میں وقوع کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

﴿ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ ﴾ ۱۲

(ترجمہ) "کیا یہ لوگ اس کے وقوع کے منتظر ہیں جس روز وہ واقع ہو جائے گا۔"

④ سورۃ یونس میں حقیقت حال کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

﴿ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ﴾ ۱۳

(ترجمہ) "حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کے علم پر انہیں عبور حاصل نہ ہو سکا اس کو نادانی سے جھٹلایا اور اس کی حقیقت ابھی ان پر کھلی ہی نہیں۔"

⑤ سورۃ یوسف میں خواب کی تعبیر کے معنوں میں لفظ "تاویل" استعمال ہوا ہے۔

﴿ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ﴾ ۱۴

(ترجمہ) "اور اس طرح تیرا رب آپ کو برگزیدہ کرے گا اور خوابوں کی تعبیر کا علم سکھائے گا۔"

اور سورۃ یوسف کی آیات (۲۱، ۳۶، ۳۷، ۴۴، ۴۵، ۱۰۰، ۱۰۱) میں بھی تاویل الاحادیث کا ذکر ہے۔

⑥ سورۃ بنی اسرائیل میں انجام کار (عاقبت) کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

﴿ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾ ۱۵

(ترجمہ) "اور یہ بہت اچھی بات اور انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔"

⑦ سورۃ الکہف کی دونوں آیتوں میں موجب و محرک (اسباب) کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

﴿ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴾ ۱۶

(ترجمہ) "مگر جن باتوں پر تم صبر نہ کر سکے تو میں ان کا مطلب تمہیں بتائے دیتا ہوں۔"

۱۰۔ تفسیر حقانی، ج ۱، ص ۴۸
۱۱۔ آیت: ۵۹
۱۲۔ آیت: ۵۳
۱۳۔ آیت: ۳۹
۱۴۔ آیت: ۶
۱۵۔ آیت: ۳۵
۱۶۔ آیت: ۷۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ذٰلِكَ تَأْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ [۳۷]

(ترجمہ) "یہ ان باتوں کا موجب (محرک وسبب) ہے جن پر تم صبر نہ کر سکے۔"

مولانا عبدالحق حقانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لفظ "تاویل"، "اول" سے مشتق ہے، جس کے معنی "رجوع" کے ہیں۔ یعنی ایک کلام کو کہ جس میں چند احتمال ہوں "ایک خاص احتمال" کی طرف قرائن سے رجوع کرنا، اس لئے "کلام مفسر"..... "کلام مأوّل" سے "قوی الدلالۃ" ہے۔

"لغوی معنی کے اعتبار سے تفسیر رسول اللہ ﷺ اور کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال ہی میں منحصر ہو گئی"۔ امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ "فن تفسیر" میں دقیق تحقیقات ہوتی گئیں جنہیں علماء نے لکھنا شروع کر دیا۔ پس اس طرح اب فن تفسیر وہ نہ رہا جو کہ خاص صحابہ کے دور میں تھا۔ جس میں تفسیر بالرائے سے کلام کرنا حرام تھا۔ اس طرح تفسیر کے دو جز ہوئے۔

① حقیقی تفسیر جس کو "نقلی" کہتے ہیں جو کہ آثار سلف واقوال قدماء کی طرف مستند ہے۔

② حل لغات و بیان محاورات جس کو "عقلی" تفسیر کہنا چاہئے۔ یہ بھی مفسرین کی افراط وتفریط سے خالی نہیں۔ مثلاً قواعد صرف ونحو میں "سیبویہ" وغیرہ سے موبن فن کی یہاں تک تقلید کی کہ قرآن کی بامحاورہ فقروں میں قواعد کی کھینچا تانی سے پر تکلف تاویلات کر ڈالیں۔ اس طرح متصوفین ایسی توجیہات باطلہ کرتے ہیں کہ جن سے قرآن کا اصل مدعا بالکل متروک ہو جاتا ہے۔ [۳۸]

<u>مولانا حقانیؒ سر سید کے تفسیری رجحانات کا رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:</u>

چنانچہ اسی طرح دہریوں، لا مذہبوں نے بھی اپنے فلسفیانہ اور ملحدانہ نظریات کے تابع قرآن کو کر دیا ہے۔ جس جگہ آیات قرآنیہ ان کے برخلاف ہیں وہاں نہ محاورہ اہل زبان کی، نہ قواعد صرف ونحو کی، نہ اقوال سلف کی پابندی کی ہے بلکہ تاویل (جو دراصل انکار ہے) کر کے قرآن کی تفسیر تو کیا بلکہ اس کو محرف کر دیا۔ معتزلہ تفاسیر ہمارے قول کے لئے شاہد عدل ہیں اور ان سے بھی بڑھ کر آنریبل سید احمد خان صاحب کی تفسیر کو ملاحظہ فرمائیے کہ جس میں یورپ کے ملحدوں کی تقلید کر کے قرآن مجید کو بالکل محرف کیا ہے۔ خرق عادت اور معجزات انبیاء اور ملائکہ اور جن اور شیطان اور نعماء جنت وعقوبات دوزخ کا انکار کیا ہے۔ اور پیغمبر

۳۷ آیت: ۸۲

۳۸ حقانی، ج ۱، ص ۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی وحی اور نزول قرآن کو مجنونانہ خیال بتلایا ہے۔اور وجود آسمان اور اثر دعا وغیرہ بہت امور منصوصہ پر مسخکہ کیا ہے اور جب علماء نے انکو ان کے بے اصل اقوال پر قائل کیا اور ان کی علوم قرآن اور علوم اسلام سے محض ناواقفیت ثابت کر دی تو کیا حیلہ کیا کہ لوگوں کے روبرو مجالس عامہ میں کچھ ابلہ فریب باتیں بنا کر اور رقت دلا کے یہ کہہ دیا۔

صاحبو! میرا عقیدہ بھی وہی ہے جو سلف کا ہے مگر اس وقت اسلام پر علوم جدیدہ سے وہ مصیبت برپا ہے جو بنی العباس کے عہد میں یونانی فلسفہ سے برپا تھی جس طرح اس وقت کے علماء نے ان کے جواب دینے کے لئے علم کلام بنایا۔میں نے بھی ان کے اعتراضات کے دفع کرنے کے لئے کلام جدید کی بنیاد ڈالی اور اس وقت کی مصیبت پہلے سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ پہلے تو علماء حجروں میں بیٹھ کر خیالی دلائل بنا کر ہی دفع کر دیتے تھے اور اب تو مخالفین دوربینوں وغیرہ آلات کے ذریعہ سے مشاہدہ کرا دیتے ہیں۔

یہ مضمون حضرت نے اخبار الاسلام اور علیگڑھ گزٹ میں چھپوایا ہے۔خان صاحب سے کوئی پوچھے کہ دوربین وغیرہ آلات سے تو محسوسات نظر آیا کرتے ہیں ان سے محسوسات کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔مگر فرمایئے وجود ملائکہ اور معجزات انبیاء وغیرہا امور کا (کہ جن کا آپ نے اپنے طوروں کا مقلد بن کر انکار کیا ہے) کونسی دوربین اور کس آلہ اور کون سے علوم جدیدہ سے بطلان ہوتا ہے؟ بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اسلام نے کسی ایسی بات کا دعویٰ ہی نہیں کیا کہ جس کو کوئی آلہ یا کسی علم جدید یا کسی کیمسٹری کے استحالہ وغیرہ سے باطل کر دے مگر آپ اس بات کو کیا جانیں؟ خیر حامیوں میں آپ کلام جدید کے مدون تو کہلائے۔آپ سے تو پادریوں کے بیہودہ اعتراضات بھی دفع نہ ہو سکے۔آخر الامر پادری فنڈر کی بولی آپ بھی بولنے لگے۔ذرا میزان الحق کو ملاحظہ فرما لیجئے۔الغرض اس طرح کی بے اعتدالیاں مفسروں نے کی ہیں۔خدا ان کو معاف کرے۔الحاصل فن تفسیر جب ان چیزوں سے مرکب ہوا تو اس کی یوں تعریف کرنی چاہئے کہ

''علم تفسیر وہ علم ہے کہ جس میں احوال قرآن من حیث القرآن بیان کئے جاتے ہیں اور بقدر طاقت بشریہ الفاظ سے جو کچھ خدا پاک کی مراد ہے وہ ظاہر کی جاتی ہے۔''

موضوع اس فن کا قرآن مجید ہے اور غرض اس علم سے معنی اور مطالب قرآن کا جاننا ہے اور مبادی اس کی یعنی اس علم میں کارآمد صرف ونحو ولغت و معانی۔وبیان وفقہ واصول۔وحدیث وکلام وغیرہ علوم ہیں پس جو شخص اس زمانہ میں ان علوم اسلامیہ سے محروم ہے خواہ کیسا ہی حکیم کیوں نہ ہو معرفت مطالب قرآن سے محروم ہے۔قرآن وہ کلام الٰہی ہے کہ جو بواسطہ جبرائیل جناب محمد ﷺ پر نازل ہوا اور آنحضرت ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد مصحف ابوبکرؓ میں جمع کیا گیا۔

مولانا حقانی لکھتے ہیں:

"واضح ہو کر توجیہ و تاویل کو بڑی وسعت ہے جس کلام کو چاہو تاویل کے ذریعے سے اس کی اصلی مراد کے برخلاف کر سکتے ہو۔ چونکہ قرآن مجید کی موافقت اور مخالفت کو لوگوں کی دلی خواہشوں کی کامیابی اور ناکامی پر بڑا اثر ہے۔ اس لئے بہت سے اہل اسلام میں سے کجرو لوگوں نے اور بہت سے شریر اور بد عقیدوں نے اور بہت سے ایسے لوگوں نے جو پہلے اسلام کے مخالف تھے اور پھر وہ اسلام میں بخلوص آئے۔ مگر وہ پچھلا زہر نہ گیا یا پھر منافقانہ اسلام قبول کر کے اپنے ملحدانہ خیالات کو پھیلانا چاہا اور بہت سے جاہل صوفیوں نے قرآن مجید کو اس کے اصلی مرکز سے جو اس نے نازل کرنے والے (اللہ تعالیٰ) نے قائم کیا تھا ہٹا کر "تاویل" کے ذریعے سے اور طرف (یعنی دوسری طرف) کر دیا اور کلام الٰہی کو بالکل بدل دیا اور اس کا نام تفسیر رکھ دیا۔"

فن تفسیر دو جزو سے مرکب ہے۔ ایک جزو منقولات اور دوسرا معقولات۔ اب جس کے دونوں جزو اچھے ہوں گے تو تفسیر بھی اچھی ہوگی ورنہ نہیں۔ پس جس تفسیر میں روایت و درایت دونوں عمدہ اور صحیح ہیں وہ تفسیر بھی عمدہ اور صحیح ہے۔ اور جس میں ان دونوں میں قصور ہے اسی قدر اس کی کتاب میں فتور ہے۔ تفاسیر صدہا ہیں اگر ان کے نام لکھوں تو ایک دفتر بھی بس نہ کرے۔ چنانچہ "کشف الظنون" میں بے شمار نام مندرج ہیں۔"[۲۹]

وہ امور کہ جن سے بحث کرنا مفسر کو ضرور ہے اور جن کے نہ جاننے سے مطالب فہمی قرآن میں قصور آتا ہے یہ ہیں۔

ناسخ و منسوخ کا پہچاننا، واضح ہو کہ نسخ کے معنی لغت میں کسی شے کا کسی شے کے ساتھ مٹانا ہے۔ پس صحابہؓ و تابعینؒ و قدماء اس معنی لغوی کے لحاظ سے نسخ کا بہت سے معنی پر اطلاق کرتے تھے۔

اول: یہ کہ ایک آیت کا وصف دوسری آیت سے انتہاء عمل میں بدلا جائے۔

دوم: معنی متبادر چھوڑ کے دوسری آیت سے معنی غیر متبادر مراد لئے جائیں۔

سوم: کسی قید کو اتفاقی بیان کر دیا جائے۔

چہارم: عام کو خاص بنا دیا جائے۔

پنجم: منصوص میں اور جس کو اس پر ظاہراً قیاس کیا گیا ہے کوئی فرق بیان کر دیا جائے۔

۲۹۔ حقانی مقدمہ، جلد ۱ ص ۱۲۴، ۱۲۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ششم: جاہلیت کی رسم کو مٹا دیا جائے۔ ہفتم: پہلی شریعت کو اٹھا دیا جائے۔

پس ان تمام معنی کے لحاظ سے نسخ کا اطلاق بہت سی آیات پر ہو سکتا ہے۔ اسلئے علماء نے پانچ سو آیات کو منسوخ شمار کیا ہے۔ لیکن متاخرین نے نسخ کے معنی میں خوب غور کیا تو خاص اول معنی کو باقی رکھا۔ پس اس اعتبار سے محققین کے نزدیک صرف پانچ آیات منسوخ ہیں۔

① ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ ...﴾[1] سورۃ النساء کی آیت ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾[2] سے منسوخ ہے۔

② ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ ...﴾[3] اس سورۃ کی آیت ﴿أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا...﴾[4] سے منسوخ ہے۔

③ ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ ...﴾[5] اس سورۃ کی آیت ﴿الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ ...﴾[6] سے منسوخ ہے۔

④ ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ ...﴾[7] اس سورۃ کی آیت ﴿إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ ...﴾[8] سے منسوخ ہے۔

⑤ ﴿إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ ...﴾[9] اس سورۃ کی آیت ﴿أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ ...﴾[10] سے منسوخ ہے۔

مولانا حقانی آیت ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ﴾ (البقرۃ: ١٠٦)[11] کی روشنی میں قرآن کریم میں نسخ کو مانتے ہیں۔ نیز نسخ کی تین صورتیں مثلاً "منسوخ التلاوۃ"، "منسوخ الحکم" اور "منسوخ الحکم و التلاوۃ" کے قائل ہیں۔ آپ ان علماء مثلاً ابو مسلم وغیرہ کے ان دلائل کو قوی نہیں مانتے جو قرآن کریم میں نسخ کے قائل نہیں۔ دوسرا یہ کہ آپ جمہور کے مسلک کے مطابق اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کی آیت کا نسخ صحیح حدیث سے واقع ہو سکتا ہے۔ مثلاً حدیث ((لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ)) اور آیت ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ﴾ جو کہ بروایت عائشہؓ (رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَأَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ) ہے کے بارے میں مولانا لکھتے ہیں کہ درج بالا تمام آیات قرآن مجید کی آیات سے بھی منسوخ ہیں۔ مزید اپنے

---

[1] البقرۃ:١٨٠ — [2] سورۃ النساء ١١
[3] البقرۃ ٢٤٠ — [4] البقرۃ ٢٣٤
[5] الانفال ٦٥ — [6] الانفال ٦٦
[7] الاحزاب ٥٢ — [8] الاحزاب ٥٠
[9] المجادلۃ ١١ — [10] المجادلۃ ١٢
[11] البقرۃ:١٠٦

www.KitaboSunnat.com
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"ہمارے نزدیک طعن کی کوئی بات نہیں کہ کس لئے نسخ ایک حکم مبہم المدت کو بیان کر دینا ہے۔یعنی اللہ تعالی نے بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو ایک حکم دیا اور اس کی کوئی مدت بیان نہ کی۔پس ایک زمانے تک اس پر عمل ہوتا رہا پھر بذریعہ وحی متلو، یا غیر متلو، یہ بیان کر دیا کہ اس آیت کی مدت یہاں تک تھی۔لہذا اس میں عقلاً ونقلاً کوئی قباحت نہیں۔[81]"

مولانا ثناء اللہ نے تفسیر القرآن بکلام الرحمان اور تفسیر ثنائی کی تفہیم کے لئے ایک مقدمہ تصنیف کیا جس کا نام "آیات متشابہات" رکھا جس میں انہوں نے قرآن کی تفسیر کے اصول بیان کئے ہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"تفسیر کی توضیح میں یہ کہنا کافی ہے کہ وہ کلام اللہ کے مطلب کو بیان کرنے کا نام ہے۔یا یہ کہ اس کا کام قرآن مجید کے الفاظ و معنی کی تشریح کرنا ہے۔قرآن کی زبان عربی ہے جو فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے معجزے کی حیثیت رکھتی ہے۔کلام بشر مثل قرآن پیش کرنے سے ہمیشہ قاصر رہا ہے اور رہے گا۔پس تفسیر قرآن کے لئے عربی زبان و بیان، محاورات سے آگاہی لازمی و ضروری ہے۔"

ارشاد باری تعالی ہے:

① ﴿ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴾ [82]

(ترجمہ) "ہم نے قرآن کو عربی میں نازل کیا تاکہ تم اس کو سمجھ سکو۔"

② ﴿ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ﴾

(ترجمہ) "اور اگر ہم قرآن عجمی زبان میں اتارتے تو یہ کہتے کہ کیوں نہ عربی میں کھول کھول کر بیان کیا گیا، بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ کلام عجمی اور مخاطب عربی؟" [83]

③ ﴿ وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۔ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴾ [84]

(ترجمہ) "قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے جس کو روح الامین نے تیرے دل پر اتارا ہے تاکہ لوگوں کو صاف اور فصیح عربی میں (اللہ) کے عذاب سے ڈرائے۔"

④ ﴿ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴾

۸۱۔ حقانی: ج۱، ص:۹۳ ۸۲۔ یوسف:۲

۸۳۔ سورۃ حم السجدہ:۴۴ ۸۴۔ سورۃ الشعراء: ۱۹۲،۹۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ) ''ایسا قرآن جو فصیح عربی میں ہے جس میں کسی قسم کی کوئی کجی نہیں تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔''[۵۵]

⑤ ﴿ وَ کَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَ مَنْ حَوْلَهَا ﴾

(ترجمہ) اور اسی طرح تمہارے پاس قرآن عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم بستیوں کے مرکز (مکہ) کے رہنے والوں کو اور جو لوگ اس کے اردگرد رہتے ہیں ان کو خبردار کرو۔''[۵۶]

حضرت ابن عباسؓ سے آیت ﴿یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ کے معنی پوچھے گئے تو آپؓ نے فرمایا: اذا خفی علیکم شیءٌ من القرآن فابتغوه فی الشعر فانّه دیوان العرب اما سمعتم قول الشاعر:

قَدْ سَنَّ لَنَا قَوْمُکَ ضَرْبَ الْاَعْنَاقِ
وَقَامَتِ الْحَرْبُ بِنَا عَلٰی سَاقٍ

(ترجمہ) ''جب تم نے قرآن سے کوئی مخفی بات (معلوم) کرنی ہو تو عربی اشعار دیکھا کرو کیونکہ اشعار عرب کے دیوان ہیں۔ کیا تم نے شاعر کا (یہ) شعر نہیں سنا: ''گردنیں مار کر آپ کی قوم نے ہم پر احسان کیا ہے اور ہماری وجہ سے میدان کارزار گرم رہا۔''

''ثم قال: هو یوم کرب و شدة''

(ترجمہ) ''پھر آپ نے فرمایا: وہ دن سختی اور تکلیف کا ہے۔''

مولاناؒ نے عربی زبان و لغت کی آگہی کو امام مالکؒ، مجاہدؒ، سیوطیؒ کے حوالوں سے مؤید کیا ہے۔ امام مالکؒ کا قول نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اگر میں کسی ایسے آدمی کو پاؤں جو عربی لغت سے ناواقف ہو اور قرآن کی تفسیر کرتا ہو تو میں اس کی ایسی درگت بناؤں کہ دوسروں کو نصیحت ہو۔'' پھر لکھتے ہیں: ''عربی زبان کے محاورات کا معلوم کرنا قرآن کے سمجھنے کا واحد طریقہ ہے۔''[۵۷]

پھر فرماتے ہیں: ''تفسیر بالرائے وہ تفسیر ہے جو خلاف قاعدہ عربیہ اور خلاف محاورہ اہل زبان ہو۔'' اس مضبوط موقف کا ہتھیار نیچریوں اور ''نئی روشنی کے مفسروں'' کے خلاف استعمال کیا۔ کیونکہ سرسید احمد خان جنت، جہنم، ملائکہ، جنات و معجزات اور نزول جبرائیل کا انکار کرتے ہیں۔ انکا جواب آپ نے لغت اور محاورہ

---

۵۵ سورۃ الزمر: ۲۸ ۵۶ سورۃ الشوریٰ: ۷

۵۷ آیات متشابہات، ص ۱۰۵

www.KitaboSunnat.com

اہل زبان کے ساتھ دیا۔ بالخصوص تفسیر مثائی اور تفسیر بالرائے قابل ذکر ہیں۔ [۸۸]

تفسیر القرآن بالقرآن:

آپ قرآن کی تفسیر قرآن سے کرتے ہیں۔ "اَلْقُرآنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهُ بَعْضًا" کے مسلمہ اصول کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھا۔ لہٰذا وہ لکھتے ہیں:

"پس قرآن میں صحیح تفسیر وہ ہوگی جس میں مفردات کو لغت کی شہادت سے حل کیا گیا ہو اور مضامین کی تفسیر میں قرآنی تفسیر کو مقدم سمجھا گیا ہو۔ تَفْسِيْرُ الْقُرآن بِكَلَامِ الرَّحْمٰنِ اس کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ [۸۹]

تفسیر القرآن بالحدیث:

اسلام میں حدیث رسول ﷺ کی شرعی حیثیت فہم قرآن میں مسلم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [۹۰]

(ترجمہ) "یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ کی حیات طیبہ کی پیروی میں عمدہ نمونہ ہے۔"

② ﴿وَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ [۹۱]

(ترجمہ) "اور ہم نے تم پر ذکر (قرآن کریم) نازل کیا ہے تاکہ جو ارشادات لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو تاکہ وہ غور کریں۔"

رسول اکرم ﷺ کی ذات حامل قرآن اور مفسر قرآن ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطاع بنایا ہے۔ حدیث رسول ﷺ قرآن کی نبوی تفسیر ہے۔ مولانا نے اسے چار حصوں میں تقسیم کیا ہے:

[۱] قرآن کی تفسیر قرآن سے کی گئی ہو اور وہی حکم حدیث میں ہو۔

[۲] قرآن کسی حکم کے بارے میں ساکت ہے اور حدیث اس حکم کو بیان کرتی ہو۔ مثلاً "کتے و بلی" کی حرمت، لو قبض وضو وغیرہ۔

[۳] قرآن کے حکم عام کو خاص کرنا مثلاً ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ﴾ [۹۲] کو خاص کرتے ہوئے مچھلی، ٹڈی دل اور جگر و تلی وغیرہ کا حلال کرنا۔

۸۸۔ آیات متشابہات، ص: ۷

۸۹۔ آیات متشابہات، ص: ۹۔۸

۹۰۔ سورۃ الاحزاب: ۲۱

۹۱۔ سورۃ النحل: ۴۴

۹۲۔ المائدہ: ۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴..... قرآن کے الفاظ و سیاق سے مدعا سمجھ نہ آ رہا ہو تو اس کا تعین کر کے مدعا بیان کیا گیا ہو۔ مثلاً "اہل بیت" سے مراد ازواج مطہرات ہیں مگر ترمذی اور حاکم کی صحیح روایات میں علیؓ، فاطمہؓ، حسینؓ کو اہل بیت قرار دیا گیا ہے تو یہ "لحوق معنوی" ہے۔ گویا آپ ﷺ نے انہیں شریک اہل بیت کرنے کی دعا فرمائی ہے۔ حالانکہ قرآن کا یہ خطاب ازواج مطہرات کو ہے اور دعا سے یہ حضرات بھی اہل بیت میں داخل ہوئے ہیں۔ اس طرح آپ ﷺ کے تمام گھر والوں کو اہل بیت قرار دے دیا گیا۔

۵..... تطبیق کا اصل مدار اصول حدیث پر ہے کیونکہ قرآن شریف کا وصول ہم کو بطریق تواتر ہوا ہے اور حدیث کا بطریق احاد جو اس درجے کا نہیں اس لئے ان دونوں کی تعیین میں فرق ہے۔ اس لئے محدثین کا اصول ہے کہ حسن حدیث کے مقابل ضعیف کو نہیں لیتے اور صحیح کے مخالف حسن کو قبول نہیں کرتے۔ طرق وصول کے لحاظ سے چونکہ حسن کے وصول کا طریق ضعیف سے صحیح کا حسن سے اور صحیحین کا باقی کتب سے، بخاری کا مسلم سے اقوی اور اضبط ہے۔ اس لئے اس کو ترجیح ہے پس اس اصول سے قرآن شریف کو سب پر ترجیح ہے۔ ۳۳

۶..... شانِ نزول:

شانِ نزول کے بارے میں مولانا کا مسلک وہی ہے جو شاہ ولی اللہ کا ہے۔ اس کی بابت علمائے اصول کے اقوال مختلف ہیں۔ مگر سب کی تحقیق اور سب سے احسن طریق وہی ہے جو استاذ الہند شاہ ولی اللہ نے اپنے مشہور رسالہ (الفوز الکبیر فی اصول التفسیر) میں فرمائی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ: "شاہ صاحب کی تقریر سے شانِ نزول کے جملہ مشکلات حل ہو سکتے ہیں۔" شاہؒ صاحب کے نقطہ نگاہ کی بابت شانِ نزول سے ہم واقف ہیں۔ آپ لکھتے ہیں "سلف جو یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت اس بارے میں اتری ہے تو اس سے ان کی مراد وہی قصہ نہ ہوتا تھا جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہوا ہو بلکہ بعض دفعہ ایسے واقعہ کو بھی شانِ نزول بتاتے جس پر کسی وجہ سے آیت صادق آتی ہو۔ خواہ وہ واقعہ زمانہ نبوت میں ہوا ہوتا یا بعد میں۔ سلف کہا کرتے ہیں کہ یہ آیت فلاں امر میں اتری ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمیع وجوہ سے اس پر صادق آتی ہو بلکہ فقط اصل حکم کا صادق آنا کافی ہے۔" ۳۴

حریتِ فکر:

"مسائل کے استنباط و تفہیم میں مفسر ضروری قواعد و ضوابط کا خیال کرتے ہوئے اصول کا پابند ہوتے

۳۳ آیات متشابہات، ص: ۱۸

۳۴ اتباع سلف از مولانا ص ۲۲، مطبع اہل حدیث امرتسر ۱۹۰۹ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے استنباط میں اپنی علمی استعداد کے مطابق الفاظ قرآنی کی تعیین کرنے کا حق رکھتا ہے کیونکہ عجائبات قرآنی لامحدود ہیں چنانچہ ہر زمانے کے لوگ ان عجائبات کو حسب استعداد علمی سمجھتے رہیں گے۔"

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرَى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ))

(ترجمہ) "میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے، جس میں یہ تعیین نہیں ہو سکتا کہ اس کا پہلا حصہ اچھا ہے کہ آخری۔"[95]

دوسری حدیث جو سنن دارمی و ترمذی میں ہے:

"قرآن مجید کثرت تکرار سے پرانا نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے عجائبات ختم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ "جنات" بھی اس کے سننے سے پیچھے نہ ہٹے یہاں تک کے انہوں نے یہ کہا:

﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا﴾[96]

(ترجمہ) کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔"

لہٰذا ان دونوں حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ "اصول" کی پابندی کرنے میں قرآن کے معنی اور تفسیر کی کوئی حد نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک زمانہ کے لوگ اس کے عجائبات کو حسب استطاعت علمی سمجھتے رہے، سمجھتے رہیں گے اور مستفید ہوں گے۔"[97]

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

"خلاصہ یہ ہے کہ تفسیر کے لئے کسی زمانہ کے علماء پر پابندی نہیں بلکہ ہر زمانے میں پابندیٔ اصول دین یعنی قرآن و حدیث اور عربی زبان کے لحاظ سے ہر ایک عالم کا حق ہے کہ قرآن شریف کو اپنی علمی استعداد سے سمجھے، خواہ پہلے لوگوں میں اسکا کوئی موافق ہو یا نہ ہو مگر دلیل رکھتا ہو۔ زبان عربی کے قواعد اور کسی آیت یا حدیث کے خلاف اس کی توجیہ یا تفسیر نہ ہو۔ یہی معنی ہیں اس حدیث کے جس میں سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ "میری امت بارش کی طرح ہے جس کے اول یا آخری کی تمیز نہیں ہو سکتی کہ افضل کون سا حصہ ہے" ورنہ صحابہ کے افضل ہونے میں کیا شبہ ہے؟"[98]

---

[95] ترمذی ج ۲ ص ۳۲۵ کارخانہ اسلامی کتب، کراچی۔ س ن [96] الجن:۱

[97] ترمذی ج:۲، ص:۳۲۳، اتباع سلف، ص:۲۵

[98] آیات متشابہات، ص:۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شان نزول:

مولانا حقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" درحقیقت سبب نزول ہر آیت کا بندوں کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اصلی نزول قرآن سے نفوس بشریہ کی تہذیب اور عقائد کا بطلان اور اعمال فاسدہ کی نفی ہے۔ کیونکہ عقائد باطلہ کا پایا جانا آیات محاسبہ کے نزول کا سبب ہے۔ اور اعمال فاسدہ اور باہم معاملات کے ضمن میں آیات احکامات کا نزول ہوتا ہے۔ لوگوں کا نڈر و بے خوف ہونا اور اللہ کی رحمت سے ناامیدی آیات تذکیر بایام اللہ و آلاء اللہ کے نزول کا سبب ہے۔ لہٰذا جو مفسرین آیات کے نزول کے سبب کے لئے طویل قصے بیان کر دیتے ہیں محض فضول تکلف ہے۔ مفسر کے لئے دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اول: جو قصص متفرق جگہوں پر متفرق عنوانات سے مذکور ہیں ان کا معلوم کرنا۔ دوم: تخصیص عام (وغیرہ) جو تصرفات قصص میں ہیں ان کا مطلب واضح کرے۔ نیز مفسر کے لئے ضروری ہے کہ آیت احکام کی بھی وضاحت کرے۔" [۹۹]

محاورات کی بحث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

" سب سے مشکل فن علم محاورات ہے۔ خاص طور پر اس وقت جب بندہ اپنی زبان کے محاورات کے استعمال میں مشکل میں مبتلا ہو اور ان کے استعمال سے بخوبی واقف نہ ہو۔ چہ جائیکہ غیر زبان کے محاورات دیکھنا شروع کر دے۔ قرآن مجید میں اگرچہ مخاطب وہی لوگ ہیں جو اس وقت موجود تھے مگر علم الٰہی میں آئندہ آنے والی نسلیں قیامت تک مخاطب ہیں۔ قرآن مجید میں اکثر مقامات پر مذکر کے صیغے بولے گئے ہیں مگر اس میں عورتیں بھی مراد ہیں۔ اسی طرح اگرچہ کسی آیت کا شان نزول کوئی خاص حادثہ ہی کیوں نہ ہو یا کسی خاص شخص کے بارے میں ہی کیوں نہ نازل ہوئی ہو مگر جب تک " قرائن تخصیص " نہ پائے جائیں گے اعتبار عموم الفاظ کا ہوگا۔ خصوصیت مورد ہونے کو نہ دیکھا جائے گا لہٰذا احکام الٰہی میں عرب و عجم، امیر و فقیر اور غلام و آقا سب برابر ہیں۔" [۱۰۰]

مولانا حقانی لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ)) [۱۰۱] ۔ میں نے جہاں تک علماء محققین

---

[۹۹] تفسیر حقانی، ج:۱، ص:۹۳، ۹۵ [۱۰۰] تفسیر حقانی، ج:۱، ص:۹۸

[۱۰۱] بخاری، ج:۳، ص:۲۸۷، باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اقوال اور احادیث صحیحہ میں نظر کی اور مختلف عنوانوں میں اس حدیث کے مطالب پر غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ سات حروف سے مراد قبائل عرب یا خاص قبائل قریش کے وہ مختلف محاورات ہیں جن سے مطلب میں کوئی تبدیلی اور کچھ تغیر نہ آئے اور ہر ایک کو لفظ کے ادا کرنے میں آسانی ہو جائے لیکن آپ ﷺ کو خاص اسی طرز (لہجہ) پر قرآن مجید یاد کرایا جاتا اور آپ ﷺ خود بھی اسی لہجے پر لوگوں کو قرآن یاد کراتے اور قرآن کے کاتبوں سے اسی طریق پر لکھواتے جو خاص آپ ﷺ کی زبان تھی۔ چنانچہ ابوبکرؓ نے عہد میں قرآن اسی خاص طرز پر جمع کیا گیا (جو طرز رسول پاک نمونے کے طور پر چھوڑ گئے تھے)۔۔۔ پھر عثمان غنیؓ (خلیفہ ثالث) کے دور میں خط کوفی کی وجہ سے تشابہ واقع ہوتا تھا مگر حفاظ کرام کو ایسی کوئی مشکل نہیں تھی اور وہ لوگوں کے شکوک وشبہات جو رسم الخط کی وجہ سے پیدا ہوتے تھے حل کرتے تھے۔ جہاں تک میں نے غور کیا تو میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ قراء کے اختلافات کا مدار صرف رسم الخط ہے یعنی جہاں تک خط کوفی میں وسعت تھی وہیں تک۔ وقف (آیات)، اعراب، لب ولہجہ وغیرہ میں اختلاف ہے جو ہر ایک روایت کو خط کوفی کی گنجائش دیتا ہے۔[۲۱]

خلاصہ:

۱۔۔۔ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے کیونکہ اگر اجمالی طور پر بیان ہے تو دوسری جگہ قرآن مجید میں اس کی تفسیر موجود ہے۔

۲۔۔۔ قرآن کی تفسیر سنت رسولؐ سے کی جائے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کی سنت قرآن کی شرح اور تفسیر ہے۔

۳۔۔۔ اگر سنت رسول ﷺ میں قرآن کی تفسیر موجود نہیں تو پھر اقوال صحابہؓ سے قرآن کی تفسیر کی جائے کیونکہ صحابہ قرائن احوال سے واقف اور اس وقت کے حالات کے شاہد ہیں۔

۴۔۔۔ اگر اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم میں قرآن کی تفسیر میسر نہ آئے تو پھر تفسیر قرآن تابعین کے اقوال سے کی جائے۔ ان کے ہاں اختلاف کی صورت میں بعض کو بعض پر ترجیح نہ دی جائے اگر وہ کسی بات پر جمع ہو جائیں تو پھر ان کے قول کو حجت مانا جا سکتا ہے۔

جمہور کے نقطۂ نگاہ سے بالاتفاق جو اصول تفسیر سامنے آئے ہیں ان کو درج ذیل ترتیب سے بیان کیا جا سکتا ہے۔

① ۔۔۔ تفسیر القرآن بالقرآن

② ۔۔۔ تفسیر القرآن بالحدیث

۲۱۔ تفسیر حقانی، ۹۸۔۱۰۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

③ ...... تفسیر القرآن باقوال الصحابہ

④ ...... تفسیر القرآن باقوال التابعین

⑤ ...... عربی زبان وقواعد سے استفادہ

⑥ ...... تاریخ عرب سے واقفیت

⑦ ...... شان نزول

⑧ ...... کتب مقدسہ سے استفادہ

⑨ ...... ناسخ ومنسوخ کا علم

⑩ ...... غریب الفاظ کی تشریح

امام ابن تیمیہؒ ابن ماجہؒ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل کیں ان کا سارا علم چار کتابوں میں جمع کر دیا۔ قرآن مجید میں ان چار کتابوں کا علم جمع کر دیا۔ قرآن کا سارا علم مفصل (لمبی) سورتوں میں جمع کر دیا اور تمام طویل سورتوں کا علم ام القرآن میں جمع کر دیا۔ اور ام القرآن کا سارا علم دو کلمات ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾ میں جمع کر دیا۔ اس طرح سب آسمانی کتابوں کا علم ان مذکورہ کلمات میں سمٹ آیا۔"[۱۰۳]

❀❀❀❀❀❀

۱۰۳؎ ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ ج ۱۳ ص: ۸، مکتبہ الریاض السعودیۃ ۱۳۸۲ ہجری

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

اسلام...... دین فطرت

دین فطرت:

ایک باشعور انسان ہونے کی حیثیت سے اگر کوئی انسانی فطرت اور اسلامی احکامات کو سامنے رکھے اور اپنی سوچ کے دھاروں کو آزاد چھوڑتے ہوئے غور وفکر سے سوچے تو اس کی عقل کا یہی فیصلہ ہوگا کہ اسلام ہی دین فطرت ہے۔ ہماری دلیل کی بنیاد رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَثَلِ الْبَهِيْمَةِ تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةَ هَلْ تَرَى فِيْهَا جَدْعَاءَ)) [1]

(ترجمہ) "ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جس طرح چوپایہ چوپائے کو جنم دیتا ہے۔ کیا آپ اس میں کوئی کمی دیکھتے ہیں۔"

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ یہ واضح فرماتے ہیں کہ ہر بچہ دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے، جس پر وہ فطری طور پر ایمان رکھتا ہے، اگر اسے فطرت سلیمہ پر چھوڑ دیا جائے تو اسلام کو بغیر تردد کے قبول کرے گا۔ لہٰذا وہ فطرت سلیمہ جس پر انسان پیدا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے خالق و مالک ہونے پر پورا یقین و ایمان رکھتی ہے اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہا ہے۔ اور اپنے آپ کو بدبختی کی طرف لے جا رہا ہے۔ کیونکہ لادینی نظریات رکھنے والا شخص دنیا میں بدبختی کی زندگی گزارتا ہے اور وہ آخرت میں اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم کا ایندھن لازمی بنے گا۔ فطرت انسان اور فطرت کائنات میں یہ چیز ودیعت کی گئی ہے کہ وہ ایک اللہ کا اقرار کریں، اگر آباؤ اجداد اور ماحول برا ہو تو ان کے بداثرات سے یہ فطری خوبی غیر فطری "بدی" (کفر، شرک و ضلالت) میں بدل جاتی ہے۔ اگر انسان اپنی اصل فطرت پر قائم رہے تو خداداد عقل و فہم اور بصیرت سے اسے یہ یقین حاصل ہوتا ہے کہ اللہ واحد و لاشریک ہے اور یہی برهان فطرت ہے۔

---

[1] بخاری، ج ۱، ص ۲۰۳: باب : لاتبدیل لخلق اللہ لدین اللہ خلق الاولین دین الاولین والفطرة الاسلام، دار الفکر، مسلم، کتاب القدر، ج ۲، ص ۳۳۶، قدیمی کتب خانہ کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو "الامی" کے لقب سے ملقب فرمایا ہے، جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ ﷺ فطرت سلیمہ پر جیسے پیدا ہوئے تھے اسی پر تازیست قائم رہے۔ اسی لئے فرمایا:

﴿ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴾ [2]

(ترجمہ) "اس سے پہلے میں تم میں ایک عمر رہا ہوں بھلا تم سمجھتے نہیں؟"

چنانچہ فطری معصومانہ اخلاق فاضلہ، کردار عالی اور معصوم حسین وجمیل شخصیت کے کسی پہلو میں تمہیں کوئی غیر فطری چھاپ نظر آئی؟ تمہیں اس کا جواب نفی میں ملے گا۔ تو فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [3]

(ترجمہ) "تم کو رسول ﷺ کی پیروی (کرنی) بہتر ہے۔"

فطرت کا معنی ومفہوم:

"فطرت" لغوی اعتبار سے متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ "فطر" سے مشتق ہے۔ ابن منظور اسکی تعریف یوں کرتے ہیں۔

"الفِطْرَةُ: ما فَطَرَ اللهُ عَلَيْهِ الْخَلْقَ مِنَ الْمَعْرِفَةِ بِهِ" [4]

امام راغب یوں بیان کرتے ہیں:

"فَطَرَ اللهُ الْخَلْقَ" کہ اللہ نے ہر چیز کی تخلیق اس طرح کی ہے کہ اس میں کچھ کرنے کی استعداد ہے۔ [5]

"فطرت سے مراد آغاز یعنی بدا ہے۔" اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ صلاحیت (فطرت) عطا کر کے پیدا کیا ہے کہ وہ ایمان قبول کر سکیں اور فطرت وہ چیز ہے جس کی طرف اللہ نے انسانوں کے دلوں کو موڑ دیا ہے۔ [6]

"اَلْفِطْرَةُ ج، فِطَرٌ، اَلْاِبْتِدَاعُ وَالْاِخْتِرَاعُ، اَلصِّفَةُ الَّتِي يَتَّصِفُ بِهَا كُلُّ مَوْجُودٍ فِي أَوَّلِ زَمَانِ خَلْقَتِهِ، صِفَةُ الْإِنْسَانِ طَبِيْعِيَّةٌ" [7]

---

[2] یونس: ۱۶

[3] الاحزاب: ۲۱

[4] لسان العرب، ج۵، ص ۳۴۳۳

[5] المفردات القرآن، ص ۳۸۲۹ء، دار المعرفة

[6] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج۱۵، ص ۳۸۵

[7] المنجد، ص: ۵۸۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"الفطرۃ کی جمع فطر ہے جس کا معنی پیدا کرنا اور ایجاد کرنا ہے یہ اس حالت کا نام ہے جس سے اپنی پیدائش کے ابتدائی زمانے سے ہر موجود چیز متصف ہوتی ہے۔ انسان کی حالت طبعی ہے۔"

علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"الفِطْرَةُ فِي الْأَصْلِ الْخِلْقَةُ وَالْمُرَادُ بِهَا هُنَا" الْمِلَّةُ" وَهِيَ الْإِسْلَامُ وَالتَّوْحِيدُ" [۸]

(ترجمہ) "فطرت کے اصل معنی خلقت کے ہیں، یہاں اس سے مراد ملت ہے، اور وہ اسلام اور توحید ہے"

احمد مصطفی المراغی کے مطابق:

"هِيَ الْحَالُ الَّتِي خَلَقَ اللّٰهُ النَّاسَ عَلَيْهَا مِنَ الْقَابِلِيَّةِ لِلْحَقِّ وَالتَّهَيُّؤِ لِإِدْرَاكِهِ." [۹]

(ترجمہ) "فطرت حق کی قبولیت اور ادراک کی صلاحیت کا نام ہے کہ جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا فرمایا۔"

قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ [۱۰]

(ترجمہ) "اللہ کی فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا، اللہ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں۔"

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"یہاں فطرت سے مراد دین اور فطرت اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو فطرت سلیمہ یعنی دین اسلام پر پیدا کیا۔" [۱۱]

علامہ ابن جریر لکھتے ہیں:

"صَنْعَةَ اللّٰهِ الَّتِي خَلَقَ النَّاسَ عَلَيْهَا" [۱۲]

(ترجمہ) "اللہ تعالیٰ کی صنعت کاری جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا۔"

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

"قرآن کہتا ہے یہی راہ عمل نوع انسانی کے لئے اللہ کا ٹھہرایا ہوا فطری دین ہے۔ اور

---

۸ الشوکانی فتح القدیر، ج ۴، ص ۲۱۹

۹ تفسیر المراغی، ج ۲۱، ص ۴۵

۱۰ الروم، ۳۰

۱۱ ابن کثیر، ج ۴، ص ۱۷۷

۱۲ ابن جریر تفسیر طبری، ج ۲۱، ص ۴۰، دار المعارف.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

فطرت کے قوانین میں کبھی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی "اَلدِّیْنُ الْقَیِّمُ" ہے۔ یعنی سیدھا اور درست دین ہے۔ جس میں کسی قسم کی خامی نہیں۔ یہی دین حنیف ہے۔ جس کی دعوت حضرت ابراہیمؑ نے دی۔ اسکا نام میری اصطلاح میں الاسلام ہے۔ یعنی اللہ کے ٹھہرائے ہوئے قوانین کی فرمانبرداری"۔[۱۳]

مولانا حقانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"فطرت، دانائی، زیرکی، ابداء، اختراع، حالت، یہاں اخیر معنی" حالت والے" معتبر ہیں۔ یعنی اصلی حالت ہر چیز کی اصلی حالت ہوتی ہے، پانی میں روانگی، ہوا میں خفت وغیرہ وغیرہ۔ اگر ان میں کوئی آمیزش یا تغیر نہ ہو تو یہ چیزیں اپنی حالت طبعی پر رہیں۔ انسان کی اصلی حالت کو شرع میں فطرت اللہ کہتے ہیں۔ جو ایک عمدہ اور کمالی حالت ہے اور اس کو اسلام اور اسی کو دین قیم کہتے ہیں۔ یہ حضرات انبیاءؑ کا طریقہ ہے اور نہ اور کسی کا۔۔۔

فطرت الٰہی پر قائم ہو جاؤ کہ جس پر اس نے بنی آدم کو بنایا ہے۔ یعنی فطرت انسان کی ایک اصلی حالت ہے کہ جس پر قائم رہنا انسان کا کمال ہے۔ کبھی توہمات باطلہ اور رسم و عادات اور فطرت سے باز رکھ کر اس کو ناموزوں حالات پر ڈال دیتے ہیں۔ جو اس پر پھر قائم کرنے کے لئے دنیا میں حضرات انبیاء کرام بھیجے جاتے ہیں۔ وحی آ کر بتلاتے ہیں کہ فلاں فلاں باتیں فطرت کے مطابق نہیں۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کی یہ حدیث ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَمَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ))[۱۴]

(ترجمہ) "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک بچہ فطرت ہی پر پیدا ہوتا ہے پھر بعد میں اس کے ماں باپ کہیں اس کو یہودی بنا لیتے ہیں کہیں نصرانی کہیں مجوسی جیسا کہ حیوانات میں بچہ جو پیدا ہوتا ہے تو بے عیب ہوتا ہے کسی کا کان کٹا ہوا نہیں ہوتا بعد میں

۱۳۔ آزاد، ابو الکلام۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۱۶۹

۱۴۔ بخاری، ج ۱، ص ۳۰۰، باب: لا تبدیل لخلق اللہ لدین اللہ خلق الاولین دین الاولین والفطرۃ الاسلام، دار الفکر، مسلم، کتاب القدر، ج ۲، ص ۳۳۲

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ اس کے کان کاٹ ڈالتے ہیں پھر اس کی سند میں آنحضرتؐ نے یہ آیت پڑھی: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ .... ﴾ جس طرح کہ حیوانات کے بچے اپنی اصلی حالت اور قدرت میں پیدا ہوتے ہیں اس طرح ہر ایک بچہ انسان کا اخلاق و عادات و خیالات میں بھی اپنی اصلی حالت پر پیدا ہوتا ہے اگر اس پر کوئی اثر بیرونی نہ پڑے تو وہ جوان ہو کر اسی حالت پر رہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنا وحدہٗ لا شریک لہٗ مانے، اپنے خالق و محسن کی تابعداری کرے۔۔۔ اور اس اصلی حالت کا نام "دین قیم" ہے اور اس کو اسلام بھی کہتے ہیں۔ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ یا تو نہی ہے کہ تم خلق اللہ یعنی فطرت الٰہی کو نہ بدلو اور اسی پر قائم رہو یا جملہ خبریہ ہے کہ فطرت الٰہی بدلتی نہیں۔[15]

ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"اِنَّ الْكُفْرَ لَيْسَ مِنْ ذَاتِ الْمَوْجُوْدِ وَ مُقْتَضٰى طَبْعِهٖ بَلْ اِنَّمَا حَصَلَ بِسَبَبٍ خَارِجِيٍّ فَاِنْ سَلِمَ مِنْ ذٰلِكَ السَّبَبِ اسْتَمَرَّ عَلَى الْحَقِّ وَ هٰذَا يُقَوِّی الْمَذْهَبَ الصَّحِيْحَ فِیْ تَاْوِيْلِ الْفِطْرَةِ"[16]

(ترجمہ) "کفر کا کوئی ذاتی وجود نہیں اور فطرت طبعی تقاضا نہیں بلکہ یہ خارجی سبب سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اگر خارجی سبب سے محفوظ ہو جائے تو راہ حق پر گامزن رہتی ہے اور یہ فطرت کے معنی و مفہوم بیان کرنے کے بارے میں صحیح مذہب ہے۔"

مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی انسانی سرشت جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اختیار کر یعنی ایک ہی مالک کی اطاعت پکڑ"۔[17]

عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وَاَجْمَعَ اَهْلُ الْعِلْمِ بِالتَّاْوِيْلِ عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ الْاِسْلَامُ"[18]

(ترجمہ) "تاویل کا علم رکھنے والوں کا اجماع ہے کہ فرمان الٰہی: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ میں فطرت سے مراد اسلام ہے۔"

پس ثابت ہوا کہ یہودی یا نصرانی بنا لینا ایک "صفت" ہے جس سے انسان اپنے والدین، اعزہ و اقارب کی تعلیمات و ترغیبات کے سبب متصف ہوتا ہے جس طرح بکری کے بچے کے ناک و کان اس وقت کاٹے

[15] تفسیر حقانی: ج۹، ص۳۶
[16] فتح الباری: ج۳، ص۹۲
[17] تفسیر ثنائی: ج۹، ص۴۲
[18] المبارکپوری، تحفۃ الاحوذی: ج۳، ص۱۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے بے عیب پیدا ہو چکا ہوتا ہے۔اس طرح فطرت سے مراد اسلام اور توحید ہے اور معرفت الٰہی اس کی فطرت میں شامل ہے اگرچہ وہ یہودی یا عیسائی گھرانے میں پیدا ہوا ہو ،ابتدائی طور پر وہ مسلمان ہے اور اس کا دین اسلام ہے۔لیکن اسلام کے بدترین دشمن اور اس سے غیر معمولی حسد رکھنے والے ہمہ وقت اس کو نقصان پہنچانے کے درپے رہے ہیں۔چنانچہ مستشرقین ،صیہونی تنظیمیں ،نصرانی مشنریاں اسلام کے تیزی سے پھیلنے اور اس کی جامعیت اور دین فطرت اور اسکی بہت ساری خوبیوں کی وجہ سے غیر معمولی بغض وحسد رکھتے ہیں۔

توحید الٰہی اور فطرت:

توحید الٰہی فطرت انسانی کا اصل تقاضہ اور ضمیر کی اول وآخر پکار ہے۔انسان فطرتاً اس کا خواہش مند ہوتا ہے کہ اس کی تمام ضرورتیں ایک ذات سے وابستہ ہوں۔کفار عرب جنھوں نے کعبۃ اللہ میں بتوں کی دکانیں سجا رکھی تھیں وہ بھی دراصل ایک اللہ کو مانتے تھے مگر بتوں کو اپنا شفیع مانتے ہوئے انہیں بارگاہ الٰہی کا مقرب قرار دیتے تھے۔یہ عقیدہ خارجی اثرات کے طفیل بنا۔فطرت ،باوجود کمزور اور مغلوب ہو جانے کے، مردہ نہ ہوئی۔یہی وجہ تھی کہ ان لوگوں کی زبان سے بھی توحید ربوبیت کا دعویٰ سنا گیا جن کی پوری زندگی شرک وبت پرستی کی گندگی میں آلودہ رہی۔

"احتیــــاج "عبادت کا سب سے بڑا قوی محرک ہے۔اس لئے کفار مکہ دنیوی بادشاہوں پر" قیاس" کرتے ہوئے کہتے کہ ان بتوں کا اثر اللہ پر ہے۔انسان معبود اس کو بناتا ہے جسے وہ اپنا حاجت روا سمجھتا ہے۔فطرت اسے یہاں تک پہنچا دیتی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ صرف ایک ہی ہستی ہو لیکن اسے آگے لے جانے سے قاصر رہتی ہے۔کیونکہ نبوی تعلیم سے محرومی اور خارجی اثرات فطرت سلیمہ کو مسخ کر دیتے ہیں اور آدمی شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔اس کی مثال یوں سمجھیں کہ کھانا اور پینا سونا اور جاگنا فطری چیزیں ہیں مگر کیسے اور کیا کھانا ہے کس طرح اور کس وقت سونا ہے وغیرہ اس کی تعلیم کی ضرورت انسان کو پڑتی ہے۔اس طرح انبیاء کرام نے بتایا کہ کیا چیز کھانا چاہئے اور کیا نہیں۔سونا کب جائز ہے اور کب حرام ہے۔فطری توحید کی تفصیل انبیاء کرام سے ہمیشہ انسانیت کو ملتی رہی اور سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے توحید کے فطری تقاضوں کو مکمل فرمایا۔اب جو شخص آپ ﷺ کی تعلیمات کے بغیر فطری توحید کو کافی سمجھتا ہے وہ بعثت انبیاء کو بے مقصد قرار دیتا ہے۔اسلامی توحید وہ شجر طیبہ ہے جو فطری توحید کا تخم ہے۔جو صرف تعلیمات محمدیہ ﷺ کی آبیاری سے پیدا ہوتا ہے۔حق یہ ہے کہ پورے دین کا ماحاصل توحید ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ فطرت سلیمہ سے ہٹ کر وہ اپنی مذہبی زندگی گزار رہا ہے۔اس کے مقابل ایک مسلمان اپنے مذہب اسلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مطمئن اور خوش ہے۔ کیونکہ فطرت الہیہ کے تمام قوانین دین اسلام میں ہیں اور فطرت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اسلام کو بطور دین کے قبول کیا جائے اس لئے یہی وہ دین اسلام ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہے۔

دین حق

قبل اس سے کہ ہم حقانیت اسلام کے بارے میں دلائل پیش کریں ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کی لغوی و اصطلاحی تعریف سے متعارف ہوں۔

لغوی تعریف :

اسلام کا مادہ "س۔ل۔م" باب افعال ہے مسلم کے مندرجہ ذیل لغوی معنی قابل ذکر ہیں۔

۱۔ ظاہری و باطنی آلائشوں (آفات) اور عیوب سے پاک (خالص و محفوظ ہونا)

۲۔ صلح و امان، سلامتی، اطاعت و فرمانبرداری کے ہیں۔

۳۔ سَلْمَ بسکونِ لام، اسلام و استسلام، انقیاد، اذعان، سپردگی، فرمانبرداری اور اطاعت کے ہیں۔

شرعی اصطلاح میں اللہ و رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کے لئے گردن جھکا دینے کا نام اسلام ہے۔

ان میں سے خالص، پاک اور بے عیب ہونے کے معنی خاص طور پر قابل ذکر ہیں لہذا اسلام کے ایک معنی میں عبادت، دین اور عقیدے کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرنا ہے۔ [1]

شرعی معنی:

اہل لغت کے نزدیک اسلام کے شرعی معنی درج ذیل ہیں۔

۱۔ الْإِسْلَامُ، الْإِسْتِسْلَامُ: اَلْإِنْقِيَادُ وَالْإِسْلَامُ مِنَ الشَّرِيْعَةِ لِإِظْهَارُ الْخُضُوْعِ وَإِظْهَارُ الشَّرِيْعَةِ وَ الْتِزَامُ مَا أَتَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ بِذٰلِكَ يَحْقِنُ الدَّمُ وَ يُسْتَرْفَعُ الْمَكْرُوْهُ وَ مَا أَحْسَنَ مَا اخْتَصَرَ ثَعْلَبُ ذٰلِكَ فَقَالَ اَلْإِسْلَامُ بِاللِّسَانِ وَالْإِيْمَانُ بِالْقَلْبِ۔" [2]

۲۔ اسلام اور ایمان میں تداخل ہے، مراد یہ ہے کہ ایمان دراصل اسلام ہی کا ایک مقام ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا:

((أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْإِيْمَانُ")) [3]

---

[1] المفردات ص: ۲۴۰ [2] لسان العرب ج ۲ص ۲۰۸۰ دار المعارف

[3] مسند احمد بن حنبل (تبویب جدید) ج ۱ص ۶۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ سید مودودیؒ لکھتے ہیں، ﴿ قُولُوْا اَسْلَمْنَا ﴾ کہو ہم مسلمان ہو گئے ہیں، ان الفاظ سے بعض لوگوں نے یہ نتیجہ نکال لیے ہے کہ قرآن مجید کی زبان میں مومن اور مسلم دو متقابل اصطلاحیں ہیں، مومن وہ ہے جو سچے دل سے ایمان لایا ہو، اور مسلم وہ ہے جس نے ایمان کے بغیر محض ظاہر میں اسلام قبول کر لیا ہو، لیکن درحقیقت یہ خیال بالکل غلط ہے۔[۲۲] اسلام اور ایمان میں ترادف ہے۔ یعنی دونوں الفاظ متحد المعنی ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾[۲۳]

پس ثابت ہوا کہ اسلام کا شرعی مفہوم اظہار اطاعت و تسلیم، اظہار شریعت اور "اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ" ہے۔ اور یہی دین مقبول ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے انسانیت کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ انبیائے سابقین اپنے آپ کو اور اپنی امت کو اسی نام سے مخصوص کرتے تھے اس لئے عام مفہوم کے علاوہ اب اسلام کا نام صرف خاتم الانبیاء کی امت کے لئے مخصوص ہونا قرار پایا ہے۔ فرمایا:

﴿ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا ﴾[۲۴]

(ترجمہ) "اسی لئے اس (اللہ) نے اس (کتاب) سے پہلے (نازل کی ہوئی کتابوں میں) اور اس کتاب (قرآن) میں تمہارا نام مسلمان رکھا ہے (پس تم مسلمان یعنی اللہ کے فرمانبردار بنے رہو)۔"

"هُوَ سَمّٰىكُمْ" کا فاعل اللہ عزوجل ہے یعنی اللہ نے تمہارا نام مسلمین رکھا پہلی کتابوں میں اور اس میں جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں کہ اسلام سے مراد سلامتی، امن و عافیت ہے، اس میں مسلمان ساری زندگی کے معمولات، تجارت و زراعت، معاشرتی زندگی کے تمام پہلو اس کے اعزہ و اقارب، دنیا و آخرت سب شامل ہیں، یعنی تم جسمانی و روحانی اور ذہنی طور پر عافیت میں رہو۔ سلامتی اللہ کی طرف سے ایک کلمہ ہے جو انسانوں کی مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔ جب بھی کسی پیغمبرؑ پر مشکل وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس لفظ "سلامتی" سے نوازا۔ فرمایا:

﴿ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ ﴾[۲۵]

(ترجمہ) "اے نوحؑ ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اتر جاؤ۔"

ابراہیمؑ پر زندگی میں سب سے مشکل وقت وہ تھا جب نمرود نے آپؑ کو آگ میں ڈالا تو اللہ

۲۲۔ تفہیم القرآن جلد: ۵، ص: ۱۰۰

۲۳۔ الذاریات: ۳۶،۳۵

۲۴۔ الحج: ۷۸ ۲۵۔ ھود: ۴۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی طرف سے پیغام آیا:

﴿ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ ﴾ [۲۶]

(ترجمہ) "ہم نے حکم دیا اے آگ! سرد ہو جا اور ابراہیمؑ کے لئے موجب سلامتی بن جا۔"

غرض زکریا، یحییٰ، موسیٰ، ہارون اور عیسیٰ علیہم السلام پر نازک وقت آیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی کا اعلان ہوا اللہ تعالیٰ ہر قسم کی سلامتی اور عافیت کا سرچشمہ ہے۔

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)) [۲۷]

(ترجمہ) "اے اللہ تو سلامتی کا منبع ہے اور سلامتی تیری ہی طرف سے ہے، اے عزت اور بزرگی کے مالک تیری ذات ہی بابرکت ہے۔"

قرآن حکیم کے مطابق نسل انسانی کی ابتداء تخلیق آدمؑ سے ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول و پیغمبر کے رتبے پر سرفراز فرمایا اس طرح انسانیت کی ابتداء کے ساتھ ہی اسلام کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ﴾ [۲۸]

(ترجمہ) پہلے تمام لوگ ایک ہی جماعت تھے (جوں جوں وہ گروہوں میں تقسیم ہوتے گئے) اللہ ہر ایک (قوم) کی طرف نبی کو مبعوث کرتا رہا جو ان کو (راہ حق پر چلنے کی بدولت) جنت کی بشارت دیتے اور جہنم سے ڈراتے تھے۔"

جیسے جیسے آبادی بڑھتی گئی کرہ ارض پر متفرق علاقوں پر آبادی ہوتی گئی۔ جس طرح آب و ہوا نے ان کے رنگوں پر اثر ڈالا اسی طرح متفرق جگہوں پر آباد ہونے کی بدولت ان کی زبانیں بھی تبدیل ہوئیں اور اسی انداز سے ان کی مذہبی زندگی میں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں اور ہدایت و رہنمائی سے دوری کے سبب قومیں مختلف خود ساختہ مذاہب کی پیروکار بن گئیں، شریعتیں بدلیں اور نبی کے بعد لوگوں نے اس کا مفہوم خود بدل ڈالا مگر عقیدہ توحید سب شریعتوں میں مشترک رہا۔

اسلام وہ دین حق ہے جس کے اپنانے کا اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کو حکم دیا ہے اور تمام انبیاء و رسل علیہم السلام جس پر ایمان لے آئے اور خود اسی دین کی دعوت دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾ [۲۹]

۲۶۔ الانبیاء:۶۹

۲۷۔ مسلم، کتاب الصلوٰۃ و مواضع الصلوٰۃ، باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ وبیان صفتہ

۲۸۔ البقرۃ ۲۱۳ ۲۹۔ آل عمران:۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ) ''بیشک اللہ کے نزدیک دین تو صرف اسلام ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿ وَ مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ [۳۰]

(ترجمہ) ''اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ شخص آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس کے نزدیک معتبر و مقبول دین صرف اسلام ہے اور اسکے علاوہ وہ کوئی دوسرا دین قبول نہیں کرے گا۔ اسی وجہ سے سارے انبیاء کرام نے دین اسلام کو اختیار فرمایا اور اسی کی طرف دعوت دی۔

مولانا آزاد لکھتے ہیں:

''اللہ کا دین اسکے سوا کچھ نہیں کہ اسکے ٹھہرائے ہوئے قوانین فطرت کی اطاعت ہے اور آسمان و زمین میں جس قدر مخلوق ہے سب قوانین الٰہی کی اطاعت کر رہی ہیں پھر اگر تمہیں اللہ کے قانون فطرت سے انکار ہے تو اللہ کے قانون کے سوا کائنات ہستی میں اور کونسا قانون ہو سکتا ہے؟ کیا تمہیں اس راہ پر چلنے سے انکار ہے جس پر تمام کارخانہ ہستی چل رہا ہے؟'' [۳۱]

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ تُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَ تُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ وَ تَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا)) [۳۲]

(ترجمہ) ''اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور حج بیت اللہ کرو اور اگر اس کے سفر کی استطاعت رکھتے ہو۔''

یہ حدیث گویا دین اسلام کا خلاصہ ہے اس میں عقائد، عبادات، معاملات اور ہر چیز کو بہترین طریقے سے انجام دینے کی تدبیر بھی کی گویا کہ دین اسلام ایک خوبصورت عمارت ہے، عقائد اس کی چھت جسے عبادت کے چاروں ستون تھامے ہوئے ہیں اور اس کی آرائش و زیبائش ''احسان'' سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ پروفیسر مولانا عبدالحفیظ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''قرآن میں احسان کو کبھی ایمان کے ساتھ بیان کیا گیا، کبھی اسلام کے ساتھ اس کا تذکرہ آیا اور تقویٰ اور عمل صالح کا نعم البدل بھی قرار دیا گیا۔'' [۳۳]

۳۰ آل عمران: ۸۵	۳۱ ابو الکلام آزاد، ترجمان القرآن، ج: ۱ ص ۳۲۹

۳۲ بخاری، کتاب الایمان، ج۱ ص ۱۸، مسلم، ج: ۱ ص ۳۲

۳۳ شرح اربعین نووی، ص: ۵۵، نعمانی کتب خانہ لاہور، (س ن)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

"اسلام تمام رسالتوں کو شامل اور توحید دین الٰہی پر مشتمل ہے۔ اسلام کے معنی خضوع اطاعت اور اتباع منہاج کے ہیں، کائنات کا اسلام بھی یہی ہے کہ کائنات کی ہر شے اس کے حکم کے تابع ہے۔ اسلام کوئی کلمہ نہیں ہے جسے زبان سے ادا کر دیا جائے اور قلب سے اسکی تصدیق کر دی جائے مگر عملی زندگی میں منہاج الٰہی برپا نہ ہو۔"[۳۴]

وحدت نسل انسانی کا تصور:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾[۳۵]

(ترجمہ) "لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) خبردار ہے۔"

جس طرح نظام قدرت ہر ایک کو یکساں سہولتیں مہیا کرتا ہے اسی طرح تمام فطری چیزوں کا کے فوائد کا حصول بھی سب کے لئے ایک جیسا ہوتا ہے۔ دین بھی ایک فطری چیز ہے جو رنگ و نسل، امیری و غریبی کے تمام امتیازات سے بالاتر قوانین کا حامل ہے اور یہی اسلام کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا آخری خطبۂ حج اسکی زندہ مثال ہے۔ فرمایا:

((عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَ لَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَ لَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ وَ لَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ))[۳۶]

(ترجمہ) "لوگو خبردار! تم سب کا پروردگار ایک ہے کسی عرب کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عرب پر کسی کالے کو کسی گورے پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقوی کے اعتبار سے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

((رَوَى الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ، اُنْظُرْ فَاِنَّكَ لَسْتَ بِخَيْرٍ مِّنْ اَحْمَرَ وَ لَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَهُ بِتَقْوَى اللّٰهِ))[۳۷]

۳۴۔ سید قطب: فی ظلال القرآن، ج ۱، ص ۸۷، اسلامی اکادمی، لاہور

۳۵۔ الحجرات: ۱۳

۳۶۔ مسند احمد، ج ۵، ص ۴۱۱

۳۷۔ نیل الاوطار، ج ۳، ص ۸۲، زاد المعاد، ج ۵، ص ۱۵۸، باب مناسک الحج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی انھیں امتیازات ونسلی تفاخر نے بدترین شکلیں اختیار کیں اسی بنیاد پر یہودیوں نے اپنے کو اللہ کی پسندیدہ مخلوق قرار دیا اور غیر اسرائیلیوں کے حقوق و مرتبے کو کمتر کیا۔ عیسائیوں نے "صلیب" کو کفارہ گناہ قرار دیکر عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا اور مریم کو اسکی بیوی قرار دیا، ہندوؤں کے ہاں "ورن آشرم" کو اسی تمیز نے جنم دیا، برہمن کو برتری دی اور شودروں کو انتہائی ذلت کے گڑھے میں پھینک دیا۔ مغربی اقوام کی قوم پرستی نے سیاہ فام لوگوں پر ظلم ڈھائے۔ ان نام نہاد ترقی یافتہ اقوام نے جس درندگی کا مظاہرہ مسلم امت پر کیا اسکی بدترین مثالیں آج کے زمانہ قریب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے ایسے لوگوں کو جنھوں نے تہذیب و اخلاق کے تمام اصولوں کو پاؤں کے نیچے روند ڈالا تھا، جس میں ظلم وتشدد کا دور دورہ تھا ان سب کو ایک پرچم کے نیچے جمع کیا تو انھوں نے مسلم بن کر آپ ﷺ کی روحانی و سیاسی قیادت و سیادت کو تسلیم کیا اور منظم و متحد ہوگئے، قومیتوں کے بت پاش پاش ہوگئے اور ایک عالمگیر مسلم ملت کا قیام عمل میں آیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾ [28]

(ترجمہ) "اسی (اللہ) نے اپنا رسول ﷺ ہدایت دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اس نبی کو (غیر اسلام) سب (اہل) ادیان پر غالب کرے (یقینا جان لو ایسا ہی ہوگا) اللہ خود گواہ کافی ہے۔"

آخر میں جو "دین" رسول اکرم ﷺ پر اتارا گیا ہے یہی دین حق ہے جس سے سابقہ تمام شریعتیں اللہ تعالیٰ نے منسوخ کیں اور یہ دین قیامت تک جاری رہے گا اسی کا نام "اسلام" ہے۔

حافظ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اسلام ہر زمانے کے پیغمبر کی وحی کی تابعداری کا نام ہے، سب سے آخر اور سب رسولوں کو ختم کرنے والے محمد ﷺ ہیں۔ آپ کی نبوت کے بعد سب راستے نبوت کے بند ہوگئے۔ یعنی اب جو شخص آپ کی شریعت کے سوا کسی اور شریعت پر عمل کرے گا وہ "دیندار" نہیں ہوگا۔" [29]

مولانا اصلاحی رحمہ اللہ کی رائے ہے:

---

[28] الفتح: ۲۸

[29] ابن کثیر، ج۱، ص۵۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''دینِ حقیقی'' یعنی وہ دین جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اتارا۔ یہی دین اللہ کا دین ہے جس کا نام اسلام ہے۔ یہی دین اسی نے ابتداء سے تمام نبیوں اور رسولوں پر اتارا۔ اس سے الگ اس نے کسی کو کوئی اور دین نہیں دیا۔ لیکن یہود و نصاریٰ نے باہمی اختلاف و عناد اور ضدم ضدا کی وجہ سے اس میں بہت سے اختلافات پیدا کر دیئے۔ اور یہودیت اور نصرانیت کے ناموں سے اپنے الگ الگ دین گھڑے کر لئے۔ اسی طرح انھوں نے اللہ کی عظیم نعمت پا کر ضائع کر دی۔''[۴۰]

سید قطب شہید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دین'' صرف اسلام ہے۔ اسلام کے معنی اطاعت و فرمانبرداری، احکام الٰہی کی اتباع، رسول ﷺ کی پیروی کرنا یعنی اگر کوئی اس کے خلاف کرے اپنے مزاج کے مطابق زندگی گزارے تو مسلم نہیں ہے۔ اور اس کا دین اللہ کا پسندیدہ دین نہیں ہے۔''[۴۱]

مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ کے نزدیک معتبر دین اسلام ہے جو حضرت محمد ﷺ رسول اللہ کا دین اور طریقہ ہے۔''[۴۲]

مولانا سید مودودیؒ فرماتے ہیں:

''یعنی اللہ کے نزدیک انسان کے لئے صرف ایک ہی نظام زندگی اور ایک طریقہ حیات صحیح اور درست ہے اور یہ کہ انسان اللہ کو اپنا مالک و معبود تسلیم کرے اور اس کی بندگی و غلامی کے لئے اپنے آپ کو سپرد کر دے اور اسکی بندگی بجا لانے کا طریقہ خود ایجاد نہ کرے بلکہ اس نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سے جو ہدایت بھیجی ہے، ہر کمی بیشی کے بغیر صرف اسی کی پیروی کرے۔ اسی طرزِ فکر کا نام اسلام ہے۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے جو پیغمبر بھی دنیا کی کسی گوشے اور کسی زمانے میں آیا ہے اس کا دین اسلام ہی تھا اور جو کتاب بھی دنیا کی کسی زبان اور کسی قوم میں نازل ہوئی ہے اس نے اسلام کی تعلیم دی ہے۔ اس اصل دین کو مسخ کر کے اور اس میں کمی و بیشی کر کے جو بہت سے مذاہب نسل انسانی میں رائج کیے گئے ہیں ان کی پیدائش کا سبب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ لوگوں نے اپنی جائز حد سے بڑھ کر حقوق، فائدے اور امتیازات حاصل کرنا

۴۰ اصلاحی امین احسن مولانا: تدبر قرآن: ج۱، ص۵۲

۴۱ فی ظلال القرآن: ج۱، ص۴۰۸

۴۲ تفسیر ثنائی: ج۱، ص۹۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہے اور اپنی خواہشات کے مطابق اصل دین کے عقائد، اصول اور احکام میں رد و بدل کر ڈالا دوسرے الفاظ میں اس بات کو یوں کہئے کہ" میں اور میرے پیروکار تو اس خیلہ اسلام کے قائل ہو چکے ہیں جو اللہ کا اصل دین ہے اب تم بتاؤ کہ کیا تم اپنے اور اپنے اسلاف کے بڑھائے ہوئے حاشیوں کو چھوڑ کر اس اصلی و حقیقی دین کی طرف آتے ہو"۔ ٣٣

مذاہب باطلہ کے ماننے والے اسلام کے بارے میں اپنے اندر سے بخوبی جانتے ہیں کہ اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور اسی دین کو اللہ نے جامع اور مکمل قرار دیا ہے۔ مگر ان لوگوں نے خیالی علوم اور عقائد کو اپنے سہارے بنائے ہوئے ہیں۔ اگر ہم قرآن مجید کو غور سے پڑھیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں بتاتے ہیں کہ ہم نے کسی قوم کو بھی کسی زمانے میں رہبر و رہنما کے بغیر نہیں چھوڑا یعنی ہر قوم میں نبی مبعوث ہوا۔ توحید رسالت اور شریعت کی تعلیم انہیں دی گئی۔ لہٰذا اب جتنے مذاہب باطلہ موجود ہیں یہ سب اپنے انبیاء کی بگڑی ہوئی تعلیمات کا مظہر ہیں۔ صرف اسلام کو یہ خاصیت حاصل ہے کہ وہ قرآن و سنت کی اصل تعلیمات پر قیامت تک قائم رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ سے قبل جو آسمانی مذاہب گزرے ہیں ان کے قریب ترین رہبر حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ تھے انہوں نے صحیح راستے کی نشاندہی کی جس کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے آخری رسول و نبی کے آنے کا انکار اس لئے کیا کہ آپ ﷺ ان کی نسل سے نہیں حالانکہ وہ آخری نبی کے آنے کے منتظر رہے۔ نسلی تعصب کی بنا پر آپ کے منکر تو وہ ہوئے تھے مگر آپ ﷺ کے قتل کے در پے بھی ہوئے جس میں انہیں ناکامی اس لئے ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی رسول قتل نہیں ہوتا اس لئے عیسیٰؑ بھی قتل نہیں ہوئے وہ زندہ آسمانوں پر اٹھا لئے گئے اور رسول اکرم ﷺ بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی سازشوں سے اللہ کی پناہ میں رہے۔

اسلام نے مذہب سے بڑھ کر دین کا نظریہ پیش کیا ہے اور اس کے تحفظ کی ضمانت بھی دی ہے کیونکہ اس سے قبل تمام مذاہب متبدل ہو چکے تھے۔ عیسائیت اور یہودیت کے پیروکار شرک بت پرستی اور تثلیث کے باوجود اسلام کی اعلیٰ دعوتی و تربیتی نظام سے انکار نہ کر سکے۔ اب اسلام کو مذاہب باطلہ کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے چودہ صدیوں سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستانیں تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں لیکن ایک چیز نمایاں طور پر جو ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ قوموں کو زندہ رہنے کے لئے جذبوں اور اقدار کی ضرورت ہوتی ہے اور اسلام ان تمام چیزوں سے مالا مال ہے۔ سائنسی علوم و فنون کی تیز

٣٣ تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۲۴۰، ۲۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رفتار ترقی کی دوڑ میں مسلمانوں کو شامل ہونا ہے مگر میں یہ یقین سے کہتا ہوں کہ مسلمانوں کو اپنے جہادی عقیدے پر سختی سے کاربند رہنا پڑے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قوت اسی عقیدے اور عمل میں رکھی ہے۔ جس طرح ایک عقیدے کو شکست دینے کے لئے بہترین عقیدے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ظالم طاغوت کو شکست دینے کے لئے جہاد کی ہمیشہ ضرورت رہے گی۔ اور یہ بھی حقیقت پوری دنیا کفر پر واضح ہو چکی ہے کہ اسلامی نظریہ حیات یورپ اور امریکہ کے علاوہ پوری دنیا میں نہایت ہی تیز رفتاری کے ساتھ پھیل رہا ہے جس کا نتیجہ قرآن نے یہ بیان کیا:

﴿ وَ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴾ [۳۳]

توحید

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدت کے عقیدہ کو بنیادی اہمیت عطا کی ہے۔ قرآن مجید کا کوئی ورق ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے بارے میں حکم نہ دیا ہو۔ اسی لئے دنیا میں جب بھی کوئی رسول اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوا تو اس نے سب سے پہلے اللہ کی توحید اپنی قوم کے لوگوں کو سکھائی۔ فرمایا:

﴿ وَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴾ [۳۴]

(ترجمہ) ''اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ہم نے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو تم صرف میری ہی عبادت کرو۔''

گویا تمام انبیاء اور رسولوں کا پہلا بنیادی عقیدہ اللہ تعالیٰ کی توحید ہی رہا ہے۔

سب سے آخر میں رسول پاک ﷺ پر جو کتاب اتری اس میں اللہ تعالیٰ نے عقیدہ توحید کو اسلامی عقیدے کا سب سے پہلا زیور بنایا۔ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق و مالک ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ کریم اور غفور الرحیم ہے۔ اس کی رحمت اپنی مخلوق کے لئے اتنی وسیع ہے کہ اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا لیکن وہ اپنی مخلوق کو جہنم کی آگ میں کیوں جلاتا ہے اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ کسی قسم کا ذرا برابر شرک بھی برداشت نہیں۔ توحید تو یہ ہے کہ اللہ " وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ " ہے وہ اپنی ذات اور اپنی صفات میں کوئی شریک نہیں رکھتا اس کی ذات بے مثل بے مثال ہے وہ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُولَدْ ہے وہ اکیلا معبود ہے، مشکل کشا ہے، حاجت روا ہے۔ اس اکیلے کی عبادت لازم ہے۔ وہ مَالِكِ يَوْمِ

---

[۳۳] بنی اسرائیل ۸۱:۱۷

[۳۴] الانبیاء ۲۵:۲۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الدِّین ہے۔ اسی کے لئے قیام ورکوع، سجدہ، دعا، استعانت سب اسی اکیلے کے لئے ہے۔ وہ رزاق ہے سب اسی کے محتاج ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اگر تمہارے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ جیسا کہ قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ پہلے پہل تمام قوم ایک الٰہ کی پوجا کرتی رہی۔ پھر جیسے جیسے وقت گزرتا گیا لوگوں میں جہل و اختلاف کی راہیں کھلتی گئیں تو وہ شرک کی طرف مائل ہوتے گئے۔ فرمایا:

﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ... وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ [۲۱]

(ترجمہ) "سب انسان ایک ہی امت تھے (پھر ان میں اختلافات ہو گئے) تو اللہ نے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے انبیاء بھیجے اور انکے ساتھ اپنی کتاب بھی برحق نازل کی تاکہ وہ فیصلہ کرے ان باتوں کا جن کے درمیان لوگ اختلاف کرتے تھے۔ اور نہیں اختلاف کیا کتاب میں مگر ان لوگوں نے جنہیں وہ دی گئی تھی وہ اس کے بعد کہ آچکے ان کے پاس واضح احکام محض آپس کی ضد کی بنا پر، پھر ہدایت دی اللہ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے (محمد ﷺ) پر ان باتوں میں جن میں اختلاف کیا کرتے تھے حق کی پہلے لوگ، اور اپنے حکم سے اللہ ہی ہدایت دیتا ہے۔ سیدھے راستے کی جسے چاہتا ہے۔"

توحید کے ثمرات:

تمام انبیاء کرام اس نظریہ توحید پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں یہ خبر دیکر کہ یہ ساری کائنات جو بنی آدم کے گرد و پیش پھیلی ہوئی ہے۔ اللہ ہی نے سب کو وجود بخشا ہے، ہر وسامان عطا کیا ہے، زندگی کی ضروریات بخشی ہیں، مادی وسائل و اسباب بھی دیئے ہیں، اور روحانی ہدایت واخروی سعادت کا انتظام بھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یکتا اور تنہا ہے۔ اپنے کاموں میں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ وہی سب کا پروردگار ہے اور متصرف و مختار ہے، زندگی وہی دیتا ہے اور موت بھی اسی کے حکم سے آتی ہے، نفع و نقصان کا اختیار اس کے سوا کسی کو نہیں۔ رزق کے خزانے اس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ زندگی کے نشیب و فراز، انقلاب عالم اور حالات کا اتار چڑھاؤ اسی کی مشیت کا مرہون منت ہے۔ یہ کائنات ایک منظم سلطنت ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی اسکا حاکم و فرمانروا ہے۔ تمام اختیارات کا منبع اسی کی ذات ہے۔ انسان فطری اور پیدائشی اعتبار سے ہی اللہ

---

[۲۱] البقرۃ: ۲۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی رعیت ہے۔ جس قدر اختیار اللہ نے انسان کو بخشا ہے وہ بغرض آزمائش ہے۔ عقیدہ توحید سے انسانی زندگی پر خوش آئند و خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ عقیدہ توحید کو قبول کرنے اور زندگی کو اُس کے سانچے میں ڈھالنے سے انسان کو طمانیت قلب کی وہ دولت نصیب ہو جاتی ہے جس کا تصور بھی کسی دوسرے عقیدہ میں نہیں کیا جا سکتا۔ اسکی بدولت زندگی کی الجھنیں ختم ہو جاتی ہیں اور دل کی بے چینیاں تھم جاتی ہیں۔ ہر انسان کے اندر ایک مرکز محبت کا ذوق طلب ودیعت کر دیا گیا ہے۔ صرف عقیدہ توحید ہی سے اس ذوق کو مکمل آسودگی ہوتی ہے۔ عقیدہ توحید کا قائل کبھی تنگ نظر نہیں ہو سکتا۔ نسل و رنگ، خاندان و قبیلہ، فرقہ و قوم اور وطن کی تنگیوں میں وہ کبھی محصور نہیں ہوتا بلکہ ساری دنیا کو اپنا وطن اور تمام انسانوں کو ایک ہی برادری کے افراد تصور کرتا ہے۔ یہ عقیدہ انسان میں جرأت، غیرت، خودداری اور عزت نفس کا جوہر پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی میں بھی نفع ونقصان پہنچانے کی ذرا بھی مقدرت نہیں ہے۔ خودداری کے ساتھ تواضع وانکسار کا پیوند بظاہر بے جوڑ معلوم ہوتا ہے لیکن عقیدہ توحید کا کمال ہے کہ شخص واحد میں یہ دونوں خوبیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ کیوں کہ موحد اپنے ہر کمال کو خدا کی دین سمجھتا ہے اور اس پر پھولا نہیں۔ عقیدہ توحید فلاح ونجات کے لئے چونکہ نیک نیتی پاکیزگی نفس اور رفعت کردار کو ضروری ٹھہراتا ہے اس لئے موحد صرف گفتار کا غازی ہی نہیں ہوتا بلکہ جو کہتا ہے وہ کرتا ہے۔ فتح عزائم اور ناکامیوں سے موحد کبھی مایوس و دل برداشتہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ایک اَن دیکھی بالاتر قوت موجود ہے جو اس کے ارادوں کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ عقیدہ توحید کا قائل حوصلہ مند، اولوالعزم اور صبر و توکل کا پیکر ہوتا ہے اور اس کے ضمیر و ایمان کو نہ کچلا جا سکتا ہے۔ اور نہ خریدا جا سکتا ہے۔

موحد چہ برپائے ریزی زرش ۔۔۔ چہ شمشیر ہندی نہی برسرش

امید و ہراسش نہ باشد ز کس ۔۔۔ ہمین است بنیاد توحید بس

''موحد کے پاؤں پر چاہے اشرفیوں کے انبار لگا دیں یا اس کے سر پر تلوار چلا دیں لیکن خدا کے سوا کسی سے اس کو نہ خوف ہوتا ہے نہ امید۔ الغرض توحید اسلام کا سرچشمہ اور طغرائے امتیاز ہے۔''

گویا عقیدہ توحید تمام سابقہ شریعتوں کی بنیاد رہا ہے لیکن شیطان اُس کے رفقاء نے شرک کیلئے چور دروازے ایجاد کئے اور اس طرح یہ انبیاء کرام اور اہل حق کی ہمیشہ مخالفت پر کمربستہ رہے، چنانچہ توریت وانجیل بھی ان کی ستیزہ کاریوں سے محفوظ نہ رہیں۔ ان کتب سابقہ میں تحریف کے بعد خالص عقیدہ توحید میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت زیادہ مبالغہ آرائیاں ہوگئیں اور یہ تصرفات کا شکار ہوگیا۔ قرآن مجید نے شرک اور دعوت لغیر اللہ کیلئے اپنے "عجیب استدلال" جو کفر و شرک کی راہیں تلاش کرنے کے لئے ایجاد بندہ تھے انھیں رد کیا اور مثایا۔ خصوصاً برصغیر کے علماء میں سے حضرات شیخینؒ نے کتب سابقہ کے حوالوں سے اثبات توحید کیا ہے۔

جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں انبیاء کرام کی بعثت کی غرض و غایت ہی یہی تھی کہ تمام انسانوں کے سامنے اس کے الٰہ واحد ہونے کے عقیدے کو پیش کریں۔ یہی توحید کا وہ "محور" ہے جس کے گرد اسلام کی تعلیم اور ایمان کے تقاضے گردش کرتے ہیں پھر امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم آسمانی کتب و صحف اور انبیاء کی تعلیمات ہوکر رہ گئیں جو ظلم انکی امتوں کے ہاتھوں ان پر ڈھائے گئے اس پر اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید گواہ ہے۔ اس آخری کتاب میں سب سے زیادہ ذکر "توحید" کا فرمایا گیا ہے۔ دین اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ فرمایا:

ایک الٰہ کی عبادت ہی دراصل توحید ہے، جو عقیدہ توحید کا اقرار نہیں کرتا گویا اس نے اللہ کی عبادت ہی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت کے تمام اوصاف میں یکتا ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اکیلا ہی عبادت کا مستحق ہے اور اسکا علم ہر چیز پر محیط ہے جسکی وجہ سے وہ اپنے بندوں کا اعلیٰ درجے کا محبوب ہے اور یہی کہ جو مومن ہیں ان کی تمام امیدیں اسی لاشریک ذات کے ساتھ وابستہ ہیں یہی مفہوم ﴿وَ مَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ﴾ کا ہے۔ اسی لئے فرمایا:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَ لَوْ یَرَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ﴾[1]

(ترجمہ) "لوگوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں کو اللہ کا شریک ٹھہرا لیتے ہیں، وہ ان سے اس طرح محبت رکھتے ہیں جیسے کہ اللہ سے محبت ہونی چاہئے اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہوئے ہیں ان کی محبت اللہ سے ہی شدید ترین ہوتی ہے۔ اے کاش جو کچھ عذاب کو سامنے دیکھ کر انہیں سوجھنے والا ہے وہ آج ہی ان ظالموں کو سوجھ جائے کہ ساری کی ساری قوت اللہ کے لئے ہے۔ اور یہ کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔"

ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: محبت بھی شرک کا سبب بن جاتی ہے۔ یہاں شرک کی ایک نوعیت بتائی گئی ہے۔ فرمایا: کائنات، دن رات، زمین، آسمان، رزق، بارش، بادل، ہوائیں اور تمہاری زندگی کا سارا

[1] البقرۃ: ۱۶۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتظام تو ہم نے کیا۔اپنی رحمت اور محبت کے جوش میں ہم نے تمہیں پیدا کیا۔تمہارے اندر جو جذبہ محبت ہے۔اس جذبہ کو پیدا کرنے والے بھی ہم ہیں اور تمہارا یہ حال ہے کہ ہم سے محبت کرنے کے بجائے غیروں سے محبت کرتے ہو۔جس طرح اللہ سے محبت کی جانی چاہئے اس طرح غیروں سے محبت کرتے ہو۔فرمایا: یہ شرک ہے۔شرک کی ایک نوعیت یہ ہے کہ اللہ کی ذات کو ترجیح اول قرار نہ دیں،کسی اور چیز سے اتنی محبت کریں جتنی اللہ سے ہونی چاہئے،فرمایا کہ یہ شرک ہو گیا۔

سورۃ التوبہ میں ارشاد ہوا:

﴿ قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَ أَبْنَاؤُكُمْ وَ إِخْوَانُكُمْ وَ أَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيرَتُكُمْ وَ أَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ جِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴾ [۳۹]

(ترجمہ) "اے نبی ﷺ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیویاں تمہارے عزیز و اقارب تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تمہیں خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں ،اگر تمہیں اللہ اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔"

اس آیت میں وہ سب چیزیں اور افراد گنوا دیئے کہ جن سے انسان محبت کرتا ہے کہ تم ہمارے مقابلے میں فلاں فلاں چیز سے محبت کرتے ہو باپ ، بیٹے ،بیوی ،خاندان اپنے قبیلے،کاروبار ،حویلیوں اور مکانات سے اگر ان میں سے کسی بھی چیز سے تم اللہ اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کے مقابلے میں زیادہ محبت کرتے ہو تو خبردار ! یاد رکھنا کہ پھر تم فاسقوں میں سے ہو گے اللہ عنقریب تم پر اپنے عذاب کا فیصلہ نازل کر دے گا اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔معلوم ہوا کہ شرک کی ایک قسم یہ ہے کہ اگر تم کسی چیز سے اتنی محبت کرو جتنی اللہ سے ہے،یہ شرک ہو جائے گا۔ایسا ہرگز مت کرنا۔آگے شرک کی ایک نوعیت بتا دی۔کسی کو صاحب قوت سمجھنا شرک ہے۔"

جب ظالم لوگ اپنی آنکھوں سے عذاب کا مشاہدہ کر لیں گے تو وہ کہیں گے کہ سب کی سب قوت اللہ کی ہے ،اگر کسی اور کے پاس قوت ہے تو وہ اللہ کی دی ہوئی ہے،کوئی صاحب اختیار نہیں ہے،کوئی صاحب تصرف نہیں۔اس دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ اللہ کے چاہنے سے ہوتا ہے اور جو کام نہیں ہوتا ہے،وہ اللہ

[۳۹] التوبہ:۲۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ مجھے بچالو کہ میں ڈوب رہا ہوں کہ نہ اس میں بچنے کی قوت ہے اور نہ اس میں بچانے کی قوت ہے۔

لا الہ الا اللہ کا مفہوم:

﴿اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا﴾ "پس اقوت، اختیار، تصرف صرف اللہ کے پاس ہے"۔

اب ہم لا اللہ الا اللہ کے مفہوم پر غور کرتے ہیں۔

۱۔ لا الٰہ الا اللہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

۲۔ لا الٰہ الا اللہ: اللہ کے سوا کوئی محبت کے لائق نہیں ہے۔

۳۔ لا الٰہ الا اللہ: اللہ کے سوا کوئی بھی صاحب تصرف اور صاحب قوت نہیں ہے۔ سارا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔

۴۔ لا الٰہ الا اللہ: اللہ کے سوا کوئی بھی ایسی ہستی نہیں جس سے کوئی امید، لالچ یا طمع رکھی جائے۔

۵۔ لا الٰہ الا اللہ: اللہ کے سوا کوئی اور ذات نہیں جس سے خوف یا ڈر رکھا جائے۔

شرک کی ایک شکل اور بھی بتا دی کہ ہم غیروں کو صاحب قوت، صاحب اختیار اور صاحب تصرف سمجھتے ہیں۔ ہمارا جتنا بڑا توحید کا واعظ ہوتا ہے، وہ کہتا ہے کہ قبر والوں کو صاحب اختیار نہ سمجھو، لیکن وہ خود ان لوگوں کے پیچھے جو زندہ ہیں، ایم این اے ہیں، وزیر ہیں، منسٹر ہیں ان کے پیچھے جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں اور توحید کا وعظ بھی فرماتے ہیں۔ ان کی ساری توحید قبر کے اردگرد گھومتی رہ جاتی ہے۔ کہ قبر والے سے نہیں مانگنا اور جو چلتی پھرتی قبریں ہیں ان کے آگے ہاتھ پھیلانا درست سمجھتے ہیں۔

توحید تو یہ ہے کہ ان سے بھی ایسے انکار کرو جیسے تم ساکت اور جامد قبروں سے انکار کرتے ہو۔ توحید کا تقاضا ہے کہ صرف اللہ سے مانگو۔ ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ "تیری اور صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔"[۵۵]

وہ مقتدر اعلیٰ ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ [۵۶] ہم اس کے مقابل کسی کو طاقت ور نہیں تسلیم نہیں کرتے۔ وہ ایک ایسا سہارا ہے جو کبھی نہیں ٹوٹتا وہ ایک مکمل علم رکھنے والی ذات ہے جسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ اور وہ ایک پل کے لئے غافل نہیں ہوتی اور اسکا علم اسقدر مکمل ہے کہ سمندروں کی تاریکیوں میں ایک چھوٹا سا ذی روح کیڑا حرکت کرتا ہے اور اسے بھوک کا احساس ہونے سے پہلے اللہ اسکی بھوک کو جانتا

۵۵ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک: ماہنامہ نور الھدایٰ ص:۳۰۔۲۸ زیب ٹرسٹ لاہور نومبر ۲۰۰۰ء

۵۶ البقرۃ: ۲۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ﴾ [62] (ترجمہ) بیشک "اللہ حکم دیتا ہے جس چیز کا وہ ارادہ کرتا ہے۔" بڑی حکمت کی بات ہے یہ کہ صرف اور صرف اللہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جس چیز کا چاہے حکم دے، وہی مطاع مطلق ہے، اسی کی شان کبریائی یہ ہے کہ:

﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُونَ﴾ [63]

(ترجمہ) "اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا البتہ وہ سب سے پوچھے گا۔" یعنی جس کا چاہے اثبات کرے اور جسکی نفی بھی دراصل یہی اقتدار کی سب سے بڑی علامت ہے۔ یعنی آپ حکم کسی اور کا تسلیم کریں اور کہیں کہ ہم تو بادشاہ کی عزت کرتے ہیں یا در کھیں کسی چیز کے صحیح یا غلط ہونے کی طاقت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ کے بندے اس کے غلام بن کر اس کے حکم کو ادا کرتے ہیں۔

مولانا محمد علی جوہر کہتے ہیں:

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

مطلب یہ ہے کہ دنیا بھر میں اللہ کے جتنے شریک بنائے جاتے ہیں ہم ان سب کا انکار کرتے ہیں یعنی اسکی ذات وصفات میں میں بھی اسکو ایک مانا۔ اسوہ ابراہیمی قرآن بیان کرتا ہے:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ إِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ ...... حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ﴾ [64]

(ترجمہ) "بیشک تمہارے لئے ایک بہترین نمونہ ابراہیم میں اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ ہم قطعی بیزار ہیں تم سے اور ان سے جنہیں تم اللہ کے ماسوا پوجتے ہو (ہم) تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی ہو گئی ہے۔ یہاں تک کہ تم ایمان لے آؤ اللہ پر جو یکتا ہے۔"

ہر ذی شعور انسان کو اتنا ضرور علم حاصل ہونا چاہئے کہ اسکا خالق و مالک کون ہے اور اسے دنیوی اور اخروی زندگی میں کامیابی اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے رب کی معرفت حاصل کرے اور اس پر ایمان لائے اور صرف اس کی عبادت کرے اور نبی الامی کی اطاعت کرے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو راہ رست پر لانے کے لئے مبعوث فرمایا ہے، پھر اپنے دین و ایمان کے تقاضوں کی معرفت حاصل کرے جس کے اپنانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔

---

[62] المائدۃ:1 [63] الانبیاء:23

[64] الممتحنۃ:4

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ا۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت:

یہ وہ ذات پاک ہے جس نے انسان کو عدم سے وجود بخشا اور طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا اسے لوگوں نے اپنی دنیوی آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن ایسے حقیقی دلائل سے ہر عقل و ہوش رکھنے والے واقف ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود اور خالق کائنات ہونے اور نظام حیات چلانے پر شاہد ہیں۔ جس نے خود اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ...... تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾[1]

(ترجمہ) "بیشک تمھارا پروردگار وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہوگیا، ڈھانپ لیتا ہے رات سے دن کو، وہ جلدی سے اسے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور ستاروں کو اسی نے پیدا کیا، سب اسی کے حکم کے تابع ہیں، یاد رکھو اسی کے لئے خاص ہے آفرینش اور حکومت بھی، برکتوں سے بھرا ہوا ہے تمام جہانوں کا پروردگار"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوقات کو یہ بتا رہے ہیں کہ وہی انکا رب ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور وہ عرش پر براجمان ہوا۔ آسمانوں اور زمین کی بتدریج پیدائش میں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت پوشیدہ ہے ورنہ وہ تو جب کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو "کُـــنْ" کہہ دیتا ہے تو وہ اس وقت "فَيَكُوْنُ" ہو جاتی ہے۔ اور "إِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ" کے معنی کسی چیز کے مستوی اور مرتفع ہونے کے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر جلوہ افروز ہے جوکہ اسکے شایان شان ہے جسکی کیفیت سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اسکو بغیر تاویل کے تسلیم کریں۔ اور عرش سارے آسمانوں کے اوپر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور ارادے سے ساری مخلوقات کے ساتھ ہے اور کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے۔ جو کچھ اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، وہ تمام اشیاء کا خالق ہے اس لئے اپنی مرادیں اور حاجتیں صرف اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئیں۔

مولانا ابو محمد عبدالحق الہاشمیؒ فرماتے ہیں:

صفات باری تعالیٰ:

کتاب وسنت میں جن صفات مقدسہ کا تذکرہ آیا ہے انھیں تسلیم کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ یعنی کہ وہ مستوی ہے، اس کے یدین، عینین، اصابع، قدم اور کلام وغیرہ صفات ثابت ہیں، ان کا ظاہر مفہوم کسی تاویل، تعطیل اور تشبیہ کے بغیر ماننا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ارشادات عالیہ سے انکا علم حاصل کرنا

[1] الاعراف: ۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور البتہ اسکی کیفیت ہم اسی کے سپرد کرتے ہیں۔ صفات باری تعالیٰ میں تاویل کرنا گمراہی کا رستہ ہے۔ آیات واحادیث صفات میں جو اکابرین سلف صالحین تاویل نہیں کرتے اور ان کا عقیدہ محفوظ ہے۔ قیامت کے دن اہل ایمان اللہ کی رؤیت مبارکہ سے سرفراز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کل کائنات پر عالی ہے اور وہ اپنی مخلوقات کی نگہداشت کرتا ہے اور ہر چیز اس کے علم میں ہے۔ اسکی جملہ صفات ثابتہ کا ہم اقرار کرتے ہیں۔ اس انداز پر کہ مخلوق کی صفات سے کسی بھی بات میں وہ مماثل نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ عرش پر بذاتہ مستوی ہے اسکی کیفیت کا سوال بدعت وگمراہی ہے۔ جس طرح اس کی ذات اقدس کا بلا کیف ماننا ضروری ہے اسی طرح اسکی صفات عالیہ اس انداز میں تسلیم کرنا لازم ہے کہ وہ مخلوق کی صفات سے مشابہ نہیں۔ انکا اثبات ایمان اور انکار کفر ہے۔

توحید باری تعالیٰ کے تقاضے:

علم: دنیا میں جو خیر وشر ہو رہا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم اور اندازے کے مطابق ہو رہا ہے۔ البتہ شر کی نسبت اللہ کی طرف نہ کی جائے اور اللہ کی قضاء کائنات کے اعتبار سے خیر محض ہے کیونکہ ہر کام جو اس کائنات میں ہو رہا ہے اسکی کل حکمت ورحمت کے تحت ہے۔ کہ " ما کان و ما یکون "اور ان کی جملہ کیفیات کو وہ ازل سے ابد تک جانتا ہے اور " لوح محفوظ " میں لکھ رکھا ہے۔ کائنات میں ہر کام اس کی مشیت سے ہو رہا ہے البتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تھوڑی بہت قدرت اختیار اور ارادہ عطا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ غیب وحاضر سب کو جانتا ہے۔"

اقسام توحید:

وہی اللہ ہر چیز کا خالق اور رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اسکی ذات عالی کے بہت سے نام اور صفات ہیں، ربوبیت ، الوہیت اور اسماء و صفات میں اور کوئی شریک نہیں اور وہ زندہ ہے جس پر موت نہیں۔ آسمانوں اور زمینوں کا تھامنے والا ہے اونگھ اور نیند نہیں آتی اور وہ مخلوق کے اعمال سے غافل نہیں، اس کے حکم کے بغیر اس کے ہاں کوئی سفارش نہیں اور وہ مخلوق پر ظلم نہیں کرتا وہ کسی کو جتنا چاہے علم دے ہم انسان اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے، وہ کائنات میں کسی کے آگے عاجز نہیں، محافظ ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا، آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اس کی ملک ہے اور کائنات پر بادشاہی اسی کی ہے۔ اور وہی سب تعریفوں کا مستحق ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے کامل محبت رکھنا، اسی کا حکم ماننا اس کی ذات پر بھروسہ کرنا، اسی سے اپنی تمام حاجتوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لئے سوال کرنا اور اسی کے آگے سر جھکانا اور اپنی بیم وامید کا مرکز اسی کو قرار دینا وغیرہ۔

سمیع وبصیر:

سمع و بصر و کلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذاتی صفات ہیں ان میں تمثیل و مشابہت کا عقیدہ رکھنا حرام ہے۔اور اسی طرح اپنی صفات قولی وفعلی میں منفرد ہے،مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے مشابہ نہیں۔مقصد یہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ کی تفسیر انکی کیفیت کے انداز پر ہمیں معلوم نہیں البتہ علم میں راسخ علماء ان کے معانی اور حقائق پر انکی دلالت کو جانتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی ان صفات کے اثبات کا مقصد یہ نہیں کہ وہ مخلوق کی صفات کے مماثل ہیں بلکہ اس ذات کی مانند بے مثل اور غیر مشابہ ہیں۔کمال کی جملہ صفات سے وہ متصف اور نقص کی تمام صفات سے وہ پاک ہے۔سننا،دیکھنا،علم رکھنا،قدرت رکھنا،ارادہ اور مشیت سے متصف ہونے کو اللہ کے لئے کوئی چیز مانع نہیں اور رحم مادر اور سینے میں چھپے ہوئے راز اور دنیا میں جو کچھ ہو چکا ہے یا آئندہ ہونے والا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کا علم بخوبی رکھتا ہے۔

رؤیت باری تعالیٰ:

معراج کی رات بیداری میں آپ ﷺ نے رب تعالیٰ کے نشانات عظیمہ دیکھے اور "نور" دیکھا۔کسی دلیل میں یہ بات نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور نہ ہی یہ بات کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ یہ "رؤیت قلبی" تھی ایک اور روایت میں آنکھ کی رویت کا ذکر بھی آیا ہے اس سے "آیات ونشانات" کی رویت مراد ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے،وجہ اصابع،یدین،رجل،عینین،قبض اور ساق وغیرہ کا اطلاق ثابت ہے۔ان صفات کی کسی کیفیت اور تمثیل کے بغیر تسلیم کرنا اسلام ہے اور انکے معانی میں تحریف،تاویل اور تعطیل کو درست نہ سمجھنا پختہ ایمان کی دلیل ہے۔

﴿وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾[56]

(ترجمہ)"اور ہم اس کی رگ جاں سے بھی اس سے زیادہ قریب ہیں۔"

وہ قریب ہوتا ہے وہ تمہارے ساتھ ہے یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عالی ہونے اور سب سے اوپر ہونے کے منافی نہیں ہے اس لئے کہ اس سے علم اور نگرانی مراد ہے۔یہ یقین اور ایمان کا رکن عظیم ہے کہ اس نے کلام فرمایا ہے اور اس کا حجاب نور ہے،آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔

---

۵۶ سورۃ ق:۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴾ ۵۷

(ترجمہ) "(وہ ایسا ہے کہ) نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے اور وہ بھید جاننے والا خبردار ہے۔"

ارواح:

کل ارواح مخلوق ہیں اور روح امر ربی ہے اور امر رب مخلوق نہیں بلکہ اس کی صفت اس کا کلام ہے۔ جیسی "روح" اس معنی میں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے امر "کـــن" سے ان میں روح کی تخلیق کی وہ بذاتہ کلمۃ اللہ اور "امر" نہیں، اور نہ ہی اللہ کی کوئی صفت ان میں حلول کر گئی ہے، ارواح جسم سے الگ کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض آسائش میں اور بعض کو عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ مومنین کی ارواح آسمان کی طرف عروج کرتی ہیں اور کفار کی ارواح کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے۔

اللہ تعالیٰ کی بعض صفات فعلی:

وہ مصور ہے، صفات احیاء، قبض وبسط، اور جیسی نصوص میں وارد ہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور مومنین کے لئے علم ہے کہ:

﴿ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴾ ۵۸

(ترجمہ) "اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو اللہ رب العالمین چاہے۔"

عرش، کرسی، لوح، قلم اسی کے ہیں اور ملائکہ اللہ کی مخلوق ہیں وہ اپنے انداز کے امور کے مکلف ہیں۔ اللہ کی تقدیر، کائنات، خیر وشر، ہر انسان کے ساتھ اللہ کے برگزیدہ فرشتے، کاتب، ملک الموت، جہنم پر واقع پل صراط، جبرائیل امین، منکر نکیر کے سوالات اور یوم آخرت سب امور واقعی ہیں۔ اور مفروضے نہیں۔

امور آخرت کا یقین:

جنت اور دوزخ ہمیشہ قائم اور باقی رہیں گی، ان کے ساکنین کو موت نہیں آئے گی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا اور زمین کو دوسرے ہاتھ میں لے گا اور یہ کہ آسمان کو انگلی پر، زمین کو انگلی پر، اشجار کو انگلی پر، پہاڑوں کو انگلی اور کل مخلوق کو انگلی پر رکھے گا۔ مگر انگلیوں کی کیفیت اور ان پر

۵۷ الانعام: ۱۰۳

۵۸ التکویر: ۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

رکھنے کی کیفیت کا ہمیں علم نہیں کہ وہ اپنی ذات کی طرح صفات میں بھی بے مثل ہے۔

اللہ کہاں ہے؟

حدیث میں وارد ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت سے پوچھا: اللہ کہاں ہے؟ جواب دیا: اللہ اوپر ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے جواب کو درست قرار دیا، واقعی اس کے لئے علو اور بلندی ثابت ہے، وہ عالی ہے اور کل مخلوق سے اوپر باری تعالیٰ کا علو اس کے منافی نہیں کہ وہ نمازی کے سامنے ہے، حدیث جبرئیلؑ سے ثابت ہے

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ)) [۹]

(ترجمہ) ''تو اپنے رب کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اسے دیکھتا ہے اگر ایسا نہیں پھر (یہ یقین رکھ کر) وہ تجھے دیکھتا ہے۔''

اور وہ آسمان دنیا تک نزول فرماتا ہے، عرش کسی بھی وقت اس کی ذات سے خالی نہیں ہوتا، اس سے یہ استدلال درست نہیں کہ خلق میں سے کوئی افعال میں کوئی مماثل ہے اور وہ اس سے اوپر جملہ صفات اور نقص سے پاک اور منزہ ہے۔

اللہ کی صفات اس کی ذات سے الگ نہیں بلکہ اس کے ساتھ قائم ہیں اور اللہ کا فعل بھی اس کی صفت ہے اور جو کام ہو گیا وہ مخلوق ہے، پیدا کرنا اس کی صفت ہے اور جو چیز پیدا ہو گئی وہ مخلوق ہے وہ اپنی صفت فعلی کے ازل سے متـــــــــــصف ہے۔ اپنی مشیت اور قدرت کے ساتھ کلام فرماتا ہے، اس کے کلمات کی کوئی انتہا نہیں۔ فاعل ہونا صفت کمال ہے اور اسی میں دوام ہو دوام کمال ہے۔ '' الحیّ ہونے کی وجہ سے حرکت کا مفہوم باری تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا درست ہے مگر اس کا اطلاق نہ کیا جائے کہ حدیث میں اسکا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے الفاظ شریعہ کے التزام میں تحفظ ہے۔ صفت کلام میں وہ جس طرح اور جسے چاہتا ہے کلام فرماتا ہے، موسیٰؑ سے ہم کلام ہوا، رسول اکرم ﷺ سے کلام فرمایا۔ اسی طرح قرآن کریم مع اپنے حروف معانی کلام الٰہی ہے جسے آپ ﷺ کے قلب اطہر پر نازل فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے من جملہ صفات کی ایک صفت ہے۔ اور قرآن کریم گمراہ فرقہ معتزلہ کے نظریہ کی طرح مخلوق نہیں۔

وہ اول واحد ہے:

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اول ہے جس کی کوئی ابتداء نہیں، وہ ہمیشہ رہنے والی، کبھی نہ مرنے والی اور کبھی نہ ختم ہونے والی ذات ہے، وہ غنی ہے، کسی کی محتاج نہیں، وہ تن تنہا ہے، اس کا کوئی

[۹] بخاری ج: ۱، کتاب الایمان ص: ۹۰۱ ا، ۱۰۱ ا ملعانی کتب خانہ

www.KitaboSunnat.com

شریک نہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۝ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾[۱۲]

(ترجمہ)''آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے،اللہ بے نیاز ہے،نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔یہ کہ اللہ واحد ہے جسکا کوئی شریک نہیں''۔

اس کی ذات پاک پر زوال نہیں،اسکے لئے ساری سرداری شایان شایان ہے،اسی کی ذات ساری کائنات کے لئے ملجا و ماویٰ ہے۔جو نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا کیونکہ شجرِ نسب پر پیدائش کا ہونا صفات مخلوقات میں شمار ہوتا ہے۔اسکی صفات میں ایک صفت غیرت ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کو شرک سے سخت نفرت ہے۔اور اسی وجہ سے وہ مشرکوں کو ابدی جہنم میں ڈال کر جلاتا رہے گا،وہ اپنے مومن بندوں سے راضی اور خوش ہوتا ہے۔اور اسکی نافرمانی کرنے والوں سے ناراض اور غصہ ہوتا ہے،عرش اور کرسی اور اسکے اٹھانے والے فرشتے اور کرسی مخلوق ہیں۔

ان جملہ صفات کے بارے میں تاویل کرنے والوں نے جو باتیں وضع کی ہیں سب باطل ہیں،دین حق صرف سلف صالحین اہل الحدیث کے مسلک میں ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے فرامین کا جو مقصد حقیقی ہے اس پر ایمان لایا جائے۔اس میں کسی طرح کی تاویل نہیں کرنی چاہئے۔اس نظریے میں نہ تعطیل ہے کہ صفات حق کو مخلوق کے مشابہ قرار دیا جائے۔اتنا ہی کافی ہے کہ صفات کا وہ مفہوم سمجھا جائے جو لفظ کے معنی پر دلالت سے معلوم ہوتا ہے۔بعض الفاظ صفات باری تعالیٰ کا اطلاق مخلوق پر ہو جاتا ہے۔جیسا کہ عیسیٰ مگر ﴿ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴾ کے مصداق ہیں اور اللہ کے کلمات مخلوق نہیں،انکو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ وہ اللہ کے کلمہ ''کن'' سے پیدا ہوئے ہیں۔[۱۳]

یہودیت اور عقیدہ توحید:

''میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہو تو اپنے لئے ڈھالے ہوئے معبودوں کو مت بنانا،نہ ہو کہ تم خراب ہو جاؤ اور اپنے لئے کھودی ہوئی مورتیں کسی مرد یا عورت کی شکل جو زمین پر ہے یا کسی پردار کی جو ہوا میں اڑتا ہے یا کسی چیز کی جو زمین میں رینگتی چلتی ہے یا کسی مچھلی کی شکل جو زمین کے نیچے پانیوں میں ہے،نہ

(۱۲) سورۃ الاخلاص

۱۳۔ الشیخ المحدث ابی محمد عبد الحق الہاشمی: عقیدۃ الفرقۃ الناجیۃ ص ۱۹۔۲۰، المدرس بالمسجدالحرام (طبعۃ:۱۴۰۳ھ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہو کر تم آسمان کی طرف آنکھیں اٹھاؤ اور سورج اور چاند کو ستاروں کو بلکہ آسمان کی ساری فوج کو دیکھ کر انہیں سجدہ کرنے اور ان کی بندگی کرنے کے لئے اکسائے جاؤ یہ سب کچھ تجھے دیا گیا تا کہ تو جانے کہ خداوند تو خدا ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں پس آج کے دن جان کر اور اپنے دل میں غور کر کہ خداوند ہی خدا ہے جو اوپر آسمان میں ہے اور نیچے زمین میں ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔" [۴۱]

ان آیات استثناء سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہودیوں کے ہاں اللہ کا تصور پوری کائنات کے معبود کا نہیں رہا تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھی قومی خدا بنا دیا تھا۔

عیسائیت اور عقیدہ توحید:

مسیح نے کہا کہ ہم بندوں پر واجب کیا گیا ہے کہ جیسا باپ کو ایسا ہی اسکو بھی مانیں اسکی عبادت اور بندگی کریں۔

> "کہ مسیح نے فرمایا کہ سب جس طرح سے کہ باپ کی عزت کرتے ہیں بیٹے کی عزت کریں وہ جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا باپ کی جس نے اسے بھیجا ہے عزت نہیں کرتا اور علاوہ اس کے مسیح نے خدا کا لفظ بھی اپنے ساتھ منسوب کیا ہے یعنی اپنے قیام کے بعد توما کو جو اس کے شاگردوں میں سے تھا اجازت دی کہ اسے خدا کہے"۔ [۴۲]

پس صاف ظاہر ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے الوہیت کا اشارہ اپنی طرف کر کے خدا کہلانے کو زیادتی نہ جانا۔ یہودیوں نے عزیرؑ اور عیسائیوں نے عیسیٰؑ کو ابن اللہ قرار دیا جس میں ذات الٰہی میں تکثیر شخصیت کا اشارہ بھی ملتا ہے۔

> "تب خداوند نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بنائیں کہ وہ سمندر کی مچھلیوں پر اور آسمان کے پرندوں پر اور مویشیوں پر اور تمام زمین اور سب کیڑے مکوڑوں پر جو زمین پر رینگتے ہیں سرداری کریں"۔ [۴۳]

شہادت بالا سے واضح ہو گیا کہ توریت، انجیل بھی نہیں کہ خالص توحید سے خالی ہیں بلکہ اس کے خلاف شرک اور انسان پرستی کی تعلیم دیتی ہیں۔ قرآن کریم کی آیات مشرک اور کافر لوگوں کے بارے میں بتاتی ہیں کہ یہ لوگ بہت ظالم اور بدکار ہیں اور بڑا ظلم تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا ان چیزوں کو پوجتے ہیں جو ان کو نفع یا نقصان میں کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور انہی سے دعائیں اور نذریں منتیں مانتے ہیں اور منہ سے جھوٹ کہتے

---

[۴۱] استثناء: ۴:۳۵ تا ۱۹،۴:۳۹ بحوالہ تقابل ثلاثہ ص: ۲۱۰ ثناء اللہ امرتسری ط: ۱۴۰۴ھ

[۴۲] یوحنا ۵ باب: ۲۳ [۴۳] پیدائش ۲۶:۱

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ یہ جنکی ہم عبادت کرتے ہیں ہمارے معبود حقیقی نہیں بلکہ اللہ کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں۔ ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ﴾ [۶۴] کیسا غلط عقیدہ ہے کہ یہ معنی سفارشی نے انہوں نے گھڑ لئے ہیں۔

صفات الٰہیہ:

صفات الٰہیہ نہ صرف قرآنی آیات میں پائی جاتی ہیں بلکہ اللہ کی صفات تورات اور انجیل سے بھی بالوضاحت ثابت ہیں مگر تورات میں اللہ تعالٰی کی صفات کے بارے میں بہت سی دوراز کار اور خلاف حقیقت باتیں شامل ہوگئی ہیں یہ فرق اس لئے آیا کہ ان میں تحریف ہوئی تو صفات الٰہیہ میں بھی تبدیلی کردی۔

تورات:

"تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے پر پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا اور خداوند نے کہا میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین پر سے مٹا ڈالوں گا انسان کو اور حیوان کو بھی کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندوں تک کیونکہ میں ان کے بنانے سے پچھتایا ہوں"[۶۵]

اس کے علاوہ خدا نے اپنے قادر ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ کتاب استثناء میں لکھا ہے۔

"میں خدائے قادر ہوں"[۶۶]

"کوئی انسان نہیں کہ مجھے (خدا) دیکھے اور جیتا رہے"[۶۷]

خدا کی تخلیق کے بارے میں توریت میں لکھا ہے:

"چھ دن میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور تازہ دم ہوا"[۶۸]

توریت نے جس طرح خدا کا ہر لحاظ سے قادر اور تخلیق کرنے والا کہا اسی طرح بدلہ لینا بھی اسکی ذات کی صفات میں شامل کردیا جس طرح کتاب خروج میں لکھا ہے۔

"تب خداوند بدلی میں ہوکر اترا اور اس کے ساتھ وہاں کھڑا رہا اور خداوند کے نام کی منادی کی اور خداوند اس کے آگے سے گزرا اور پکارا خداوند رحیم، اور مہربان قہر کرنے میں دھیما، شفقت اور وفا میں غنی ہزار پشتوں کے لئے فضل رکھنے والا گناہ تقصیر اور خطا کا بخشنے والا لیکن وہ مجرم کو ہر حال معاف نہ کریگا بلکہ باپوں کے گناہ ان کے فرزندوں سے اور ان کے فرزندوں کے فرزندوں سے اور چوتھی پشت تک بدلہ دے گا"[۶۹]

---

۶۴ سورۃ الزمر:۳
۶۵ پیدائش ۶:۷
۶۶ پیدائش:۱۷:۱
۶۷ خروج:۳۳:۲۰
۶۸ ایضاً:۳۱:۱۷
۶۹ ایضاً:۳۴:۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔"

"تا کہ تیری خیرات پوشیدہ رہے اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے خود ظاہر میں تجھے اس کا بدلہ دے گا پوشیدگی میں مانگ اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے ظاہر میں تجھے بدلہ دیگا"[۷۰]

"تم نے کبھی اس خدا کی نہ آواز سنی اور نہ اس کی صورت دیکھی"[۷۱]

تورات اور انجیل کا تقابل مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ قرآنی صفات الٰہیہ سے اس طرح کرتے ہیں

قرآن:

سورۃ البقرہ میں صفات الٰہیہ کا ذکر ارشاد ہوتا ہے:

"اللہ کے سوا جو ہمیشہ رہنے والا اور سب مخلوق کو تھامنے والا ہے کوئی اور معبود نہیں نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ آسمان اور زمین کی سب چیزیں اسی کی ہیں، کوئی نہیں جو بلا اجازت اس کے پاس کسی کی سفارش کرے وہ سب لوگوں کے آگے اور پیچھے کی چیزیں جانتا ہے اور لوگ اس کی معلومات میں سے کچھ بھی نہیں جان سکتے مگر اسی قدر جو وہ سکھائے اس کی کرسی کی وسعت تمام آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے ہے وہ اُنکی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اُکتاتا ہے اور وہی بلند بڑی عظمت والا ہے۔"[۷۲]

سورۃ آلِ عمران میں اس طرح ارشاد ہوتا ہے:

"کہہ دیجئے اے خدا تمام سلطنت کے مالک تو جس کو چاہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔ بھلائی سب تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ بیشک تو سب کاموں پر قادر ہے تو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو زندوں کو مردوں سے نکال لیتا اور مردوں کو زندوں سے الگ کر دیتا ہے۔ اور تو جس کو چاہے بے حساب رزق دیتا ہے"۔[۷۳]

سورۃ الانعام میں بھی اس طرح سے ارشاد ہو رہا ہے:

"وہ خدا آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والا اسکی اولاد کہاں ہو سکتی ہے۔ حالانکہ اس کی بیوی بھی نہیں اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ یہ معبود برحق تمہارا پالنہار ہے اس کے

---

۷۰ متی ۶: ۳،۱

۷۱ یوحنا ۱۸: ۵، ۳۷

۷۲ البقرہ: ۲۵۵

۷۳ آلِ عمران: ۲۶ ۔ ۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوا کوئی معبود برحق نہیں ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا پس تم اسی کی عبادت کرو وہ ہر ایک چیز پر نگہبان ہے اس کو آنکھیں نہیں پا سکتیں اور وہ سب آنکھوں کو پاتا ہے اور وہ بڑا ہی باریک بین باخبر ہے۔''[4]

اس کے علاوہ بھی قرآن میں کوئی صفحہ ایسا نہیں ہے کہ جس پر صفات الٰہیہ کے بارے میں ارشادات ہوئے ہوں۔ صفات الٰہیہ کے بارے میں تورات اور انجیل نے جو کچھ بیان کیا اس پر ہم افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کیونکہ تحریف کے بعد تورات اور انجیل نے صفات الٰہیہ کو پوری طرح نہیں نبھایا یعنی انہوں نے خدا کی نسبت کہا ''پچھتانا'' جو بے علمی کا مظہر ہے اور ''آگے سے گزرنا''، ''آرام کرنا'' باپوں کے بدلے میں تیسری چوتھی پشت تک بدلہ لینا'' ''تازہ دم ہونا'' وغیرہ وغیرہ بھی مرقوم ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

''تو ان سے پوچھ کہ بتاؤ تو سہی اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو انہوں نے زمین کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے۔ تو مجھے دکھاؤ یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان کی شرکت ہے۔ اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی علمی دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو تو ضرور ایسا کرو''[5]

سورۃ الاحقاف کی آیت نمبر ۳۲، ۳۳ میں ارشاد ہوتا ہے:

''اور جو کوئی اللہ کے پکارنے والے کی نہ مانے گا وہ خدا کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتا اور اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی والی وارث نہیں ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں کیا یہ لوگ جانتے ہیں؟ کہ جس خدا نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور ان کے پیدا کرنے سے اس کو کسی قسم کی تکان نہ ہو وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے۔ ہاں بیشک وہ ہر کام پر قادر ہے''[6]

یہ آیت تورات کا بیان جس میں کہا گیا کہ خدا نے آرام کیا یا وہ چھ دنوں میں تھک گیا اس کا رد کرتی ہے۔ کہ جو لوگ اللہ کا کہا نہیں مانتے وہ لوگ خود پر اتنے قادر نہیں کہ خدا کو عاجز کر سکیں یا خدا اگر اس کو پکڑنا چاہے اور نہ پکڑ سکے۔ جو لوگ خود کو قادر سمجھے وہ صریح گمراہی میں ہیں جبکہ ہر چیز کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔ ان آیات میں پوچھا جا رہا ہے کہ یہ تمام کائنات کس نے بنائی کیا کوئی اور زمین و آسمان تہہ بہ تہہ بنا سکتا ہے یا کیا وہ اپنے تخلیق کئے گئے بندوں سے عاجز ہو سکتا ہے۔ اتنے

[4] الانعام ۱۰۲، ۱۰۳

[5] الاحقاف ۴، ۵

[6] الاحقاف ۳۲، ۳۳

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کام کے باوجود اس کو کسی قسم کی تھکان بھی نہیں ہوتی۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس کا کوئی ثانی نہیں۔

جب تورات اور انجیل کے اس بیان کا تقابل قرآن سے کرتے ہیں کہ تازہ دم وہ ہوتا ہے جو تھکے اور تھکنا نقصان قدر پر مبنی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ میں کسی قسم کا نقصان نہیں اس لئے تورات کی اس عبارت کی اصلاح اور یہودیوں، عیسائیوں کے عقیدے کی غلطی کا اظہار کرنے کو قرآن مجید کی اس آیت میں فرمایا: ﴿وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ﴾ یعنی ''خدا آسمان و زمین کو پیدا کر کے تھکا نہیں'' یہ صرف تمہارا خیال ہے۔

روز آخرت اور طریق نجات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ'' جو لوگ اپنے پروردگار کا کہا مانتے ہیں ان کے لئے بہتری ہے اور جو لوگ اسکا کہا نہیں مانتے اگر دنیا کا تمام مال اور اسی جتنا اور ان کو میسر ہو سکے تو بدلے میں دے دینا منظور کریں گے۔ انہیں کیلئے بُرا حساب ہوگا اور انکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے''۔[۷۷]

اللہ تعالیٰ اس آیت میں قیامت اور طریق نجات کا ذکر کرتے ہیں کہ جو لوگ اپنے پروردگار کے کہنے کے مطابق کام کرتے ہیں ان کیلئے دنیا اور آخرت دونوں پر بہتری ہے اور جو لوگ اس کا کہا نہیں مانتے ان کے لئے آخرت میں بُرا ٹھکانا ہے اور جہنم کی وعید بھی سنائی گئی ہے۔ خواہ وہ اس کے بدلے میں جو انہیں دنیا میں مال دیا گیا تھا۔ اس سے دوگنا بھی دے دیں تو بھی یہ عذاب ان سے ہٹایا نہ جائے گا۔

تورات میں قیامت اور طریق نجات کا تذکرہ نہیں:

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ توریت میں ہمیں اس مضمون کا سراغ ہی نہیں ملا۔ طریق نجات تو کجا قیامت کا ذکر تک بھی تورات میں نظر سے نہیں گزرا ہاں اتنا لکھا کہ خدا مقدس ہے تم بھی مقدس بنو مگر یہ نہیں بتلایا کہ مقدس بننے سے ان کو کیا فائدہ ہے۔[۷۸]

انجیل میں تذکرہ:

ہاں مگر انجیل میں قیامت بلکہ نجات کا ذکر آتا ہے۔ مگر ایسا نہ ہوتا تو ایک افسوس ہوتا مگر اب ہمیں

۷۷ الرعد:۱۸

۷۸ متی ۱۰:۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوگنا افسوس ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے عقیدے کا تو یہ حال ہے کہ قیامت میں مردے زندہ نہیں ہوں گے بلکہ روحانی زندگی سے ہی نیک و بد کی اچھی بُری حالت گزریں گے۔ شاید اس خیال کی بنا انجیل متی ۲۲/۳۰ پر ہے مگر دیگر مقامات انجیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں مردوں کی زندگی ہوگی ان کو جسم خاکی ملے گا۔[۷۹]

مسیح کا قول

ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔[۸۰] جب یسوع نے کہا اے شیطان! دور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے کو سجدہ کر اور اس کے لئے بندگی کر۔[۸۱] سن اے اسرائیل! وہ خداوند ہمارا جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے۔[۸۲]

چنانچہ معلوم یہ ہوا کہ مسیح نے خدا کی ذات و صفات کو اپنے ساتھ نسبت دی ہے وہ ان معنوں سے خدا کا بیٹا نہیں بلکہ ان معنوں میں خدا کا بیٹا ہے کہ صفات و ذات میں خدا کے برابر ہے حالانکہ شرک کی تعلیم حضرت عیسیٰؑ سے کہیں بھی ثابت نہیں اور آج کی عیسائیت اللہ تعالیٰ کی توحید میں عیسیٰ بن مریم کو شریک مانتی ہے۔[۸۳]

آریہ سماج کا عقیدہ توحید:

آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند لکھتے ہیں کوئی دوسرا ایشور اس سے بڑا یا اس کے برابر نہیں لفظ ایک سے تین لفاظ پیدا ہوتے ہیں[۸۴] وہی دیوتاؤں کا پیدا کرنے والا ہے وہی ان کو قائم رکھنے والا ہے۔[۸۵] کوئی یہ خیال نہ کرے کہ سب دیوتا اپاسنا (عبادت کے لائق ہیں) کیونکہ یہ ٹھیک نہیں۔[۸۶] مہابھارت اور رامائن دو ہیں مگر فرائض کو پورا کر رہے ہیں۔ وید سے بہت بعد میں تصنیف کی گئی ہیں اور یہ آریہ تصنیفات میں شامل کی گئی ہیں۔ دیوتاؤں کی قوت اور عظمت کی بڑی تعریف کی گئی ہے لیکن جب بھی دیوتا انسان یا راکشوں کے مقابلے پر آتے ہیں تو ان کی وہ عظمت قائم نہیں رہتی۔

۷۹؎ متی ۲۹/۵، ۲۸/۱۰، ۲۳/۱۱ لوقا ۱۵:۵/۱
۸۰؎ یوحنا ۱۷:۳
۸۱؎ متی ۴:۱۰
۸۲؎ مرقس ۱۲:۲۹
۸۳؎ تقابل ثلاثہ، ص: ۱۲
۸۴؎ رگ وید: ۹۳
۸۵؎ رگ وید: ۴۷
۸۶؎ اتھرو وید: ۱۰، ۲۳:۴، ۲۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسالت

دین کامل:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ﴾ [۸۷]

"یقیناً اللہ کے ہاں اگر کوئی ضابطہ حیات ہے تو وہ اسلام ہے۔"

مقصد یہ ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کرنے کا اختیار کسی کو حاصل نہیں۔ گویا انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں دین اسلام میں رہنمائی موجود نہ ہو۔ عمیق نگاہی سے دیکھا جائے اور تاریخ کے اوراق سے ثبوت لیا جائے تو جو چیز سب سے نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ تاریکیوں بھٹکنے والی انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے آخر میں اپنے ایک خاص برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا اور اسے پوری انسانیت کا امام مقرر کیا۔ یہ انتخاب خداوندی تھا کہ آپ ؐ کو نبوت و رسالت سے سرفراز کیا اور ایک عالمگیر دعوت کی ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل مذہب کا عالمگیر تصور نہ تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات میں جو وسعت اور عالمگیریت ہے اس سے گزشتہ تمام ادیان خالی ہیں۔ قرآن حکیم نے اسلام کو "دین کامل" کے لفظ سے ملقب فرمایا ہے اور بتقاضائے "ختم نبوت" محمد رسول اللہ ﷺ اپنی ایک منفرد اور امتیازی شان رکھتے ہیں اور یوں اسلام کی یہ تحریک ابد تک اپنی اصلی صورت میں برقرار رہے گی اور یہی خدائی فیصلہ ہے۔ فرمایا:

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾ [۸۸]

(ترجمہ) "آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا۔"

کے تحت انصاف اور قانون کی حکومت قائم ہوئی اور قانون کے سامنے مساوات کا اصول وضع ہوا۔ یہ تعریف رسول ﷺ کی ایک حدیث سے ماخوذ ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخزومیہ نے چوری کی وہ لوگوں سے کچھ چیزیں ادھار لے لیا کرتی تھی، پھر واپس دینے سے انکار کر دیتی تھی، تو رسول اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا فیصلہ فرمایا، اس عورت کے گھر والے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے

۸۷۔ آل عمران: ۱۹

۸۸۔ المائدۃ: ۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاس سفارش کے لئے آئے انھوں نے آپ ﷺ کے پاس اس عورت کی سفارش کی تو آپ ﷺ کا چہرہ انور غصے سے تمتما اٹھا، آپ ﷺ اسامہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئے۔ فرمایا:

((أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ))

(ترجمہ) ''تم اللہ کی مقرر کی ہوئی سزاؤں میں سے ایک سزا میں سفارش لے کر آئے ہو؟۔''

پھر آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں ارشاد فرمایا:

((إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ إِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَ إِذَا سَرَقَ الضَّعِيْفُ فِيْهِمْ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ ..... لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا))[۵۹]

(ترجمہ) '' بے شک تم سے پہلے لوگ (یہود و نصاری) صرف اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی سردار چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی (غریب) کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے ، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر (مخزومیہ کی جگہ) میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔''

آپ ﷺ نے جب اپنے مشن کا آغاز کیا تو آپ ﷺ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ عربوں کی جاہلی عصبیت ، قبائل ، رنگ و نسل ، زبان خاندان اور علاقے کے امتیازات تھے اور انہی بنیادوں پر وہ ایک مستقل جنگ میں مبتلا تھے اور تیزی سے ہلاکت اور تباہی کے غار کی طرف بڑھے جارہے تھے ، درحقیقت یہ اپنے اندر سے کھوکھلے ہو چکے تھے۔ مستحکم و معقول اصولوں اور تصور انسانیت سے بے خبر تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی دعوت کے سب سے بڑے دشمن ان کے یہی تصورات و عقائد تھے۔ آپ ﷺ نے اسلام کی شمع روشن کی ، انسانیت کو زندگی بخشی ، جاہلی عصبیت کی بیخ کنی کی اور احترام آبرو ، عزت و وقار اور خلوص و محبت کا وہ اعلیٰ منشور بخشا جو آج بھی اقوام عالم کی بہبود کا واحد جامع منشور ہے۔ اسلام نے جو جامع تصور انسانیت بخشا ہے اس میں رنگ و نسل ، قوم و علاقہ اور زبان کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ تمام انسان بحیثیت انسان برابر ہیں ۔ بڑائی کی بنیاد صرف تقویٰ ہے۔ سارے لوگ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی ہیں اللہ نے ان سے جاہلی غرور ، نخوت اور آباؤ اجداد پر فخر کا خاتمہ کر دیا ہے اور یہ لوگ اللہ کے احکام بجا لاتے ہیں ۔ جس سے انہیں دنیوی مسائل اور اخروی معاملات میں سعادت کی راہ ملے گی۔

سید مودودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۵۹ بخاری ج۲ ص ۱۰۰۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یہ تعلیمات صرف الفاظ کی حد تک ہی محدود نہیں رہی ہیں بلکہ اسلام نے ان کے مطابق اہل ایمان کی ایک عالمگیر برادری عملا قائم کر کے دکھا دی ہے جس میں رنگ، نسل، زبان، وطن اور قومیت کی کوئی تمیز نہیں جس میں اونچ نیچ اور چھوت چھات اور تفریق کا کوئی تصور نہیں۔ جس میں شریک ہونے والے تمام انسان خواہ وہ کسی نسل وقوم اور ملک وطن سے تعلق رکھتے ہوں بالکل مساویانہ حقوق کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں اور ہوئے ہیں۔ اسلام کے مخالفین کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ انسانی مساوات اور وحدت کے اصول کو جس کامیابی کے ساتھ مسلم معاشرے میں عملی شکل دی گئی ہے اس کی کوئی نظیر دنیا کے کسی دین اور کسی نظام میں نہیں پائی جاتی اور نہ کبھی پائی گئی ہے۔ صرف اسلام ہی وہ دین ہے جس نے روئے زمین کے تمام گوشوں میں پھیلی ہوئی بے شمار نسلوں اور قوموں کو ملا کر ایک امت بنا دیا۔" [۹۰]

مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "یہی وجہ ہے کہ اللہ کے نزدیک معتبر مذہب اسلام ہے حضرت محمد ﷺ رسول اللہ کا دین ہے اور طریقہ ہے"۔ [۹۱] ۔۔۔"چونکہ ہمارے دین اسلام میں توحید اور اخلاص اعلیٰ درجے کا ہے اس لئے اللہ کی طرف سے بھی عام اعلان ہے کہ جو کوئی سوائے اسلام کے اور دین تلاش کرے گا ہرگز اس سے قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہوگا۔" [۹۲]

مولانا حقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔۔۔ اور جبکہ یہ عقائد اور یہ اعمال صالحہ وہ ہیں جن کا تسلیم کرنا عقل سلیم کے نزدیک ضروری ٹھہرا تو یہی مذہب حقانی اور مقبول عنداللہ ہوا اور مذہب اسلام اسی کا نام ہے تمام انبیاء اور ہر بنی آدم کا فطری مذہب یہی ہے حضرت محمد ﷺ اس کے مجدد ہیں اور نہ موجد: [۹۳]

۔۔۔ اور ہم اللہ کے جملہ احکام ماننے کے لئے ہی گردن جھکائے ہوئے ہیں اور اسی کا نام مذہب اسلام ہے پھر جو کوئی اس دین کے برخلاف جو تمام سلسلہ انبیاء کا مذہب ہے دوسرا دین اختیار کریگا ہرگز مقبول نہ ہوگا گو دنیا میں وہ اس غلط مذہب پر اعتماد کر کے اس میں ہزار کوششیں کرے مگر آخرت میں کامیاب نہ ہوگا بجائے نفع کے خسارہ آئے گا۔ [۹۴]

امت واحدہ:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ﴾ [۹۵]

۹۰ تفہیم القرآن، ج۵، ص ۹۹ — ۹۱ تفسیر ثنائی، ج۲، ص ۷
۹۲ ایضاً، ص: ۳۰ — ۹۳ تفسیر حقانی ج ۲ص ۱۰۲
۹۴ تفسیر حقانی ج ۲ص ۱۲۳ — ۹۵ الانبیاء: ۹۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ) یقیناً یہ تمھاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمھارا پروردگار ہوں تو تم میری ہی عبادت کیا کرو۔"

اس آیت کی تفسیر میں تمام آئمہ مفسرین تابعین کی تقریباً ایک ہی رائے ہے کہ " امة واحدة " سے مراد " دین واحد " ہے۔چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قَالَ قَتَادَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ " اَيْ دِيْنُكُمْ دِيْنٌ وَّاحِدٌ وَرَبُّكُمْ وَاحِدٌ وَالشَّرِيْعَةُ مُخْتَلِفَةٌ وَ كَذٰلِكَ قَالَ الضَّحَّاكُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ هٰذِهٖ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً — اَيْ دِيْنُكُمْ دِيْنٌ وَّاحِدٌ قَالَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ رَوٰى عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ وَ قَتَادَةَ وَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ زَيْدٍ نَحْوَ ذٰلِكَ وَقَالَ حَسَنٌ : بَيَّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ وَ مَا يَأْتُوْنَ ثُمَّ قَالَ ، اِنَّ هٰذِهٖ سُنَّتُكُمْ سُنَّةٌ وَّاحِدَةٌ هٰكَذَا قَالَ جُمْهُوْرُ الْمُفَسِّرِيْنَ." [٩٦]

مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ انبیاء کا گروہ تمہارا ایک ہی گروہ ہے۔۔ایک ہی ان کی بات تھی یعنی تم تمام لوگ میرے (اللہ کے) بندے ہو اور میں (اللہ) تمھارا پروردگار ہوں پس تم میری عبادت کرو اور مراد پا جاؤ۔ [٩٧]

مولانا حقانی فرماتے ہیں: ﴿اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾

صاحب کشاف کہتے ہیں امت بمعنی ملت اور یہ اشارہ ہے ملت اسلام کی طرف یعنی ملت اسلام وہ ملت ہے جس پر تم کو قائم رہنا چاہیے ،یعنی اس میں کچھ اختلاف نہیں ،مراد یہ ہے کہ تم کو اختلافات پیدا نہیں کرنے چاہئیں اور میں تمھارا معبود ہوں میری عبادت کرو۔ [٩٨]

اس وجہ سے سارے انبیاء نے اسلام کو اختیار کیا اور اس کی طرف دعوت دی اور جس نے اس سے روگردانی کی اس سے انھوں نے اعلان برأت کیا۔اسی دین اسلام کو محمد ﷺ ساری انسانیت کے لیے لے کر مبعوث ہوئے ہیں۔دنیائے مذاہب کا سب سے آخری ،جامع مکمل دین و مذھب اسلام جس کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔سارے لوگوں کو خصوصاً یہودیوں اور عیسائیوں کو چاہیے کہ اسلام قبول کرلیں تاکہ موسیٰ اور عیسیٰ کے حقیقی پیروکار ثابت ہوں۔

٩٦۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ، مجموع الفتاوی ج ١٣ ص ٣٢٠

٩٧۔ تفسیر ثنائی ج ٥ ص: ١٢١

٩٨۔ تفسیر حقانی ج ٥ ص ١٥٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"النبی الامی" اسم امی : یہ تحقیق ہے کہ "النبی الامی" کا لقب صرف آپ ﷺ کے لئے مخصوص ہے، اسم "امی" "ام القری" کی نسبت سے ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ﴾[100]

"اور یہ کہ تو ام القری اور اس کے گرد گرد کی بستیوں کے لوگوں کو ڈرائے۔"

امت کی "ت" بوقت نسبت گر گئی ہے جیسے مکہ سے مکی اندریں صورت اسم امی اس حدیث صحیحہ کی تفسیر ہے:

((عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا))[101]

(ترجمہ) "کثرت امت کے لحاظ سے میں سب انبیاء سے بڑھا ہوا ہوں۔"

اسم امی، ام کی طرف سے منسوب ہے اس اعتبار سے نبی ﷺ بوجہ پاکی فطرت و عصمت منجانب رب العزت ونقائص سے ایسے ہی پاک وصاف ہیں جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا شدہ بچہ ہوتا ہے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا طیبہ طاہرہ نے انہی معانی پر نظر رکھتے ہوئے ذیل کے اشعار نبی ﷺ کی شان میں پڑھے اور ان اشعار کو سن کر آپ ﷺ بے حد مسرور ہوئے۔

وَمُبَرَّءٌ مِنْ كُلِّ غُبَّرِ حَيْضَةٍ
وَفَسَادِ مُرْضِعَةٍ وَدَاءٍ مُغْيِلِ
وَإِذَا نَظَرْتَ إِلَى أَسِرَّةِ وَجْهِهِ
بَرَقَتْ كَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ[102]

"وہ ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے مبرا ہیں۔۔ جب ان کے چہرے کی دھاریاں دیکھوں تو وہ یوں چمکتی ہیں جیسے روشن بادل چمک رہا ہو۔"

امـــی :ام کی طرف منسوب ہے کہ نبی ﷺ کا طرز و طریق خواندگی اہل دنیا سے بالاتر تھا اللہ تعالی نے اس مضمون کو اس طرح ظاہر فرمایا:

﴿ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهُ بِيَمِيْنِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴾[103]

(ترجمہ) "اے رسول ﷺ! قرآن سے پہلے تو تم نہ کسی کتاب کو پڑھا کرتے تھے اور نہ تمہارے دست راست نے کبھی کوئی خط کھینچا تھا، جب تو یہ بطلان والے شک بھی کر سکتے۔"

[100] الانعام:۹۲
[101] مسلم کتاب الایمان، ج:۱، ص ۳۳۲
[102] خصائص الکبری ج ا ص ۲۰
[103] العنکبوت:۴۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معنی بالا کے لحاظ سے اسم نبی الامی رسول اکرم ﷺ کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔آپ اسی لقب کو پسند فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہی نام اہل عرب کے لئے بھی مستعمل فرمایا ہے:

﴿ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴾ [۱۰۴]

ترجمہ) '' وہی ہے جس نے امیوں میں ایک رسول خود انہی میں سے مبعوث کیا، جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور ان کو اللہ کی کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور انکو (حدیث) دانائی کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ وہ اس سے قبل صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔''

غور طلب بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دنیا میں کسی کی شاگردی اختیار نہیں فرمائی مگر یوں دنیا کے استاد مقرر ہوئے اور آپ کی درسگاہ کے دروازے کبھی بند نہیں ہوئے۔ اندریں صورت امی لقب سے "عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ فَاَحْسَنَ تَأْدِيْبِيْ " کا نور ظہور بخش ہے اور یعلمهم الکتاب کا قرآنی دعویٰ مستحق ہو رہا ہے۔[۱۰۵]

نبی ﷺ کی تحقیق:

' نبی نبأ سے ہے اور نبأ واقعہ عظیم اور اعلام ذوالاہتمام کو کہتے ہیں۔یعنی نبی وہ ہوتا ہے جو علوم عالیہ اور وقائع عظیمہ کی اطلاع اہل عالم کو دیتا ہو اور جب یہ لفظ اللہ کی طرف مضاف ہوتا ہے تو تب اس کے معنی یہ ہیں کہ نبی وہ ہے جو علوم عالیہ اور شرائع عالیہ اور نوامیس ربانیہ کی اطلاع براہ راست اللہ تعالیٰ سے کرتا ہو۔

نبی کو ' نبادۃ ' سے بھی مشتق بتایا گیا ہے،نبادت کے معنی مقام مرتفع ہیں اور نبی وہ ہے جو اس مقام علیا پر فائز ہو جہاں کوئی انسان اکتساب و محنت و ریاضت سے نہیں پہنچ سکتا اور اس مقام پر اس کے فائز ہونے کا سبب محض اصطفائے ربانی ہوتا ہے۔'' نبی الامی '' کے وصف نے بتلا دیا ہے کہ حضور ﷺ حرف شناسی و خط کشی سے تو دور ہیں اور بایں ہمہ علوم عظیمہ و آیات کاملہ کا صدور حضور سے برابر ہوتا رہا۔[۱۰۶]

جو رسول نبی امی یعنی محمد ﷺ کی دینی امور میں تابعداری کریں گے جس کو تورات و انجیل میں لکھا ہوا پائیں گے جو ان کو نیک باتوں کو حکم دے گا اور ناجائز کاموں سے منع کرے گا اور حلال وطیب جو انبیاء کی شریعت میں جائز چلے آرہے ہوں گے ان کو حلال بتائے گا اور جو حرام ہوں گے ان کو حرام ٹھہرائے گا اور ان یہودیوں اور عیسائیوں سے احکام کی سختی اور گلے کے پھندے جو ان پر پڑے ہوں گے دور کرے گا پس

۱۰۴۔ الجمعۃ:۲

۱۰۵۔ قاضی سلیمان سلمان منصورپوری، رحمۃ للعالمین ج۳ص ۳۵،۳۴

۱۰۶۔ ایضاً ص ۳۶،۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ اس نبی ﷺ پر ایمان لائے اور اس کی عزت و توقیر کی، اس کی مدد کی اور جو نور اور ہدایت یعنی قرآن اس نبیؐ کے ساتھ اترا ہو گا اس کی تابعداری کیے ہوں گے وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔ اس لئے تو اے محمد ﷺ! واضح لفظوں میں ان سے کہہ دے کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ﷺ ہو کر آیا ہوں وہ اللہ جس کی حکومت تمام آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔[۱۰۷]

قدیم الہامی کتابوں میں حضور ﷺ کی بشارت:

ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی لکھتے ہیں:

''پہلی آسمانی کتابیں آج بھی ہمارے پاس کسی حد تک عہد نامہ قدیم و عہد نامہ جدید میں موجود ہیں، عہد نامہ قدیم میں حضرت موسیٰؑ کی زبان سے یہ کہلوایا گیا کہ'' خداوند! تیرا خدا تیرے درمیان تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کرے گا، تم اس کی طرف کان دھرنا'۔ یعنی میں تکمیلی شان میں نہیں آیا، میرے ساتھ تکمیلی ہدایت نہیں آئی، ہدایت کسی اور کے ساتھ مکمل ہوگی۔ وہ میری طرح ایک پیغمبر بن کر آئے گا اور آئے گا بھی تیرے بھائی میں سے۔ وہ بھائی کون ہیں؟ وہ ہیں'' بنی اسماعیل'' کہ تم حضرت اسحاقؑ کی اولاد ہو اور وہ تمہارے بھائی حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہو گا۔ ان میں وہ پیغمبر آئے گا۔ تم ان کی طرف کان دھرنا۔ میں یہ دعویٰ لے کر نہیں آیا کہ میرے بعد کوئی نہیں آئے گا، بلکہ میں میں تمہیں یہ بتانے کے لئے آیا ہوں کہ میرے بعد نبی آئے گا۔ یعنی جتنے پیغمبر آئے، ہر ایک نے یہ کہا کہ میرے بعد آنے والا آئے گا، ایک حضور اکرم ﷺ ہی ہیں جو جب تشریف لائے تو فرمایا کہ قصر نبوت جو اللہ نے مکمل کر دیا تھا، اس کی ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی، جو آدمی اسے دیکھتا تھا حیرت میں ڈوب جاتا تھا کہ اتنے خوبصورت محل کو ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ کر ادھورا کیوں بنا دیا گیا ہے تو فرمایا کہ وہ آخری اینٹ میں ہوں، آج وہ قصر نبوت مکمل ہو گیا کہ:

((أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ))

(ترجمہ)'' میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

لیکن آپ ﷺ سے پہلے پیغمبر یہ بات نہیں کہتے تھے، ہر پیغمبر اور ہر رسول خاص طور پر یہ کہتا رہا کہ'' میرے بعد آنے والا آئے گا۔''[۱۰۸] کتاب استثناء میں مزید فرمایا کہ میں ان کے لئے ان کے بھائیوں

---

[۱۰۷] تفسیر ثنائی ج۲ص ۱۵۳

[۱۰۸] کتاب استثناء: آیات ۱۵: ۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے تجھ جیسا ایک نبی برپا کروں گا (یہ حضرت موسیٰ سے کہا جا رہا ہے) اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور اس سے میں جو کچھ کہوں گا وہ سب کچھ لوگوں سے کہے گا۔ اپنے کلام کو اس کے منہ میں ڈالنے کا مطلب یہ ہوگا کہ موسیٰ پر تو لکھی ہوئی تورات تختیوں کی شکل میں نازل ہوئی تھی۔ چونکہ موسیٰ ایک شاہانہ گھر میں پلے بڑھے تھے شہزادوں کے ساتھ ان کی باقاعدہ تعلیم بھی ہوئی تھی۔ وہ پڑھے لکھے آدمی تھے۔ اس لئے انہیں پہلے لکھے ہوئے "احکام عشرہ" دیے گئے۔ ان کے منہ میں اللہ کا کلام نہیں ڈالا گیا۔ بلکہ لکھا ہوا دیا گیا کہ اسے پڑھو اور لوگوں تک پہنچاؤ۔ یہ صرف آنحضرت ﷺ کی خصوصیت ہے کہ اللہ کا کلام آپ ﷺ کے منہ میں ڈالا گیا اور آپ ﷺ نے اسے اپنے منہ سے ادا فرمایا۔ اور جب حضور اکرم ﷺ پر وحی اترتی تو آپ اسے جلدی جلدی پڑھنے کی کوشش کرتے تھے کہ میں کہیں بھول نہ جاؤں تو اس ضمن میں آیات نازل ہوئیں:

﴿ لا تحرک به لسانک لتعجل به . ان علینا جمعه و قرآنه ﴾[109]

(ترجمہ) "اپنی زبان کو جلدی جلدی حرکت نہ دیا کریں کہ کہیں آپ بھول نہ جائیں۔ قران کریم کا جمع کرنا اور اسے پڑھانا ہماری ذمہ داری ہے۔"

پھر آگے فرمایا کہ:

﴿ ثم ان علینا بیانه ﴾[110]

(ترجمہ) "پھر اس کا بیان کرنا بھی ہمارے ذمے ہے۔"

انجیل میں حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا "فارقلیط" بخشے اس کے لفظی معنی "احمد" ہیں۔ یہ حضور ﷺ کا نام ہے جو انجیل میں آیا ہے اور قرآن کریم نے اسے دہرایا بلکہ اس کا ترجمہ کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں نے اپنی کتاب میں تحریف کی ہے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ ہو بہو وہی الفاظ جو قرآن نے بیان کئے ہیں، وہی انجیل میں بھی ہوں مگر وہ الفاظ بدل دیئے گئے ہوں۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا کہ:

﴿ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد ﴾[111]

(ترجمہ) "اور میں تمہیں بشارت دینے کے لئے آیا ہوں کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔"

---

[109] القیامۃ ۱۶،۱۷ [110] ایضاً: ۱۹
[111] الصف: ۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقامِ رسول ﷺ:

یہ بات قابلِ غور ہے کہ یہودی کسی بھی غیر اسرائیلی کو امام تسلیم نہیں کرتے۔ روما کے کلیسا نے پطرس کا جانشین کسی غیر یورپین کو تسلیم نہیں کیا اور نہ ہی ایشیائی نسل کا کوئی شخص کبھی پوپ بنایا گیا ہے۔ ہندو قوم میں بھی کبھی کوئی یہودی، عیسائی یا مغربی نسل کا شخص رشی یا مہارشی تسلیم نہیں کیا گیا۔ یہ تاریخی ثبوت ہیں کہ ان مذاہب کے بڑوں نے حقیقتاً اپنے مذاہب کو محدود علاقوں اور محدود قوم کے لئے ہمیشہ خاص سمجھا۔ جبکہ رسولِ رحمت حضرت محمد ﷺ کا یہ منصب ہے کہ آپ ﷺ کل دنیا کے لوگوں کے لئے قیامت تک مبعوث ہوئے۔

اللہ رب العزت وہ ذات پاک ہے جس نے انسانوں میں سے ایسے افراد کو منتخب فرمایا اور اپنا نمائندہ بنایا جو اس کی توحید پر پختہ ایمان رکھنے والے اور اس کی رضا کی پیروی کرنے والے تھے جس کے پاس ''وحی'' کے ذریعے اپنے پیغامات بھیجے اور پھر ان کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ انسانوں کو خالق کائنات کے متعلق حقیقت کا علم دیں اور اللہ وحدہ لاشریک لہ وہ ذات پاک ہے جس نے سب کو پیدا فرمایا پھر وہ موت دے گا پھر دوبارہ زندہ کرے گا اور نیک و بد اعمال کے جزا و سزا دے گا لہٰذا اس کام کی تکمیل کے لئے اس نے سارے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اپنا ''آخری عالمی نبی ﷺ'' مبعوث فرما کر اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔ اور یہ وضاحت کر دی ہے کہ اس کی صحیح عبادت و اطاعت اسی ''امی رسول ﷺ'' کی اتباع کی بدولت کی جا سکتی ہے اور اس کی عبادت کا حق صرف اور صرف اس وقت ادا ہوگا جب اس رسول ﷺ کی کامل ترین اطاعت کی جائے گی اس لئے آپ ﷺ کے خاتم الرسل ہونا نیز کل اور ھادی السبل ہونے کا کامل ایمان و یقین رکھا جائے۔ جن کی بعثت کی بشارت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ نے اپنے اپنے عہد میں دی جن کا تذکرہ تورات و انجیل میں پاتے ہیں اور جس کو اہل کتاب تحریف سے قبل پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔[۳۲]

مولانا حقانی ؒ کی تحقیق کے مطابق اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی نو صفتیں بیان فرمائی ہیں:

۱۔ وہ رسول ہوگا۔

۲۔ نبی ہوگا (رسول کے بعد نبی کا ذکر کرنا اس بات کی طرف اشارہ کہ وہ عام طور کا رسول نہ ہوگا بلکہ رسولوں میں نبی ہوگا جس طرح سادات کے سردار کو شیخ السادات کہتے ہیں اس میں امر یہ بھی ہے

[۳۲] تدبر قرآن (ماہنامہ) ص۲۰، فروری ۲۰۰۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ رسالت میں شان توجہ الی المخلوق اور نبوت میں شان توجہ الی الخالق غالب ہوتی ہے یا بالعکس یعنی اسی حالت پر پیدائش کے وقت کا مطلب یہ کہ نہ لکھا ہے نہ پڑھا۔[۱۱۳]

۳۔ اُمّی ہوگا۔ "اُمّی بضمِّ همزه منسوب بطرفِ اُمّ" یعنی اصل یعنی یہ شخص جس اصل فطرت پر قائم ہوا اس پر قائم ہے یا امۃ عرب کی طرف منسوب ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے ((نَحْنُ اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَ لَا نَحْسُبُ)) [۱۱۴] یا ام القری کی طرف منسوب ہے اور بفتح ہمزہ معنی قصد کیونکہ آپ ﷺ مقصود ہیں۔" عربی میں امی ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو ذہنی پیدائشی حالت پر ہو لکھنے پڑھنے کی باتوں سے نا آشنا ہوں چنانچہ عرب کے باشندے امـــــی بھی کہلاتے کیونکہ وہ تعلیم و تربیت سے نا آشنا تھے۔ رسول اکرم ﷺ کو بھی "الامی" فرمایا کیونکہ ظاہری تعلیم و تربیت کا ان پر سایہ نہ پڑا تھا جو کچھ تھا سرچشمہ "وحی" کا فیضان تھا چونکہ تورات کی بشارت میں آپ ﷺ کے اس وصف کی طرف اشارہ تھا اس لئے خصوصیات کے ساتھ اس جگہ ذکر کیا گیا ہے۔

۴۔ کہ یہ لوگ تورات و انجیل میں آپ ﷺ کے بارے میں لکھا ہوا پائیں گے۔[۱۱۵] بشارت ظہور کے لئے"[۱۱۶]

۵۔ یہ کہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دے گا

۶۔ یہ کہ نہی عن المنکر کی تعلیم دے گا۔

۷۔ لوگوں کے لئے پاک و ستھری چیزیں حلال کرے گا

۸۔ ناپاک اور گندی چیزیں حرام کرے گا۔

۹۔ اور وہ بنی اسرائیل پر احکام تحت شریعت موسوی کے بارگراں اور طوق ان کے گلوں میں پڑے ہوئے ہوں گے۔ سب اتار دے گا۔[۱۱۷]

"الرسول النبی" یعنی اللہ کا پیغمبر اور بندوں کے لحاظ سے نبی الامی مراد رسول ﷺ امی ام (ماں)

---

۱۱۳ تفسیر حقانی، ج ۳ ص ۱۵۶

۱۱۴ مسلم: کتاب الصیام باب وجوب صوم رمضان لرؤیۃ الهلال

۱۱۵ انجیل یوحنا باب ۱۴/ تورات استثناء باب ۱۸

۱۱۶ استثناء باب ۳۳، ۳۲، ۲۱، ۱۸، ۱۷، ۱۴/ انجیل متی ۲۰، ۱۰، یوحنا ۲، ۱۴، ۱۰، اور زبور ۴۵: ۱، ۲

۱۱۷ تفسیر حقانی ج ۳ ص ۱۵۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی طرف منسوب ہے۔

مولانا امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

آپ ﷺ کا نام "فارقلیط" ہے جو لفظ احمد کا ترجمہ ہے۔ سریانی نام "المنحمنا" تورات میں مذکور ہے جس کے معنی وہی ہیں جو محمد ﷺ کے ہیں اور "انجیل برناباس" انالیہ کے کتب خانہ میں ملی اس میں صاف صاف بشارتیں آنحضرت ﷺ کی موجود ہیں۔"[۱۱۸]

مولانا حقانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اب اس جگہ (اللہ تعالیٰ) آنحضرت ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ آپ ﷺ اس عہد کے مطابق سب بنی آدم کو خبر دیجئے کہ وہ نبی ﷺ امی جس پر ایمان لانے کا حصول رحمت کا مدار ہے، میں ہی ہوں، میں تم سب کی طرف ہو کر آیا ہوں سو تم ایمان لاؤ اور اتباع کرو "الیکم جمیعا" جمہور اہل اسلام اس آیت سے یہ بات کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ تمام عالم کے لئے نبی ﷺ ہیں۔"[۱۱۹]

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ انما انت منذر و لکل قوم ھاد ﴾[۱۲۰]

(ترجمہ) "سوائے محمد تم تو صرف ہدایت کرنے والے ہو اور ہر ایک قوم کے لئے رہنماء ہوا کرتا ہے۔"

اللہ نے ہر علاقے اور قوم میں الگ الگ رہنمائی کا انتظام فرمایا۔ سب انبیاء اپنی اپنی قوم کے لئے رہنمائی کرتے آئے مگر ان کا پیغام عالمگیر حیثیت کا نہ تھا۔ ان سب کے برعکس رسول اکرم ﷺ کو پوری دنیا میں قیامت تک کے لئے آنے والے لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿ و ما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا و لکن اکثر الناس لا یعلمون ﴾[۱۲۱]

(ترجمہ) "اے نبی ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

اسی لئے اکثر اسی لئے قدرت کا تقاضہ ہے کہ آپ کی لائی ہوئی ہدایت کو رہتی دنیا تک تمام انسانوں

۱۱۸۔ تفسیر ثنائی، ج ۱ ص ۳۰۲

۱۱۹۔ تفسیر حقانی ج ۳ ص ۱۵۷

۱۲۰۔ الرعد: ۷

۱۲۱۔ سباء: ۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک پہنچاتا ہے۔اس کے علاوہ آپ کی آمد کی خبر موسیٰ اور عیسیٰ نے اپنے عہد میں دی۔جس کی تعریف توریت ،انجیل اور قرآن مجید سے ہوتی ہے۔" میں انہی میں سے تمہاری طرح (اے موسیٰ) ایک پیغمبر پیدا کروں گا ،اور اس کے منہ میں اپنا کلام ڈالوں گا اور ان سے وہ بات کرے گا جس کا میں اس کو حکم دوں گا۔[۱۳۲]

"اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں جنہیں وہ (نبی) میرا نام لے کر کہے گا اور نہ سنے گا تو میں اس کا اس سے حساب لوں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے کہ وہ نبی قتل کیا جاوے۔"[۱۳۳]

یہ عبارت واضح طور پر ہمیں قانون الٰہی سے آگاہ کرتی ہے کہ جھوٹا نبی ہو یا اس کی اصلیت کچھ اور ہو یا وہ کسی وقت بھی شرک کی تعلیم دے تو وہ قتل کیا جائے گا۔اب حقیقت یہ ہے کہ یہودیوں نے آنحضرت ﷺ کو زہر دے کر بھی اپنی کوشش کر لی مگر اللہ نے وہاں بھی فرمایا:

﴿ و اللّٰہ یعصمک من النّاس ﴾[۱۳۴]

(ترجمہ)"اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچائے گا۔"

اور فرمایا:

﴿ واللّٰہ متمّ نورہٖ و لو کرہ الکٰفرون ﴾[۱۳۵]

(ترجمہ)"اور (یہ فیصلہ ہے) اللہ کا کہ وہ پورا پھیلا کر رہے گا اپنے نور کو خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔"

اس عظیم انسان (محمد ﷺ) کے کمالات کی فہرست بہت طویل ہے،دنیا دیکھتی ہے کہ آپ ﷺ پوری دنیائے انسانیت کے حقیقی قائد ہیں،جو لوگ عزیرؑ اور عیسیٰؑ کو ابن اللہ ،اور جو بھگوان اوتار کے سوا کسی کو ہادی و پیشوا تسلیم کرنے پر تیار نہ تھے ان سب کو آپؐ نے بتایا کہ انسان بجز انسان کے اور کچھ نہیں اور اللہ کے سوا کی عبادت نہیں۔گزشتہ زمانے میں انسان عقیدے کے فساد میں مبتلا رہا۔ادیان عالم کے مطالعے سے یہ بات متر شح ہوتی ہے کہ" توحید" سے منحرف افراد ،ارباب کثیرہ کے قائل ہوئے گویا ہر نوع کے لئے "علیحدہ رب" اور تعدد الٰہ اور "ارباب الانواع" کا بازار گرم رہا۔یہودیوں اور عیسائیوں نے شرک اور تثلیث کے عقائد رومیوں سے مستعار لئے تھے۔نزول قرآن کے وقت بتوں کی پوجا کا سلسلہ بھی انہیں ارباب الانواع سے جڑا جاتا تھا۔یہی عقائد باطلہ انسان کو پستی کی طرف لے گئے اور مشرک ہمیشہ عقل کی

۱۳۲ استثناء ۱۸:۱۸　　۱۳۳ ایضاً: ۱۹:۱۸ ۲۰
۱۳۴ المائدہ:۶۷　　۱۳۵ الصف ۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پستی کے ساتھ ساتھ عقیدے کی پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر کر گم ہو گئے۔ اسلام کی بے لچک اور بے داغ توحید کا مقابلہ کوئی قوم نہ کر سکی۔ اس تعلیم وحدت نسل انسانی مساوات اور آزادی کے تخلیات پیدا کئے جن کی دنیا معترف ہے۔ جو نہیں جانتے ان کو اس امر کا احساس تک نہیں کہ وہ جس کا انکار کرتے ہیں وہ صحرائے عرب کا بادیہ نشین دراصل "دور جدید" کا بانی اور تمام دنیا کا حقیقی لیڈر ہے۔ لیکن یہ ہستی اتنا علم، روشنی، طاقت اور زبردست تربیت یافتہ قوتوں کی مالک ان تمام کمالات کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتی اور نہ ہی خدائی کا دعویٰ کرتی ہے۔ حالانکہ جس قوم نے رام کو اللہ بنا ڈالا، کرشن کو بھگوان، بودھ کو الہ اور جن کا اللہ مثلث اپنی کرسی عظمت سے اتر کر "بشری خصوصیات" کا مجموعہ بنا اور وہ ایسے زبردست باکمال شخص کو "اللہ" مان لینے میں کبھی انکار نہ کرتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ …… وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾[126]

(ترجمہ) "کہہ دو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں البتہ میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا وہی ایک معبود ہے تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔"

انجیل[127] میں یوں ہے: "اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسری تسلی دینے والا دے گا کہ تمہارے ساتھ ابد تک رہے اور میں نے تمہیں اس کے واقع ہونے سے پیشتر کہا ہے تاکہ جب ہو جاوے تو تم ایمان لاؤ گے کہ تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ اس دنیا کا سردار آتا ہے۔ اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔" پھر یوحنا[128] میں ہے:

"لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تمہارے پاس نہ آوے گا پر اگر جاؤں تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا جب وہ سچائی کی روح آوے تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دے گی کیونکہ وہ اپنی کہے گی بلکہ جو کچھ سنے گی سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی وہ میرا خیال ظاہر کرے گی کیونکہ میری چیزوں سے لے گی اور تمہیں بتا دے گی۔[129]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[126] الکہف: ۱۱۰

[127] انجیل یوحنا: ۱۴: ۱۵

[128] انجیل یوحنا: ۱۶: ۷

[129] تفسیر ثنائی، ج ۴، ص: ۱۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ إِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ .... وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴾ [۱۳۰]

(ترجمہ) ''اور جب کہا عیسیٰ بن مریم نے اے بنی اسرائیل! یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف تصدیق کرنے والا ہوں اس حصہ کا جو مجھ سے پہلے موجود ہے تورات میں سے اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد اس کا نام احمد ہوگا۔''

''لیکن جب وہ آیا ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر تو وہ کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے۔''

''اور کون ہے بڑا ظالم اس شخص سے جو باندھے اللہ پر جھوٹا بہتان حالانکہ اسے دعوت دی جا رہی ہو اسلام کی اور اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا ایسے ظالم لوگوں کو۔''

''یہ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کا نور اپنے منہ کی پھونکوں سے اور یہ کہ فیصلہ ہے اللہ کا کہ وہ پورا پھیلا کر رہے گا اپنے نور کو خواہ کتنا ہی ناگوار ہو کافروں کو۔''

''وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ اسے غالب کر دے سب ادیان پر خواہ کتنا ہی ناگوار ہو مشرکوں کو۔''

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَ بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً)) [۱۳۱]

((بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً بُعِثْتُ إِلَى الْأَسْوَدِ وَالْأَحْمَرِ)) [۱۳۲]

(ترجمہ) ''سابقہ انبیا کرام صرف اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوئے تھے جبکہ مجھے پوری انسانیت کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔'' ''میں پوری انسانیت کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ میری بعثت ہر نسل کے لوگوں یعنی کالے اور گوروں کے لئے ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((أُوتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي)) [۱۳۳-۱۳۴]

(ترجمہ) ''اللہ تعالیٰ نے تمام کرۂ ارض کے خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھوں میں تھما دی ہیں۔''

کیا انبیاء و رسل گناہ گار تھے؟

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ سب نبی گنہگار ہیں سوائے حضرت مسیح کے اس دعویٰ پر وہ قرآن کی بعض آیات

۱۳۰ الصف: ۶-۹

۱۳۱ بخاری، کتاب التیمم، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿فلم تجدوا ماء......﴾

۱۳۲ مسلم، کتاب الصلوۃ و مواضع الصلوۃ، حدیث: ۳

۱۳۳ بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب و السنۃ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم، کتاب الجہاد، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "نصرت بالرعب مسیرۃ شہر" و کتاب التعبیر باب رؤیا اللیل و باب المفاتیح فی الید

۱۳۴ صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ رقم حدیث ۵۲۳، سنن نسائی، کتاب الجہاد، باب وجوب الجہاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مفہوم نکالتے ہیں کہ حضرت محمد گناہ گار تھے اس لئے گناہوں کی بخشش مانگنے کا ان کو حکم ہے۔ مولانا امرتسری رحمہ اللہ اور مولانا حقانی رحمہ اللہ اپنی تفاسیر میں بڑی شرح وبسط کے ساتھ اس بات کا جواب دیتے ہیں کہ قرآن مجید بلکہ دیگر کتب میں بھی یہ محاورہ ملتا ہے کہ نبی کو مخاطب کر کے دراصل خطاب امت کو ہی ہوتا ہے۔ انبیاء کرام کی معصومیت پر "اھل السلف" کا اتفاق ہے اور اُسی عقیدے پر پوری اُمت مسلمہ کا ربند ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ ﴾ [125]

اور ان جیسی دوسری آیات میں صیغہ مفرد مخاطب کا ہے مگر مطلب ان سب کا عام ہے یعنی امت کو حکم ہوتا ہے۔ بائبل میں بھی اس طرح کے محاورات ملتے ہیں۔ مثلاً

"اے اسرائیل سن لے اور اس کے کرنے پر دھیان رکھ تاکہ تیرا بھلا ہو بس سن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا ہے اکیلا خداوند ہے تو اپنے سارے دل اور اپنے زور سے خداوند اپنے خدا کو دوست رکھ" [126]

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ ﴾ [127]

عیسائی پادری کہتے ہیں کہ نبی کو صاف حکم ہے کہ تو اپنے گناہوں کے لئے اور مومنوں کے لئے بخشش مانگ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفر کے مخاطب مخصوص پیغمبر علیہ السلام ہیں نہ کہ امت کے لوگ۔

حالانکہ آیت بالکل واضح ہے اس مدعا کے لئے کہ مراد اس سے امت کا ہر فرد ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول امت کے ہر فرد کو حکم دیتا ہے کہ اپنے استغفار میں دوسرے مسلمانوں کو بھی شامل کر لیا کرو۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ ﴾ [128]

یعنی مراد یہ ہے کہ اے مسلمانو! تم میں سے ہر فرد اپنی دعا میں دیگر مسلمانان عالم کو بھی شامل کیا کرے۔

❁❁❁❁❁❁

---

[125] الاحزاب: ۱
[126] استثناء باب ۶ آیت ۳
[127] محمد: ۱۹
[128] الحشر: ۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم

تعارف مولانا ثناء اللہؒ

ولادت اور خاندانی حالات:

مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسریؒ برصغیر کی عظیم علمی شخصیت تھے ان کا شمار بیسویں صدی عیسوی کے ان اکابر علمائے کرام میں ہوتا ہے جو بیک وقت متعدد اوصاف کے حامل تھے۔

مولانا موصوف کے آباؤ اجداد کشمیر کے رہنے والے تھے اور کشمیریوں کے منٹو خاندان سے تعلق رکھتے تھے[1] جو وہاں کے برہمنوں کی مشہور شاخ ہے اس خاندان کے بہت سے افراد مسلم علماء کے اثر تبلیغ سے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے مولانا کے والد کا نام "خضر جُو" اور تایا کا نام "اکرم جُو" تھا یہ علاقہ ڈور کے باشندے تھے جو تحصیل اسلام آباد (اننت ناگ) ضلع سری نگر میں واقع ہے کشمیر کے زیادہ تر لوگ اس زمانے میں پشمینے کا کام کرتے تھے۔[2]

مولانا کے والد اور تایا کا بھی یہی کاروبار تھا یہ لوگ کاروبار کے سلسلے میں "امرتسر" آ گئے تھے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی امرتسر ہی میں جون ۱۸۶۸ء کو مولانا موصوف پیدا ہوئے ان کے ایک بڑے بھائی تھے جن کا نام "ابراہیم" تھا مولانا سات برس کے تھے تو والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا کچھ عرصہ بعد تایا بھی سفر آخرت اختیار کر گئے بڑے بھائی ابراہیم رفوگری کا کام کرتے تھے انہوں نے چھوٹے بھائی کو بھی یہ کام سکھایا اب یہ گھرانہ تین افراد پر مشتمل تھا دو بھائی اور ایک والدہ۔ چودھویں سال کو پہنچے تو والدہ بھی عالم جاودانی کو سدھار گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔[3]

حصولِ علم کا شوق:

مولانا موصوف کو چودہ سال کی عمر میں ہی حصولِ علم کا شوق ہوا اس زمانے میں امرتسر میں حضرت مولانا احمد اللہ مرحوم کا سلسلہ درس جاری تھا مولانا مرحوم کا شمار امرتسر کے رؤساء میں ہوتا تھا مولانا ثناء اللہ امرتسری ان کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے اور ساتھ ہی رفوگری کا کام بھی کرتے رہے۔ مولانا نے وہاں کتب درسیہ

[1] فضل الرحمٰن: مولانا ثناء اللہ، ص: ۲۸، ادارۃ الدعوۃ السلفیہ لاہور، طبع دوم ۱۹۸۷ء

[2] سوہدروی عبدالمجید، سیرۃ ثنائی، ص: ۴۰، مکتبہ قدوسیہ لاہور

[3] عبدالرشید عراقی، سیرۃ ابوالوفاء، ص: ۸، ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ طبع اوّل ۱۹۸۳

[4] ابو یحییٰ، امام خان نوشہروی، آثار ابی الوفاء ثناء اللہ، ص: ۱۴، ادارہ ترجمان السنۃ لاہور المجلد اوّل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے علم نحو کی "شرح جامی" اور علم منطق کی "قطبی" تک کتابیں پڑھیں۔

مولانا عبدالمنانؒ وزیر آبادی کی شاگردی:

اس دور میں ضلع گوجرانوالہ کے قصبہ وزیر آباد کو علم حدیث کے عظیم مرکز کی حیثیت حاصل تھی اور وہاں استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنانؒ وزیر آبادی کا حلقہ تدریس زوروں پر تھا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری جب امرتسر میں مختلف فنون کی کچھ کتابیں پڑھ چکے تو وزیر آباد میں جا کر مولانا حافظ عبدالمنانؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سے علم حدیث اور دیگر کتب درسیہ کی تحصیل کی اور ۱۸۸۹ء میں سند فراغت سے بہرہ یاب ہوئے۔[۵]

شیخ الکل کی خدمت میں:

یہ وہ وقت تھا جب دہلی میں حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین کی مشعل علم فروزاں تھی انکی زندگی کا ایک ایک لحہ خدمت حدیث میں گزر رہا تھا۔ اور لاتعداد اصحاب علم نے ان سے کسب فیض حاصل کر چکے تھے مولانا امرتسریؒ بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے مولانا حافظ عبدالمنانؒ وزیر آبادی سے حاصل شدہ سند فراغت پیش کی اور سند واجازہ کا شرف حاصل کیا۔[۶]

سہانپور اور دیوبند میں:

شیخ الکل سے سند واجازۃ حدیث سے بہرہ یاب ہونے کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا لیکن سہارنپور کا قیام بہت مختصر رہا ان کے اپنے الفاظ کے مطابق وہاں "چند روز قیام" کیا سہارنپور سے عازم دیوبند ہوئے دارالعلوم دیوبند کی مسند تدریس پر مولانا محمود الحسنؒ فائز تھے مولانا امرتسریؒ باقاعدہ ان کے حلقہ تلمذ میں داخل ہوئے اور ان سے معقولات ومنقولات ہر قسم کی کتب درسیہ کی تکمیل کی۔ کتب معقولات میں قاضی مبارک، میر زاہد، امور عامہ، صدرا اور شمس البازغہ وغیرہ کا اور منقولات میں ہدایہ، توضیح تلویح، مسلم الثبوت وغیرہ کا درس لیا علاوہ ازیں ریاضی میں "شرح چغمینی" وغیرہ کتابیں پڑھیں دورہ حدیث میں بھی شریک ہوئے یہاں انہوں نے مولانا حافظ عبدالمنانؒ وزیر آبادی اور دارالعلوم دیوبند کے درس حدیث میں فرق وامتیاز کی جو نوعیت ہے اس سے بھی استفادہ کیا دارالعلوم دیوبند کی سند فراغت کو وہ اپنے لئے

---

۵ ایضاً

۶ تفسیر مقدمہ ثنائی، ص: ۲۰ لاہور ۱۹۷۷ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

باعث فخر قرار دیتے تھے۔[4]

مدرسہ فیض عام کانپور:

دیو بند سے سند فراغت کے بعد کانپور کا عزم کیا اور وہاں کی معروف درسگاہ مدرسہ فیض عام میں داخلہ لیا ان دنوں اس مدرسہ کی مسند تدریس پر مولانا احمد حسن متمکن تھے اور حلقہ طلباء میں ان کے اسلوب تدریس کی بہت شہرت تھی مولانا امرتسریؒ کو چونکہ معقول و منقول دونوں اصناف علم سے شغف تھا اور مدرسہ فیض عام میں اس کا عمدہ انتظام تھا لہذا مولانا امرتسریؒ نے اس سے استفادہ کرنا ضروری سمجھا کانپور جا کر دوبارہ وہی کتابیں پڑھیں جو پہلے پڑھ چکے تھے۔

مولانا احمد حسن رحمہ اللہ کو بقول مولانا امرتسریؒ "ان دنوں حدیث پڑھانے کا تازہ تازہ شوق پیدا ہوا تھا" اس لئے آپ نے ان کے درس حدیث میں بھی شرکت کی مدرسہ کی طرف سے ۱۸۹۲ء میں آٹھ طلباء کو دستار فضیلت اور سند تکمیل دی گئی جن میں مولانا امرتسریؒ بھی شامل تھے یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سال مدرسہ فیض عام کانپور میں ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا تھا جس میں برصغیر کے مشہور علمائے کرام شریک ہوئے تھے اسی جلسہ عام میں "ندوۃ العلماء" کا قیام عمل میں آیا تھا اور مولانا امرتسریؒ کو اسی مجمع عام میں دستار فضیلت و سند فراغت سے نوازا گیا تھا۔[5] [6]

تدریس حدیث:

مولانا ثناء اللہ امرتسری ابتدائی زندگی کی خود نوشت سوانح میں رقمطراز ہیں کہ "پنجاب میں حافظ عبدالمنانؒ وزیر آبادی میرے شیخ الحدیث تھے۔ دیوبند میں مولانا محمود الحسنؒ اور کانپور میں مولانا احمد حسنؒ استاذ العلوم و الفنون والحدیث میرے شیخ الحدیث تھے اس لئے میں نے حدیث کے تینوں استادوں سے جو طرز تعلیم سیکھا وہ بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہے۔"

مسند تدریس:

۱۸۹۳ء کو مولانا امرتسریؒ فارغ التحصیل ہوئے اور واپس اپنے وطن امرتسر تشریف لائے ان کے پہلے استاد مولانا احمد اللہؒ (رئیس امرتسر) اپنے اس تلمیذ رشید کی علمی قابلیت سے پوری طرح آگاہ تھے اور ان کے مطالعہ کی وسعتوں سے بہت خوش تھے انہوں نے ان کو اپنے مدرسہ "تائید الاسلام" کی مسند تدریس پر فائز کر

---

[4] فضل الرحمن، ثناء اللہ امرتسری ص: ۳۶

[5] عبدالمجید خادم، سیرۃ ثنائی، ص ۱۰۹، ۱۰۸

[6] عبدالحی الحسنی، نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر ص: ۸/۴۰۲، ۴۰۳ نور محمد اصح المطابع، کراچی (پاکستان)

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا اس مدرسے میں وہ کتب درس نظامیہ کی تعلیم پر مامور ہوئے کچھ عرصہ یہ خدمت سرانجام دی۔ اس کے بعد اس سے دست کش ہو گئے۔

۱۸۹۸ء میں انہیں مالیر کوٹلہ کے مدرسہ اسلامیہ کی صدر مدرسی پیش کی گئی مالیر کوٹلہ مشرقی پنجاب کا ایک مشہور شہر ہے اس زمانے میں اسے پنجاب کی ایک مسلم ریاست کی حیثیت حاصل تھی کچھ مدت وہاں یہ فرائض سرانجام دیئے بعد ازاں اسے بھی چھوڑ دیا اور واپس امرتسر چلے آئے۔

چونکہ مولانا امرتسریؒ کا زمانہ مناظروں اور مباحثوں کا زمانہ تھا مختلف مذاہب کے اصحاب علم اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے ایک دوسرے کو مناظرے کا چیلنج دیتے رہتے تھے۔ مناظرے میں حریف کے علم و فضل کا بہت بڑا معیار سرکاری سند کو سمجھا جاتا تھا اور واقعہ یہ ہے کہ اس زمانے میں کسی عالم کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز تھا اور اس سے علمی میدان میں آگے بڑھنے کی نئی راہیں کھلتی تھیں۔ علوم شرقیہ میں مولوی فاضل کا امتحان خاص اہمیت رکھتا تھا چنانچہ مولانا نے ۱۹۰۲ء میں مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کر لیا اور پنجاب یونیورسٹی کی سند حاصل کر لی۔[۱۱]

میدان عمل میں:

جامعہ سلفیہ بنارس انڈیا کے علامہ صفی الرحمٰن مبارکپوری، مولانا امرتسریؒ کی تصنیف "فاتح قادیان" کے مقدمے میں رقمطراز ہیں کہ "شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ تاریخ اسلامی کی جادۂ روزگار اور عبقری شخصیتوں میں سے ایک یگانۂ زمانہ شخصیت تھے۔ آپ کی پیدائش اور نشوونما ہندوستان کے ان ایام غلامی میں ہوئی جب تمام اسلام دشمن طاقتیں اپنے اپنے گوشوں سے نکل کر اسلام اور اہل اسلام پر تیز و تند حملے کر رہی تھیں۔

انگریز عیسائیوں پر ۱۸۵۷ء کی فتح کا نشہ ایک قہرمانی تبلیغ کے سانچے میں ڈھل کر اب بھی برقرار تھا ان کے علماء و رہبان، مشنری اور پادری سڑکوں اور چوراہوں پر کھڑے ہو ہو کر اسلام کی صداقت کو چیلنج کرتے پھر رہے تھے انہوں نے تقریر و تحریر کے میدان میں اسلام کے خلاف سخت اودھم مچا رکھا تھا اسی دوران وید بھگتوں نے آریہ سماجی تحریک کے پردے میں شدھی و سنگھٹن کے پروگرام شروع کئے اور ارتداد کی پرزور لہر اٹھانے کی کوشش کی۔ ادھر انہی ایام میں مسلمانوں کا چشمہ حیات خشک کرنے اور انہیں مکمل طور پر مسخ کرنے کی غرض سے صلیبی انگریزوں کا خود کاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی بھی اپنی انگریزی نبوت کا جہنمی سایہ دراز

[۱۱] تفسیر ثنائی دیں: ۸۴۳،۸۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے دراز تر کرنے کے لئے کوشاں تھا تو دوسری طرف نام نہاد ماڈرن مفسرین نے مغرب سے مرعوب ہو کر اسلام کی نبویؐ دور کی اصطلاحات میں تاویلات، تشکیکات، لغت عرب، صحیح احادیث کو ظن، خبرواحد، تاریخ کہہ کے اس کی تشریعی حجیت کے انکار جیسے نظریات کا سہارا لے کر وہ اپنے فلسفی و ملحدانہ نظریات کے تابع قرآن مجید کو کر کے حسب منشاء خرافات کے لیے راستہ ہموار کر رہے تھے۔[۱]

چنانچہ جس جگہ قرآنی آیات ان کے نظریات کی تردید کرتی تھیں وہاں انہوں نے نہ تو محاورۂ اہل زبان کی نہ قواعد صرف ونحو کی نہ اقوال سلف صالحین کی اور نہ ہی تشریحات نبوی کی پابندی کی بلکہ تاویل کر کے اپنے نظریات کی ترویج کے لئے راہ ہموار کی۔ بطور ثبوت کے آنجہانی ''سرسید احمد خان'' اور ''غلام احمد پرویز'' کی تفاسیر ملاحظہ کر لیں کہ جس میں معجزات انبیائے کرامؑ، ملائکہ، جن اور شیطان، نعماء جنت اور عقوبات جہنم کا انکار کیا گیا ہے۔ آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی اور نزول قرآن کو مجنونانہ خیال بتلایا گیا ہے نیز وجود آسمان اور اثر دعا وغیرہ بہت امور منصوصہ پر تمسخر اور مضحکہ کیا گیا ہے۔[۲]

ان ملحدانہ افکار کا برصغیر میں مرکز ''علی گڑھ یونیورسٹی'' تھا جس کا سنگ بنیاد ایک صلیبی انگریز ''لارڈ لٹن'' نے بطور محمڈن اینگلو اورینٹل کالج ۱۸۷۷ء میں رکھا اور ۱۹۲۰ء میں اسے یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا لارڈ میکالے کی پالیسی کے تحت سید احمد خان کو ''سر'' کا خطاب دے کر اس کالج کا نگران اس لئے بنایا گیا تاکہ افراد کی ایسی کھیپ تیار کی جائے جو رنگ و نسل کے اعتبار سے دیسی ہوں اور ذہنی و فکری اعتبار سے صلیبی انگریزوں سے مرعوب'' براؤن بابو'' یعنی کالے و کالے انگریز ہوں چنانچہ ان ''علیگیوں'' کا فتنہ بھی زوروشور پر تھا۔

اسلام، اسلامی تعلیمات اور اسلامی روایات کے ازلی اور پیدائشی دشمن شیعوں نے بھی جہاں جہاں ممکن تھا ''طوفان لعنت وتبرا'' کھڑا کر رکھا تھا۔ غرض اسلام اور اس کی حقیقی تعلیمات ہمہ جہتی حملوں کا شکار تھیں اور اسلام دشمنی کا ریلہ سیلاب بن کر برصغیر کے گلی کوچوں تک گھس آیا تھا ان حالت میں مولانا امرتسریؒ آہنی عزم اور ارادہ کے ساتھ اسلام کے حفظ و دفاع کے لئے سینہ سپر ہو گئے ہر طوفان کا مقابلہ کیا، ہر حملہ آور سے پنجہ آزمائی کی ہر عیار و مکار کا پیچھا کیا ہر سیلاب کے آگے بند باندھا اور ہر میدان میں اسلام کا پھریرا لہرایا آپ کی تقریر کی چاشنی، بیان کا زور، دلائل کی قوت اور گرفت کی شدت ایسی تھی کہ کوئی حریف پنجہ فگن آپ

[۱] مقدمہ، تقابل ثلاثہ ثنائی برقی پریس امرتسر ۱۹۰۴ء۔

[۲] سید احمد خان، تفسیر القرآن، ص ۳۹، دوست ایسوسی ایٹ، لاہور ۱۹۹۴ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کے مقابل تک نہ سکا دنیا نے آپ کو "شیر اسلام" اور "فاتح قادیان" تسلیم کیا اور ان ہی القابات سے آپ کو شہرت دوام حاصل ہوئی۔

یوں تو مولانا حدیث رسولؐ کے مطابق ((مَنْ لَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) تمام بزرگان ملت چاہے وہ کسی خیال اور کسی عقیدہ کے ہوں بڑا ادب کرتے تھے، لیکن اپنے استادوں کا خاص طور پر احترام فرماتے تھے، ان کی ہمیشہ بڑی عزت وتعظیم کی کبھی کسی استاد کی نہ تو توہین کی اور نہ ہی نافرمانی کی۔

دوران تعلیم اساتذہ پر سوالات واعتراضات کرتے لیکن انداز ہمیشہ سلجھا ہوا اور استاد کی نظر میں مقبول ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اساتذہ نے ان کے ساتھ ہمیشہ ہی محبت وشفقت کا برتاؤ رکھا۔ ان کے اعتراضات وسوالات کا نرمی سے جواب دیا۔ شیخ الہند نے رخصت کے موقع پر جو کچھ ان کے لئے کیا اس سے بڑھ کر اپنے شاگرد کے لئے کوئی استاد زیادہ نہیں کہہ سکتا۔

خود مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ کا اپنا بیان ہے شیخ الہند ان کو اپنی اولاد کی طرح تصور کرتے تھے۔ [13]

سلسلہ تصنیف وتالیف:

مولانا امرتسری اپنی تصنیفات اور ان کے اسباب ومحرکات کی بابت لکھتے ہیں:

"کان پور سے فارغ ہوتے ہی اپنے وطن پنجاب پہنچا مدرسہ تائید الاسلام امرتسر میں کتب نظامیہ کی تعلیم پر مامور ہوا۔ طبیعت میں تجسس زیادہ تھا۔ اس لئے ادھر اُدھر سے ماحول کے مذہبی حالات دریافت کرنے میں مشغول رہتا۔ میں نے دیکھا کہ اسلام کے سخت مخالف بلکہ سخت ترین مخالف عیسائی اور آریہ دو گروہ ہیں۔ انہی دنوں، قریب ہی قادیانی تحریک بھی پیدا ہو چکی تھی جس کا شہرہ پورے ملک میں ہو چکا تھا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس کے دفاع کے علمبردار مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی تھے۔ میری طبیعت طالب علمی ہی کے زمانہ میں مناظرات کی طرف بہت راغب تھی اس لئے درس وتدریس کے علاوہ ان تینوں گروہوں (عیسائی آریہ اور قادیانیوں) کے علم کلام اور کتب کی طرف متوجہ رہا۔ بفضلہ تعالیٰ میں نے کافی واقفیت حاصل کر لی۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ان تینوں مخاطبوں میں سے قادیانی مخاطب کا نمبر اول رہا۔ شائد اس لئے کہ قدرت کو منظور تھا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے بعد یہ خدمت میرے سپرد ہو گی۔ جس کی بابت مولانا مرحوم کو علم ہوا ہو تو شاید یہ شعر پڑھتے ہوں گے

---

[13] راز محمد داؤد غزنوی ثنائیہ ص: ۳۸۰، ادارہ ترجمان السنۃ، لاہور۔

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آ کے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد

رہی خالی نہ کوئی دشت میں جا میرے بعد

اس شغل میں میں نے چند علمائے سلف کی تصانیف سے خاص فوائد حاصل کئے۔ حدیث شریف میں قاضی شوکانی، حافظ ابن حجر اور ابن قیم وغیرہم کی تصانیف سے علم کلام میں امام بیہقی، امام غزالی اور حافظ ابن حزم علامہ عبدالکریم شہرستانی، حافظ ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ، امام رازی وغیرھم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی تصانیف سے فائدہ اٹھایا۔[۳]

تفسیر ثنائی میں مولانا امرتسری کی سوانح حیات کا جائزہ لیتے ہوئے مندرجہ بالا عنوان کے تحت لکھا ہے کہ "فارغ التحصیل ہونے کے بعد مولانا نے اگرچہ درس و تدریس میں بھی کچھ وقت صرف کیا لیکن انہوں نے اپنی دلچسپیوں کا اصل مرکز تصنیف و تالیف کو ٹھہرایا اور اسی اہم علمی و تحقیقی خدمت کی طرف عنان توجہ مبذول فرمائی چنانچہ مختلف عنوانات سے متعلق چھوٹی بڑی بہت سی کتب تصنیف کیں جن کے ناشر وہ خود ہی تھے ان کی تصنیفات کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

قرآن مجید اور اس کی تفسیر سے ان کو خاص شغف اور قلبی لگاؤ تھا چنانچہ اس ضمن میں مولانا نے جو خدمات سرانجام دیں وہ نہایت لائق تحسین اور قابل تذکرہ ہیں انہوں نے قرآن مجید کی چار تفاسیر قلمبند فرمائیں جو یہ ہیں۔

تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن:

یہ تفسیر عربی زبان میں ہے اور نہایت عمدہ ہے اس کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ ہر آیت کا ترجمہ وتشریح دوسری آیات سے کیا گیا ہے یعنی قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے کی گئی ہے مشہور علمائے کرام کی اکثریت نے اس تفسیر القرآن کو بنظر تحسین دیکھا اور مولانا کے حُسن کلام اور اسلوب بیان کو بے حد سراہا ہے۔

تفسیر بیان الفرقان علیٰ علم البیان:

یہ تفسیر علم بیان و معانی کے مطابق لکھی گئی ہے اور اس میں فصاحت و بلاغت کے نقطہ نظر سے قرآن مجید کی عظمت ثابت کی گئی ہے۔

---

[۳] تفسیر ثنائی ص: ۸۳۵، ۸۳۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفسیر بالرائے:

اس تفسیر میں مرزائیوں (قادیانیوں) اور بہائیوں وغیرہ مخالفین اسلام کی ان غلط توجیہات و تاویلات کا جواب دیا گیا ہے جو انہوں نے قرآن مجید سے اپنے حق میں پیش کی ہیں۔

علم حدیث:

علم حدیث پر مولانا امرتسریؒ کامل عبور رکھتے تھے رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور اس کی شروح، علم رجال، درجات حدیث، اصول حدیث آثار صحابہؓ اور اقوال آئمہؒ سے پوری طرح باخبر تھے ان کی مختلف تصانیف اس بات کی شاہد ہیں کہ وہ حدیث کے ہر پہلو اور ہر گوشے میں ماہر تھے وہ بات بات میں اس کے حوالے دیتے اور ہر مسئلے میں فرمان رسول ﷺ کو مقدم گردانتے تھے منکرین حدیث سے ان کی بحثیں رہتی تھیں اور اخبار "اہلحدیث" میں اس ضمن میں ان کے مضامین کثرت سے شائع ہوتے تھے ان مضامین کا طریق استدلال زور بیان اور طرز تحریر ظاہر کرتا ہے کہ وہ علم حدیث اور اس کے متعلقات پر گہری نگاہ رکھتے تھے مشہور منکر حدیث مولوی عبداللہ چکڑالوی کے جواب میں "دلیل الفرقان" تصنیف کی۔ [۱۵]

دور حاضر میں جن کتب تفسیر کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اُن میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی تفاسیر خاص طور پر قابل ذکر ہیں، اُن کا شمار برصغیر کے نہ صرف جید علماء میں ہوتا ہے بلکہ اُن مایہ ناز ہستیوں میں ہے جو صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ مختلف علمی و ادبی میدانوں میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ آپ تفسیر نویسی جیسی عظیم جلیل دینی خدمت سے غافل نہ رہے۔ خطابت، سیاست، صحافت اور مناظرہ وغیرہ میں۔ مشغولیت کے ساتھ ساتھ آپ مختلف موضوعات پر ۱۲۵ کتابوں کے مصنف ہیں۔

مولانا امرتسریؒ تفسیر، حدیث، عربی زبان و ادب، لغت اور معقول و منقول علوم پر وسیع نظر رکھتے تھے۔ جس دور میں آپ نے تفسیر نویسی کا کام شروع کیا وہ بہت نازک اور ذہنی انتشار کا دور تھا۔ مختلف مکاتب فکر کے لوگ اپنے افکار و نظریات کی تائید میں من مانی تاویلات کرنے لگے تھے، جنہیں عقل سلیم اور نقل صحیح تسلیم کرنے سے قاصر تھی۔ بعض لوگوں نے قرآن کو اساس سمجھ کر حدیث اجماع قیاس وغیرہ سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ غیر مسلموں میں آریہ و عیسائی قرآن مجید پر طرح طرح کے اعتراضات وارد کر رہے تھے اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے غلط تعبیر کا استعمال کر کے اپنی مقدس مذہبی کتب کے الہامی ہونے کی دلیلیں پیش کر کے قرآنی احکام تصور توحید، نظریہ عبادت وغیرہ تک کو غیر فطری قرار دینے کی انتھک کوششوں میں

۱۵ تفسیر ثنائی، ص:۸۳،۸۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معروف تھے۔[16]

جیسا کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندوستان کی مذہبی، معاشرتی اور تمدنی حالت بہت خراب اور پُر فتن تھی، اس جنگ نے بہت سے مسائل کو جنم دیا، ایک طرف ہندو، سکھ، عیسائی، قادیانی اور بہائی یلغار تھی تو دوسری طرف نیچریت کے فتنے نے مذہبی فضاء میں ارتعاش پیدا کر دیا۔ ایسے حالات میں مولانا امرتسریؒ کی اہمیت بڑھ کر سامنے آتی ہے کہ آپ نے ہندوستانی مسلمانوں کی معاشرت کو صحیح سمت دی اور اُن میں اسلامی ذہنیت کو اُجاگر کیا۔ آپ کا اخبار "اہل حدیث" امرتسر سے باقاعدہ شائع ہوتا جس کا حلقہ اشاعت بہت وسیع تھا نہ صرف سرزمین ہند بلکہ دوسرے ممالک مثلاً افغانستان، ترکی، عرب ممالک اور افریقی ممالک کے قارئین تک اس کی آواز پہنچتی تھی۔[17]

مولانا ثناء اللہ اپنے تفسیری منہج کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جو روش میں نے اختیار کی ہے یعنی ایک سلسلہ میں سارے مضمون کو لایا ہوں اس میں علماء مختلف ہیں۔ آخر اس میں نقل نبویؐ کا بھی کچھ استحقاق ہے اس لئے میں نے ایک آیت کو دوسری آیت سے جوڑ دیا اور تلاش کرنے سے کچھ نہ کچھ مناسبت بھی پائی۔ اکثر تفاسیر سے ہی حاصل کیا ہے، گو طرز بیان جدا ہے۔ "ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است"

میرا طرز بیان مجھ سے پہلے اُردو تفاسیر میں نہیں آیا جس نے اختیار کیا وہ میرے بعد غالباً دیکھ کر کیا ہے، اس لئے مجھے خوشی ہے کہ

لے اڑی طرز فغاں بلبل نالاں ہم سے
گل نے سیکھی روش چاک گریباں ہم سے

مولانا رحمہ اللہ نے امام رازی (م ۶۰۶ھ) امام ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) امام سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) اور شاہ ولی اللہؒ (م ۱۱۷۶ھ) وغیرہم کی تحریروں سے استفادہ کرتے ہوئے تفسیر بالرائے، تفسیر کی صحت کا معیار اور شان نزول پر اظہار خیال کیا ہے اور اپنے طریقۂ تفسیر کی وضاحت کی ہے، آیت کی وضاحت ہم معنی آیتوں سے کی ہے۔[18]

آپ اپنی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

---

16 راز، محمد داؤد، حیات ثنائی، ص: ۵۰۳، ادارہ نور الایمان دھلی ۱۹۷۶ء
17 ترجمان دھلی یکم فروری ۱۹۷۶ء
18 حیات ثنائی ص: ۵۵۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

"علماء نے قرآن مجید کی مختلف انداز پر تفسیریں لکھی ہیں، بعضوں نے احادیث و آثار سے استفادہ کیا ہے اور کچھ حضرات نے اپنی عقل کا سہارا لیا ہے، حالانکہ سبھی حضرات اسی پر متفق ہیں کہ بہتر طریقہ کلام اللہ کی تفسیر خود آیات ربانی سے کرنا ہے چنانچہ میں نے اسی طرز کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔"[19]

مولانا امرتسریؒ کے نزدیک اصل "قرآن وسنت" ہے اور "اجماع و قیاس" انھی یعنی قرآن وسنت کی طرف راجع ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"مختصر یہ کہ جو شخص قرآن وحدیث کو عربی زبان میں سمجھ سکتا ہے اور علم اصول کے قواعد سے واقف اور اُن کو استعمال کرنے پر قادر ہے۔ ایسے شخص کا یہ کہنا کہ میں مجتہد ہوں، ایسا نہیں اور جو کوئی شخص یہ کہے کہ میں "نبی ہوں" وہ نبی نہیں کیونکہ نبوت و رسالت ایک وہبی عہدہ ہے"۔[20]

مولانا اپنی تفسیر نویسی کے متعلق لکھتے ہیں:

"چوتھی شاخ میری تصنیفات کی تفسیر نویسی ہے، یوں تو میری سب تصنیفات قرآن ہی کی خدمت میں ہیں، مگر خاص تفسیر نویسی سے بھی غافل نہیں رہا۔ روزانہ درس قرآن کے علاوہ پہلے میں نے تفسیر ثنائی غیر مسبوق طرز پر اُردو میں لکھی جو آٹھ جلدوں میں ختم ہو کر ملک میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد بلکہ ساتھ ساتھ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن خاص طرز پر عربی میں لکھی جس کی ملک میں خاص شہرت ہے"۔[21]

اسی طرح اسلام کے دفاع میں مولانا نے جو قلمی لڑائی لڑی لہٰذا اُنھوں نے اپنی تفاسیر میں قرآن فہمی کے ساتھ ساتھ اپنے قاری کو اسلام کے دین حق ہونے کے متعلق پورا پورا جواب فراہم کر دیا ہے کہ وہ مخالفین اسلام کا مسکت و مدلل جواب دے سکے۔ گونا گوں مصروفیات کے باوجود آپ نے اپنی زندگی میں پانچویں تفسیر "برہان التفاسیر" کے نام سے لکھی جو اسلاً "مجلّہ اہل حدیث" میں مضمون کی شکل میں شائع ہوتی رہی۔

تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن:

اس تفسیر میں آپ نے یہ اہتمام فرمایا ہے کہ" قرآن کی تفسیر قران کی آیات" سے کی ہے۔ اس انداز

---

19. تفسیر القرآن بکلام الرحمن ،ط، اول ص ۳
20. مولانا ثناء اللہ اجتہاد و تقلید ص: ۲۰۰-۲۰۴، ط، لاہور، ۱۹۶۸ء کشمیری بازار، لاہور۔
21. خود نوشت موسوم بہ نور توحید بجواب ... مولانا امرتسری ... مولانا ... الرحمن ... ص ۳۰، ناشر جامعہ سلفیہ بنارس

www.KitaboSunnat.com

سے تفاسیر کم لکھی گئی ہیں بالخصوص ہندوستان میں لکھی جانے والی تفاسیر میں اپنی نوعیت کی پہلی تفسیر ہے۔ چار سو دو صفحات پر مشتمل اس تفسیر کا پہلا ایڈیشن ۱۹۰۳ء میں امرتسر میں شائع ہوا۔ اس تفسیر کا تعارف مولانا خود کراتے ہیں:

"اَمّا بعدُ فیا اِخوانیَ المسلمینَ اَنا صَنّفتُ بحولِ اللّٰہِ وَ قُوّتِہٖ کُتُبًا کثیرًا فی تاییدِ الاِسلامِ وَ تردیدِ الکُفرِ وَالبِدعۃِ والطُّغیانِ وَ شیّدتُ اَرکانَ سُنّۃِ النّبیِّ علیہِ السّلام مُتوکّلًا عَلَی اللّٰہِ الرّحمٰنِ مِنھا تفسیرُ القُرآن بکلامِ الرّحمٰنِ التزمتُ فیہِ اَن فَسّرتُ القُرآنَ بالفُرقانِ کَما ھُوَ اَصلٌ مُقرّرٌ عندَ اَھلِ العِلمِ وَالبَیانِ وَ بذلتُ فیہِ سَعیِیْ وَاللّٰہُ یعفُو عن زلّتی"[۳۲]

"اما بعد! اے مسلمان بھائیو میں نے اسلام کی تائید اور کفر و بدعت، سرکشی کے خلاف بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ میں نے توکل علی اللہ کی بنیاد پر نبی اکرم ﷺ کی سنت کے ارکان کو مضبوط کیا ہے۔ میری ان تصانیف میں سے ایک تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن ہے۔ میں نے اس میں یہ التزام کیا ہے کہ قرآن کی تفسیر فرقان حکیم سے کروں۔ کیونکہ اہل علم و بیان کے نزدیک یہی اصل طریقہ ہے۔ میں نے اس کام میں اپنی وسعت کے مطابق کوشش کی ہے اگر کوتاہی رہ گئی ہے تو اللہ میری لغزش کو معاف فرمائے"۔

مولانا محمود الحسن دیوبندی نے جو مولانا رحمہ اللہ کے اُستاد تھے، ہندوستان کے معروف علمی و ادبی رسالہ ماہنامہ "معارف" میں یوں فرمایا:۔

"اَمّا بعدُ فانّ طُرُقَ التّفسیرِ مُختلفۃٌ ومِن اَحسَنِھا مسلکۃُ العالمُ الفاضلُ المتّبعُ لِلسُّنّۃِ والھُدی المولوی ابو الوفاء ثَناءُ اللّٰہ امرتسری اَن یُفسّرَ القُرآن بکلامِ الرّحمٰن کانّہٗ تفسیرٌ فی الحقیقۃِ "لِھٰذہِ الآیۃِ الکریمۃِ، اللّٰہُ نزّلَ اَحسنَ الحَدیثِ کتٰبًا مُتشابِھًا"[۳۳]

"عالم فاضل متبع سنت مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری نے خوبصورت تفسیر کا جو طریقہ اپنایا ہے وہ عام تفسیری طریقوں سے مختلف ہے کہ قرآن کی تفسیر کلام الرحمٰن سے کی جائے، حقیقت میں یہی تفسیر ہے"

شمس العلماء، مولانا شبلی نعمانی فرماتے ہیں:

"اِنّی وقفتُ علی تفسیرِ القُرآنِ للفاضلِ المَولوی ثَناءِ اللّٰہِ واعترفُ بِاَنّہٗ نافعٌ لِلمُحصّلِیْنَ

۳۲ ایضاً ص: ۱

۳۳ تفسیر القرآن بکلام الرحمن ص: ۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(و من مزایاہ انہ یفسر القرآن بالقرآن [۲۴]

"فاضل مولوی ثناء اللہ کی تفسیر القرآن میں نے دیکھی ہے اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ علم حاصل کرنے والوں کے لئے نفع بخش ہے...... وہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کرتے ہیں۔ یہ ایسی خوبی ہے کہ ان کے سوا کسی دوسرے میں میرے علم کے مطابق موجود نہیں۔ اللہ اُن کو بہتر جزائے خیر سے نوازے"۔ [۲۵]

مولانا حقانیؒ رقمطراز ہیں:

اما بعد! علم تفسیر بشری استعداد کے مطابق نظم قرآن کے بارے میں عربی قواعد و ضوابط کے مطابق بحث کرتا ہے۔ علم تفسیر عظیم الشان علم ہے۔ اس کی دلیل مضبوط ہے کیونکہ اس کا موضوع اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ پاک ہے وہ جو ہر حکمت کا منبع ہے اور ہر بزرگی و شرف کا محور ہے۔ اس کی بنیادیں عربی علوم اپنی تمام انواع و اقسام کے ساتھ، عقلی علوم اور تمام نقلی علوم ہیں جیسے اصول فقہ، اصول حدیث، علم کلام، حدیث، اسماء الرجال کا علم، تاویل اور قراءت کا علم، فقہ، سیرت کا علم، گزشتہ قوموں کی تاریخ کا علم، پہلے ادیان کا علم اور دیگر لاتعداد علوم (وفنون)۔ اسی لئے آپ دیکھتے ہیں علماء کرام کی تفاسیر مختلف اقسام پر مشتمل ہیں۔ بعض تو بہت ہی بلند و بالا اور عظیم الشان ہیں اور کچھ ادنیٰ اور کم تر ہیں۔ مفسرین نے اپنی استعداد اور اپنے غلط و صحیح منہج کے مطابق سلف صالحین کی ہی پیروی کی ہے۔ بعض نے نحوی تفسیر کی اور بعض نے قرآن کے احکام کو مرکز و محور بنایا۔ بعض تمام روایات کو جمع کرنے میں نمایاں ہوئے، روایات میں صحیح اور ضعیف کی تمیز کئے بغیر، قطع نظر اس سے کہ وہ روایات قرآن سے متعلق ہیں یا نہیں۔ علیٰ ھذا القیاس تو گویا علم تفسیر ایک بحر بے کنار اور فلک بوس پہاڑ کی مانند ہے۔

ان مفسرین میں سے مولوی فاضل و کامل ابو الوفاء محمد ثناء اللہ ہیں۔ جو کہ فضل و کمال کے مالک ہیں۔ انہوں نے قرآن کی تفسیر قرآن اور احادیث سے کی ہے۔ انہوں نے جرح و تعدیل کی ہچکچاہٹ کے بغیر عبارات کو بڑی روانی اور تسلسل سے چلایا ہے...... [۲۶]

مولانا عبدالماجد دریا آبادی رقمطراز ہیں:۔

"مولانا امرتسری کی اردو کی تفسیر بھی مختصر تفسیروں میں اچھی ہے، لیکن عربی تفسیر کا نمبر اس سے بڑھا

۲۴ ایضاً: ص ۲

۲۵ قرآن مجید کی تفسیریں، ص ۳۰۵

۲۶ تفسیر القرآن بکلام الرحمن ص:۱۰۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا ہے، قرآن کی تفسیر خود قرآن میں کی جائے، ہم معنی آیتیں خوب کھل جاتی ہیں۔ [۲۷]

فقاہت:

مولانا امرتسریؒ اپنے عصر کے نامور فقیہ بھی تھے مختلف علمی و فقہی سوالات کے جواب میں ان کے فتاویٰ باقاعدہ اخبار "اہلحدیث" میں شائع ہوتے رہتے تھے یہ فتاویٰ کتابی صورت میں ۱۹۵۴ء کو معروف ہندوستانی اہل حدیث عالم دین مولانا محمد داؤد راز حفظہ اللہ تعالیٰ کی سعی و کوشش سے مکتبہ اشاعت دینیات مومن پورہ بمبئی کی طرف سے چھپ چکے ہیں اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات ان سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ یہ فتاویٰ دو جلدوں میں مکمل ہیں اور مولانا شرف الدینؒ دہلوی کی تعلیقات و تشریحات کے ساتھ اشاعت پذیر ہوئے ہیں۔

اخبار اہلحدیث:

مولانا نے تبلیغ و اشاعت کے دائرے کو وسیع کرنے کے لئے مختلف اوقات میں امرتسر سے تین اخبار جاری کئے پہلا اخبار "مسلمان" تھا ابتداء میں یہ ماہانہ رسالہ تھا جو غالباً ۱۹۰۰ء میں جاری کیا بعد میں اسے ہفت روزہ کر دیا تھا ۱۳۔ نومبر ۱۹۰۳ء کو ہفت روزہ "اہلحدیث" جاری کیا جو ہر جمعہ کو باقاعدگی اور نہایت پابندی سے شائع ہوتا تھا اس اخبار کو پورے برصغیر کے مذہبی، علمی اور سیاسی حلقوں میں بے حد اہمیت حاصل تھی اور اسے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں بڑے دلچسپی سے پڑھا جاتا تھا اور پڑھے لکھے لوگوں میں اس کا بیتابی سے انتظار کیا جاتا تھا۔

عیسائی مشن، آریہ مشن، مرزائی مشن، شیعہ مشن، نیچری مشن وغیرہ اس کے اہم عنوانات تھے جن کے تحت ہر اشاعت میں ان مذاہب کے بارے میں بحث کی جاتی تھی اخبار "اہلحدیث" پورے چوالیس سال اشاعت اسلام میں مصروف رہا اس کا آخری شمارہ جولائی ۱۹۴۷ء کے آخری جمعے کو شائع ہوا پھر مسلم کش فسادات کی وجہ سے بند ہو گیا یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ "اہلحدیث" کے اجراء کے کچھ عرصہ بعد اخبار "مسلمان" اسی میں مدغم کر دیا گیا تھا۔

مولانا کا ایک ماہنامہ "مرقع قادیان" تھا جو ۱۹۰۷ء میں صرف مرزائی قادیانیت کے خلاف جاری کیا گیا تھا اس میں فقط وہی مضامین شامل کئے جاتے تھے جن کا تعلق قادیانیت سے ہوتا تھا کچھ عرصہ بعد کام کی بے پناہ مصروفیت کی بنا پر اسے بھی اخبار "اہلحدیث" میں ضم کر دیا تھا۔ [۲۸]

---

[۲۷] دیباچہ تفسیر ماجدی

[۲۸] عبدالرشید عراقی سوہدروی، تذکرہ ابوالوفاء، ص:۲۵،۲۴، مطبع الرحمن، شاہ فش ص:۱۹۸۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درس قرآن مجید:

مولانا کا معمول تھا کہ اپنی مسجد میں روزانہ درس قرآن مجید دیتے تھے درس میں قرآن مجید کے رموز و نکات دلنشیں انداز سے بیان کرتے اور معترضین کے اعتراضات اور غیر مذاہب کی اسلام پر نکتہ چینیوں کے مدلل جواب دیتے اور درس میں بعض دفعہ غیر مسلمین بھی شامل ہوتے اور مولانا کے افکار و خیالات سے استفادہ کرتے تھے۔[۲۹]

خطبہ جمعہ:

مولانا خطبہ جمعۃ المبارک بھی ارشاد فرماتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق مختصر خطبہ دیتے تھے۔ خطبہ جمعہ میں اختصار کے ساتھ کتاب وسنت کی روشنی میں وہی باتیں کرتے جو ان کے نزدیک مسلم معاشرے کے لئے ضروری ہوتی تھیں۔ حضرت مولانا ثناء اللہ برصغیر پاک و ہند کی عظیم علمی شخصیت تھے۔ آپ کا شمار چودھویں صدی کے ان اکابر علماء میں ہوتا ہے جو بیک وقت متعدد اوصاف کے حامل تھے۔ آپ نے اس دور میں ہوش سنبھالا جب اس خطہ ارض پر کئی غیر اسلامی تحریکیں جنم لے چکی تھیں اور پوری شدت سے اسلام پر حملہ آور تھیں۔ مولانا امرتسری سب باطل تحریکوں کے خلاف سینہ سپر ہو گئے اور اپنی تمام قوتیں مدافعت اسلام میں صرف کر دیں۔[۳۰]

حضرت مولانا کے خطبے علم و عرفان کے بہتے ہوئے دریا تھے جو خشک و مردہ پودوں کو سبز و شاداب کر دیتے تھے آپ کے ان خطبات میں کتاب وسنت، توحید و رسالت کے تبلیغ کے ساتھ ساتھ شرک و بدعت کی تردید کے علاوہ ملک میں مخالفین اسلام اور گمراہ لوگوں نے جو دین متین کو نقصان پہنچانے کی تحریکیں شروع کر رکھی تھیں ان سے سامعین کو آگاہ کرتے اور اس سے بچنے اور اس کو روکنے کی تدبیریں بتاتے علاوہ ازیں حالات حاضرہ پر روشنی ڈالتے۔ ملکی و غیر ملکی منتخب خبریں سناتے۔ غرض آپ کا خطبہ ایک جامع اور پر تاثیر ہوتا۔[۳۱]

سیاسیات:

مولانا امرتسری سیاسیات سے بھی دلچسپی رکھتے تھے اور ایک خاص دائرے میں رہتے ہوئے اس میں عملاً

۲۹۔ فضل الرحمن، ثناء اللہ ص: ۴۳

۳۰۔ فضل الرحمن، ثناء اللہ ص: ۵۳

۳۱۔ سیرۃ ثنائی ص: ۲۳۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ بھی لیتے تھے "جمعیۃ علمائے ہند" جو متحدہ ہندوستان کی ایک قابل احترام سیاسی و مذہبی تنظیم تھی اور ملک کے باوقار علمائے کرام پر مشتمل تھی جو اب بھی ہندوستان میں قائم ہے اس کا قیام مولانا امرتسریؒ ہی کی تحریک وتجویز سے عمل میں آیا تھا۔

۱۹۲۶ء میں مولانا امرتسریؒ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو مکہ مکرمہ میں "مؤتمر اسلامیہ" کا قیام عمل میں آیا اس مؤتمر میں سلطان عبدالعزیز ابن سعود نے آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کو نمائندگی دی اور اس میں شرکت کیلئے اس کے تین نمائندے منتخب کیے جن کے قائد مولانا امرتسریؒ تھے۔[۳۲]

کتب خانہ اور ثنائی برقی پریس:

مولانا نے "کتب خانہ ثنائی" بھی قائم کر رکھا تھا اس کتب خانے سے دو قسم کی کتابیں دستیاب ہوتی تھیں ایک مولانا کی اپنی تصنیفات اور دوسری دیگر اہل علم کی تصنیفات مگر اس سلسلے میں اس چیز کو اصل اہمیت حاصل تھی کہ یہ وہ تصنیفات ہوں جو جماعت اور عام مسلمانوں کے لئے علمی اور دینی اعتبار سے مفید ہوں۔ ابتدا میں مولانا کے اخبارات وتالیفات دوسرے مطابع چھاپتے تھے۔

پھر ۱۹۳۰ء میں "ثنائی برقی پریس" کے نام سے ایک مطبع قائم کیا جو بڑا کامیاب رہا۔ مولانا کی تصنیفات اور اخبار "اہلحدیث" اسی میں شائع ہوتے تھے اس کے علاوہ باہر کا کام بھی بکثرت طباعت کے لئے آتا تھا پریس کا اہتمام مولانا کے اکلوتے بیٹے مولانا عطاءاللہ کے سپرد تھا۔ مرحوم نے اس کو خوب ترقی دی۔ یہ پریس جولائی ۱۹۴۷ء تک ان کے اہتمام میں جاری رہا۔[۳۳]

سفر آخرت:

سرگودھا آنے کے تقریباً ایک مہینہ بعد ۱۲۔ فروری ۱۹۴۸ء کو دائیں پہلو پر فالج کا حملہ ہوا۔ سماعت، بصارت، شناخت اور گویائی کی قوتیں زائل ہو گئیں۔ ہر قسم کا علاج کرایا گیا جس کے نتیجے میں تھوڑا بہت پہچاننے تو لگے تھے مگر بولنے کی سکت باقی نہ رہی تھی۔ فقط یا اللہ، یا اللہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ مہینے سے کچھ اوپر دن یہی کیفیت رہی۔ بالآخر جس کے زور قلم کے سامنے بڑے بڑوں کی زبانیں گنگ ہو جاتی تھیں جس کی قوت استدلال سے میدان بحث ومناظرہ کے نامور شہسوار خاموشی اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے جس نے عمر بھر ہنگامہ تبلیغ قرآن وحدیث، توحید وسنت بپا کئے رکھا جو ہر اسلام دشمن طاقت سے پنجہ آزما ہوا وہ مرد

۳۲　تذکرہ، ص: ۲۲، ۲۳

۳۳　نقوش وفاء، ص: ۲۸۲، ۲۸۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مومن جس کے ساٹھ سال سے زائد عرصہ تک برصغیر کے میدان علم وعمل میں للکار گونجتی رہی وہ اسی سال کی عمر پا کر بروز سوموار بوقت صبح ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو اپنے خالق و مالک حقیقی سے جا ملا اور اس کے جسد خاکی بار امانت کو قیامت تک کے لئے سرگودھا کی سرزمین نے اپنے پہلو میں چھپا لیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ.[۳۴]

"تعارف تفسیر ثنائی"

مؤلف تفسیر مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری (المتوفی ۱۹۴۸ء) اپنی تفسیر کا مختصر تعارف کراتے ہوئے خود لکھتے ہیں:

"اس تفسیر کے لکھنے کا خیال مجھے دو وجہ سے پیدا ہوا۔ ایک تو میں نے دیکھا کہ مسلمان عموماً فہم قرآن شریف سے ناواقف بلکہ شناخت حروف سے بھی ناآشنا ہیں۔ ایسے وقت میں عربی تصانیف سے ان کا فائدہ اٹھانا قریباً محال ہے۔ اردو تفاسیر سے بھی بوجہ کسی قدر طوالت کے عام لوگ مستفید نہیں ہو سکتے۔ نیز ان کا طرز بیان خاص طریق پر ہے۔ دوم، میں نے مخالفین کے حال پر غور کیا تو باوجود بے علمی و ہیچمدانی کے مدعی ہمہ دانی پایا۔ خدا کی پاک کتاب پر منہ کھول کھول کر معترض ہو رہے ہیں۔ حالانکہ کل سرمایہ ان کا سوائے تراجم اردو کے کچھ بھی نہیں جس میں سے بعض تو تحت لفظی ہیں اور اس کے محاورات بھی انقلاب زمانہ سے منقلب ہو گئے۔ اس لئے وہ بھی مطلب بتلانے سے عاری ہیں۔ مع ہذا میں نے قرآن کریم کو جامع علوم عقلیہ اور نقلیہ بالخصوص علم مناظرہ میں امام پایا۔ دعویٰ پر دلیل ایسے ڈھب کی ادا ہوتی ہے کہ ہر ایک درجہ کا آدمی اس سے فائدہ لے سکے۔ گو اس کی فاضلانہ تقریر کے لئے بہت بڑے علم اور غور کامل کی ضرورت ہے۔ گو تراجم بامحاورہ بھی ہوں مگر جب تک حسب موقع شرح نہ کی جائے عام بلکہ متوسط درجہ کے خاص بھی فہم مطالب کما حقہ سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ بالخصوص جبکہ ایک مسلسل بیان کی صورت میں لایا جائے (جیسا کہ اس عاجز نے کیا) تو عجیب ہی لطف پیدا کرتا ہے آج تک ہمارے مفسرین نے اس طرف توجہ نہیں کی صرف تفسیر رحمانی کے مؤلف مرحوم و مغفور نے کسی قدر التفات کیا ہے مگر ناظرین اس میں اور ان اوراق میں فرق بین پاویں گے۔ مؤلف مرحوم کے بیان میں تسلسل نہیں جو ان میں ہے۔ فالحمد للّٰہ علی ذلک۔ یہ طرز بیان ایسا مقبول ہوا کہ مولانا

۳۴ تفسیر ثنائی ص:۸۴۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشرف علی جیسے مشہور عالم نے بھی یہی اختیار کیا۔ تقبل اللہ منا۔ پھر میں نے بعض مقامات کے حل مطالب میں شان نزول کا ذکر بھی ضروری سمجھا، سو ہر آیت کے متعلق جہاں تک منقول تھا اس کو بھی نقل کیا اور بعض مقامات میں رد مخالفین کے طرز پر اور بعض جگہ موافقین ناداتوں کے جواب بھی لکھے۔ سو الحمدللہ کہ یہ تفسیر جیسی کہ زمانہ کو ضرورت تھی ویسی ہی تیار ہوئی۔ خدا اس کو قبول فرماوے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ آمین[۳۵]

یہ تفسیر اردو زبان میں ہے اور آٹھ حصوں کو محتوی ہے اس کا اسلوب یہ ہے کہ پہلے ہر آیت کا ترجمہ ہے اس کے بعد نیچے کھلے الفاظ میں اس کی تفسیر بیان کی ہے مولانا امرتسریؒ کے دور میں چونکہ ہندو اور ان کے مختلف فرقے مثلاً آریہ، سناتن دھرمی اور دیو سماجی وغیرہ علاوہ ازیں صلیبی عیسائی، یہودی، پارسی، سکھ، نیچری، بہائی، قادیانی، شیعہ، بریلوی وغیرہ سب مذاہب و مسالک سے منسلک لوگ موجود تھے اور ان میں سے بعض اچھی خاصی تعداد میں تھے۔ ان کے تبلیغی مراکز بھی مختلف مقامات میں قائم تھے۔ اکثر مسائل میں ان سے مولانا امرتسریؒ کا مباحثوں اور مناظروں کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔

چنانچہ تفسیر ثنائی میں مولانا نے ان سب کے افکار و خیالات کو پیش نگاہ رکھا ہے اور قرآن مجید کی رُو سے اسلام کی حقانیت و صداقت ثابت کی ہے اور اس کے مقابلے میں غیر مذاہب و مسالک کے موقف کو ہدف تنقید ٹھہرایا ہے لیکن اس ضمن میں مولانا کا انداز کلام نہایت مہذب، انتہائی مؤثر و مدلل ہے۔ حریف کے مقابلے میں تحمل و بردباری ان کا خاصا تھا جو اس تفسیر کی ہر بحث میں موجود ہے یہ اپنی نوعیت کی واحد تفسیر ہے جس میں قرآن کی روشنی میں اپنے دور کے ان تمام نقطہ ہائے فکر کی تغلیط کی گئی ہے جو اسلام، پیغمبر اسلام اور احکام اسلام کو نشانہ طعن و تشنیع ٹھہراتے تھے۔

اسلوب تفسیر:

۱۔ مؤلف کی اپنی وضاحت پڑھ لینے کے بعد اور عرض ناشر دیکھ لینے کے بعد اور خود تفسیر کا مطالعہ کر لینے کے بعد تفسیر ثنائی کو مندرجہ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ اس بامحاورہ ترجمہ کی ربط آیات کے ساتھ اس انداز سے تفسیر کر ترجمہ و تفسیر ملنے سے بیان مسلسل ہو گیا ہے البتہ ترجمہ کے الفاظ کے نیچے پہچان کے لئے خط کھینچا گیا ہے۔

۳۔ اس مسلسل تفسیر میں حسب موقع نمبر دے کر آیات کا شان نزول بیان کیا گیا ہے شان نزول کے نمبر کے

[۳۵] تفسیر ثنائی، ص ۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے علامت ''ف'' لکھا جاتا ہے۔

۴۔ اسی مسلسل تفسیر میں حسب موقع نمبر دے کر مزید وضاحت کے لیے حواشی لکھے گئے ہیں جن میں شبہات کا ازالہ، اعتراضات کا جواب اور مذاہب باطلہ یہود و نصاریٰ، آریہ، قادیانی وغیرہ کا تفصیلی رد کیا گیا ہے ان حواشی کے نمبروں کے لئے علامت ''۔ '' استعمال کی گئی ہے۔ ہم نے انہی حواشی کا مطالعہ کر کے مولانا ثناء اللہ امرتسری کی نحو کو جمع کیا ہے۔

خصوصیات تفسیر ثنائی:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا وہ مبارک، مقدس، غیر محرف وغیر متبدل معجزانہ کلام ہے جس پر اللہ کے بندوں نے تقریباً دنیا کی تمام معروف اور مروج زبانوں میں کام کیا ہے بلکہ بعض علاقائی اور صوبائی زبانوں میں بھی اس کے تراجم اور تفاسیر کی طرف بھرپور توجہ کی گئی ہے اُردو زبان کو اس ضمن ہندی محاورہ میں لایا ہوں۔ اس امر کی بھی پابندی نہیں کی کہ جملہ اسمیہ کا ترجمہ اس میں خاص اہمیت حاصل ہے اور اس میں تراجم و تفاسیر کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔

اصل تفسیر کو شروع کرنے سے پہلے مولانا نے مقدمہ تفسیر میں سید الانبیاء محمد ﷺ کی نبوت کو عقل اور منطقی دلائل سے ثابت کرنے سے پہلے بحث کے سرعنوان مشہور شعر کو کیا ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پھر منطقی استدلال سے چار فصلوں میں آپ نے ملکی انتظام، زہد، تعلیم نبوت، عملی نمونہ اور باطل سے خطابی دلیل کی روشنی میں آپ کے ہادی برحق ہونے کو ثابت کیا ہے۔

اختصاراً آپ ﷺ کی سیرت کو اس انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ ذرا سی عقل رکھنے والا اور حسد و بغض سے خالی شخص فوراً ہی آپ کی نبوت کا قائل ہو جائے۔

مقدمہ کے اختتام پر ایک الگ فصل میں اپنی تفسیر پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

''چونکہ میری غرض اصلی اس تحریر سے صرف یہ ہے کہ عوام اہل اسلام قرآن کریم کے مطالب سے واقف اور آگاہ ہوں۔ اس لئے میں نے ترجمہ کرتے ہوئے الفاظ عربی کی پابندی نہیں کی یعنی یہ کہ جو الفاظ ویسے ہوں اس کا ترجمہ بھی کروں۔ بلکہ عربی محاورہ کو میں نے ادا کروں بلکہ مطلب اس کا جس میں باعتبار محاورہ اُردو پایا ادا کر دیا۔''[۲۱]

---

۲۱ تفسیر ثنائی، ص: ۲۱

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا خود فرماتے ہیں کہ جو طرز بیان انہوں نے تفسیر ثنائی میں اپنایا۔ اُردو میں لکھی جانے والی تفسیر میں نہیں پایا جاتا۔ وہ انداز ترجمہ میں تسلسل کو قائم رکھنے کا ہے۔ مثال کے طور پر سورہ فاتحہ کے تحت اللفظ ترجمہ درج رکھنے کے ساتھ ساتھ اس کا تفسیری اور تشریحی ترجمہ یوں لکھا ہے۔

" چونکہ یہ سورت بندوں کی زبان پر گویا ایک عرضی کا مسودہ ہوا ہے۔ اس لئے اس کے ترجمہ سے پہلے کچھ محذوف سمجھنا چاہیے۔ یعنی میرے بندو تم یوں کہو کہ ہم شروع کرتے ہیں سب کام اللہ کے نام سے جو باوجود گناہ بندوں کے بڑا مہربان نہایت ہی رحم کرنے والا ہے۔ غرض مطلب سے پہلے ہم اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ سب تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں جو سب جہان والوں کا پرورش کرنے والا ہے۔ سب مخلوق کیا چھوٹی کیا بڑی اسی کی نمک خوار ہے اور غلام ہے۔ نہ صرف پرورش کرتا ہے بلکہ باوجود ان کے گناہوں کے بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اگر دنیا میں باوجود کثرت احسانات کے اس کی طرف رجوع نہ کریں اور اپنے تکبر اور سرکشی میں پھنسے رہیں تو اس نے ایک دن بدبختوں کی تمیز کرنے کو مقرر کر رکھا ہے جس کا نام روز قیامت ہے۔ اس قیامت کے دن کا مالک بھی وہی ہے۔ چونکہ ایسے خدا مالک الملک کے حکم سے روگردانی کرنا نہایت ہی مذموم اور قبیح امر ہے اور نیز ایسا مالک الملک اور نہیں۔ لہٰذا ہم سب سے متحدہ ہو کر اے مہربان مولا تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہر ایک کام کی انجام دہی میں تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ چنانچہ بالفعل ہماری ایک ضروری حاجت ہے۔ جس کے سبب ہم تیرے عاجز بندے ایک دوسرے کے مخالف اور دشمن ہو رہے ہیں اور نہایت زور سے کوشش کر چکے ہیں تاہم کوئی فیصلہ یقین طور پر نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہم سب نیاز مندان سب کے سب عاجز آ کر التماس کرتے ہیں کہ تو ہی اے مولیٰ مہربان، ہم کو اس میں کامیاب کر۔ وہ مطلب یہ کہ دین میں ہمیں سیدھی راہ پر پہنچا اور اگر پہنچی ہے جس پر ہم ہیں تو اسی پر ہمیں قائم رکھ۔ اے ہمارے مولا ہماری یہ آرزو نہیں کہ جس راہ کو ہم ناقص العقل سیدھی سمجھیں یا ہمارے اور بھائی اچھی جانیں وہ دکھا۔ حاشا وکلا بلکہ ان بزرگوں کی راہ پر چلا جن پر بوجہ ان کی دینداری کے بڑے بڑے انعام کئے، عطیات دیے اور مہربانیاں نازل فرمائیں۔ نہ ان بے ایمان لوگوں کی جن پر ان کی بدعملی کے سبب سے غضب کیا گیا۔ جیسے یہودی وغیرہ اور ان لوگوں کی جو بوجہ اپنی کوتاہ اندیشی کے گمراہ ہیں جیسے عیسائی وغیرہ۔ اے ہمارے مہربان مولا ہم عاجزوں کی یہ التماس مخلصانہ قبول فرما۔"[۲۰]

۲۰۔ تفسیر ثنائی، ج ۱ ص ۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس تفسیر و ترجمہ کے نیچے ایک خانے میں شان نزول بیان کرنے کے بعد دوسرے خانے میں فضیلت سورۃ و احادیث کی روشنی میں مختصر بیان کی ہے۔

حاشیہ نمبر اول میں سرسید احمد نے اپنی "تفسیر القرآن وھو الھدی الفرقان" کے ص ۱۲ پر دعا کے سلسلہ میں قرآن وسنت سے ہٹ کر جو کچھ بیان کیا ہے مولانا نے اس کا محاسبہ کرتے ہوئے بادلائل قرآن و سنت سے سلف صالحین نے جو کچھ اخذ کیا اس کو صحیح ثابت کیا۔

تفسیر ثنائی ص ۱۱ پر [۲۸] حاشیہ نمبر دوم میں عیسائیوں کے ایک غلط استدلال کا پول کھولا ہے۔

مسلمانوں نے جب عیسائیوں سے دلیل طلب کی کہ تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ جو انجیل آج تم میں مروج ہے۔ وہی اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ مسلمانوں کے اس سوال پر عیسائی پادری قرآن کی آیت:

﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ﴾[۲۹]

(ترجمہ) "اور وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اس پر جو آپ پر نازل کیا گیا اور اس پر جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا۔"

پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔ مولانا نے مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے اس حاشیہ میں جو کہ ص ۲۱ سے ۳۴ تک جاتا ہے عیسائیوں کی کھلی غلطی کے تحت خوب وضاحت و صراحت کے ساتھ بحث کرتے ہوئے بائبل کے حوالے سے ثابت کیا کہ قرآن کی اس آیت مبارکہ سے آج کل کی مروجہ بائبل مراد نہیں ہے جو کہ ثابت امر کے مطابق تحریف شدہ ہے۔

اس طرح [۳۰] ص ۱۳۱ پر جملہ مخالفین کی غلطی کے تحت عیسائیوں کے ساتھ ہندو آریوں کی طرف سے جہاد پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا۔ [۳۱] ص ۱۳۹،۱۴۰ پر اتھروید کا ایک حوالہ نقل کر کے جہاد کی فضیلت مقصدیت اور افادیت پر بڑے پیارے انداز سے روشنی ڈالی۔

الختصر مولانا کی اس تفسیر میں مناظرانہ رنگ غالب ہے اور جیسا کہ انہوں نے "التماس مصنف" میں لکھا ہے کہ ان کا مقصد مسلمانوں کو قرآن سمجھانے کے ساتھ قرآن اور اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا رد کرنا

---

[۲۸] تفسیر ثنائی ص ۲۱

[۲۹] البقرۃ: ۴

[۳۰] ص ۱۳۱

[۳۱] ص ۱۳۹،۱۴۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور قرآن و اسلام کی عظمت ثابت کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں مولانا کو تفسیر ثنائی میں پوری پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ سر سید احمد خان کی شائع ہونے والی تفسیر کی تمام اغلاط کا نمبروار تجزیہ اور محاسبہ کیا، عیسائیوں کے تمام حربوں کا پول کھول کر رکھ دیا۔ آریہ اور دوسرے غیر مسلموں کے مذاہب کو قرآن اور اسلام میں مقابلے میں ہیچ کر کے رکھ دیا۔

رد قادیانیت:

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت جیسے مقدس منصب میں "قادیانیت" اور "احمدیت" کے نام سے ایک بہت بڑا دجل اور فتنہ کھڑا کر دیا، اس نے اپنے خود ساختہ دعویٰ نبوت میں "مہدویت" کے نام سے بھی ایک نیا سلسلہ بنا دیا۔ اس طرح اس نے اپنی جھوٹی نبوت کے ثبوت کے لئے آیات قرآنی اور صحیح صریح احادیث نبویہ ﷺ میں تحریف اور خود ساختہ تاویلات کیں۔ چنانچہ مولانا نے علمی و ادبی اسلوب اور دعوتی انداز میں قرآن حکیم کی تفسیر (تفسیر ثنائی) لکھی جس میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ہمنواؤں کے اعتراضات کے مسکت جوابات دیئے۔ اس دور کے حالات اور مولانا کی مساعی جمیلہ کو دیکھتے ہوئے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ "مولانا ثناء اللہ امرتسری اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔

سر سید کے نظریات کا رد:

مولانا امرتسری نے اپنی "تفسیر ثنائی" میں طویل کاوشوں میں جگہ جگہ سر سید احمد خان کی "تفسیر القرآن" پر منظم انداز میں تنقید کی ہے۔ اسی طرح ملائکہ، جنت و دوزخ، قصہ آدم و ابلیس، رویت باری تعالیٰ، معراج جسمانی، جہاد، سود وغیرہ کے متعلق جمہور کی رائے سے سر سید نے جو اختلاف کیا ہے اس کا جواب مولانا نے اپنی اہم بالشان تفسیر ثنائی میں بھرپور انداز پیش کیا ہے۔ جو عام و خاص کے لئے یکساں مفید ہے۔[۲۲]

حضرت واعظ نے مے پی کر یہ کیسی چال چلی
محتسب سے جا ملے رندوں کے مخبر بن گئے [۲۳]

اُردو دائرہ معارف کے مقالہ نگار نے لکھا ہے:

"قرآن تمام کتب سماوی میں سے "جدید ترین" کتاب ہے اور جس لغت میں یہ نازل ہوئی وہ ایک جیتا جاگتا لغت چلا آتا ہے جسے کروڑوں انسان بولتے ہیں اور جس کا ادب ایک امت کا

---

۲۲ قرآن مجید کی تفسیریں ص ۲۴۳
۲۳ تفسیر ثنائی ص ۸۴۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادب نہیں بہت سی امتوں کا ادب ہے، جو اپنے آپ کو زندگی کا حقدار کہتی ہیں پھر یہ لغت بہت سے لہجوں اور لغتوں کی "اصل" اور "جز" ہے۔ جن کا "اصل" صحیح مطالعہ اسی عربی کے سمجھنے پر موقوف ہے۔"[۴۴]

"متحدہ ہندوستان میں (۱۲۸۰ھ۔۱۸۶۳ء) یہ دور تراجم و تفسیر کے لئے بہت اہم ہے اور ملک کے مختلف صوبوں میں علماء اس پر کام کر رہے تھے۔ قرآن مجید کے بعض اُردو تراجم اور متن شائع ہوئے تھے چنانچہ "انگریز مبلغین" کے مناظروں نے رنگ بدلا اس لئے ان سے عیسائی مناظرین اور زیادہ تیز ہو گئے۔ اپنے مذہب عیسائیت کی برتری اور اسلام کی کمتری بیان کرنے کے لئے معجزات، احادیث اور تفسیر قرآن پر بحث کرنے لگے۔ اس رجحان سے متاثر ہو کر سرسید احمد خان نے تفسیر قرآن لکھنا شروع کی۔ اس تفسیر قرآن کی پہلی جلد (۱۸۸۰ء/۱۲۹۷ھ) میں شائع ہوئی۔ ابھی چھ جلدیں (آخر سورۃ الانبیاء، ۱۸۹۵ء) میں شائع ہوئی تھیں کہ پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ مگر سرسید احمد خان نے اپنی روش نہ بدلی۔ پھر سورۃ جن (تفسیر السموٰت ازالۃ الغین عن قصۃ ذی القرنین ترقیم فی قصۃ اصحاب الکهف والرقیم) شائع کر کے ہی رہے اور علماء نے ان کے خیالات، عقائد اور تالیفات کے رد میں کتابیں لکھیں اور مفسرین نے اُردو میں تفسیریں لکھنا شروع کیں۔[۴۵] سرسید احمد خان نے اس تفسیر میں جابجا ٹھوکریں کھائی ہیں اور بعض مقامات پر ان سے نہایت رکیک لغزشیں ہوئیں۔[۴۶]

درحقیقت یہ تنقیدیں، ہجوم اور حملے تفسیر پر ہیں جن علماء نے سرسید احمد خان کے نظریات کے رد میں قلم اٹھایا ان میں

۱۔ سید ناصر الدین محمد ابو المنصور (تنقیح البیان، نصرت المطابع دہلی ۱۲۹۷ھ۔۱۹۷۹ء)

۲۔ مولانا محمد علی متوفی (۱۳۰۵ھ) مراد آبادی (البرهان علی تجهیل من قال بغیر علم القران مطبوعہ مخزن احمدی (۱۳۰۳ھ۔۱۸۸۵ء) مراد آبادی۔

۳۔ مولانا محمد ابو عبد الحق حقانی (مقدمہ تفسیر حقانی صفحہ ۱۵۲)

۴۔ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری (تفسیر ثنائی جلد اول ۲۔۱۳ھ/۱۸۹۵ء مطبع چشمہ نور۔ امرتسر)

ڈاکٹر صاحب، سرسید احمد خان کے بڑے مداح تھے مگر ان کی "تفسیر القرآن" پر اس طرح تبصرہ کرتے ہیں:

"تفسیر القرآن" سرسید احمد خان کی آخری تصنیف ہے اس لحاظ سے یہ پختہ خیالات اور

---

۴۴ دائرۃ المعارف ج۳ ص ۵۴۴

۴۵ دائرہ ج۳ ص ۵۴۵ تفسیر القرآن از سرسید احمد خان (۱۳۱۵ھ۔۱۸۹۸ء)

۴۶ مولانا الطاف حسین حالی حیات جاوید حصہ اول ص ۱۸۳ مطبوعہ مفید عام آگرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رجحانات کی ترجمان ہے۔ جن تک سید صاحب اپنی آخری عمر میں پہنچ کر قائم ہو گئے تھے۔ اس تفسیر میں روایات سے بغاوت اپنی آخری حد تک پہنچ جاتی ہے۔ اس میں اصول، طریق کار اور نصب العین سب کچھ پرانی تفسیروں سے مختلف معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے ان بحثوں کو نظر انداز کر دیا ہے جن کی ان کی رائے میں دور حاضر میں ضرورت نہیں اس تفسیر میں ان کے انکار کا محور یہ ہے کہ دین میں صرف قرآن مجید یقینی ہے باقی سب کچھ حدیث، اجماع اور قیاس حصول دین میں شامل نہیں۔ انکا یہ بھی خیال ہے کہ اس کا کوئی مسئلہ عقل اور اصول تمدن کے خلاف ہے۔ اس تفسیر میں سرسید نے قرآن مجید کے جغرافیائی اور تاریخی عقدوں کو حل کرنے کی کوشش کی ہے اور ان مسائل کو جن کے متعلق دور جدید کچھ اعتراضات کو عقل فطرت اور تمدن کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ سرسید نے ناسخ و منسوخ، معراج جسمانی، جہاد، سود، غلامی، تعدد ازدواج، آدم و ابلیس کی کہانی، ملائکہ اور جنات، وفات مسیح، رویت باری تعالیٰ وغیرہ کے متعلق جمہور کی رائے سے اختلاف کیا ہے۔''[۲۷]

ہند کا دور مجموعی مسلمانوں کے لئے بالخصوص فکری انتشار کا دور ثابت ہوا۔ سیاسی پستی میں کئی نفسیاتی مسائل و عوامل پیدا کئے۔ مذہبی مرعوبیت علاوہ ازیں تھی۔ انگریز حکومت سے مرعوب ذہن نے اپنے دین اسلام کی مسلمات تک کی پرواہ نہ کی چنانچہ ایسے میں بیمار ذہن نے مذہب اسلام کو بازیچہ اطفال بنا دیا۔ قرآن، حدیث اور دین کے مسلمہ اصولوں کی پرواہ نہ کی اور تفسیر قرآن میں دوراز کار تاویلات کے ذریعے گمراہی پھیلانے لگے۔ مولانا امرتسریؒ اس بارے میں رقمطراز ہیں:

''ادھر اُدھر'' دیکھنے سے معلوم ہوا کہ آج کل ہمارے ملک میں بہت سی تفاسیر نکل رہی ہیں۔ جن پر تبصرہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ موجودہ اور آئندہ نسلوں کو ان سے غلطی نہ لگے۔[۲۸]

آنحضرت ﷺ کی حدیث ہے کہ

((مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ ـ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))[۲۹]

''جو کوئی اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔''

مولانا مزید لکھتے ہیں کہ:

جس تفسیر میں علوم عربیہ کا لحاظ نہ رکھا جائے۔ بلکہ محض اٹکل پچو کی باتیں کی جائیں۔ ایسی تفسیر غلط اور

[۲۷] ڈاکٹر سید عبداللہ سرسید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کی نثر کا فکری اور فنی جائزہ، ص:۲۲/۱۹۸۹ء

[۲۸] تفسیر بالرائے، ج: ۱ ص:۱

[۲۹] ترمذی، ابواب التفسیر، (بحوالہ تفسیر بالرائے ص:۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالرائے کہلاتی ہے۔[۵۰] مولانا نے جن تفاسیر کا جائزہ لیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) تفسیر القرآن از سر سید احمد خان
(۲) تفسیر بیان اللسان از احمد الدین امرتسری
(۳) ترجمہ وحواشی قرآن مجید از مولوی عبداللہ چکڑالوی
(۴) ترجمہ وتفاسیر از ڈپٹی عبداللہ خان لاہوری
(۵) تفسیر خزینۃ العرفان از مرزا غلام احمد قادیانی
(۶) متفرق تفسیری نوٹ از مرزا بشیر الدین ولد مرزا غلام احمد قادیانی
(۷) ترجمہ بیان القرآن از مولوی محمد علی لاہوری
(۸) تفسیر ایقان از بہاء اللہ ایرانی
(۹) ترجمہ وحواشی قران مجید از مولوی مقبول احمد شیعی
(۱۰) تذکرہ از علامہ عنایت اللہ المشرقی
(۱۱) عام فہم تفسیر قرآن از خواجہ حسن نظامی
(۱۲) تفسیر کنز الایمان از مولوی احمد رضا خان بریلوی
(۱۳) خزائن العرفان فی تفسیر القرآن از مولوی نعیم الدین مراد آبادی
(۱۴) تفسیر آیات از مفتی محی الدین گجراتی وغیرہ۔

چونکہ یہ کتابیں اس زمانہ میں متداول تھیں۔ لہذا ان کے ذریعے غلط نظریات مسلمانوں میں راہ پارہے تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ ان کا تنقیدی جائزہ لے کر حق و باطل کو واضح کیا جائے (رحمہ اللہ تعالی) مولانا ثناء اللہ امرتسری نے ہمہ گیر انداز میں تنقید کے لئے قلم اٹھایا آپ کی شخصیت بہترین صلاحیت وسیع مطالعہ اور اسرار شریعت کی حامل تھی اور جب کسی نے قرآن اسلام اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں زبان کھولی یا قلم اٹھایا تو اس کے رد و ابطال کے لئے سب سے پہلے جو سپاہی آگے بڑھا وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ آریا کے (۹) اعتراضات کا جواب مولانا نے ہی دیا[۵۱] مولانا بڑے بڑے معرکۃ الآراء مناظروں میں وکیل اسلام کی حیثیت سے پیش ہوتے تھے۔ ہندوستان کے جید علمائے کرام ومشائخ عظام سٹیج پر بیٹھ کر آپ کی عالمانہ گفتگو سنتے۔ اس لئے کہ آپ کو آریہ، عیسائی اور قادیانی وغیرہ اپنا اصل حریف سمجھتے تھے۔

---

[۵۰] تفسیر ثنائی ج:۱ ص:۲
[۵۱] قرآن مجید کی تفسیریں ص:۱۵ ،۱۹۹۵ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم (ب)

تعارف مولانا عبد الحق حقانیؒ

نام:

مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی دہلوی بن محمد امیر بن شمس الدین بن نور الدین بن خواجہ جعفر بن خواجہ سلیم بن مظفر الدین احمد بن شاہ محمد تبریزی۔ [۵۲]

سلسلہ نسب:

آپ کا سلسلہ نسب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے منجھلے فرزند سیدنا عباسؓ سے ملتا ہے جو ام بنین بنت خزام کے بطن سے ہیں یوں تو خلفائے راشدین وصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد میں بھی ان بزرگوں کی اولاد بلکہ بعض صحابہ تابعین و تبع تابعین اور ان کی اولاد و احفاد دور دراز ملکوں میں پھیل گئے تھے۔ جن کا مطمح نظر صرف خدمت خلق اور تبلیغ و اشاعت اسلام تھا جنہوں نے اپنی روحانی قوت اور اخلاق سے لاکھوں افراد کو جو ضلالت اور گمراہی کے گڑھے میں پڑے ہوئے تھے مطیع اور اسلام کا فدائی بنایا اور ایک عالم کو منور کر دیا۔ ان ہی نفوس قدسیہ کی اسلامی خدمات کے اثرات ہیں تادم تحریر ہند و چین وغیرہ ممالک میں کروڑ ہا مسلمان موجود ہیں جو ببانگ دہل اللہ وحدہ لاشریک کی تقدیس و تہلیل کر رہے ہیں۔

اسی طرح سیدنا عباسؓ ابن علیؓ کے ابناء مختلف ممالک میں پھیل گئے چنانچہ شیخ ہادی علوی فارس اور نواحے اردبیل میں خواجہ شرف الدین احمد علوی حزدین میں اور نور الدین قاسم علوی تبریز میں سکونت پذیر تھے ان کی تیسری پشت خواجہ شاہ نظام الدین محمدؒ علوی تبریزی جن کے علوم معقول و منقول کا ڈنکا ملک ایران وغیرہ میں بج رہا تھا ان کے پوتے خواجہ مظفر الدین علوی بن شاہ محمد تبریزی اس خاندان کے پہلے بزرگ ہیں جو سلاطین کے تعصب کی وجہ سے بعد فراغت فریضہ حج بیت اللہ اور بحکم قرآن ﴿سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ﴾ [۵۳] ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ سندھ و ملتان سے ہوتے ہوئے بعہد اورنگ زیب عالمگیر تشریف لے آئے اور دہلی کہنہ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ جب آپ کی تشریف آوری کی اطلاع علمائے ہند کو ہوئی تو آپ کا پر جوش خیر

---

[۵۲] تفسیر حقانی مقدمہ ص: ۱۵۲

[۵۳] آل عمران: ۱۳۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدم کیا گیا پھر علماء، امراء مشائخ اور طلباء کا آپ کے در پر جمگھٹا رہنے لگا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں دربار شاہی میں طلبی ہوئی اور منصب و خلعت خاصہ سے سرفراز کئے گئے اور مسند صدارت دارالافتاء آپ کو تفویض کی گئی۔

ولادت اور ابتدائی تعلیم:

مولانا عبدالحق حقانی رحمۃ اللہ علیہ قصبہ گھلہ گڑھ (رانا بہاؤالدین) میں ۲۷ رجب ۱۲۶۵ھ میں پیدا ہوئے چونکہ والدین اور اہل قصبہ حضرت میراں شاہ بھیک رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عقیدت رکھتے تھے ان کے خلیفہ اور سجادہ نشین حضرت مولانا سید شاہ عبدالحمید عرف عبداللہ شاہؒ بڑے باخدا بزرگ تھے اور اس قصبہ میں ایک خانقاہ تھی جس میں بیشتر اقامت فرماتے تھے۔ مولانا حقانی کو شاہ صاحب موصوف کے گوشہ عاطفت میں دے دیا گیا۔ ابتدائی کتب اُردو فارسی، قرآن مجید صرف و نحو وغیرہ خود شاہ صاحب نے پڑھائیں۔ ۱۲۷۷ھ میں جب آپ کی عمر بارہ سال تھی شاہ صاحب کی ہدایت کے مطابق مولانا کو تحصیل علم کے لئے دہلی حضرت آخوند شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں بھیجنا تجویز ہوا۔ مولانا کی پیدائش سے پہلے کئی بچے فوت ہو چکے تھے اور آپ کے بھائیوں کے نام غلام نبی اور غلام حسین تھے ان ناموں کی مناسبت سے مولانا کا نام غلام جہاں رکھا گیا تھا۔ جب تعلیم کے لئے آپ کو دہلی بھیجا جا رہا تھا تو آپ نے اپنے شفیق استاد حضرت عبداللہ شاہ صاحبؒ سے عرض کیا کہ میرا نام غلام جہاں رکھا گیا ہے جو مجھے پسند نہیں میں چاہتا ہوں کہ میرا نام تبدیل کر دیا جائے چنانچہ شاہ صاحبؒ نے آپ کا نام عبدالحق رکھا۔ آخوند شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے مولانا کے والد خواجہ محمد امیر اور اہل قصبہ سے خاص تعلقات تھے اور ہنگامہ دہلی ۱۸۵۷ء میں آخوند صاحب اسی قصبہ میں خواجہ محمد امیر صاحب کے مکان میں رہ چکے تھے جب مولانا حقانی کو آخوند صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا تو ان تعلقات کی بناء پر آپ نے بڑی شفقت سے اپنے پاس رکھا اور کتب درسیہ پڑھائیں۔

تحصیل علم کے لئے مولانا کا سفر:

آخوند صاحبؒ کی اجازت سے مولانا سہارنپور تشریف لے گئے اور شیخ الحدیث مولانا احمد علیؒ کی خدمت میں رہ کر تحصیل علم کی۔ ازاں بعد آپ نے کانپور حضرت شیخ عبدالحق قادری مہاجر مکیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر تحصیل علم اور فیوض و برکات سے استفادہ کیا۔ حضرت شیخ نے مولانا کی قابلیت اور زہد و تقویٰ دیکھ کر سند کے ساتھ خلافت سلسلہ قادریہ بھی عطا فرمائی۔ وہاں سے رخصت ہو کر آپ جونپور تشریف لے گئے اور مختلف اساتذہ سے پڑھ کر علوم معقول و منقول کی تکمیل کی ازاں بعد مع اپنے رفقائے درس مولانا محمد علی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب مونگیری' مولانا احمد حسن صاحب کانپوری' مولانا آل حسن صاحب مودودی امروہوی بغرض حصول حدیث نبوی مراد آباد حضرت شیخ المحدثین عالم علی شاہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اتفاق زمانہ اس وقت شیخ المحدثین علیل تھے اس لئے چند روز وہاں قیام کے بعد علیگڑھ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی لطف اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کامل دو سال رہ کر تعلیم حاصل کی اور وہاں سے دہلی تشریف لے گئے۔

علم حدیث کے لئے سفر:

اس کے بعد مولانا ۱۲۷۸ھ میں والدین اور حضرت شاہ صاحب سے رخصت ہوکر دہلی تشریف لائے اور وہاں سے حضرت شیخ العلماء مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تقریباً ایک سال خدمت میں رہ کر علوم طریقت کی تکمیل کی اور رتبہ خلیفہ مجاز حاصل کر کے دہلی آئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سید شاہ نذیر حسین صاحب حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ والغفران کی خدمت بابرکت میں رہ کر حدیث نبویؐ کی قراءت و سماع مختصراً فرمائی کتب حدیث تحقیق و تدقیق کی نظر سے لفظاً لفظاً شیخ الحدیث کے سامنے قراءات کیں۔ مولانا حقانی کی خداداد قابلیت و ذہانت کی وجہ سے حضرت شیخ المحدثین غایت درجہ آپ پر شفقت فرمایا کرتے تھے جب طلباء سے دوران درس مسائل فقہ وغیرہ میں گفتگو ہوتی تھی تو حضرت شیخ المحدثین فرمایا کرتے تھے۔ ذرا توقف کرو احناف کا شیر عبدالحق آتا ہوگا وہ تمہارا جواب دے گا۔ مولانا کو دیکھتے ہی خاص انداز میں فرماتے تھے۔ آؤ جان عبدالحق تمہارے ان بھائیوں کو چند مقامات پر شبہ ہوگیا ہے ہمارے سامنے ان کا جواب دو۔ شیخ الحدیث نے مولانا حقانی کو اجازت مطلق اور سند موثق عطا فرمایا جس کی نقل درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَيَقُوْلُ الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ طَالِبُ الْمُحْسِنِيْنَ مُحَمَّدُ نَذِيْر حُسَيْنِ عَافَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الدَّارَيْنِ اَنَّ الْمَوْلَوِى مُحَمَّدُ عَبْدُ الْحَقِّ ...... اِلٰى آخرِهِ ۱۲ شعبان المعظم ۱۲۹۰ھ۔[۵۳]

---

[۵۳] عقائد اسلام ص: ۲۳ ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور طبع اوّل ۱۹۸۸ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراجعت وطن:

۱۲۸۸ میں تحصیل علم کے بعد گکھلہ گڑھ تشریف لے آئے حضرت میراں شاہ صاحب نے آپ کی دستار بندی کی اس کے بعد مولانا دہلی تشریف لے آئے اور تقریباً ایک سال تک عبداللہ شاہ سے علوم طریقت کی تکمیل کی۔ چنانچہ آپ کی قابلیت و ذہانت کو دیکھتے ہوئے آپ سے نہایت درجہ شفقت فرمایا کرتے تھے۔ آپ اپنی تفسیر حقانی کے متعلق مقدمہ میں لکھتے ہیں:

> ''فتح المنان تفسیر القرآن'' مشہور بہ ''تفسیر حقانی'' اس بیوقوف کم استعداد ابو محمد عبدالحق بن محمد امیر بن شمس الدین بن نور الدین بن خواجہ جعفر بن خواجہ سلیم بن مظفر الدین بن شاہ محمد تبریز کی تصنیف ہے'' [۵۴]

تالیفات اور تصنیفات:

مولانا حقانی کی بہت ساری تصانیف ہیں جن میں سے خاص خاص نامی شرح حسامی جو عربی مدارس کے درس میں شامل ہے اس کے بعد آپ نے امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف حجۃ اللہ البالغۃ کی شرح حجۃ اللہ۔ لکھی جس کو علمائے ہند نے استحسان کی نظر سے دیکھا بعد ازاں سکولوں کی تعلیم کو دیکھتے ہوئے (جس کو آپ پسند نہیں فرمایا کرتے تھے) کہ یہ تعلیم مسلمان بچوں کو اسلام سے بیگانہ بنا دیگی۔ دہریت اور الحاد پیدا کر دیگی۔ اور مخالفین الاسلام کی دریدہ دہنی کا خیال فرماتے ہوئے آپ نے علم الکلام میں عقائد الاسلام کے نام سے ایک مبسوط کتاب تالیف کی۔ اس زمانہ میں سرسید احمد خان صاحب کی تفسیر القرآن شائع ہوئی جس میں دوزخ جنت ملائکہ وغیرہ کی وہ تاویلات پیش کی گئیں جن سے قرآن کا مفہوم ہی بدل گیا اس تفسیر کی اشاعت سے مسلمانوں میں ایک ہیجان سا پیدا ہو گیا بالخصوص طبقہ علماء میں غم و غصہ کے جذبات بھڑک گئے۔ اس تفسیر کا اندازہ اس ''زمانہ'' میں پرویز صاحب کی تصانیف سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ دہلی کے علماء خصوصاً تلامذہ مدرسہ عربیہ فتح پوری ''حقانی منزل'' میں جمع ہوئے اور درخواست کی کہ اس کا جواب آپ لکھیں آپ نے اس کے جواب میں دو سو صفحات پر ایک کتاب لکھی جو بعد میں مقدمہ ''تفسیر حقانی'' کے نام سے موسوم ہوئی اس میں سرسید مرحوم کی لغزشوں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ مخالفین اسلام کے اعتراضات کے عقلی و نقلی دلائل سے جوابات دیئے گئے تھے چنانچہ یہ کتاب طبع ہو کر اشاعت پذیر ہوئی جسے طبقہ علماء نے بے حد پسند فرمایا اسکے بعد آپ نے تفسیر حقانی کی تالیف پر توجہ دی جو تقریباً دو سال میں مکمل ہوئی یہ تفسیر

[۵۴] مقدمہ ص: ۱۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۔ غیر ضروری سمجھ کر فقط ایک ہی قراءت کے موافق وجہ اعراب کو بیان کیا۔

۵۔ وجوہ میں سے ایک کو سب سے قوی سمجھ کر ذکر کیا۔

۶۔ معانی اور بلاغت کے متعلق نکات قرآنیہ کو ظاہر کیا۔

۷۔ کوئی حدیث بغیر سند کتاب صحاح ستہ وغیرھا کے نہ لایا۔

۸۔ قصص میں جو کچھ بروایت صحیحہ یا کتب سابقہ سے ثابت ہے یا خود قرآن میں کئی جگہ تفصیلاً بیان ہوئے ہیں وہاں سے تفحص کر کے بیان کیا۔

۹۔ آیات میں ربط دیا۔

۱۰۔ مخالفین کے شکوک و شبہات جس قدر تاریخی واقعات یا مبدأ و معاد کے بابت وارد تھے سب کا جواب الزامی و تحقیقی دیا اور نفس ترجمہ میں تفسیر کو " توسین " کے بیچ لایا اور مکرر تفاسیر کی عبارت کے ترجمہ کرنے اور رطب یابس قصے بھرنے اور کسی خاص مذہب کی تائید کرنے سے حق و ناحق اس کی تائید کی جاوے سے اجتناب کیا۔ یہ تفسیر علاوہ زمانہ حال کے متعلق باتوں کے سلف کی عمدہ تفاسیر کا لب لباب اور عجیب و غریب کتاب ہے۔[۵۴]

مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی رحمہ اللہ کا قرآن کا ترجمہ اور تفسیر فقط تفسیر ہی نہیں بلکہ قرآن کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ پڑھ کر طبیعت بہت متاثر ہوئی ہے۔ مولانا کا شمار چوٹی کے علماء میں ہوتا ہے۔ وہ صرف علوم دین پر ہی نہیں بلکہ دوسرے علوم پر بھی پوری دسترس رکھتے ہیں۔ منقولات اور معقولات پر ایسی بحث کرتے ہیں کہ آج کے ڈگری یافتہ متعلمین کی مجال نہیں۔ قرآن' حدیث' فقہ کے علاوہ اپنی تفسیر میں کیمیا' جغرافیہ' تاریخ وغیرہ پر ایسی مدلل بحث کی ہے کہ اگر تفسیر کی تقسیم کی جائے تو مختلف علوم میں منقسم ہو جائے۔ یہ بحث صرف ترجمہ پر مشتمل ہے اس لئے تفسیر کے ذکر کی گنجائش نہیں۔

انہوں نے ترجمے اور تفسیر میں ہمیشہ اس بنیادی اصول کو سامنے رکھا کہ کلام الٰہی کو لوگوں تک پہنچانا ترجمے اور تفسیر کا مقصد ہے۔ درحقیقت مولانا نے بڑے توضیح سے کام لیا ہے ورنہ ان مذکورہ نکات کے علاوہ تفسیر میں بے شمار بیش بہا باتیں شامل ہیں۔ ترجمہ میں مولانا نے مطلب واضح کرنے کے لئے بین قوسین عبارت بڑھا کر خوب ربط' تسلسل ہے۔ طریقہ استدلال بھی خوب ہے۔ شستہ اور صاف اُردو ہے۔ اسلوب عالمانہ ہوتے ہوئے بھی واضح اور آسان فہم ہے۔ دقیق علمی باتیں کرتے ہوئے بھی ان کی تشریح کا ہمیشہ

۵۴۔ مقدمہ ص:۱۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیال رکھتے ہیں تاکہ عوام بھی سمجھ سکیں لیکن نہایت دقیق اور ثقیل علمی نکات کو لکھنے سے نہیں چوکتے تاکہ علماء اور خواص بھی ان کے علمی تبحر سے مستفید ہو سکیں۔ ترجمہ میں ایک ایسا ربط ہے کہ ایک عبارت معلوم ہوتا ہے جس سے اس میں جاذبیت پیدا ہو گئی ہے۔ مثال درج ذیل ہے:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○ وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ○ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ ……○﴾

ترجمہ: "اور اللہ اور رسول کا حکم مانا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے اور خدا کی بخشش اور جنت کی طرف دوڑو کہ جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے (اور وہ) ان پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو فراخی اور تنگی میں (اللہ کی راہ) میں دیا کرتے ہیں اور جو غصہ کو دباتے اور لوگوں سے درگزر کیا کرتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔"[۵۷]

تفسیر القرآن (از سرسید) کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آنریبل سید احمد خان بہادر دہلوی کی تصنیف ہنوز تمام ہے اس شخص نے ترجمہ شاہ عبدالقادر کو ذرا بدل کر ترجمہ کیا ہے اور باقی اپنی اُن خیالات باطلہ کو کہ جو ملحدین یورپ سے حاصل کئے ہیں اور جن کے اتباع کا اُن کے نزدیک ترقی قومی اور فلاح اسلام ہے درج کیا ہے۔ اور بے مناسبت آیات و احادیث و اقوال علم کو اپنی تائید میں لا کر الہام الٰہی کو تحریف کیا ہے۔ دراصل یہ کتاب تحریف قرآن ہے نہ کہ تفسیر۔ خانصاحب بہادر کی بیباکی اور الحاد کی وجہ سے تمام ہندوستان کے علماء نے تکفیر کا فتویٰ دیا ہے"۔[۵۸]

مولانا عبدالحق حقانی کا طریقہ ترجمہ وتفسیر یہ ہے کہ پہلے ہر سورت کے بارے میں عام معلومات دے دیتے ہیں۔ اس کی آیتوں، رکوعوں اور کلمات کا شمار پچھلی سورت سے اس کا ربط۔ اس کی آیات مکی یا مدنی ہونے کی دلیل اور شان نزول کے بیان کے بعد ایک رکوع علیحدہ نمبر وار لے کر اُس کا ماحصل بیان فرماتے ہیں۔ پھر سورت کے خاص نکات اور فوائد لکھتے ہیں۔ بعد ازاں ایک آیت یا چند آیتوں کا ترجمہ کر کے نحوی، لسانی اور معنوی بحث کرتے ہوئے تفسیر بیان فرماتے ہیں۔ مولانا عبدالحق حقانی رحمۃ اللہ علیہ کا انیسویں صدی کا لکھا ہوا یہ ترجمہ اور تفسیر بعد کے مترجمین ومفسرین کے لئے مشعل راہ ثابت ہوا ہے۔ مفصل اور جامع تفسیروں میں اس کا اعلیٰ مقام ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی اپنے مقدمہ تفسیر میں یوں لکھتے ہیں:۔

---

۵۷ آل عمران ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴

۵۸ ص: ۱/۱۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"چونکہ احقر کو مباحث متعلقہ کتب سماویہ سابقہ پر بالکل نظر نہیں ہے اس لئے ایسے مضامین کو تفسیر حقانی سے نقل کر دیا گیا ہے۔ یہ ایک جملہ مولانا حقانی کی جامع صفات شخصیت اور اعلیٰ علمیت کے لئے کافی ہے۔"[۵۹]

الزرکلی خیر الدین اپنی کتاب الاعلام میں لکھتے ہیں:

"عَبْدُ الْحَقِّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهِنْدِيُّ عَالِمٌ بِأُصُولِ الْفِقْهِ وَالْمَنْطِقِ ، مِنْ كُتُبِهِ النَّامِي فِي شَرْحِ الْحُسَامِي ، لِمُحَمَّدِ ابْنِ مُحَمَّدٍ الْأَخْسِيكَثِي ، فَرَغَ مِنْهُ سَنَةَ ١٣٨٦ھ وَشَرْحُ التَّصْدِيقَاتِ وَالتَّصَوُّرَاتِ عَلَى مُسَلَّمِ الْعُلُومِ لِلْبِهَارِيِّ فِي الْمَنْطِقِ"[۶۰]

مولانا عبدالماجد دریا آبادی اپنی تفسیر ماجدی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"تفسیر فتح المنان یا تفسیر حقانی ۷ جلدوں میں مذاہب غیر سے مناظرہ کرنے والوں کے لئے خاص طور پر مفید ہے۔"[۶۱]

پہلے پارے کے شروع میں درج ہے "تفسیر حقانی" عمدۃ المحدثین فخر المفسرین شیخ العلامہ مولانا ابو محمد عبدالحق صاحب حقانی دہلوی" اُردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار اس طرح خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

"تفسیر فتح المنان (تفسیر حقانی) نے بڑی شہرت پائی تفسیر حقانی ترجمہ آیات، بیان شان نزول ترکیب نحوی، تفسیر، تفصیلی حواشی پر مشتمل ہے۔ مسائل تصوف، واعظانہ انداز اور مناظرانہ اسلوب کی وجہ سے کتاب نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔"[۶۲]

حمیت اسلامی اور تبلیغی خدمات:

ذات باری نے مولانا حقانیؒ کی رگ رگ میں حمیت اسلامی کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی۔ اوائل عمری سے آپ زندگی کے ہر شعبے کو اسلامی زاویہ نظر سے دیکھتے تھے تبلیغ اور اشاعت اسلام سے آپ کو خاص شغف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تبلیغی شعبہ قائم کرنے پر زور دیا تھا جب کبھی اعدائے اسلام نے اسلام کے مقدس و منور چہرے کو اپنے بیہودہ اور لغو اعتراضات سے گرد آلود کرنا چاہا تو آپ سینہ سپر ہو گئے اور دندان شکن جواب دیئے کہ اُن کو راہ فرار اختیار کرنا پڑی ۱۸۰۰ء کے بعد آخری دور مسلمانوں کے لئے

۵۹۔ مولانا اشرف علی تھانوی تفسیر بیان القرآن، مقدمہ، طبع ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء

۶۰۔ ص: ۲۸۲/۳

۶۱۔ تفسیر ماجدی، مقدمہ

۶۲۔ دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱، ص: ۵۲۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا ناساعد دور تھا کہ انگریزی حکومت ہندوؤں سے تو کچھ زیادہ خائف نہ تھی مگر مسلمانوں کو ہر وقت وہ خطرے کی نظر سے دیکھتی تھی گو حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ حضرت سید احمدؒ کا علم جہاد سکھوں کے خلاف تھا مگر مسلمانوں کے جوش جہاد کو حکومت نے بغور دیکھا تھا اس لئے وہ یہ چاہتی تھی کہ انہیں اس قدر دبا دیا جائے کہ یہ سر اٹھانے کے قابل نہ رہیں۔ جابجا عیسائی مشن کھولے گئے عیسائی مشنریوں کو خفیہ ہدایات تھیں کہ مسلمانوں کو جس طرح بھی ہو زیادہ سے زیادہ عیسائی بنایا جائے۔ مسلمان عورتوں کو بے پردہ اور آزاد ہونے کی ترغیب اور تحریص دلا کر عیسائی بنایا جائے۔ عیسائی عورتیں تعلیم دینے اور بچوں کے علاج معالجے کے حیلے سے مسلمان گھروں میں جاتی تھیں اور بھولی بھالی لڑکیوں کو اغوا کر کے مشن پر لے جاتی تھیں ادھر عیسائی مبلغ کھڑے ہو کر علی الاعلان اسلام پر رکیک حملے کرتے تھے اگر کوئی مسلمان مقابلہ پر آتا تھا تو وہ پولیس کے شکنجے میں کسا جاتا تھا۔ کئی مسلمان خاندان عیسائی ہو گئے جن میں عماد الدین اور احمد مسیح بھی تھے جو پادری کے لقب سے مشہور ہوئے انہی کے ذریعہ اسلام سے ناواقف مسلمانوں کو گمراہ کیا جاتا تھا۔ دہلی کے ایک معزز خاندان کی دو لڑکیاں اغوا ہو کر مشن پہنچ گئیں جس سے مسلمانوں میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا اس وقت مولانا حقانی نے شہر کے معزز اور ذی ہوش مسلمانوں کو مدعو کر کے اس فتنہ کی سدباب کی طرف توجہ دلائی چنانچہ ایک وفد حافظ عزیز الدین وکیل مرحوم کی سرکردگی میں گورنر پنجاب کے پاس پہنچا ادھر مسلمانوں میں یہ تحریک چلائی کہ عیسائی عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں۔ اسی دور میں کچھ غیور مسلمان ایک دم مشن میں گھس گئے اور کئی لڑکیوں کو زبردستی نکال لائے۔ پولیس نے بہت سے مسلمانوں کو گرفتار کر کے بڑی سختی کی۔ مولانا نے ایک جماعت بنائی تاکہ ان بے گناہ مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی کرے اور کچھ مسلمان ایسے تیار کئے جو عیسائی مبلغوں کی تقریروں میں رکاوٹ ڈالتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت کو اپنی پالیسی بدلنا پڑی۔ سب مسلمان رہا کر دیئے گئے اور عیسائی عورتوں کو حکومت کی طرف سے یہ ہدایت ہو گئی کہ جب تک مسلمان ان کو طلب نہ کریں ان کے گھروں میں نہ جائیں۔

فتنہ آریہ کے رد میں خدمات:

ابھی یہ عیسائی فتنہ پورے طور پر دبا نہیں تھا کہ ہندوؤں میں سوامی دیانند پیدا ہو گئے۔ پہلے دیانند جی نے سناتن دھرمیوں کو آریہ بنانے کی کوشش کی جب ان کو قدیم ہندوؤں میں کامیابی نہ ہوئی بلکہ قدیم ہندو ان کے دشمن بن گئے تو آریوں کو مایوس ہو کر سوچنا پڑا کہ ہندوؤں میں مقبول ہونے کے لئے کیا قدم اٹھایا جائے چنانچہ دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش ۱۹۰۳ء میں چودھویں باب کا اضافہ کیا گیا جس میں اسلام اور حضور رسول کریم پر رکیک حملے کئے گئے۔ چنانچہ لیکھرام کے قتل کے بعد آریوں نے یہ طے کیا کہ قدیم ہندوؤں کو

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ کر صرف مسلمانوں کے خلاف مہم چلائے جائے تا کہ بجائے آریہ مسلم سوال کے ہندو مسلم سوال پیدا ہو جائے۔ اس قرارداد کے بعد اسلام کے خلاف تحریراً و تقریراً بیہودہ پروپگنڈہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ ایک پنڈت جو شردھانجی کے نام سے پکارا جاتا تھا دہلی آیا اور اسلام پر سخت حملے شروع کر دیے جس سے ہندو مسلم فساد کا اندیشہ ہو گیا حکومت کو توجہ دلائی گئی حکومت نے تین گھنٹے کے نوٹس سے اس کو دہلی سے نکال دیا۔ اب ایک بڑی جماعت آریوں کی ریاست بھرت پور متھرو دیگر اضلاع میں پھیل گئی تا کہ ملکانہ راجپوتوں کو مرتد بنایا جائے۔ ملکانہ راجپوتوں کو اس لئے سب سے پہلے نشانہ بنایا گیا کہ وہ اسلام سے قطعی واقف نہ تھے صرف نام کے مسلمان تھے جو گنیش محمد اور رام خاں جیسے نام رکھتے تھے پہلے قاضی نکاح کراتا تھا پھر برہمن پھیرے کراتا تھا۔ مرنے کے بعد ختنہ کرتے اور مُردے کا منہ جُھلس کر دفن کرتے تھے بجائے مسلمانوں کے اپنے آپ کو ادھ بیریا کہتے تھے یعنی نصف ہندو نصف مسلمان جو بھرت پور آگرہ متھرا وغیرہ اضلاع میں چھ لاکھ سے زائد کی تعداد میں آباد ہیں سب سے پہلا محاذ آریوں نے ریاست بھرت پور کو بنایا راجہ بھرت پور کی امداد بھی حاصل کر لی مولانا کو جب یہ علم ہوا تو مولوی محمد حسین کنگھی والوں کو جو ایک اچھے مناظر اور ساجی عالم تھے کئی اور مبلغوں کے ساتھ ریاست بھرت پور بھیج دیا۔ اور دہلی میں خاص خاص علماء اور صاحب درد مسلمانوں کو جمع کر کے تمام کیفیت سنا کر آریوں کے اس فتنہ کا مقابلہ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ یہ واقعہ ۱۹۱۳ء کا ہے مولانا حقانی کی یہ تحریک کامیاب ہوئی اور دہلی میں مولانا حقانی کی زیر صدارت انجمن ہدایت الاسلام قائم ہو گئی۔ ●

انجمن ہدایت الاسلام دہلی:

انجمن ہدایت الاسلام کا شعبہ مالیات دہلی کے بہت ہی باخیر بزرگ حاجی محمد اسحٰق سوداگر اور شیخ محمد عثمان آزاد مدیر انجام کے والد حاجی عبدالصمد کے سپرد ہوا اور قرار پایا کہ فی الحال کم از کم پچیس ذی علم اور صاحب ایثار مبلغ مقرر کر کے فوراً ملکانہ راجپوتوں میں بھیجے جائیں اور ان کو سفر خرچ کے علاوہ ان کے اہل و عیال کے گزارے کے لئے وظائف بھی دیے جائیں چنانچہ مولانا مفتی کفایت اللہ مرحوم مغفور کی خدمات دفتر کے اہتمام کے لئے حاصل کی گئیں۔ مولانا موصوف کے مشورے سے مبلغین فراہم کئے گئے اور مبلغین کو یہ بھی ہدایت تھی کہ خاص خاص مواضع میں مکاتب بھی قائم کریں تا کہ ملکانہ راجپوتوں کے بچوں کو ایسی تعلیم دی جائے کہ وہ خود آریوں کا مقابلہ کر کے اپنی قوم کو ارتداد سے بچانے کے لئے تیار ہو سکیں جا بجا ملکانوں کی پنچائتیں قائم کر کے ان کو آمادہ کر لیں کہ آریہ ان کے گاؤں میں نہ آ سکیں تیسرے شعبے میں ایسے مبلغ رکھے گئے جو آریہ مبلغین کے مقابلہ میں جا کر مناظرہ کر سکیں۔ مولانا کی تحریک پر ۱۹۰۸ء میں انجمن کی زیر سرپرستی

● حقانی، رفتار آریہ، ص (تا ۔۔ از مصنف)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ہفتہ وار اخبار "الھدایت" جاری ہوا۔

مولانا حقانی کو فن مناظرہ میں خاص ملکہ حاصل تھا' اور آپ کو "امام المناظرین" کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا' کوئی مناظرہ ایسا نہیں دیکھا گیا جس میں اس وکیل اسلام کو شکست ہوئی ہو یا مخالف نے آپ کے اخلاق و قابلیت کا اعتراف نہ کیا ہو۔ ذات باری تعالیٰ نے آپ کی رگ رگ میں حمیت اسلام کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی۔ آپ اوائل عمر ہی میں زندگی کی ہر شعبہ کو اسلامی زاویہ نگاہ سے دیکھتے تھے' اشاعت اسلام سے آپ کو خاص شغف تھا۔ آپ نے ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تبلیغی شعبہ قائم کیا جب کبھی اعدائے اسلام نے اسلام کے مقدس و منور چہرے کو اپنے بیہودہ اور لغو اعتراضات سے گرد آلود کرنا چاہا تو آپ سینہ سپر ہو گئے اور دندان شکن جواب دیئے۔ کہ انہیں راہ فرار اختیار کرنا پڑی۔

ہدایت الاسلام دہلی:

اس انجمن کے زیر اہتمام آریوں سے مختلف معلمات اور دہلی میں متعدد مناظرے بھی ہوتے رہے دہلی میں دو مناظرے بڑے پیمانے پر ہوئے۔ آخری مناظرہ سوامی دیانند سرسوتی کے دوسرے جانشین سوامی درشنانند سے باڑہ ہندوراؤ میں ہوا اس وقت مولانا حقانی کلکتہ گئے ہوئے تھے اس مناظرہ میں علاوہ علمائے دہلی مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا معین الدین اجمیری کو بھی مدعو کیا گیا تھا اس وقت انجمن کے مہتمم مولانا محمد یونس صاحب صدر مدرس دارالعلوم معینیہ اور خطیب شاہجہانی مسجد اجمیر شریف تھے یہ مناظرہ کئی روز تک ہوتا رہا۔ آخر کلکتہ سے مولانا حقانی تشریف لائے۔ نیوگ اور تناسخ کی بحث کو ختم کرا کر مناظرے کو اثبات توحید پر لے آئے آپ نے فرمایا کہ سوامی دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں بڑے شد و مد سے دعویٰ کیا ہے کہ وہ مذہب آسانی مذہب نہیں ہو سکتا جس میں توحید نہ ہو اور ویدک دھرم ہی توحیدی دھرم ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس وقت سوائے اسلام کے دنیا میں کوئی توحیدی مذہب نہیں ہے ساتھ ہی میرا یہ دعویٰ ہے کہ ویدوں میں اصنام پرستی اور عناصر پرستی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ دو روز کی بحث میں مولانا نے اپنے دعوے کو ثابت کر دیا۔ اس انجمن کی اہمیت کا اندازہ اس کے دفتر کی شخصیتوں سے بخوبی ہو سکتا ہے انجمن کے اہتمام کی خدمت جن ہاتھوں میں تھی وہ یہ ہیں:۔

۱۔ مولانا مفتی کفایت اللہ

۲۔ مولانا محمد یونس صدر مدرس دارالعلوم معینیہ و خطیب اجمیر شریف

۳۔ مولانا رضیت اللہ بدایونی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۔ مولانا شمس الدین شائق لاہوری وغیرہ۔

وفات:

۱۹۱۱ء میں آپ کو مدرسہ عالیہ کلکتہ کا صدر مدرس مقرر کیا گیا آپ پانچ سال تک صدر مدرس کے عہدے پر فائز رہے۔ پیرانہ سالی کی وجہ سے آب وہوا نے آپ کی صحت پر بہت اثر ڈالا چنانچہ آپ ۱۹۱۶ء میں دہلی واپس تشریف لائے اور یہاں ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۹۱۷ء اکہتر برس کی عمر میں وفات پائی (انا للہ وانا الیہ راجعون) تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔[۲۳]

❀❀❀❀❀❀

۲۳۔ عقائد اسلام ص: ۲۱۹-۲۵۱، حقانی، طبع لاہور ۱۹۸۸ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل چہارم

ہندوستان میں اسلام کی آمد

ہندوستان مال تجارت کی وجہ سے عہد رسالت مآب میں ہی کچھ حد تک اسلام سے روشناس ہو چکا تھا۔ اور خلافت راشدہ میں یعنی یہاں کے کچھ باشندے بہت بڑی تعداد مسلمان ہو چکے تھے - اگرچہ خلافت راشدہ کے دور میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لائے تھے اُن کے اسماء گرامی اور تعداد معلوم کرنا کافی مشکل ہے مگر خلافت راشدہ کے بعد خلافت بنو اُمیہ و بنو عباس میں اس ملک میں اسلام اور مسلمان اپنے تمام ترملی و دینی امتیازات کے ساتھ روبہ عمل رہے۔

عرب اور ہندوستان کے درمیان قبل از اسلام مختلف قسم کے تجارتی ، معاشی روابط پائے جاتے تھے، اہل عرب ہندوستان کے سواحل پر آتے جاتے تھے اور ہندوستان کے باشندے عرب سے آمدورفت رکھتے تھے، اور جو ہندوستانیوں کی مختلف قومیں وہاں مستقل طور سے آباد ہو گئی تھیں اُن کو اہل عرب زط (جاٹ) مید (بحری ڈاکو) اور سندھ و ہند کے ناموں سے یاد کرتے تھے، یہ لوگ اپنے ہندی تمدن کے یوں حامل تھے کہ شکل وصورت، لباس وغیرہ سے ان کی شناخت ہو جاتی تھی، دور رسالت میں یہ لوگ سواحل عرب کے مختلف مقامات میں پائے جاتے تھے، ان کو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم پہچانتے تھے، اور بعض احادیث وسیر کی کتابوں میں ان کے تذکرے بھی پائے جاتے ہیں۔

سرندیپ اور اطراف و جوانب کے باشندوں کو آنے جانے والوں کے ذریعہ جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ونبوت کی خبر معلوم ہوئی تو انہوں نے تحقیق حال کی غرض سے اپنا ایک مذہبی وفد مدینہ منورہ روانہ کیا جو آپ کی حیات طیبہ کے بعد وہاں پہنچ سکا، یہاں کے بعض راجوں نے ازراہ عقیدت اپنے آدمیوں کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زنجبیل (سونٹھ، ادرک) کا ہدیہ بھیجا جسے آپ نے خود تناول فرمایا اور صحابہ کرام میں تقسیم کیا۔ امام ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

((أَهْدَى مَلِكُ الْهِنْدِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ جَرَّةً فِيهَا زَنْجَبِيلٌ ، فَأَطْعَمَ أَصْحَابَهُ قِطْعَةً قِطْعَةً وَأَطْعَمَنِي مِنْهَا قِطْعَةً)) [1]

---

[1] ج۴، ص۳۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: "ہندوستان کے راجہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مٹی کے گھڑے میں زنجبیل (ادرک) کا ہدیہ بھیجا جسے آپؐ نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے صحابہ ؓ کو کھلایا، ان میں سے ایک ٹکڑا مجھے بھی کھلایا۔" ①

نیز ہند کی متعدد چیزیں عرب میں استعمال ہوتی تھیں جن کو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے استعمال کیا اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو ہندوستان میں جہاد کی پیشین گوئی فرماتے ہوئے اس میں شریک ہونے والوں کے حق میں نارِ جہنم سے براءت اور آزادی کی بشارت دی۔

چنانچہ جامع ترمذی کے ابواب الامثال میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ مجھے بٹھائے مکہ کی طرف لے گئے، اور ایک جگہ خط کھینچ کر مجھے اس کے اندر بٹھا دیا اور فرمایا کہ تم اسی دائرے کے اندر رہنا، کچھ لوگ تمہارے قریب آئیں گے ان سے بات چیت نہ کرنا، یہ کہہ کر آپ کہیں تشریف لے گئے، اور میں اسی دائرے کے اندر بیٹھا رہا، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے الفاظ یہ ہیں:

"إِذَا أَتَانِي رِجَالٌ كَأَنَّهُمُ الزُّطُّ أَشْعَارُهُمْ وَ أَجْسَامُهُمْ لَا أَرَى عَوْرَةً وَ لَا أَرَى قِشْرًا وَ يَنْتَهُونَ إِلَيَّ وَ لَا يُجَاوِزُونَ الْخَطَّ ثُمَّ يَصْدُرُونَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" ②

"کچھ لوگ میرے قریب آئے وہ اپنے جسم اور بال میں جاٹوں کے مشابہ تھے، میں ان کی شرمگاہ اور چمڑا نہ دیکھ سکا، وہ میری سمت آتے تھے مگر خط کے اندر نہیں آتے تھے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس چلے جاتے تھے۔"

اس روایت میں حضرت ابن مسعود ؓ نے اپنے پاس آنے والے جنات کو ہندوستان کے جاٹوں سے تشبیہ دی۔

صحیح بخاری میں معراج کے بیان میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رنگ اور جسم و جثہ میں جاٹ سے تشبیہ دی ہے، حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ:۔

((قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عِيسَى وَ مُوسَى وَ إِبْرَاهِيمَ فَأَمَّا عِيسَى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ وَ أَمَّا مُوسَى فَآدَمُ جَسِيمٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ)) ③

① مبارکپوری، مولانا اطہر قاضی ابوالمعالی اطہر البلاغ بمبئی انڈیا: خلافت راشدہ اور ہندوستان، ص ۲۴، اسلامک پبلشنگ، لاہور

② جامع ترمذی، ج ۲، ص: ۱۰۹، میر محمد کتب خانہ کراچی

③ بخاری، کتاب الانبیاء، ج ۲، ص: ۴۸۱، استنبول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم کو دیکھا ہے، عیسیٰ سرخ رنگ اور کشادہ سینہ کے تھے اور موسیٰ گندمی رنگ کے خوش قامت و بدن تھے، جیسے وہ جاٹوں میں سے ہیں۔"

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ ۱۰ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نجران سے بنو حارث کا ایک وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جس میں قیس بن حصین ذی الغصہ، یزید بن عبدالمدان، یزید بن محجل، عبداللہ بن قراد، شداد بن عبداللہ قنانی، اور عمر بن عبداللہ ضبابی شریک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارکان وفد کو دیکھ کر فرمایا:

((مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَأَنَّهُمْ رِجَالُ الْهِنْدِ))

"یہ کون لوگ ہیں جو گویا ہندوستان کے آدمی ہیں؟"

اس کے جواب میں عرض کیا گیا:

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ رِجَالُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ))

"یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ بنی حارث کے افراد ہیں۔"[1]

ہندی اشیاء کا استعمال:

ہندوستان کی چیزوں میں مشک، کافور، زنجبیل، قرنفل (لونگ) فلفل (مرچ) عود ہندی، قسط ہندی، ساج (ساگوان کی لکڑی)، ہندی تلوار اور یہاں کے کپڑے عرب میں عام طور سے استعمال کئے جاتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ بھی استعمال فرماتے تھے، مشک، کافور اور قسط ہندی کے استعمال کا ذکر سنن وصحاح کی متعدد احادیث میں موجود ہے۔ امام بخاری نے "الادب المفرد" میں روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا دروازہ شمالی رخ کا تھا جس میں ساگوان کا صرف ایک کواڑ تھا۔[2]

نیز حضرت عثمان نے جب اپنے عہد میں مسجد نبوی کی جدید تعمیر کرائی تو مسجد کی چھت ساگوان کی لکڑی سے بنائی۔[3] بلاذری نے انساب الاشراف میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کے بعد ابوایوب انصاری کے مکان میں جس چارپائی پر آرام فرماتے تھے، اسے حضرت اسعد بن زرارہ نے خدمت نبوی میں پیش کیا تھا، اور اس کے پائے ساگوان کے تھے، حضرت ابوایوب کے مکان سے منتقل ہونے کے بعد

[1] سیرت ابن ھشام ج ۲، ص: ۱۰۲، اعتقاد پبلشر، دھلی۔

[2] الادب المفرد ص: ۲۳۱ القیس اکیڈمی کراچی

[3] بخاری ج ص ۱۱۵ کتاب الصلوۃ باب ۲۲ بنیان المسجد، مکتبہ اسلامیہ استبول، ترکی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی رسول اللہ ﷺ اسی پر آرام فرماتے تھے، حتی کے اسی پر آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں لکھا ہے کہ یہ چارپائی ساگوان کی لکڑی سے بنی اور چھال سے بنی ہوئی تھی، اور بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہی، پھر ان کی میراث فروخت کی گئی، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک آدمی نے اسے چار ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا اور اس پر میت قبرستان لے جائے جاتے تھے۔ ساج یعنی ساگوان ہندوستان کی خاص عمارتی لکڑی ہے جو قدیم زمانہ سے عرب میں استعمال ہوتی تھی۔[۵]

ابن سعد نے[۶] اور بلاذری نے انساب الاشراف میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بنو قینقاع کے اسلحہ سے تین تلواریں ملی تھیں جن میں سے ایک ہندوستان کے شہر کلہ کی (سیف قلعی) دوسری بتار اور تیسری حتف نامی تھی۔ عرب سیاح ابودلف مسعر بن مہلہل نے جنوبی ہند کے شہر کلہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اس شہر میں ایک بہت بڑا قلعہ ہے جس میں رصاص قلعی (کلی رانگا) کی کان ہے اور اسی قلعہ میں سیوف قلعیہ بنائی جاتی ہیں جو بہترین ہندی تلوار ہوتی ہیں۔

عرب میں ہندوستان کی تلواریں خاص شہرت رکھتی تھی، اور بہادر ان عرب ان کو بڑے فخر و ذوق کے ساتھ استعمال کرتے تھے اور ان کو مہند، ہندی، ہندوانی، سیف ہندی کے مختلف ناموں سے یاد کرتے تھے، ان کا استعمال عہد رسالت میں عام تھا، اور ان کی چمک دمک اور جوہریت یوں مسلم تھی کہ اس کی تشبیہ اور مثال دی جاتی تھی چنانچہ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو نور کے ساتھ مہند سے تشبیہ دے کر ہندی تلوار کا مرتبہ کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے، اور ہندوستان کی پیشانی کو فخر و ناز کی چمک دمک بخش دی ہے، اپنے مشہور نعتیہ قصیدہ "بانت سعاد" میں فرماتے ہیں:

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ

مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ مَسْلُولُ

ترجمہ: "اس میں کیا شک ہے کہ رسول اللہ ایک ایسا نور ہیں جس سے حق کی روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ اللہ کی تلواروں میں سے ایک نیام سے نکلی ہوئی برہنہ ہندی تلوار ہے۔"[۱۰]

---

۵ بلاذری انساب الاشراف، جلد ۱ ص: ۵۲۲

۶ طبقات جلد ۱ ص: ۳۸۶

۱۰ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص: ۹۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غزوہ ہند کی پیشین گوئی اور بشارت:

ہند میں غزوہ و جہاد کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے پیشین گوئی فرما کر اس میں شریک ہونے والی جماعت کو نار جہنم سے آزادی کی خوش خبری دی ہے، چنانچہ امام نسائی نے سنن میں "باب غزوہ الہند" کے ماتحت اور امام طبرانی نے معجم میں "سند جید" کے ساتھ حضرت ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَحْرَزَھُمَا اللّٰہُ مِنَ النَّارِ عِصَابَۃٌ تَغْزُو الْھِنْدَ وَ عِصَابَۃٌ تَکُوْنُ مَعَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ))[1]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے نار جہنم سے محفوظ رکھا ہے، ایک وہ گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا گروہ جو حضرت عیسیٰ کے ساتھ رہے گا۔"

حضرات صحابہ اس بشارت نبوی کی وجہ سے ہندوستان کے جہاد میں شریک ہونے کی حسین تمنا رکھتے تھے اور اس میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار تھے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اس راہ میں جان و مال قربان کرنے کی تمنا کرتے تھے سنن نسائی اور مسند امام احمد میں ہے۔

((عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّہٗ قَالَ: وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَزْوَۃَ الْھِنْدِ فَاِنْ اَدْرَکْتُھَا اُنْفِقْ فِیْھَا نَفْسِیْ وَ مَالِیْ، فَاِنْ اُقْتَلْ کُنْتُ اَفْضَلَ الشُّھَدَاءِ وَ اِنْ اَرْجِعْ فَاَنَا اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ الْمُحَرَّرُ))[2]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ہندوستان میں غزوہ کا وعدہ فرمایا ہے اگر میں اس میں شریک ہوا تو اس میں اپنا جان و مال خرچ کر دوں گا، اگر مارا گیا تو بہترین شہید ہوں گا۔ اور اگر زندہ واپس ہوا تو جہنم سے آزاد ابو ہریرہ رہوں گا۔"

امام ابن عساکر اور امام ابن کثیر نے بھی غزوہ ہند کی حدیث کی روایت کی ہے، چنانچہ البدایہ والنہایہ میں ہے:۔

"قَدْ وَرَدَ فِیْ غَزْوَۃِ الْھِنْدِ حَدِیْثٌ" رَوَاہُ الْحَافِظُ ابْنُ عَسَاکِرَ وَ غَیْرُہٗ۔"[3]

---

[1] سنن نسائی باب غزوۃ الھند، ج ۲ ص ۶۳ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

[2] سنن نسائی باب غزوۃ الھند، ج ۲ ص ۶۳ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

[3] البدایہ و النھایہ، ج: ۶، ص: ۱۹۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں سندھ کے شہر قندابیل کے متعلق پتہ چلایا تو بتایا گیا کہ:

"یـا امیـر المؤمنین! ماؤھا و شل، و تمرھا دقل و لصھا بطل، ان کان بھا الکثیر جاعوا و ان کان بھا القلیل ضاعوا۔ ۔۔۔"

"اے امیر المومنین! وہاں کا پانی ردی کھجور خراب اور چور بہادر ہے، اگر وہاں فوج زیادہ ہوگی تو بھوکی رہے اور اگر کم ہو تو ضائع ہو جائے......"

یہ حالات سننے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ یہاں فوج کشی نہیں کرنی ہے کیونکہ ان خطرناک حالات و مقامات میں اسلامی فوج کو روانہ کرنا اس کو ہلاکت کی دعوت دینا ہے۔[۳۲]

ہندوستان کی مذہبی حالت:

مولانا مبارکپوری لکھتے ہیں:

ہندوستان کے بت پرست باشندوں کے سات مشہور ہیاکل اور بت خانے تھے جن میں سے مانگیر (مانگرول سوراشٹر) سومناتھ اور ملتان کے بت خانے اسلامی مقبوضہ کے باہر تھے، اسی طرح بھیروا کا بت خانہ بھی اس وقت تک حدود اسلام میں داخل نہیں تھا اور عہد فاروقی میں حضرت حکم بن عمرو ثعلبی رضی اللہ عنہ نے اپنے شعر میں وہاں نہ جانے کا تذکرہ کیا ہے، ان کے علاوہ بجستان اور سندھ و مکران کے اسلامی علاقوں میں کئی بہت بڑے بڑے بت خانے تھے، مسعودی نے لکھا ہے کہ سبعہ ہیاکل میں سے تیسرا ہیکل اور بت خانہ مندوسان کے نام سے مشہور ہے جو کہ بلاد ہند میں واقع ہے، ہندو اس کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اور بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ اس کے اندر مقناطیسی پتھر ہیں جن کی قوت جذب و دفع سے عجیب عجیب تماشے ظاہر ہوتے ہیں۔

ابن ندیم نے لکھا ہے کہ بجستان سے متصل ہندوستان کا پہلا علاقہ بامیان ہے جہاں ایک بت خانہ ہے، یہ بہت بڑا بت خانہ ہے، اس میں ہندوؤں کے عباد، زہاد اور تپیا کرنے والے مہنت اور پجاری رہتے ہیں، اس کے بت سونے کے ہیں جو ہیرے جواہر سے مرصع ہیں۔ ہندوستان بھر سے دور دراز علاقوں کے بت پرست بری اور بحری راستوں سے ان کی پوجا پاٹ کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ نیز ابن ندیم نے لکھا ہے کہ ایک اور بت خانہ مکران اور قندھار کے درمیان کے میدانی علاقہ میں ہے، اس کی پوری عمارت سونے کی بنی

---

۳۲ خلافت راشدہ اور ہندوستان ص: ۸۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہے، اس کا طول و عرض سات سات گز اور بلندی بارہ گز ہے، انواع و اقسام کے جواہر سے مرصع ہے، اس کے بت یاقوت سرخ اور دوسرے قیمتی پتھروں سے بنے ہوئے ہیں، جن میں بے بہا موتی جڑے ہوئے ہیں۔ علاقہ داور کے بت خانہ زور کا حال معلوم ہو چکا ہے جس کے بت کے ذریعہ مقامی باشندوں کو توحید کی دعوت دی گئی تھی، بت خانوں کی طرح مجوسیوں کے آتش کدے بھی ہندوستان کے اسلامی مقبوضات میں واقع تھے اور یہاں کے مجوس ان میں پوجا پاٹ کرتے تھے، شاہان ایران کے اثر و نفوذ کی وجہ سے یہاں کے مغربی شمالی علاقوں میں قدیم زمانہ سے زرتشتی مذہب اور مجوسیت کو فروغ حاصل تھا، مسعودی نے لکھا ہے آتش کدے بہت زیادہ تھے، جن کو مجوسیوں نے عراق، فارس، کرمان، بجستان، خراسان، طبرستان، جبال، آذربائیجان، ران اور ہندوستان سندھ اور چین میں تعمیر کیا تھا۔ [۱۵]

اسی طرح بدھ مذہب کے معبد و ہیاکل ان علاقوں میں پائے جاتے تھے، اور ابتدا میں ان ہی علاقوں میں بدھ مذہب کے بانی نے اپنی سرگرمی دکھائی ہے، مسعودی نے لکھا ہے کہ بوداسف (گوتم بدھ) ہندی تھا اور ہندوستان میں ظاہر ہوا، یہاں سے سندھ اور وہاں سے بجستان اور زابلستان (غور) کے شہروں میں گیا، پھر یہاں سے واپس آ کر دعویٰ کیا کہ وہ اللہ کی طرف سے فرستادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سندھ کا ساحلی علاقہ جسے طوران کہتے ہیں ولایت بدھ کے نام سے بھی مشہور تھا۔ [۱۶]

یہ تمام بت خانے اور مذہبی ہیاکل و معابد خلافت راشدہ سے لے کر مسلم حکمرانوں کے قلم رو میں موجود رہے، جن میں یہاں کے غیر مسلم بھی آزادی سے عبادت کرتے تھے اور اپنے مذہب کے مطابق تمام امور بجا لاتے تھے، مسلمانوں نے ان بت خانوں سے کوئی تعرض نہ کیا۔ [۱۷]

۱۵　مروج الذہب ج ۲ ص: ۲۵۸

۱۶　ایضاً ص: ۲۳۷

۱۷　خلافت راشدہ اور ہندوستان ص: ۱۹۹، ۱۶۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل پنجم

برصغیر میں انگریز کی آمد

کے بعد ہندوستان کی مذہبی حالت

پروفیسر عزیز احمد خان لکھتے ہیں:

''برصغیر کا اسلامی تمدن، صرف تاریخ اسلام میں ہی نہیں بلکہ تاریخ عالم میں ایک یکتا اور منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ آریائی اور سامی ادیان کا اس خطہ ارض میں رابطہ ایک ایسے تمدنی ڈھانچے کی تخلیق کی بنیاد بنا جو فطرت انسانی کے وسیع ترین امکانات کے اظہار کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اس طرح وہ منظر نامہ وجود میں آیا جس میں جلال و جمال کی عظیم کائنات ظاہر ہوئی۔ عقائد کی تفریق کے علاوہ ایک جانب قومی اولوالعزمی اور دوسری جانب قومی تحفظ کے فطری جذبہ کی آویزش، اکثر و بیشتر چپقلشوں اور تنازعوں کا سبب بنی رہی اور آج تک جاری ہے۔''

دور وسطیٰ اور عہد حاضر کے ہندوستان کی تاریخ بڑی حد تک ہندو مسلم مذہبی اور ثقافتی کش مکشوں کی تاریخ ہے جس میں افہام و تفہیم، صلح و آشتی حتیٰ کہ مجموعی نشوونما کی انفرادی اور اجتماعی کوششیں بھی ہوتی رہیں لیکن تفرقہ پرداز قوتیں زیادہ قوی ثابت ہوئیں۔

ہندومت عقیدے کا ایک ضخیم مجموعہ ہے جو صدیوں میں جا کر شکل پذیر ہوا اور جس کی ترتیب ویدوں کے بھیٹ کے بھجنوں، اپنشدوں کی فلسفیانہ قیاس آرائیوں، یوگا کی تربیت، ودانت کی مابعد الطبیعاتی نازک خیالیوں اور بھگتی کی جذباتی عقیدت سے ہوئی۔ اس کے برعکس اسلام کو ایک سادگی پسند مرکزی ضبط و نظم احاطہ کئے ہوئے ہے جو قرآن (کلام الٰہی) اور حدیث (تعلق رسول) کے گرد گردش کرتا ہے اور جو کچھ بھی خارجی ذرائع یا داخلی تفکر سے اس نے حاصل کیا اسے مذہبی فرمان کے ان ہی دو بنیادی واسطوں سے کم و بیش اپنی نہج پر چل کر اپنے اندر ضم کر لیا۔ نفسیاتی طور پر ہندومت کا رجحان حزینہ، جذباتی اور فلسفیانہ ہے۔ اسلام مستعدی و سادگی کی طرف مائل ہے۔ ہندو ذہنیت ثقافت جامد اور صنم پرستانہ ہے۔ مسلم ذہنیت بحیثیت کل بت شکن واقع ہوئی ہے۔

ہندوستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو بود و باش کی طویل تاریخ میں ''بجائے کشش و مودت کے، تنفر کا اصول واضح طور پر زیادہ کارفرما نظر آتا ہے حتیٰ کہ تارا چند جو ہندو مسلم کلچر کی اجتماعی نشوونما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے نظریہ کے پرجوش مبلغ تھے آخر اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے" دراں حالیکہ ہندو ذہن خاص طور پر "ست" سے دلچسپی رکھتا ہے۔ مسلم ذہن "حق" کا قائل ہے۔ ہندو مذہبی عمل کے شخصی اور نجی پہلو پر زور دیتا ہے، مسلم اس عمل کو امت کی اجتماعیت میں شامل کر لینے پر زور دیتا ہے۔ ہندو سماجی رسم ورواج کی کوتاہیوں کو نظر انداز کرنے پر مائل تھا لیکن مسلمان اس پر برافروختہ ہوتا تھا۔ برعکس ان کے ہندو کو مسلمانوں کی غیر رواداری اور ماضی کی یادیں سخت رنجور رکھتی تھیں۔ ہندو کو عرب کے ماضی سے کوئی واسطہ نہیں تھا جب کہ مسلمان اسے سینے سے لگائے رہتے تھے۔ مسلمان ویدک ہندوستان میں ناآسودہ تھے۔ جماعت بندی اور علاقائیت کا احساس دونوں میں بہت نمایاں تھا۔ دونوں کی آسودگی ایک دوسرے میں منطبق اور ضم نہ ہو سکیں۔ دونوں کا باہمی عمل، ربط وضبط اخلاقی طور طریقے رسم ورواج، توہم تصوف اور مشترک اقتصادی زندگی کے باہمی اثرات نے ان کے وجود کے صرف کناروں اور بیرونی عناصر کو ہی متاثر کیا۔ ہندو اور مسلمان میں سے کسی نے بھی ایک دوسرے کی ثقافت کے نمایاں اور خاص خدوخال کو ذرا سا بھی اپنے اندر جذب نہیں کیا، جو فی الحقیقت تمدن انسانی کے لئے ان کا بہت بڑا عطیہ شمار ہو سکتا تھا۔ اندورن ہند اپنے اپنے طور وطریق پر چلتے ہوئے" ہندوؤں نے اپنے مذہبی انداز نظر میں وسیع المشربی لیکن اپنے سماجی اخلاقیات میں تعصب اور کٹرپن کو شامل کر دیا، جب کہ مسلمانوں نے اسی قدر اپنی مذہبی خیالات میں کٹرپن لیکن اپنے معاشرتی طرز عمل میں وسیع المشربی کو داخل کر دیا۔

چنانچہ ہندوستانیوں کے جوق در جوق اسلام قبول کرنے میں جبر وطاقت کا استعمال شاذ ونادر ہی نظر آتا ہے ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ﴾ "اسلام میں کوئی جبر نہیں"[1] برصغیر کی ایک چوتھائی آبادی کے اسلام قبول کرنے کے کئی مختلف اسباب تھے۔ سب سے پہلے تو یہ بات ہوئی کہ اسلام ان خطوں میں زیادہ تیزی سے پھیلا جہاں اسلام کی آمد تک بدھ مت ابھی باقی تھا مثلاً جزیرہ نما کے کچھ شمال مغربی اور کچھ مشرقی حصوں میں ہندوستان کے ساحلوں پر مسلم تجار اور آبادکاروں کی تبلیغ سے اسلام کے پھیلنے کو ہندو راجاؤں نے نہ کچھ زیادہ اہمیت دی اور نہ ان سے انہیں کوئی خطرہ محسوس ہوا چنانچہ ان علاقوں میں لوگوں کے اسلام قبول کرنے پر جن کی تعداد بہت قلیل ہوتی تھی، کوئی پابندی عائد نہیں کی۔[2]

---

[1] البقرۃ:۲۵۶

[2] پروفیسر عزیز احمد خان، برصغیر میں اسلامی کلچر، ص ۱۰۹-۱۱۹، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور جون ۱۹۹۷ء ترجمہ ڈاکٹر جمیل جالبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برصغیر کی حالت:

انگریز ہندوستان میں تاجر کے روپ میں داخل ہوا اس نے شہنشاہ جہانگیر سے تجارت کے لئے اجازت چاہی، پھر اُس نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ اپنی تجارتی کوٹھیاں قائم کرنے کا بھی حکم نامہ بھی حاصل کر لیا یہ بھی کام سرتھامس رو نے انجام دیے۔ اس کے بعد انگریز ہندوستان کے معاملات میں دخیل ہوتا چلا گیا پھر مسلم بادشاہوں کے حالات اس طرح بگڑتے گئے اورنگزیب کی وفات سے حکومت کا شیرازہ بکھر گیا۔ انگریز کو اور بھی موقع ملا اور اس نے باقاعدہ فوج رکھ لی۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ اپنی مکاری اور ہوشیاری سے کامیاب ہوتا چلا گیا۔ ملک مختلف قسم کے بحرانوں سے گزرتا رہا ایک طرف سکھ اپنے مظالم سے مسلمانوں کا ناطقہ بند کئے ہوئے تھے دوسری طرف مرہٹے ان کی لڑائی سے خوب فائدہ اٹھا رہے تھے آخرکار سراج الدولہ مسلح جدوجہد سے انگریز کے مقابلہ پر اُترا مگر اپنوں کی غداری کی وجہ سے وہ ناکام ہوا پھر حیدرعلی اور ٹیپو سلطان نے انگریزوں کا مقابلہ بڑی جرأت اور بہادری سے کیا۔ مگر وہ بھی غداروں کی وجہ سے میدان نہ جیت سکے۔ جب مسلمانوں کی سلطنت کا سورج غروب ہوگیا اور انگریز نے لاکھوں مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگنے کے بعد ہندوستان پر اپنی گرفت مضبوط تر کر لی تو اُس وقت مسلمان نہ صرف سیاسی طور پر محکوم ہو گئے بلکہ انکا دین بھی خطرے میں پڑ گیا۔ انگریزوں کے غالب آنے کی وجہ سے دیگر غیر مسلم قوموں کو بھی اپنی دیرینہ خواہشات و آرزو کی تکمیل کا موقع مل گیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی مسلمانوں کو کمزور سے کمزور تر کرنے بلکہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے پروگرام بنائے۔ [۳]

اس طرح انگریز نے دیگر باطل قوتوں سے مل کر اسلام پر یلغار شروع کر دی مسلمانوں کی روایات، اسلامی تہذیب و تمدن اور معاشرہ کو ختم کرنے کے عملی منصوبے اور مسلمانوں کو قعرِ مذلت میں غرق کرنے کے اسباب پیدا کر دیے گئے۔ ان کے لئے اقتصادی مشکلات کے انبار لگا دیئے گئے۔ مسلمانوں کے روزی کمانے کے وسائل کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ کسی بھی باعزت جگہ پر ان کے لئے نوکری کرنا محال ہوگیا۔ اقتصادی دباؤ کی وجہ سے مسلمانوں کو ہندوؤں کے قریب ہونا پڑا جو کہ سینوں میں ان کے لئے نفرت، کینہ بغض اور عداوت چھپائے بیٹھے تھے۔ چنانچہ انہوں نے جھوٹی ہمدردیوں کے ذریعے مسلمانوں کے قریب ہوکر انکے دین و مذہب اور رسم و رواج پر اپنا اثر ڈالنا شروع کیا۔ اس کا نتیجہ یوں ظاہر ہوا کہ نادان اور جاہل مسلمان اولیاء کرام قبور پر جا کر مرادیں مانگنے لگے۔ دوسری طرف سناتن دھرم، وشنو دھرم شیو دھرم، برہمو سماج، جین

[۳] محمد رفیق شیخ: تاریخ پاکستان، ص ۹۳،۹۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مت، سکھ اور دیگر مذاہب بھی اسلام پر حملہ آور ہوئے۔ (عیسائی مشنری اور ہندو دھرموں کے علاوہ بانی اور بہائی بھی میدان میں آ گئے انگریز حکومت کے اشارے پر انگلستان سے ہندوستان میں وارد ہونے والے کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ عیسائی مرد اور عورتیں مسلمانوں کے گھروں میں چکر لگاتے انھیں انگریزی پڑھانے کے بہانے مسیحیت کا پرچار کرتے تھے۔ عجیب عجیب ہتھکنڈوں سے سادہ لوح مسلمانوں کو پھانسنے کی کوششیں کرتے۔ نہ صرف مسلمان ان کے فریب کا شکار تھے بلکہ غریب اور لادین طبقہ خاص طور پر ان کے دام فریب میں آ جاتا تھا۔ ؎

1857ء کی جنگ آزادی:

انگریزوں کے خلاف ۱۸۵۷ء میں ہندوستان میں سب قوموں نے مل کر آزادی کی ایک تحریک چلائی جسے انگریز ۱۸۵۷ء کے غدر کے نام سے موسوم کرتا ہے اس تحریک میں علماء اسلام پیش پیش تھے لیکن بدقسمتی سے یہ تحریک بھی اپنا مقصد پانے میں بُری طرح ناکام ہو گئی۔ جس کے نتیجے میں انگریز پوری طرح ہندوستان پر قابض ہو گیا۔ علماء کو پھانسی کے تختہ پر چڑھایا گیا۔ کالے پانی کی سزائیں دیں اور ان سے جیلیں بھری گئیں۔ ۱۸۵۷ء کی تحریک کی ناکامی کے بعد سرسید احمد خان مرحوم نے اپنے انداز میں مسلمانوں کو انگریزوں کے قریب کرنے کی کوشش کی لیکن انداز میں تفرد ایسا نرالا اختیار کیا جو کہ علماء اسلام کے ہاں مقبول نہ ہوا۔ ؎

برصغیر پر انگریزوں کے قبضہ کے وقت مسلمانوں نے تعلیم کی اشاعت کا وسیع پیمانے پر بندوبست کر رکھا تھا۔ صرف بنگال میں ۸۰ ہزار مدارس موجود تھے۔ جن کے اخراجات مسلمان امراء برداشت کرتے تھے یا اُن کے لئے جائیدادیں وقف کر رکھی تھیں۔ برصغیر کے انگریزوں کے زیر تسلط آنے سے قبل صرف سیاسی ہی نہیں بلکہ علمی قوت کے بھی مالک تھے مسلمانوں کا نظام تعلیم اُونچے درجے کی ذہنی تربیت اور اعلیٰ قابلیت کی صلاحیت رکھتا تھا۔

انگریز نے اس نظام کے بجائے دوسرا نظام جو اُن کے مقاصد کے حصول کے لئے زیادہ کارگر تھا رائج کر دیا۔ مسلمانوں میں اس نظام کے مقبول نہ ہونے کی کئی وجوہات تھیں۔

بنگال میں ذریعہ تعلیم ہندی تھا اور اساتذہ بھی ہندو تھے جبکہ مسلمانوں کو ہندوؤں سے نفرت تھی اور وہ

؎ محمد البہی، الفکر الاسلامی الحدیث وصلتہ بالاستعمار الغربی، ص ۲۹، ۲۸ مکتبۃ وھبۃ، طبع ۱۲ القاھرۃ ۱۹۹۱ء

؎ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ ص: ۱۱۸ ج: ۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرکاری سکولوں میں مسلمان بچوں کے ایمان کو محفوظ نہیں سمجھتے تھے۔ کلکتہ و دیگر کئی مقامات پر مسلمان اس تعلیم کی طرف راغب ہوئے تھے اس صورت حال میں مسلمانان ہند نے اسلامی مدارس میں جدید تعلیم کا خصوصی اہتمام کیا۔ جدید علوم اسی صورت میں مقبول ہو سکتے تھے کہ ایسی تعلیم سے بہتر روزگار کے مواقع بھی میسر آتے۔ جب کہ اُن مدارس میں پڑھنے والوں کو ملازمتیں دینے سے انکار کیا گیا تو متوسط درجے کے مسلمانوں میں کوئی جاذبیت باقی نہ رہی صورت واقعہ صرف اتنی ہی نہیں کہ مسلمانوں نے تعلیم کے حصول میں عدم رغبت دکھائی بلکہ اس سے زیادہ یہ ہے کہ انگریزوں نے بھرپور تعصب کا مظاہرہ کیا اور مسلمانوں کو پیچھے دھکیلنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی کہ اُنہوں نے وہ اوقاف بھی ضبط کر لیے جو ان مدارس کو چلانے کے لئے سرمایہ فراہم کرتے تھے۔ انگریز کے ایسے مذموم عزائم مسلمانوں پر بہت اثر انداز ہوئے اور حکومتی اقدامات نے مسلمانوں کو مذہبی پستی کی طرف بھی دھکیل دیا۔ کیونکہ مسلمانوں کی دینی تعلیم کی نگرانی علماء اور مذہبی سربراہوں کے ہاتھ میں تھی اور اس مقصد کے لئے ان کے نام بڑی بڑی جاگیریں وقف کی جاتی تھیں۔ جنہیں ضبط کر لیا گیا اور نظام تعلیم حکومت کے ہاتھ میں آ گیا ستم بالائے ستم یہ کہ انگریز کے تعاون سے پادریوں کی ایک جماعت اسلام پر مختلف انداز سے حملہ آور ہوئی۔ خاص کر پادری فنڈر، عماد الدین وغیرہ جنہوں نے سب سے پہلے عمارت اسلام کو گرانے کے لئے مسلمانوں کی عظیم کتاب قرآن کو ہدف تنقید بنایا۔ اس پر لغو اور بیہودہ قسم کے اعتراضات کی بھرمار کر دی اور یہ باور کروانے کی کوشش کی قرآن مجید سابقہ کتب کے مضامین کا سرقہ ہے لہٰذا اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسی طرح محمد ﷺ کی سیرت پر بے رحمانہ اور بھونڈے انداز سے قلم چلایا۔[1]

برصغیر میں صلیبی یلغار

عیسائیت: قرآن و حدیث میں حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم، ان کے حواریوں اور عیسائی عقائد کا ذکر کم از کم اتنی تفصیل سے موجود ہے کہ علمائے اسلام کے لئے عیسائیت کوئی اجنبی مذہب نہیں۔ تاہم علمائے برصغیر نے عیسائیت کو اپنی مطالعے اور تصنیف کا خصوصی موضوع اس وقت بنایا جب مغرب سے آنے والے پادریوں نے یہاں تبلیغی کوششوں کا آغاز کیا۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ○ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ○ ﴾[2]

[1] محمد رفیق شیخ، تاریخ پاکستان، ص: ۱۳۶-۱۳۵، لاہور، ۱۹۸۱

[2] سورۃ الزخرف ۴۳: ۶۴،۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''اور جب عیسیٰ واضح دلائل لے کر آئے تو کہا بلا شبہ تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں اور اس لئے آیا ہوں تاکہ اب بعض باتوں کو واضح کر دوں جن کے متعلق تم آپس میں جھگڑ رہے ہو۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے، سو اس کی عبادت کرو یہی سیدھی راہ ہے''۔

موجودہ حالات میں اگرچہ ''انجیل'' چنداں قابل اعتماد نہیں لیکن قرآن کے مضمون کی شہادت ضرور دیتی ہے۔

''سن اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ خداوند اپنے خدا سے محبت کرو۔ یہی اکیلا خداوند ہے، تو نے آسمان اور آسمانوں کے آسمان اور اس کے سارے لشکر کو اور زمین کو اور جو کچھ اس پر ہے اور سمندر کو اور جو کچھ ان میں ہے بنایا اور سبھوں کا پروردگار ہے اور آسمان کا لشکر مجھے سجدہ کرتا ہے''۔ ۸

''لیکن خداوند ابد تک تخت نشین ہے، اس نے انصاف کے لئے اپنا تخت تیار کیا ہے اور وہی صداقت سے جہان کی عدالت کرے گا وہ راستی سے مقدموں کا انصاف کرے گا''۔ ۹

جب بقول حضرت عیسیٰ اللہ نے بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے کے لئے انہیں مبعوث کیا ''ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور ان کو حکم دے کر کہا غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا'' ۱۰ تو حضرت مسیح کی تعلیمات کے خلاف ان کے علماء درہم و دام کے غلام ہو گئے۔ جھوٹ، نفاق، اخلاقی پستی، شرک اور دین کے نام پر دکانداری ان کی زندگی کا جزو لاینفک بن گئی۔ حالانکہ انہیں لوگوں کو عیسائی بنانے کی بجائے اپنی ناکامی کو دور کرنے کے لئے عیسائیت کو سنبھالنا چاہیے تھا۔ ان کے مبلغین کو اپنا دامن تبلیغ سمیٹ لینا لازم تھا مگر انہوں نے اپنی تبلیغی روش نہ بدلی اور کوئی سبق نہ سیکھا۔ اور ان کھوئی ہوئی بھیڑوں نے غیر قوموں کے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں داخل ہو کر خونخوار بھیڑیوں کی طرح ان کے ایمان و اخلاق کے نازک جسموں کو مجروح کیا ہے۔ عالمی چودھراہٹ کے حصول کے جنون میں سب سے پہلے ایٹم بم بنا کر اور دنیا بھر کے جدید ترین تباہ کن ہتھیاروں کی ایجاد کر کے اور بھی کمزور انسانیت پر اتنا ظلم و ستم کیا کہ افغانستان، عراق

۸۔ استثناء باب ۶، فقرہ ۴، ۵
۹۔ زبور ۹: ۷، ۸
۱۰۔ متی ۱۰: ۵، ۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لاؤس کے محاذ پر ۲۰ چھیں لاکھ ٹن بارودی مادہ گرایا اور ناگاساکی، ہیروشیما نام کے دو جاپانی شہروں پر ایٹم بم گرا کر انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینا انہی بھیڑیوں کا امن اور محبت کا شاہکار ہو سکتا ہے اسی کو کہتے ہیں کہ "بغل میں چھری منہ میں رام رام" اب تک مسیحیت ہی دنیا کی واحد خونخوار ظالم قوم ہے جنہوں نے نہتی اور کمزور انسانیت پر ایٹم بم گرایا اگرچہ کمیونسٹوں نے بھی یہ مہلک اور تباہ کن ایٹم بم تیار کر لیے ہیں لیکن تادم تحریر مسیحی کہلانے والی بھولی بھالی بھیڑوں کے علاوہ کسی نے مخلوق خدا پر ایٹم بم نہیں گرائے۔

(ہم انجیل کے اس حکم کو بالکل صحیح تسلیم کرتے ہیں کیونکہ یہ رب کائنات کی آخری اور ہر قسم کی تحریف وتبدیلی سے مبرا کتاب قرآن کریم کے عین مطابق ہے جس میں عیسیٰ علیہ السلام کا واضح اعلان ہے کہ "رسولا الی بنی اسرائیل" میں تو صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول بن کر آیا ہوں"[1] اس لئے مسیحیوں اور مسلمانوں کو اپنی مذہبی اور مقدس کتابوں کی تعلیم کی رُو سے بھی سمجھنا چاہیے کہ یسوع مسیح علیہ السلام صرف اور صرف بنی اسرائیل کے رسول تھے اور صرف انہی کی طرف مبعوث ہوئے تھے اس کے سوا کسی اور قوم اور گروہ کی طرف مبعوث نہ تھے کیونکہ اس سلسلہ میں یسوع مسیح علیہ السلام کے صاف اور صریح احکام خود انہی کے الفاظ میں بیان ہو چکے ہیں)

اہل اسلام اور اہل صلیب کے درمیان میدان حرب میں محاذ آرائی ایک تاریخی حقیقت ہے جو کسی نہ کسی شکل میں بدستور جاری ہے اس آویزش میں صلیبی جنگوں کو خاص اہمیت حاصل ہے اسلام پر عیسائیت کی برتری ثابت کرنے کے لئے عیسائیوں نے قرطاس وقلم کا استعمال اس انداز سے کیا کہ

۱۔ تاریخی حقائق اور واقعات کو مسخ کر کے مسلمانوں کا کردار مجروح کیا جائے۔

۲۔ قرآنی آیات کی تاویل کر کے موضوع، ضعیف اور غیر مستند احادیث کا سہارا لے کر شکوک وشبہات اور مغالطوں پر مبنی مواد کی بھر پور تشہیر کی جائے۔

۳۔ "نام نہاد ماڈرن مفسرین" کی بھر پور مدد کر کے ان سے قرآن مجید کی خود ساختہ عقلی تفاسیر لکھوائیں اور ان کی الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کے ذریعے خوب تشہیر کی کیونکہ ان ماڈرن مفسرین نے قرآن مجید کے مسنون مفہوم میں تحریف کرنے کے لئے پورا زور صرف کیا تھا تاویلات کے وہ کرشمے ظاہر کیے تھے کہ شیطان بھی حیران ہوا ہوگا۔

۴۔ اسلامی عقائد اور تعلیمات پر ناروا حملے کر کے اسلام کو ناقابل عمل اور فرسودہ ظاہر کیا جائے۔

[1] آل عمران: ۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۔ نبی کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر حملے، غیر مہذب اور ناشائستہ انداز میں زبان درازی کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کی جائے۔

۶۔ اس یلغار کا مرکزی محور یہ رہا کہ اسلام پر عیسائی مذہب کی فوقیت واضح کی جائے حربی اور معاشی سطح پر مسلمانوں کا حوصلہ و اعتماد پست کیا جائے انہیں شکست خوردگی کے احساس میں جکڑا جائے ان کا مخصوص دینی تشخص شکست و ریخت سے دوچار کیا جائے خلافت و امارت کا مزاج مفلوج کیا جائے۔

برطانوی نوآبادیاتی دور (۱۸۵۷ء۔۱۹۴۷ء) میں ابتدا علماء کے بالمقابل مغرب سے آنے والے پادری اور صلیبی مشنریز تھے، مگر رواں صدی کے آغاز تک ایسے مقامی عیسائی مناظر اور اہل قلم تبلیغی میدان میں آچکے تھے جنہوں نے خود عیسائیت قبول کی تھی یا ایک نسل پہلے ان کے خاندانوں نے آبائی دین ترک کرتے ہوئے چسمہ لیا تھا۔ یہ نو عیسائی برصغیر کے مذاہب پر تنقید میں اپنے پیش روؤں کی نسبت زیادہ جارحانہ انداز بیان رکھتے تھے اور اسی حوالے سے علمائے اسلام نے ان کی تحریروں اور تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔

مولانا محمد بشیر لکھتے ہیں: برصغیر میں سب سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خاندان نے انتہائی ناساعد حالت میں اسلام کی تبلیغ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے علم جہاد بلند کیا۔ [۱]

انگریز نے اپنے مذہب (عیسائیت) کو پھیلانے کے لئے اپنی تمام تر قوتیں میدان میں جھونک دیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر اللہ تعالی نے ان علماء کے ذریعے دین کی حفاظت نہ کی ہوتی تو اسلامیان ہند کا مقدس دین کب کا مٹ گیا ہوتا۔ حضرت عیسیٰ کی تعلیمات کو جاننا مسلمان کے لئے کچھ مشکل نہیں کیونکہ قرآن حکیم ہمیں بتاتا ہے کہ آدم سے لے کر فخر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک سبھی انبیاء نے ایک ہی دین حق کی تبلیغ کی کہ

﴿أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ﴾ [۲]

"اے لوگو! ایک اللہ کی عبادت کرو، ہماری پیروی کرو تاکہ قیامت کے دن تمہیں شرمندگی اور خجالت سے دوچار نہ ہونا پڑے۔"

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے قرآن مجید کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا تاکہ عام طبقہ جو عربی زبان سے ناواقف ہے، مقامی زبان میں قرآن کی تعلیم سے آشنا ہو سکے، لیکن ہمارے مولوی اور پیر جنہوں نے ﴿أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ﴾ کا مقام حاصل کر لیا تھا، کی طرف سے اس کا رد عمل یہ ہوا کہ وہ ان کے درپے ہو گئے اور ان پر کفر کا فتویٰ صادر کر دیا۔ اس کے باوجود آپ نے ہمت نہ ہاری اور اسلامی

---

[۱] مولانا محمد بشیر: الامام المجدد المحدث الشاہ ولی اللہ الدھلوی حیاتہ ودعوتہ، ص: 72 اسلام آباد پاکستان 1993ء

[۲] سورۃ نوح: ۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلیمات سے متعلق نہایت قیمتی ذخیرہ فارسی زبان میں منتقل کر دیا۔ بعد ازاں آپ کے خاندان سے شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادرؒ نے اُردو زبان میں قرآن کے تراجم پیش کئے جو آج تک بہت مقبول ہیں۔ ان لوگوں کی کوششوں سے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے اور قرآنی تعلیمات میں دلچسپی لینے لگے۔

انہی دنوں عرب میں شیخ محمد بن عبدالوہابؒ نے شرعی تعلیم کے نفاذ کے لئے بھرپور جدوجہد شروع کر رکھی تھی، کیونکہ وہاں بھی دینی تعلیم مفقود تھی اور مشرکانہ رسوم ادا کی جاتی تھیں۔ شیخ موصوف کی اس تحریک کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اور عرب کا علاقہ آہستہ آہستہ اس کے زیرنگیں آنے لگا۔ یہ صورت حال دیکھ کر شیخ مذکور پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ آپ کی جماعت کو شیخ مذکور کے نام "محمد" کی نسبت سے محمدی کہنے کی بجائے حسد و بغض کی بنا پر بعض ہندوستان کے متعصب مولویوں نے وہابی کہنا شروع کیا اور یہ لفظ آہستہ آہستہ گالی اور طعن قرار پا گیا۔

مولانا ابوالحسن علی الندوی لکھتے ہیں:

"بعینہ اس دور میں ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کے پوتے شاہ اسماعیل شہیدؒ نے سید احمدؒ بریلی کی قیادت میں انہی مقاصد کی خاطر ایک تحریک چلائی جسے قبول عام حاصل ہوا اور مجاہدین کی ایک جماعت تیار ہو گئی، گو اس جماعت کے قائدین سکھوں اور پٹھانوں کی ملی بھگت سے ۱۲۴۶ھ میں بالاکوٹ میں شہید ہو چکے تھے، تاہم یہ جماعت بدستور کام کر رہی تھی اور انگریز کو اس جماعت سے سخت خطرہ لاحق تھا، لہٰذا یہاں بھی اس تحریک کو "وہابی" کی گالی سے نوازا جانے لگا۔"[۱۴۳]

برصغیر میں انگریز غالباً دو مقاصد لے کر داخل ہوئے:

۱۔ مذہب عیسائیت کی تبلیغ

۲۔ معاشی منفعت اور اقتصادی مفادات صلیبی انگریز برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی وساطت سے دخل انداز ہوئے ابتدا میں معاشی و کاروباری مشاغل تک محدود رہے لیکن رفتہ رفتہ سیاسی گرفت مضبوط کرتے چلے گئے بعد ازاں برصغیر کی مذہبی صورت حال کی جانب متوجہ ہوئے تو سب سے جاندار اور طاقتور مدمقابل "اسلام" کو پایا ہندو دھرم بلاشبہ اکثریتی مذہب تھا لیکن غیر فطری ہونے کی بنا پر بے دست و پا اور بے اثر تھا اس کے ماننے والی بڑی تعداد میں اسلام سے متاثر ہو کر ملت اسلامیہ میں جذب ہوتے رہے۔

[۱۴۳] الطبعت ربیع الایمان ص: ۲۰۹ دارالقلم کویت طبع اول، ۱۹۷۳ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابتدا میں صلیبی انگریزوں نے اسلام کی توسیع و اشاعت میں تعطل پیدا کرنے کے لئے یہ تاثر عام کیا کہ یہاں اسلام کی اشاعت میں طاقت کا استعمال کیا گیا ہے ورنہ اسلام میں پہنچنے کے آثار ناپید ہیں اس تاثر کو آریہ سماجیوں نے بھی حسب ضرورت وسعت دی اور مختلف اطراف سے اسلام پر ضرب آزمائی کرتے رہے صلیبی مشنوں نے پہلے پہل دلائل کا ہتھیار استعمال کیا اسلام کو محض ایک مقامی اور محدود مذہب قرار دیا جو عرب کے بدو معاشرہ کا ساتھ تو دے سکتا ہو لیکن متمدن اور ترقی یافتہ دور کے تقاضوں کا متحمل نہیں ہو سکتا مگر جب صلیبی مشنوں کا یہ ہتھیار بھی زیادہ کارگر نہ ہوا اور حسب دل خواہ نتائج مہیا کرنے سے قاصر رہا تو مسلمانوں کی توہین و تذلیل دل پسند مشغلہ قرار پایا یہ داستان بڑی المناک اور روح فرسا ہے لیکن یہ صفحات اس داستان کے متحمل نہیں ہو سکتے رفتہ رفتہ مسلمانوں کی معاشی بدحالی سے کھیلنے کی کوشش کی گئی اس دوران میں صلیبی مبلغین سرکاری رسوخ اور وسائل کی معاونت سے کئی مشنری ادارے قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

مزید برآں انگریز نے اس مشکل کا حل یہ سوچا کہ مسلمانوں میں انتشار و تفرقہ پیدا کر کے انہیں آپس میں اُلجھایا اور لڑا دیا جائے، اس مقصد کے حصول کے لئے انگریز کی نظر انتخاب مرزا غلام احمد قادیانی (متوفی ۱۳۲۶ھ) پر پڑی جس نے خود ساختہ نبوت کا دعویٰ کر کے اپنی الگ اُمت تیار کی۔ یہ لوگ تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے تھے۔ انگریز کی نظر کرم اور عنایات کے باوجود اس جماعت کی خاطر خواہ مقبولیت نہ ہو سکی۔ کیونکہ ختم نبوت کا عقیدہ ایسا عقیدہ تھا جو تمام دنیا کے مسلمانوں میں بالاتفاق پایا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ کچھ ایسی شخصیات کا بھی سہارا لیا گیا جن کی بدولت غیر مسلموں نے مسلمانوں کو کمزور کرنے اور انہیں اسلامی تعلیمات سے دور رکھنے کے لئے جو کچھ کیا، وہ ایک الگ داستان ہے یہاں ہم صرف ان اسباب کا جائزہ لے رہے ہیں جن کی وجہ سے گھر کو گھر ہی کے چراغ سے آگ لگ گئی۔ اس طرح انگریز کی چال بہت کامیاب رہی، بحث مباحثے، مناظرے، سر پھٹول اور تکفیر بازی بھی شروع ہو گئی۔ اور چند گروہ شاہ اسمٰعیل شہید کی تحریک کے مجاہدین کو وہابی کہتے تھے، اب گویا ہندوستان کے تقریباً تمام مسلمان تفرقہ بازی، انتشار اور آپس کی تکفیر کا نشانہ بن کر رہ گئے۔ مولانا سوہدرویؒ لکھتے ہیں:

"ایک بار آریہ مناظر نے مولانا امرتسریؒ سے کہا" آج ہمارا مقابلہ مسلمانوں سے تھا مگر افسوس کہ اب مسلمانوں کے پاس کوئی عالم نہیں رہا اور اُنہوں نے ہمارے مقابلے پر ایک ایسے شخص کو کھڑا کیا ہے جس پر اُس کے بھائیوں نے "کفر" کا فتویٰ لگا رکھا ہے۔ چنانچہ دیکھئے میرے پاس وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ موجود ہیں جو مولوی ثناء اللہ پر ''علماء'' نے لگا رکھے ہیں۔''[۱۵]

اس تکفیر کی زد میں صرف تحریک مجاہدین کے کارکن ہی نہ آئے بلکہ انگریز کے خلاف تحریک آزادی کی جتنی بھی انجمنیں وجود میں آئیں خواہ وہ مسلم لیگ ہو یا جمعیت علماء ہند یا مجلس احرار، ان سب انجمنوں کے لیڈروں اور ممبروں پر کفر کا فتویٰ لگایا اور ان سے تعاون حرام قرار دیا۔[۱۶]

صلیبی مشنوں کا اعتراف:

پاکستان میں چھپنے والی کتاب ''تاریخ کلیسیائے پاکستان'' کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ ''کتاب ہذا میں وہ تمام واقعات درج ہیں جو کلیسیائی ترقی وتنزلی کے سلسلے میں رونما ہوئے تکالیف وایذاء رسانی کا ذکر بھی مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے جن سے کلیسا نبرد آزما رہی نیز کلیسا کن مراحل سے گزری کلیسا کی ترویج وترقی کے سلسلہ میں انگریزی حکومت، چند انگریز افسران، پرتگیز فرانسیسی اور امریکن مشنریوں کا بڑا ہاتھ ہے دیسی لوگوں نے آخر میں شمولیت کی اور کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اور یہ سلسلہ آج تک قائم ہے۔ اسی کتاب میں ''تاریخ کلیسیائے پاکستان قارئین کی نظر میں'' کے عنوان سے لکھا ہے کہ ''۲۵۰ صفحات پر مشتمل یہ ضخیم کتاب ''تاریخ کلیسیائے پاکستان'' اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ پاکستان میں موجودہ مسیحیت کی ابتدا ۱۸۴۹ء میں برٹش راج سے ہوئی کیونکہ ۱۸۵۰ء میں ''جان نیوٹن'' بحیثیت مشنری لاہور تشریف لائے تھے۔

''اگر اس پاکستان کے موجودہ خطے میں انگریزی حکومت قائم نہ ہوتی۔ انگریز اور امریکن بشارتی کام سرانجام نہ پاتا تو بہت ممکن ہے آج کے پاکستان میں کلیسیا کی حالت، افغانستان، سعودی عرب جیسے ممالک سے کچھ مختلف نہ ہوتی انجیل جلیل کے پیغام پر سخت قدغن ہوتی اور مشنریوں کا جانا ناممکن ہوتا''۔[۱۷]

مسلمانوں میں بیداری کی لہر:

حاصل کلام: تاریخی محاذ پر مولانا عبدالحلیم شررؒ (متوفی ۱۹۲۶ء) نے صلیبی جنگوں میں حقائق کی رونمائی کے لئے کئی تاریخی ناول تحریر کئے مولانا نے نہایت چابک دستی سے سر والٹر سکاٹ کی دل آزار کتاب ''طلسمان'' کی غلط بیانیوں اور چیرہ دستیوں کا پردہ چاک کیا جس سے مسلمانوں کا عزم وحوصلہ بحال کرنے میں بڑی مدد ملی اور انہیں اپنے تابناک اور شاندار ماضی سے آگاہی ہوئی اس سلسلے میں مولانا نے ملک العزیز ورجینا، فلورا فلورنڈا، مقدس نازنین، فتح اندلس، قلپانا، دومتہ الکبریٰ، مفتوح فاتح اور تاریخ مسیح

۱۵۔ سیرت ثنائی، ص: ۲۱۲

۱۶۔ مولانا عبد الرحمن کیلانیؒ، ماہنامہ محدث، ص: 21 اگست ۲۰۰۰ء لاہور

۱۷۔ روزنامہ (انگریزی) فرنٹیر پوسٹ لاہور ۱۸ نومبر ۱۹۹۵ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسیحیت" جیسی معرکۃ الآراء تصانیف تحریر کیں ان تاریخی ناولوں میں مسلمانوں کے روشن ماضی کی جھلک بڑی دلکش انداز میں بیان کی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ عیسائیوں کی ذہنی آلودگیوں اور اخلاقی پستیوں کو بے نقاب کیا گیا۔

علمی محاذ پر ہندوستان کے جید علمائے حق کے ساتھ ساتھ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ (متوفی ۱۹۴۸ء) اور مولانا عبدالحق حقانیؒ نے بھی مستعدی کے ساتھ قلمی جہاد کیا اور اسلام کی حمایت و مدافعت میں گراں قدر تحریری خدمات سرانجام دیں جس سے صلیبی یلغار دم بخود ہو کر رہ گئی اور مسلمانوں کا عزم و حوصلہ پختہ تر ہوتا چلا گیا۔

ادھر مولانا ثناء اللہؒ امرتسری نے آریہ سماجیوں، منکرین احادیث نیچریوں، رافضیوں، اور قادیانیوں کے ساتھ ساتھ صلیبی مشنوں کے موضوع پر بھی اپنے رسالے "اہلحدیث" میں کئی مقالات تحریر فرمائے نیز قاضی سلیمانؒ منصور پوری (متوفی ۱۹۳۰ء) نے بھی مفید اور موثر رسائل و مقالات تحریر فرمائے۔

مناظراتی محاذ پر بھی مناظرین نے عوام میں اسلام کی عظمت و رفعت ثابت کرنے کے لئے صلیبی مشنریوں کو للکارا اور برسرعام مباحثوں اور مناظروں کی دعوت دی اور وہ اپنی علمی وسعت حاضر جوابی اور خود اعتمادی کی بدولت تائید الٰہی سے ہمیشہ غالب آتے رہے یہ مسلمانوں کا اعتماد بحال کرنے کا اہم ذریعہ ثابت ہوئے اس میدان میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی خدمات خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔

عیسائیت:

انگریزی حکومت نے اپنی مخصوص مصلحتوں کی بناء پر اسلام دشمن قوتوں اور جماعتوں کو کھلی چھٹی دے رکھی تھی وہاں بالخصوص عیسائیوں کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خاص مراعات حاصل تھیں تاکہ وہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص اپنے دائرہ اثر میں لانے کی کوشش کریں۔

قرآن مجید پر حملہ

مولانا ثناء اللہ اور مولانا عبدالحق حقانی" کے دلائل:

مولانا ثناء اللہ نے سب سے پہلے الزامی سوالات کے سات شبہات کا رد کیا پھر دلائل نقلیہ سے حقیقت آشکار کرائی۔ مولانا لکھتے ہیں: ہم مفصل جواب سے پہلے اپنے مخاطبوں سے الزامی طور پر پوچھتے ہیں آپ ہی بتلا دیں مسیح نے جو تعلیم دی ہے وہ پہلے لوگوں کو دی گئی تھی یا نہیں بلکہ ذرا اوپر چڑھ کر بھی سن لیجئے کہ حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ نے جو تعلیم بذریعہ تورات بنی اسرائیل کو سنائی وہ پہلے لوگوں کو خدا نے کسی کی معرفت دی تھی یا نہیں۔ اگر نہیں تو ان کو محروم کیوں رکھا اگر دی تھی تو تورات کی کیا حاجت تھی۔ [۱۸]

مولانا حقانی لکھتے ہیں: پادری صاحب آپ کو بائبل اور قرآن کا موازنہ کرنا تھا تو ایک کالم میں ان مضامین قرآن کو لانا تھا دوسرے میں ان کے مقابل بائبل سے مضامین لکھتے تب آپ کو ضرورت قرآن معلوم ہوتی۔ آپ نے توراۃ و اناجیل کا مقابلہ کیوں نہ کیا یہود کے نزدیک انجیل کی کیا ضرورت ہے؟ حالانکہ تمام بائبل میں صرف مسیح کی سوانح عمری کے سوا اگر کوئی اپنی ماں سے زنا کرے تو اس کی سزا کا بھی حکم نہیں۔ [۱۹]

سیرت محمدؐ پر عیسائی پادری کے جارحانہ حملوں کا ایک عکس:

نبیؐ کی سیرت کے ضمن میں عیسائیوں نے اسلامی جہاد کو نشانہ بنا کر آپؐ کو ظالم جابر ثابت کرنے کی کوشش کی اور اس طرح نبیؐ کی ازواج مطہرات کی بناء پر الزام دیا۔

مثلاً: پادری عماد الدین نے اپنی کتاب "ھدایت المسلمین" فصل ہفتم میں اسی موضوع پر ۱۰ صفحات سیاہ کئے ہیں۔ لکھتا ہے:

"محمدؐ نے عرب کو ترغیبات دینی شروع کیں اور مدینہ والوں کی مدد سے فوج کشی کر کے مکہ والوں پر حملہ کر کے اور بڑی خونریزی کر کے قبضہ کیا اور عرب کو طرح طرح کی ترغیبیں دینا شروع کی۔ اور لوٹ کے مال کا لالچ جس میں پانچواں حصہ آپ لیتے اور باقی ان کو بانٹ دیتے۔"[۲۰]

مولانا لکھتے ہیں: اگر خدا کے حکم سے زمین کو فساد سے پاک کرنا اور شریروں کا دفع کرنا ہی ظلم اور بری بات ہے تو حضرت یوشع بن نون وغیرہ انبیاء بلکہ حضرت موسیٰ بھی آپ کے نزدیک برے ٹھہرے۔ تو آپ عقل سلیم کے بھی مخالف ہیں۔ [۲۱]

مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جلد اول میں بتلا آئے ہیں کہ جہاد کے بانی مبانی حقیقت میں مشرکین عرب اور ان کے مخلص دوست بلکہ بھائی بن یہود و نصاریٰ ہی تھے جنہوں نے ناحق آنحضرت ﷺ اور آپ کے خادموں کو ایسی تکلیفیں دی تھیں جس سے غیرت خداوندی کو جوش آیا تو اس نے مسلمانوں کو بھی

۱۸ـ تفسیر ثنائی ص: ۵۵۵

۱۹ـ تفسیر حقانی مقدمہ ص: ۱۵۳-۱۴۳ ج اول

۲۰ـ تفسیر حقانی مقدمہ ص: ۱۰۰-۱۰۰۱ جلد اول

۲۱ـ تفسیر حقانی حوالہ ایضاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ اُٹھانے کی اجازت بخشی۔[۲۲]

اس ضمن میں عیسائیوں کو ایک جہاد کی ترغیب میں جنت کی خوشخبریوں اور ان کی حوروں کے وعدوں کو بنیاد بنایا اور خاص کر نبی کی متعدد ازواج کی وجہ سے آپؐ کے خلاف یہ ہرزہ سرائی کی کہ

اعتراض: دوسرا عورتوں کا لالچ محمد صاحب نے خاص و عام سب لوگوں کو یہ لالچ دیا۔ اگر میرے ساتھ جاؤ گے تو عورتیں مفت لوٹ میں ہاتھ آئیں گیں تم اُن سے صحبت کرنا خدا تعالیٰ کا بھی اس میں گناہ نہیں۔"

مولانا حقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اوّل تو آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی لڑائی میں کسی کو یہ لالچ نہیں دیا اگر سچے ہو تو ثابت کرو۔"

"دوم یوں کون کسی کے لالچ دینے سے کسی کے ساتھ جان دینے کو آمادہ ہو جاتا ہے اب لٹیروں کو کسی کی جورو اور مال لینے سے کون مانع ہے اگر یہی لالچ موثر ہے تو گورنمنٹ کروڑوں روپیہ دے کر فوج مقابلہ میں کیوں لاتی ہے۔ ایسا لالچ اور لوگوں کو کیوں نہیں دیتی"۔[۲۳]

آریہ سماج:

جس طرح عیسائیوں نے اسلام پر بے رحمانہ حملہ کئے اس طرح ادھر آریوں نے بھی یہی انداز اپنایا انہیں بھی اپنی منظم دشمنی نکالنے کا خوب موقع ہاتھ آیا تھا۔ انہوں نے بھی اعتراضات و شبہات کی بھرمار کر دی۔ ان اعتراضات کو سن کر اگرچہ عام مسلمان اسلام سے مرتد تو نہ ہوتا تھا مگر تردد میں پڑ کر متزلزل ضرور ہو جاتا تھا۔ اس لئے ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا شیخین نے تفصیلی توڑ کیا چونکہ ان کے اعتراضات وشبہات عیسائیوں والے ہی تھے اس لئے مکرر لکھ کر تردید کی ضرورت نہیں۔

مرزائیت:

انگریز نے ان دونوں اپنے آلہ کاروں کے ہتھکنڈوں کی تیزی و سرعت کی انتہا کے باوجود جب یہ محسوس کیا کہ مسلمان اسلام سے برگشتہ ہونے کے لئے تیار نہیں خاص کر جب تک ان میں جہاد یعنی دفاع اسلام کی رمک باقی ہے اس وقت اس قوم کو مغلوب دیکھنا ممکن نہیں لہٰذا انہوں نے اس کام کے لئے غدار اسلام متنبی کذاب مرزا غلام احمد کا انتخاب کیا جس نے ابتدا تو ایسا رویہ اختیار کیا جس سے مسلمانوں کو یہ باور کرایا جا سکے کہ وہ حقیقت میں اسلام کی خدمت کر رہا ہے لیکن جلد ہی اس نے اپنے آقاؤں کے حکم سے اسلامی

۲۲ تفسیر حقانی بحث حقیقت جہاد ص ۶۹۷۔
۲۳ تفسیر حقانی ص: ۱۰۰-۱۰۰۱ مقدمہ جلد اوّل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمات میں رکیک تاویلات کا دروازہ کھول کر آہستہ آہستہ نبوت کی سیڑھی چڑھنا شروع کر دی۔ اور اُمت مسلمہ کے اجماعی مسئلہ ختم نبوت کی یہ تاویل کی کہ خاتم النبیین کا مطلب آخری نبی نہیں بلکہ اس کا معنی ہے مہر لگانے والا۔ یعنی آئندہ جو بھی نبی آئے گا وہ محمدؐ کی مہر سے نبی بن کر آئے گا اور قرآن مجید میں جو یہ حکم آیا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾[۲۷]

اس میں اولوالامر سے مراد انگریز سرکار کی حکومت ہے لہٰذا اب جہاد منسوخ ہو چکا ہے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

اس طرح اس متنبی کذاب نے یہ بات بھی کہی کہ عیسیٰ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ اپنی طبعی موت کشمیر میں مر گئے ہیں اور آنے والا مسیح موعود میں ہی ہوں۔ اب یہ فتنہ مسلمانوں کے لئے اور زیادہ کرب ناک تھا۔ اس کی دجل فریبیوں میں بعض سادہ لوح مسلمان پھنس کر اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اب ضرورت اس بات کی تھی کہ اس فتنے کو جس کی باگیں انگریز کے ہاتھ میں تھیں اور وہ اس کی ترقی کے لئے ہر ممکن حربے استعمال کر رہا تھا اس کا قلع قمع کیا جائے۔

چنانچہ اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے مولانا ثناء اللہؒ نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ جہاں اس کے کذب و دجل پن کو علی الناس کے سامنے واضح کیا وہاں ساتھ ہی ساتھ مناظروں کے ذریعہ ان کے نظریات کو لغو و بیہودہ ثابت کر کے اسلام کو ہمیشہ کے لئے اس فتنہ سے محفوظ کر لیا۔ مولانا حقانی کو اس مذہب کی تردید کا کوئی زیادہ موقع میسر نہ آیا کیونکہ مولانا حقانیؒ کی تالیف تفسیر کے زمانہ میں یہ فتنہ ابھی اپنے ابتدائی مراحل میں تھا اس لئے مولانا حقانی نے اس مذہب کی تردید میں قلم نہیں اٹھایا اگرچہ نیچریت کے ضمن میں رفع عیسیٰ پر قادیانی عقائد کا بالواسطہ رد خوب فرمایا۔

مرزائی قادیانیوں سے مولانا کے شاید سب سے زیادہ مباحثے اور مناظرے ہوئے یہاں تک کہ معاملہ مباہلہ کی اس دعا تک پہنچ جس کے نتیجے میں جھوٹا (مرزا غلام احمد قادیانی م۱۹۰۸ء) سچے (مولانا ثناء اللہ امرتسری م۱۹۴۸ء) کی زندگی میں مر گیا اور اس کی لاش پر لاہور کی احمدیہ بلڈنگس (برانڈرتھ روڈ) سے لے کر ریلوے اسٹیشن تک اینٹوں، پتھروں، گندگی وغیرہ کی ایسی بارشیں ہوئیں کہ تاریخ میں کسی بدترین دشمن

---

۲۷ النساء:۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کافر کے لئے بھی ایسی رسوائی کا سراغ نہیں ملتا[۲۵] مولانا حق اور ابطال باطل میں نہایت جری تھے اور اس بات میں کسی قسم کی جھجک محسوس نہ کرتے تھے اسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مرزائیوں سے ان کی شدید علمی جنگ ہوئی خود مرزا غلام احمد قادیانی سے پنجہ آزمائی کی نوبت آئی اور چھوٹے بڑے دیگر مرزائی مناظروں سے بھی محاذ آرائی کے بہت سے مواقع ملے۔ اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ جب براہ راست مرزا غلام قادیانی سے مقابلے ہو چکے ہیں تو چھوٹے مرتبے کے مرزائیوں سے گفتگو کی کیا ضرورت ہے۔[۲۶] ...[۲۷]

نیچریت:

برصغیر پاک و ہند میں جہاں عیسائی مشنریوں نے آریوں و قادیانیوں کے ذریعے اسلام پر جو یلغار کر رکھی تھی یہ بلاشبہ فتنے امت مسلمہ کے لئے ایک بہت بڑا امتحان کی حیثیت رکھتے تھے اور یہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ سرگرم تھے کہ سرسید احمد خان نے "نیچریت" اور قبولیت دعا، حقیقت ملائکہ، جن، قصہ آدم و حوا، ولادت مسیح و رفع عیسیٰ اور معجزات وغیرہ کا انکار کر کے تاویلات باطلہ کا ایک نیا باب کھول دیا۔ جسے علمائے اسلام نے "نیچریت" کا نام دے دیا۔

سرسید احمد خان نے امۃ مسلمہ کے عقائد و نظریات سے ہٹ ان آراء کو اپنایا اس کے کئی ایک اسباب ہیں۔ ابتداً سرسید احمد کی کوشش تھی کہ مسلمانوں کا دفاع کیا جائے۔ لیکن قومی انتشار اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ انہیں یہ محسوس ہوا کہ قومی پستی کا واحد علاج تعلیمی ترقی ہے لہٰذا انہوں نے تعلیم کی ترویج کا ارادہ کر لیا۔ اور جب لندن گئے تو انہیں اس مسئلہ پر اور بھی غور و فکر کرنے کا موقع ملا اور وہ انگریزی طریقہ تعلیم و تربیت اور طرز معاشرت سے بہت متاثر ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے نئے حالات میں جدید علوم کی ضرورت کو محسوس کیا ان کے افکار مذہبی کا اصل اصول دین میں اجتہاد کی ضرورت اور مذہب کا عقل، فطرت اور تمدن کے مطابق ہونا تھا۔ ابتداً تو سرسید پر امام غزالیؒ کے نظریات و خیالات کا خاصا اثر تھا۔ مگر جوں جوں وقت گزرتا گیا وہ متکلمین کے خیالات کی طرف جھکتے گئے اور آخر میں متکلمین سے بھی چند قدم آگے بڑھ کر (ملکہ وکٹوریہ کے زمانے کے) انگلستان کے جدید افکار و خیالات کا گہرا اثر قبول کر لیا۔ خصوصاً عقل اور نیچر کے نظریے سے

۲۵ مبارکپوری صفی الرحمن، قادیانیت، ص:۲۶۸، مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد

۲۶ صفی الرحمن قادیانیت ص ۱۹۲، ۱۹۱

۲۷ عبدالرشید عراقی، ص:۴۵

www.KitaboSunnat.com

بہت متاثر ہوئے جس کے سبب ہندوستان میں ان کے مخالف انہیں نیچری کہتے ہیں۔ اور یہی اس ابتلاء آزمائش کے دور میں اُن کا انداز وطرزِ عمل مسلمانوں کے لئے زہر قاتل سے کچھ کم نہ تھا۔ وہ صریحاً عیسائی مشنری کا آلۂ کار اگرچہ نہیں بنے لیکن نقصان ویسا ہی کیا بلکہ اُن سے بھی بڑھ کر کیونکہ کافر سے بچنا آسان ہوتا ہے لیکن جو مسلمان اسلام پر حملہ آور ہو اس سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب :۲　　فصل اوّل

یہودیت تفسیر ثنائی کی روشنی میں

قرآن مجید میں جن "قدیم مذاہب" کا ذکر آتا ہے ان میں "یہودیت" کی سب سے زیادہ تفصیل بیان کی گئی ہے۔ قرآن کریم سابقہ مذاہب میں سے جس مذہب کی تعریف کرتا ہے وہ اُس دور کے پیغمبر کا مذہب ہے مثلاً موسیٰ کو جب پیغمبر بنایا گیا اور انھیں توراۃ دی گئی تو قرآن موسیٰ کے دورِ پیغمبری کے دین کی تعریف کرتا ہے۔ موسیٰ کے بعد دین کی تحریف کر کے اسے "یہودیت" کا نام دیا گیا، یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کے قوانین کی مسلسل خلاف ورزی کی اور الہامی کتاب توراۃ کا تحفظ نہیں کیا۔ بخت نصر نے توراۃ کو تباہ کیا اور ایک صدی بعد محض یادداشت سے توراۃ مرتب کی گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ توراۃ کے متن میں ابہام، آمیزش اور متعدد بے جوڑ عبارتیں شامل کر دی گئیں۔ اس مذہب نے خاص یہ رنگ اختیار کر لیا کہ جنت، رحمت، انبیاء سے نسبت اور اللہ سے قرابت محض اپنے لئے مخصوص کر لی اور باقی تمام اقوام اُن کے نزدیک اس نعمت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئیں۔ اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ "مبلغین" خاص اپنی ہی "رہبانیت گاہوں" میں منتقل ہونے پر مجبور ہو گئے اور انہیں اپنے مذہب یہودیت کی دعوت عام دینے کی جرأت کبھی نہ ہوئی۔ آج یہودی دولت کمانے کی غرض سے تو دنیا کے ممالک میں جاتے ہیں مگر اپنے مذہب کی تبلیغ کو لے کر نہیں جا سکتے۔

یہودیت کی تعریف:

یہودی کی جمع یہود ہے اور یہود کے دین کو یہودیت کہتے ہیں اس لفظ کے عربی و غیر عربی ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ عربی لفظ ہے اور الھود سے مشتق ہے جس کا معنی توبہ اور رجوع کرنا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ﴾ کہ "ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔" [1]

بعض کہتے ہیں یہ لفظ غیر عربی ہے اور یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے یہودا کی مناسبت سے ان کو یہود کہتے ہیں۔ سلیمان علیہ السلام کے بعد فلسطین کے علاقے میں اسی یہودا کی اولاد کے ہاتھوں میں حکومت آئی اور اسی مناسبت سے سب پر یہود کا اطلاق ہونے لگا۔

[1] الاعراف: ۱۵۶ / تفسیر ثنائی، ج:۲، ص: ۱۵۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہودیت کی تعریف ہم یوں کر سکتے ہیں:

”وہ آسمانی دین جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا۔“

موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام توراۃ ہے اور ان کے پیروکاروں کو یہود کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں یہودیوں کو مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے مثلاً قوم موسیٰ، بنی اسرائیل۔اسرائیل یعقوب علیہ السلام کا نام ہے ان کو یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل کہتے ہیں۔

اہل الکتاب:

الیہود۔ ان کا یہ نام اکثر مذموم مقامات پر لیا گیا ہے مثلاً فرمایا:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ﴾ [1]

ترجمہ:”اور یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔“

یہود کے عقائد ونظریات اور عادات:

یہود کے باطل عقائد ونظریات اور بری عادات وصفات کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام قرآن مجید میں خوب بیان کیا ہے تاکہ مسلمان اس سے محفوظ رہنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور غضب سے بچ سکیں۔

اس کے علاوہ یہود کی تحریف شدہ توراۃ اور ان کی ایک مقدس کتاب تلمود اور ان کے جدید دور کی پروٹوکولات سے ان کے عقائد ونظریات اور عادات وخصائل پر روشنی پڑتی ہے۔[2]

توراۃ اصل میں وہ کلام الٰہی تھا۔ جو موسیٰ علیہ السلام کو تختیوں میں لکھا ہوا ملا تھا جس میں تحریف ہو چکی ہے اب یہود کی کتاب توراۃ پانچ أسفار (اجزاء) پر مشتمل ہے جن کے بارے میں ان کا گمان ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے لکھے۔وہ پانچ أسفار یہ ہیں:

۱۔سفر تکوین (خلیقۃ)

یہ آسمان وزمین کی پیدائش اور آدم علیہ السلام سے لے کر یوسف علیہ السلام تک کے انبیاء کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔

۲۔سفر خروج

یہ یوسف علیہ السلام کی وفات سے لے کر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر سے خروج تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔

---

[1] التوبۃ: ۳۰/تفسیر ثنائی، ج: ۲، ص: ۳۸

[2] الیہودیۃ لأحمد شلبی ص ۲۳۷، مکتبۃ النہضۃ المصریۃ ط، ۵، ۱۹۷۸ء

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۳۔ سفر اللاویین (الأحبار)

یہ بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ بنی لاوی کی طرف منسوب ہے جو شریعت موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت اور اس کی تعلیم پر مامور تھے اس میں بنی لاوی کا تذکرہ ہے اور بعض دینی امور کا ذکر ہے۔

۴۔ سفر العدد

اس میں خروج مصر کے بعد کے حادثات کا ذکر ہے۔

۵۔ سفر تثنیہ (استثناء)

اس میں اوامر و نواہی کو دوہرایا گیا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی وفات پر یہ سفر ختم ہوتا ہے۔

انہی پانچ اسفار کے مجموعہ کو نصاریٰ عہد قدیم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کے بعد کے حالات و حوادث کو بیان کرنے کے لئے یہودیوں نے ان پانچ اسفار میں مزید اسفار کا اضافہ کیا جن کی تعداد باختلاف نسخ ۷ سے لے کر ۳۹ تک پہنچتی ہے۔[4]

تلمود:

یہ یہودی مذہب کی شریعت کی تعلیم اور اس کے آداب پر مشتمل ہے جنہیں عیسیٰ علیہ السلام کے بھی ایک صدی بعد لکھا گیا پہلے مختصر متن لکھا گیا پھر اس کی شرح لکھی گئی۔[5]

پروٹوکولات:

ان پروٹوکولات سے مراد وہ وثیقے اور قرار دادیں ہیں جو یہودیوں کے سرکردہ لوگوں نے ۱۸۹۷م میں پیرس میں بیٹھ کر پاس کیں ان میں انہوں نے پورے عالم پر اپنے غلبہ اور اس کے طریق کار کو وضع کیا۔[6]

اب ہم یہود کے بعض عقائد و نظریات اور عادات و خصائل کو بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے ان کا نظریہ وعقیدہ اللہ تعالیٰ کی طرف بخل و فقر کی نسبت قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ﴾

---

[4] الدکتور سعود بن عبدالعزیز الخلف: الیهودیة والنصرانیة دراسات فی الأدیان، مکتبة العلوم والحکمة السعودیة. ط، ص ۵۱، ۵۴، الدکتور محمد ضیاء الرحمن الأعظمی، الیهودیة والمسیحیة ص ۱۰۱، ۱۲۲، مکتبة دار المدینة المنورة ط ۱، ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۸ء اور رحمت اللہ الکیرانوی تحقیق عمر الدسوقی اظہار الحق ص ۹۰، ۹۶، الیهودیة، المکتبة العصریة بیروت ط ۱، ۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء، الیهودیة احمد شلبی ص ۲۳۳، ۲۴۱

[5] دراسات فی الأدیان ص ۸۷، الیهودیة: ص ۲۷۳

[6] دراسات فی الأدیان ص: ۹۳، ۹۷، الیهودیة: ص ۲۹۴، ۲۸۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔'' [۷]

اور فرمایا:

﴿ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ ﴾

''تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بات سن لی ہے جنھوں نے یہ کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔'' [۸]

اللہ تعالیٰ کی طرف تھکاوٹ کی نسبت:

یہودی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دن میں آسمان اور زمین بنانے کے بعد ساتویں دن آرام کیا۔ [۹]

اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴾

''اور تحقیق ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور ہمیں کوئی تھکاوٹ نہیں ہوئی۔'' [۱۰]

انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں یہود کے عقائد:

انبیاء کرام انسانیت کی برگزیدہ شخصیات ہوتی ہیں وہ لوگوں کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف لاتے ہیں اور ان کی زندگی دوسرے لوگوں کے لئے نمونہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو کبیرہ گناہوں اور ہر قسم کے بے حیائی کے کام سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کے برعکس یہودیوں نے مختلف انبیاء کے متعلق بہت سی غلط باتیں منسوب کیں۔

مثلاً نوح علیہ السلام کے بارے سفر تکوین ۹/۲۰ میں لکھا ہے کہ نوح (علیہ السلام) کھیتی باڑی کرتے تھے انہوں نے انگور بوئے ان کی شراب بنا کر پی اور اپنے خیمے میں ننگے ہوئے۔

لوط علیہ السلام کے بارے میں سفر تکوین ۳۰ میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی دو بیٹیوں سے زنا کیا اور دونوں سے ایک ایک بیٹا پیدا ہوا ہارون علیہ السلام کے بارے سفر تکوین (۳۲/۱۔۲۰) میں لکھا ہے کہ انہوں نے بچھڑے کی پوجا کرنے کی دعوت دی تھی۔ [۱۱]

---

[۷] المائدۃ: ۶۴/ تفسیر ثنائی، ج: ۳، ص: ۲۷

[۸] آل عمران: ۱۸۱

[۹] سفر تکوین: ۲/۲، سفر خروج ۳۱/۱۷

[۱۰] ق: ۳۸		[۱۱] آگے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں یہود کے بارے میں ذکر ہے کہ وہ انبیاء کرام کے قتل کے درپے ہوتے تھے فرمان الٰہی ہے:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴾

"(ان پر ذلت و مسکنت اس لئے مسلط کی گئی) کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے یہ اس لئے کہ وہ نافرمان اور حد سے تجاوز کرنے والے تھے۔"[2]

جب وہ انبیاء کرام کے قتل تک کے لئے تیار ہو جاتے تھے تو ان سے اور کچھ بھی بعید نہیں ہے۔

عزیر علیہ السلام کے بارے میں یہود کا نظریہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ﴾

"یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔"[3]

یوم آخرت کے بارے میں یہود کا نظریہ:

یہود اس وقت تک تو یوم آخرت پر صحیح ایمان رکھتے تھے جب تک وہ آسمان سے نازل کردہ شریعت پر کاربند رہے جیسا کہ طالوت اور اس کے ساتھیوں کا قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے اور اس میں ان کے ایمان بالآخرۃ اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات پر ایمان کا ذکر ہے فرمان الٰہی ہے:

﴿ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾

"ان لوگوں نے کہا جو اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ وہ اللہ سے ملنے والے ہیں کہ کتنی ہی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آگئیں۔"[4]

لیکن ان کی محرف شدہ تورات حشر و نشر، جنت و دوزخ کے تذکرہ سے سوائے چند ایک جملوں کے خالی ہے البتہ بعد میں انہوں نے اپنی کتاب تلمود میں جنت و دوزخ اور امور آخرت کا تذکرہ کیا لیکن وہ اس انداز میں کہ جنت ان کا حق ہے باقی سب جہنمی ہیں اور ان کے اس زعم باطل کا قرآن مجید نے بھی تذکرہ کیا

---

[1] دراسات فی الأدیان ص ۸۲، هداية ابن قيم الحيارى في أجوبة اليهود والنصارى ص ۱۷، تحقيق ڈاکٹر محمد احمد الحاج، دار القلم، دمشق طبع ۱، ۱۴۱۶ھ

[2] آل عمران: ۱۱۲

[3] التوبة: ۳۰ ، مقدمہ هداية الحيارى، ص: ۲۰۸

[4] البقرة: ۲۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے فرمایا:

﴿وَ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً﴾

ترجمہ: ”انہوں نے کہا ہمیں آگ نہیں چھوئے گی سوائے چند دن کے۔“[15]

فرمایا:

﴿وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

ترجمہ: ”انہوں نے کہا جنت میں سوائے اس کے جو یہودی ہو یا عیسائی کوئی نہیں جائے گا یہ ان کی خواہشات ہیں ان سے کہو اگر سچے ہو تو دلیل بیان کرو۔“[16]

یہود کی اپنے بارے میں سوچ:

یہودی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا جز کہتے ہیں اور اس بنا پر دوسروں کی ان کے ہاں کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ ان کے نزدیک لوگ ان کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔[17] کسی یہودی کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی غیر یہودی کو سود کے بغیر قرض دے۔[18]

غیر یہودی مرد و عورت سے زنا وغیرہ جائز ہے۔[19]

یہود کا نسخ کے بارے نظریہ:

علامہ شہرستانی نے کہا ہے کہ یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ شریعت ایک ہے جو موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوئی اور انہی پر مکمل ہو گئی اب ان کے بعد یہ شریعت منسوخ نہیں ہو سکتی کیونکہ نسخ سے اللہ تعالیٰ کی طرف بداءت کی نسبت کرنا پڑے گی جو جائز نہیں ہے۔[20] گویا یہود کے ہاں نسخ جائز نہیں کیونکہ یہ مستحیل ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے ایک چیز کا حکم دیں اور وہ قابل اطاعت ٹھہرے پھر اللہ تعالیٰ پر یہ ظاہر ہو کہ یہ کام مناسب نہیں اور اسے منع کر دیں اور وہ کام معصیت ٹھہرے۔

---

[15] البقرة: ۸۰ [16] البقرة: ۱۱۱

[17] الكنز المرصود في قواعد التلمود ص: ۸۰

[18] ايضا ص: ۹٦

[19] ايضا: ص: ۹۰؛ دراسات في الأديان ص: ۸۹، اليهود تاريخ الفساد و الضلال و دمار، الدكتور توفيق الواعي: ۳۹، ۴۵، دار ابن حزم، ط ۱، ۱۴۱٦ھ

[20] تحقيق احمد فهمي: الملل و النحل للامام محمد بن عبدالكريم الشهرستاني ص: ۲۳۳، دار الكتب العلمية بيروت، ط ۲، ۱۴۱۳ھ، ۱۹۹۲ء

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہود کا یہ زعم باطل ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حکم دینے کے بعد علم ہوتا ہے کہ یہ کام مناسب نہیں پھر اس سے روک دیتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا علم وسیع ہے وہ ہر چیز کو وقوع ہونے سے پہلے جانتا ہے اور ہر کام کے نتیجے و انجام کو بھی جانتا ہے۔ اگر وہ کسی کام کا ایک مدت کے لئے حکم دیتا ہے پھر اس سے منع کر دیتا ہے تو اس میں بھی کئی ایک مصلحتیں، فوائد اور حکمتیں مخفی ہوتی ہیں۔[۲۱] علامہ رحمت اللہ کیرانوی نے یہود کے اس باطل نظریہ کا بڑی تفصیل سے رد کیا ہے۔[۲۲]

یہود کی عادات و خصائل قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید نے یہود کی بہت سی بدخصلتوں اور بُری عادات کا تذکرہ کیا ہے اور ان کا عملی ثبوت مدینہ کے یہود میں مسلمانوں نے خود دیکھ لیا تھا۔

جھوٹ:

جھوٹ ایک قبیح خصلت ہے اور یہ خصلت یہودیوں میں اپنی بدترین شکل میں موجود ہے یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے سے باز نہ آئے، انبیاء کرام سے جھوٹ بولا اور عام لوگوں کے ساتھ جھوٹ بولنا تو ان کے لئے کوئی مشکل ہی نہیں ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾

ترجمہ: ''پس ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جو کتاب اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تاکہ وہ کچھ قیمت لے سکیں۔''[۲۳]

انہوں نے کتاب کی غلط نسبت کر کے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا اور اپنے نبی پر نازل شدہ کلام میں اضافہ کر کے نبی پر جھوٹ باندھا پھر لوگوں سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

انہوں نے اپنے ایک عالم عبداللہ بن سلام کی پہلے تعریف کی لیکن جب پتہ چلا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے تو بہتان طرازیوں پر اتر آئے۔[۲۴]

---

[۲۱] کتاب المدخل الی الاسلام ص: ۳۱۷:۳۲۰

[۲۲] تحقیق عبدالرحمن اظہار الحق ۱/۵۴۲، ۵۰۹ مقدمہ ھدایۃ الحیاری از محقق احمد السقاج ص: ۲۰۰

[۲۳] البقرۃ: ۷۹

[۲۴] بخاری مع فتح الباری، دار الریان التراث، القاھرۃ، ط ۲، ۱۴۰۹ء حدیث ۳۹۱۱/۳۹۳۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسد......:

یہودی دوسرے لوگوں پر اس بات پر حسد کرتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کیوں ملی۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ﴾

ترجمہ: ''بلکہ یہ لوگوں پر اس بات کی وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا فضل عطا فرمایا ہے۔''[25]

دنیا کی محبت:

یہودی دنیا کی محبت میں آخری درجے تک پہنچے ہوئے ہیں اور اس کے لئے انہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا پڑے تو باندھ دیں گے، عہد و میثاق کی خلاف ورزی کرنا پڑے تو کر گزریں گے، جہاد و قتال سے جان چھڑائیں گے، مال خرچ کرنے سے گریزاں ہوں گے۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ﴾

ترجمہ: ''آپ ان کو سب لوگوں سے بڑھ کر زندگی پر حریص پائیں گے۔''[26]

خیانت:

یہود کی ایک خصلت بدخیانت ہے۔ دین الٰہی میں خیانت لوگوں کی عزت و آبرو میں خیانت، عہد پیمان میں خیانت، امانتوں میں خیانت، الغرض خیانت کی ہر صورت اور قسم ان میں پائی جاتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ﴾

ترجمہ: ''آپ ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی خیانت سے مطلع ہوتے رہیں گے۔''[27]

زمین میں فساد برپا کرنا:

یہود کی ایک خطرناک عادت زمین میں فساد برپا کرنا ہے، ماضی، حال اور مستقبل ہر زمانے میں یہ اس وصف سے متصف رہے ہیں۔

---

25 النساء: ۵۴

26 البقرۃ: ۹۶

27 المائدۃ: ۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمان الٰہی ہے:

﴿وَ قَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا﴾

ترجمہ: "اور ہم نے بنی اسرائیل کی طرف کتاب میں یہ فیصلہ کیا کہ تم زمین میں دو مرتبہ فساد کرو گے اور تم بڑی سرکشی کرو گے۔"[1]

یہود مدینہ کا مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ اور سلوک اور جنگ و فساد کا سلسلہ بھی تاریخ میں محفوظ ہے۔ موجودہ دور میں فلسطین میں انہوں نے جو جنگ و فساد کئی سالوں سے شروع کر رکھا ہے وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔

یہود کی اسلام دشمنی:

یہود پہلے دن ہی سے رسول اللہ ﷺ، دین اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ یہ دشمنی محض حسد، تعصب، نسلی تفاخر اور دنیوی مفادات پر مبنی ہے ورنہ وہ اسلام اور نبی علیہ السلام کو پہچانتے تھے اور اسی کے انتظار میں مدینہ میں آ کر آباد ہوئے تھے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾

ترجمہ: "جب ان کے پاس وہ آ گیا جس کو انہوں نے پہچان لیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا انکار کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔"[2]

یہودی اپنی دشمنی اور بغض و عناد کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتے تھے۔ مسلمانوں کے دلوں میں اسلام اور نبیٔ اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا، خفیہ طور پر قریش مکہ سے مسلمانوں کے خلاف ساز باز کرنا، نبی ﷺ سے بالواسطہ یا بلا واسطہ مختلف قسم کے سوال کرنا، شعائر اسلام سے مذاق کرنا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بنانا یہ سب یہودیوں کا اسلام، نبیٔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دلی دشمنی کے اظہار کا ایک انداز تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان یہود کو ان کی سازشوں میں ناکام کیا، ان کو ذلیل کر کے مدینہ سے نکلنے پر مجبور کیا پھر خیبر میں بھی شکست سے دوچار کیا آخر کار جزیرۃ العرب سے وہیں نکالا ملا اور اسی کے وہ لائق تھے۔[3]

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری:

اللہ تعالیٰ نے یہود پر بے شمار نعمتیں کیں۔ ان کی طرف موسیٰ علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا۔ فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دلائی۔ من و سلویٰ نازل کیا، پتھر سے پانی فراہم کیا، بادلوں کا سایہ کیا، جہاں والوں پر فضیلت

[1] الاسراء: ۴ [2] البقرۃ: ۸۹

[3] الیہود تاریخ الفساد و انحلال و دمار، ص: ۱۴۳، ۱۵۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے اطاعت و فرمانبرداری کی بجائے ناشکری کی اور بغاوت و سرکشی کی راہ اپنائی۔

من و سلوی کی بجائے سبزیوں اور دالوں کا مطالبہ کیا۔ موسیٰ علیہ السلام کو تنگ کیا۔ بچھڑے کو معبود بنا لیا۔ ان کی اس ناشکری اور بغاوت و سرکشی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے ان پر ذلت و رسوائی مسلط کر دی اور اپنی رحمت سے دور کر دیا۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴾

ترجمہ: ''اور ان پر ذلت و مسکنت مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کے غضب کے ساتھ پلٹے کیونکہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے کیونکہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کرنے والے تھے۔''[1]

قرآن کی روشنی میں یہود کے اخلاق، نظریات اور عادات کے لیے دیکھیے۔

۱۔ دراسات فی الأدیان الیهودیة و النصرانیة للدکتور سعود الخلف ص:۱۰۲

۲۔ یهود الأمس سلف سیء لخلف أسوأ تألیف الشیخ عبدالرحمن الدوسری، تحقیق مصطفی الشلبی ص:۹۹، مکتبه السوادی، جده، ط، ۱٤۱۳ھ

یہودیوں کا دین حنیف میں تحریف کرنا:

یہودی دین حنیف میں تحریف کے مرتکب ہوئے ہیں اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ کلام الٰہی توراۃ صحیح و سالم حالت میں ان کے پاس موجود نہیں ہے۔

خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ یہود نے جانتے بوجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے احکام میں تحریف اور تغیر و تبدل کیا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴾

''کیا تم اس سے امید لگائے بیٹھے ہوئے ہو کہ تمہاری تصدیق کریں حالانکہ ان میں سے ایک

[1] البقرۃ: ٦١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فریق ایسا رہا ہے جو اللہ کا کلام سنتے تھے پھر اس کو سمجھ لینے کے بعد بدل ڈالتے تھے اور ان کو پتہ ہوتا تھا۔'' [۴۲]

فرمان الٰہی ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾

ترجمہ: ''پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو کتاب اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعے کچھ قیمت پاسکیں۔'' [۴۳]

یہود نے اپنی اس عادت بد کا اظہار خود موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں شروع کر دیا تھا۔ جب ان کو بیت المقدس میں داخل ہوتے وقت حِطَّةٌ کا لفظ کہنے کو کہا گیا تو انہوں نے اسے بدل کر حِنْطَة کا لفظ بنا دیا۔ [۴۴]

اسی طرح جب موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے کوہ طور پر چالیس دن کے لئے گئے تو انہوں نے ان کے بعد توحید کو چھوڑ کر ایک بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ [۴۵]

توراۃ میں تحریف کی بعض مثالیں:

یہود کا توراۃ میں تحریف کا عملی مظاہرہ اب بھی دیکھا جا سکتا ہے مثالیں ذکر کرنے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ یہودیوں کے پاس اس وقت توراۃ کے تین مشہور نسخے ہیں اور باقی نسخے یا ترجمے وغیرہ انہیں تین کی فروعات ہیں وہ تین نسخے یہ ہیں۔

۱۔ عبری نسخہ: یہود کے ہاں اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے ہاں یہی نسخہ زیادہ مقبول اور معتبر ہے۔

۲۔ یونانی نسخہ: یہ نسخہ کیتھولک اور آرتھوڈکس عیسائیوں کے ہاں قابل اعتبار ہے۔

۳۔ سامری نسخہ: یہ نسخہ یہود میں سے سامریوں کے ہاں مقبول اور معتبر ہے۔

اگر ان تینوں نسخوں کا آپس میں موازنہ کیا جائے ان میں اختلاف وتضاد واضح طور پر نظر آئے گا۔

(ا) اسفار (اجزاء) کی تعداد میں اختلاف:

نسخہ عبریہ میں ۳۹ اسفار ہیں، نسخہ یونانیہ میں سات اسفار کا اضافہ ہے جبکہ نسخہ سامریہ میں صرف دس یا گیارہ اسفار پائے جاتے ہیں۔ ایک ہی کتاب کے نسخوں میں اس قدر اختلاف جبکہ دعویٰ یہ ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کردہ ہے۔ سوائے تحریف وتبدل اور اضافوں کے کسی چیز پر دلالت نہیں کرتا۔ [۴۶]

[۴۲] البقرة: ۷۵ — [۴۳] البقرة: ۷۹

[۴۴] سورة البقرة: ۵۸:۵۹ — [۴۵] سورة البقرة: ۵۱

[۴۶] کتاب الهادی الی الاسلام ص: ۳۳۷ ، دراسات فی الأدیان ص: ۷۲، ۷۱)، الیهودیة والمسیحیة ص. ۱۷۲، ۱۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(ب)......اگر ان باتوں کا موازنہ کیا جائے جو تینوں نسخوں میں مشترکہ طور پر بیان ہوئی ہیں تو ان میں بھی اختلاف نظر آئے گا مثلاً تینوں نسخوں میں نوح علیہ السلام تک کچھ شخصیات کی عمریں بیان کی گئی ہیں اور ان میں واضح اختلاف موجود ہے تفصیل نیچے دیکھیں

نام	عبری نسخہ	سامری نسخہ	یونانی نسخہ
⊕......آدم	۱۳۰ سال	۱۳۰ سال	۲۳۰ سال
⊕......شیث	۱۰۵ سال	۱۰۵ سال	۲۰۵ سال
⊕......آنوش	۹۰ سال	۶۰ سال	۱۹۰ سال
⊕......قینان	۷۰ سال	۷۰ سال	۱۷۰ سال
⊕......یارد	۱۶۲ سال	۶۲ سال	۲۶۲ سال
⊕......متوشالح	۱۸۷ سال	۶۷ سال	۱۸۷ سال
⊕......لامک	۱۸۲ سال	۵۲ سال	۱۸۸ سال
⊕......آدم علیہ السلام سے لے کر نوح علیہ السلام تک کا زمانہ [۴۷]	۱۶۵۶	۱۳۰۷	۲۲۶۲

(ج)......اگر ایک ہی نسخہ کو ذرا گہرائی سے دیکھا جائے تو ایک جگہ بیان کی ہوئی چیز اسی نسخہ کے اندر دوسری جگہ بیان کی ہوئی چیز سے مختلف ہوگی۔

مثلاً سفر تکوین (۸/۴) میں پہلے ذکر کیا کہ نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان کے سات ماہ اور سترہ دن بعد ارارا ط کے پہاڑوں پر جا ٹھہری پھر آگے جا کر لکھا کہ پہاڑوں کی چوٹیاں دسویں مہینے کے شروع میں ظاہر ہونا شروع ہوئیں۔

اسی طرح سفر تکوین (۱۹/۶) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اپنے ساتھ کشتی میں ہر چیز کا جوڑا جوڑا سوار کرنے کا حکم دیا پھر اسی سفر تکوین (۲/۷) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ غیر طاہر چوپایوں کے علاوہ باقی ہر چیز کے سات سات جوڑے اپنے ساتھ سوار کریں۔

سفر خروج (۹/۲۴) میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور دیگر ستر سرداروں نے اللہ تعالیٰ کو کوہ طور پر دیکھا تھا جبکہ سفر تثنیہ (۴-۱۲،۳۴) میں ہے کہ نہیں دیکھا بلکہ صرف آواز سنی اور اسی طرح سفر خروج (۳۳/۲۰) میں بھی رؤیت کی نفی ہے۔ (٭)

[۴۷] دراسات فی الأدیان ص: ۷۳، اظہار الحق ۱/۳۳۹، کتاب الداعی الی الاسلام ص: ۳۱۸،۳۵۰

(٭) دراسات فی الأدیان ص: ۷۵، الیہودیۃ والمسیحیۃ ص: ۱۵۸

www.KitaboSunnat.com

(د) اضافہ جات:

تحریف شدہ تورات میں بعض باتیں ایسی پائی جاتی ہیں جن کی نسبت موسیٰ علیہ السلام کی طرف نہیں کی جا سکتی مثلاً سفر تکوین (۳۱/۳۶) میں ہے" کہ یہ وہ بادشاہ ہیں جو ارض ادوم میں بنی اسرائیل کے بادشاہ ہوگزرے ہیں" عربی عبارت اس طرح ہے:

" وَ هٰؤُلَاءِ هُمُ الْمُلُوْكُ الَّذِيْنَ مَلَكُوْا فِي أَرْضِ أَدُوْمَ قَبْلَ أَنْ يَّمْلِكَ مَلِكٌ لِبَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ "

یہ عبارت موسیٰ علیہ السلام کا کلام نہیں ہو سکتی کیونکہ بنی اسرائیل کے بادشاہ موسیٰ علیہ السلام کے کافی عرصہ بعد آئے۔ (تقریباً ساڑھے تین صدیاں بعد)[۴۸]

اسی طرح سفر تثنیہ (۳۴۔۵) میں موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور دفن کا ذکر ہے کہا:

" فَمَاتَ هُنَاكَ مُوْسٰى عَبْدُ الرَّبِّ فِي أَرْضِ مُؤَابَ حَسَبَ قَوْلِ الرَّبِّ وَ دَفَنَهُ فِي الْجِوَارِ فِي أَرْضِ مُؤَابَ مُقَابِلِ بَيْتِ فَغُفُوْرٍ وَ لَمْ يَعْرِفْ إِنْسَانٌ قَبْرَهُ إِلٰى هٰذَا الْيَوْمِ "

" سو خداوند کے بندے موسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ کے حکم کے مطابق معراب کی سرزمین میں فوت ہوئے۔ اس نے ارض معراب کے قرب و جوار میں بیت مغفور کے بالمقابل انہیں دفن کیا۔ کسی انسان کو آج تک ان کی قبر کی پہچان نہیں ہے۔"

یہ عبارت موسیٰ علیہ السلام کی لکھائی ہوئی نہیں ہو سکتی یہ کیسے ممکن ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی موت اور دفن کا ذکر خود لکھائیں کیونکہ کوئی یہ جان ہی نہیں سکتا کہ مرنے کے بعد وہ کہاں دفن ہوگا۔[۴۹]

تورات میں یہود کی تحریفات کی مکمل تفصیل کیلئے:

۱۔ الفصل في الملل و النحل لابن حزم ۱/۱۳۸۔۲۵

۲۔ فصل في مناقضات ظاهرة و تكاذيب واضحة في الكتاب الذي تسميه اليهود التوراة

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ ﴿وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾[۵۰] کے تحت لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ کتب سابقہ جن کی تصدیق قرآن کریم نے کی ہے بحیثیت مجموعی یہ نہیں ہیں جو اس وقت متداول ہیں یہ تو بہ شکل کتب تواریخ کے ہیں، اس ہمارے دعویٰ کا ثبوت ان کا موجودہ طرز ہی بتلا رہا ہے۔ توریت ابتدا سے انتہا تک انجیل اول سے آخر تک پڑھنے سے صاف سمجھ میں آتا

[۴۸] دراسات في الأديان ص:۷۶، اظهار الحق ۱/۳۶۹، اليهودية ص:۲۶۰

[۴۹] اليهودية ص: ۲۶۰، دراسات في الأديان ص:۷۶

[۵۰] البقرة:۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ان کے لکھوانے والے حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح علیہما السلام کے سوا کوئی اور ہی ہیں چنانچہ موسیٰ اور مسیح علیہما السلام کے بعد کے واقعات کا اس میں درج ہونا اس امر کا بین ثبوت ہے ان جملوں کی حضرت موسیٰ اور مسیح علیہما السلام کو خبر تک نہیں۔ کجا یہ کہ خدا کی طرف سے ان پر الہام ہوئے ہوں مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور بعد وفات کے واقعات کا ذکر بھی توریت میں مذکور ہے۔ توریت کی پانچویں کتاب استثناء میں لکھا ہے"

"سو خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین میں مرگیا اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغفور کے مقابل گاڑا آج کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا اور موسیٰ اپنے مرنے کے وقت ایک سو بیس (۱۲۰) برس کا تھا کہ نہ اس کی آنکھیں دھندلائیں اور نہ اس کی تازگی گئی سو بنی اسرائیل موسیٰ کے لئے موآب کے میدانوں میں تیس دن تک رویا کریں۔"①

آگے چل کر دسویں فقرے میں لکھا ہے "اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا"

آگے جا کر لکھتے ہیں:

"قربان جائیں سرور عالم سید الانبیاء فداہ روحی علیہ الصلاۃ والسلام کے جنہوں نے ابتدا میں اسی لحاظ سے کہ شاید لوگ میرے واقعات اور میرے کلام اور کلام الٰہی میں فرق نہ کر سکیں اور یہود و نصاریٰ کی طرح مورد اعتراض بنیں اپنی حدیثیں لکھنے سے بھی منع فرما دیا تھا لیکن جب لوگوں کو اس امر کی تمیز بخوبی ہوگئی کہ واقعات نبویہ اور ہیں، کلام الٰہی اور، وحی متلو اور ہے اور غیر متلو اور۔ تو پھر احادیث نبویہ کے لکھنے کی اجازت بخشی۔ (بخاری کتاب العلم) جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج مسلمانوں کے ہاں علوم حدیث اور ہیں۔ اور علوم قرآن اور، نہ جیسا کہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ معاملہ گزرا جس کا دفعیہ ان سے مشکل ہو رہا ہے۔"

﴿ أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾ ②

اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ یہودیوں کے فعل شنیع کا حال بیان کرتا ہے۔ اس آیت کے متعلق اس بحث سے قطع نظر کہ یہ تحریف لفظی ہے یا معنوی خاص طور پر ایک اور اشکال وارد ہوتا ہے جس کی طرف

① باب ۳۴ فقرہ ۵ / تفسیر ثنائی، ج ۱، ص: ۴۳

② البقرۃ: ۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی مفسر کی توجہ میری نظر سے نہیں گزری اور اس کے دفعہ کرنے کی طرف میں نے تفسیر میں اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس تحریف کے کرنے والوں کی تعیین میں مفسرین نے دو توجیہیں کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ لوگ وہ ہیں جو حضرت موسیٰ کے ساتھ کوہ طور پر کلام الٰہی سننے گئے تھے اور انہوں نے آ کر بنی اسرائیل سے جب بیان کیا تو سب کچھ کہہ کر آخیر میں اپنی طرف سے یہ بھی کہہ دیا کہ خدا نے فرمایا تھا کہ یہ کام تم کیجیو اگر تم میں طاقت ہو اور اگر نہ ہو تو خیر۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ یہ لوگ آنحضرت کے عہد ہدایت مہد میں تھے۔ انہی دوسرے معنوں کی آئندہ آیت تائید کرتی ہے کیونکہ جو حال اگلی آیت میں بیان ہوا ہے وہ کسی طرح سے ان لوگوں پر صادق نہیں آ سکتا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ تھے پس اس صورت میں یہ مشکل پیش آئے گی کہ تحریف کرنا خواہ لفظی ہو یا معنوی اس میں شک نہیں کہ علماء کا کام ہے اور کلام کا سن کر عمل کرنا جہلاء کا کام۔ حالانکہ اس آیت میں فرمایا کہ سنتے ہیں اور تحریف کرتے ہیں جو ایک طرح سے متضادین کا جمع کرنا ہے۔ بظاہر مناسب یوں تھا کہ پڑھتے ہیں اور تحریف کرتے ہیں اس اعتراض کی طرف میں نے تفسیر میں اشارہ کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس فقرے کے بیان کرنے میں ان کی ایک قسم کی اور شناعت بیان ہو رہی ہے کہ یہ لوگ کتاب اللہ کو خود تو بشوق پڑھتے نہیں۔ ہاں اگر کوئی مقابل میں لا کر پیش کرے اور اس کے متعلق کچھ سوال کرے تو سن کر اس کی تحریف کر دیتے ہیں۔"(*)

﴿ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ...... ﴾ ۞

اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

مطلب آیت کا بالکل واضح ہے کہ یہود کی اس امر میں شکایت ہو رہی ہے کہ خدا کی کتاب کو چھوڑ کر واہیات باتوں کے پیچھے لگ گئے پھر طرفہ تماشا یہ کہ ان واہیات عقائد اور اباطیل کو بزرگوں کی طرف نسبت کرتے ہیں......

﴿ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴾ ۞

کے تحت فلسفہ جہاد بیان کرتے ہوئے جنگ احزاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آخر کار جنگ (احزاب) میں تو تمام ملک کو جن میں مشرکین عرب اور ہمارے جنگل میں اہل کتاب (باوجود معاہدہ امن اور عہد صلح کے) بھی شریک تھے آ کر تمام مدینہ کو گھیر لیا اور قریباً

(*) تفسیر حقانی ج:۱، ص:۳۷ ۞ البقرة: ۱۰۲ / تفسیر حقانی ج:۱ ص: ۸۷

۞ البقرة: ۱۹۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

۱۹۔۱۸ روز تک گھیرے رکھا تمام شہر میں دہلی کے غدر سے کئے حصے زائد بربادی اور گھبراہٹ رہی۔ آخر کار خائب و خاسر ہو کر واپس ہوئے۔"(*)

آگے جا کر لکھتے ہیں:

"افسوس کہ ہم نے کسی مخالف سے بد زبانی نہ تحریری یہ سن کہ بیشک جو کچھ مشرکین عرب اور اس زمانہ کے جنٹل مین اہل کتاب نے حضور مقدس (فداہ روحی) اور آپ کے خدام سے سلوک کئے واقعی حد سے متجاوز تھے۔"(**)

﴿ إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ ﴾ [۳۵]

اس آیت کے تحت ولادت عیسیٰ علیہ السلام کی تفصیل اور مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے یہود کا بھی کئی ایک جگہ پر ذکر کیا ہے وہ مقامات یہ ہیں۔

"یہود ان کے دشمن۔ (بلکہ دراصل اپنے دشمن) تھے ان کی رائے ان کی نسبت مخالفانہ تو اسی اصل (عداوت) کی فرع اور اسی شاخ کا ثمر ہے"

آگے جا کر لکھا ہے

"آپ کے مخالف یہود تو اس حیثیت سے آپ کو بے باپ (حقیقی) مانتے ہیں کہ وہ جناب کی پیدائش بدگمانی اور گستاخی سے ناجائز طور کی کہتے ہیں"

مزید لکھتے ہیں:

"حضرت مسیح کی ولادت کے وقت یہودیوں کے گمان فاسد ناجائز طور پر مولود پیدا ہونے کا تھا۔"

آگے لکھا ہے:

"وقت ولادت یہودیوں نے مریم پر تہمت لگائی تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ان کے نزدیک ناجائز مولود تھے۔"(***)

﴿ إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ ...... ﴾ [۳۶]

کے تحت رفع عیسیٰ علیہ السلام کے بارے لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہود نصاریٰ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات کو بچشم خود دیکھنے والے اور ایک دوسرے سے نسلاً بعد نسل

(*) تفسیر ثنائی:۲۳۳ (**) تفسیر ثنائی:۲۳۶ [۳۵] آل عمران:۴۵

(***) تفسیر ثنائی ج۲ ص۱۸ [۳۶] آل عمران:۵۰

www.KitaboSunnat.com

ننے والے ہیں اس پر متفق ہیں کہ حضرت ممدوح سولی دیے گئے گو ان کے اتفاق کے نتائج مختلف ہیں یہود کا نتیجہ بموجب تعلیم توریت استثناء ۱۳ باب ۲۱ پالی ہے اور عیسائیوں کا نتیجہ کفارہ گناہ ہے خیر اس کا یہاں ذکر مناسب نہیں ہماری غرض صرف یہ ہے کہ دونوں فریق اس پر متفق ہیں کہ مسیح سولی ہی دیے گئے۔ پس ان دونوں گروہوں کے اتفاق سے یہ امر بآسانی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موت طبعی سے نہیں مرے ورنہ ممکن نہ تھا کہ دونوں گروہوں سے ان کی موت مخفی رہتی کیونکہ یہود و نصاریٰ سے زائد اور نصاریٰ یہودیوں سے بڑھ کر ان کے حالات کے متلاشی تھے۔ یہودیوں کی غرض یہ تھی کہ وہ کہیں ملیں تو ان کو موت کا مزہ چکھائیں۔''(*)

﴿مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ﴾[47]

کے تحت راعنا کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''راعنا کے دو معنی ہیں (ہم کو دیکھئے) اور (ہمارے چرواہے) یہودی دوسرے معنی مراد لیتے اور مسلمان اول سمجھتے۔''

﴿وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ......﴾[48]

کے تحت لکھتے ہیں:

''موجودہ توریت کی دوسری کتاب کے بتیسویں باب میں جو لکھا کہ حضرت ہارون نے خود ہی ان کو بچھڑا بنا کر دیا تھا یہ صریح غلط ہے۔ شان نبوت اور شرک اجتماع ضدین؟''

﴿وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى﴾[49]

کے تحت لکھتے ہیں:

بائبل کی دوسری کتاب ''خروج'' باب نمبر ۴ آیت ۶ میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ برف کی مانند سفید مبروص تھا، مبروص اس بیماری کو کہتے ہیں جس میں خون کی خرابی سے چمڑا سفید ہو جاتا ہے قرآن میں "من غیر سوء" کا لفظ بڑھا کر بائبل کے اس لفظ کی تردید یا تصحیح کر دی گئی۔

﴿فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ......﴾[50]

(*) تفسیر ثنائی ص: ۲۳
[47] النساء: ۴۶ / ص ۱۲۱
[48] الاعراف: ۱۴۸ / تفسیر ثنائی، ج: ۳، ص: ۱۳۹
[49] طٰہٰ: ۲۲ اور النمل: ۱۲ / تفسیر ثنائی، ج: ۵، ص: ۸۴
[50] القصص: ۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے تحت لکھتے ہیں:

''موجودہ بائبل میں قرآن مجید سے جہاں اور بعض مقامات میں اختلاف ہے یہاں بھی ہے...... بائبل کے بیان سے معلوم ہوا کہ دونوں اسرائیلی تھے مگر قرآن مجید میں دوسرے دن کے لڑنے والوں میں ایک کو ان دونوں (موسیٰ اور اسرائیلی) کا مشترک دشمن کہا ہے۔''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسرائیلی نہ تھا بلکہ فرعونی یعنی قبطی تھا۔ چونکہ بمقابلہ قرآن مجید کے بائبل کی تحریر عام طور پر مشتبہ ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس کا راقم معلوم نہیں کون ہے چنانچہ تورات کی پانچویں کتاب استثناء ۳۴ باب میں موسیٰ کے مرنے اور مرتے وقت تک ان کی عمر ایک سو بیس سال تک ہونے اور صحیح تندرست ہونے کا ذکر ہے پھر اس سے مدت دراز بعد یہ فقرات توراۃ میں درج ہوئے چنانچہ لکھا ہے کہ اب تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کی مانند نہیں اٹھا (۳۴ باب کی ۱۰) اس آیت کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ کو انتقال ہوئے مدت مزید گزر چکی ہے تاہم یہ فقرات توراۃ میں درج ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ تورات لکھنے والوں نے اس بات کا التزام نہیں کیا تھا کہ خاص الہامی عبارات یا واقعات موسوی ہی لکھے جائیں بلکہ انہوں نے ہر قسم کے واقعات لکھ دیے ہیں ابھی یہ تحقیق باقی ہے کہ لکھنے والا کون تھا یہی کیفیت انجیل کی ہے پھر یہ کیونکر باور ہوسکتا ہے کہ تورات اور قرآن کے اختلاف کی صورت میں تورات کا بیان مقدم سمجھا جائے پس جو کچھ قرآن مجید میں ہے وہ مقدم ہے۔'' (*)

﴿وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَ مَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾ ؎

کے تحت لکھتے ہیں۔

یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ حضرت موسیٰ کو جو کتاب ملی تھی وہ انہی احکام کا نام ہے جو آج تک بھی بائبل میں ملتے ہیں۔ استثناء ۵ باب میں بعد چند احکام بتلانے کے بعد لکھا ہے کہ یہی باتیں خداوند نے یہاں پر میرے سپرد کیں اور اس سے زیادہ نہ فرمایا پس تورات صرف انہی احکام کا نام ہے نہ کہ مجموعہ کتب خمسہ بائبل۔ (**)

قرآن میں ارشاد ہے:

﴿أَوَ لَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَ لَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ بَلَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (***)

(*) تفسیر ثنائی، ج۲، ص:۵۲ ؎ القصص:۴۴

(**) تفسیر ثنائی، ج۲، ص:۵۸ (***) الاحقاف:۳۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہودیوں اور عیسائیوں کی الہامی کتاب کی دوسری کتاب "خروج" میں مذکور ہے "چھ دن میں خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور تازہ دم ہوا (باب ۳۱ فقرہ ۱۷) تازہ دم وہ ہوتا ہے جو تھکے اور تھکنا نقصان قدرت پر مبنی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ میں کسی کا نقصان نہیں اس لیے تورات کی اس عبارت کی اصلاح اور یہودیوں عیسائیوں کی غلطی کا اظہار کرنے کو قرآن مجید کی اس آیت میں فرمایا: ﴿ وَ لَمْ يَعْىَ بِخَلْقِهِنَّ ﴾ "خدا آسمان و زمین کو پیدا کر کے تھکا نہیں"...... یہ تمہارا خیال غلط ہے۔[1]

⊕......﴿ وَ إِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَ قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ﴾(**) کے تحت لکھتے ہیں۔

"بنی اسرائیل بڑے گستاخ اور بے ادب تھے۔ موسیٰ کی مخالفت کرتے اور بیہودہ الزام لگاتے تھے۔[2]

⊕......﴿ وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا ...... ﴾(***) کے تحت لکھتے ہیں

"یہودیوں نے حضرت صدیقہ مریم پر بہتان لگایا یعنی ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناجائز مولود کہا۔ قرآن مجید میں ان کے قول کو لعنت کا موجب فرمایا چنانچہ ارشاد ہے۔ ﴿ وَ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴾ (****) (یہودیوں کے کفر کرنے اور مریم پر بہتان لگانے کی وجہ سے خدا نے ان پر لعنت کی)۔ یہودیوں کے اس فعل پر جو ناراضی چاہیے تھی خدا نے قرآن میں کی۔[3]

---

[1] تفسیر ثنائی، ج:۷، ص:۱۳۹ (**) الصف:۵

[2] تفسیر ثنائی، ج:۸، ص:۵۹ (***) التحریم:۱۲

(****) النساء:۱۵۶ [3] تفسیر ثنائی، ج:۸، ص:۸۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل اوّل

یہودیت تفسیر حقانی کی روشنی میں

مولانا لکھتے ہیں:

چار فریق جن کا رد اور دفع شبہات قرآن مجید نے کیا ہے ان کا ذکر کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں۔

فریق دوم کہ جس سے مناظرہ واقع ہوا یہود ہے یہود میں بیشمار خرابیاں شائع ہوگئی تھیں جن کی اصلاح بنی اسرائیل کے نبیوں سے بھی نہ ہو سکی کیونکہ سب سے اخیر انبیاء بنی اسرائیل میں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہیں انہوں نے جس قدر اصلاح چاہی بیان سے باہر ہے مگر اس سخت قوم پر (کہ جس کے ہاتھ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی عاجز آ گئے حالانکہ دن بھر میں بہت سے خوارق و معجزات ان سے دیکھتے تھے) چنداں اثر نہ ہوا[42]

☆ اہل کتاب بالخصوص پادریوں نے اس تورات و انجیل موجودہ کے اصل تورات و انجیل ہونے پر چند ادلہ بیان کئے ہیں جو کہ محض وہم پرمبنی ہیں ان کے دلائل اور پھر ان کے جواب ذکر کرتا ہوں۔

(۱) قرآن مجید میں متعدد جگہ تورات و انجیل پر اہل کتاب کو عمل کرنے کی ترغیب دی اور ان کے محامد بیان فرمائے ہیں اور ان پر ایمان لانے اور ادب کرنے کی ترغیب دی اگر اس وقت یہ کتابیں موجود نہ ہوتیں تو عمل اور ایمان کس پر لاتے......اس کے جواب میں مفسر حقانی لکھتے ہیں:

یہود اس مجموعہ کو تورات کہا کرتے تھے اور اب تک کہتے ہیں اور اس میں اصلی تورات کے احکام بھی موجود ہیں پس قرآن میں ان کو ان احکام پر عمل نہ کرنے میں الزام دینا مقصود تھا اس لئے اس مجموعہ کو اس لفظ سے تعبیر کرنا پڑا کہ جو ان کے نزدیک مشہور تھا اور اگر کچھ اور کہتے تو وہ ہرگز نہ سمجھتے ..... [43]

سورۃ البقرہ کے شان نزول میں لکھتے ہیں:

"جب مکہ اور اس کے گرد ونواح میں دین اسلام کی روشنی پھیلی تو وہاں کے بت پرستوں کے زور و ظلم سے نبی ﷺ اور صحابہ حکمت الٰہی کے موافق مدینہ میں (کہ جو مکہ سے شمال کی طرف چودہ

[42] دیکھیے تفسیر حقانی ص: ۲۹، ۲۸

[43] مقدمہ: ۱۱۹ ف: ۳۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منزل کے فاصلہ پر ہے) تشریف لائے اس شہر میں اور اس کے اطراف میں عرصہ دراز سے اہل کتاب رہتے تھے اور اس وقت عیسائیوں اور یہود کے تعصبات اور گمراہیوں اور توہمات و خیالات مشائخ کی بے جا پابندیوں نے اس ذرا سے نور کو بھی جو مدت سے ٹمٹما رہا تھا بجھا دیا تھا۔ ایسی حالت میں جو یکا یک ان پر آفتاب اسلام نے طلوع کیا اور نبی ﷺ کی وہ باتیں کہ جو روح کو زندہ کرنے والی ہیں ان کے کان میں پڑیں تو باستثناء چند دیندار اکثر کو پابند رسول و تعصب بے جا نے باوجود دل میں مقر ہونے کے اسلام اور قرآن کے مقابلہ پر آمادہ کیا جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے مقابلہ پر آمادہ کیا تھا۔ یہ فریق علم و دانش میں وہاں کے عربوں کے نزدیک مسلم تھا اس لئے ان کی نکتہ چینیوں پر وہ زیادہ کان رکھنے لگے اور چراغ اسلام کو بجھانے میں جہال عرب کو ان یہود و نصاریٰ سے ایک مدد مل گئی اور دو فریق مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔''[54]

⊛......﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ﴾[55] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''تورات نے تو بنی اسرائیل پر بہت ہی کم اثر کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چند روز غائب ہوتے ہی بقول اہل کتاب بنی اسرائیل کے مشائخ تو مشائخ بقول یہود خود حضرت ہارون علیہ السلام نے جو خدا کے خیمے کے امام تھے بچھڑا بنا کر پوجا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دم اخیر تک کیسی کیسی سرکشیاں بنی اسرائیل کرتے رہے۔''[56]

⊛......﴿وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ﴾[57] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اسی طرح جس کو تورات کہتے ہیں اس کے ابھی صدہا مقامات سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صدہا برس بعد کسی نے تاریخ کے طور پر جمع کی ہے۔''[58]

⊛......﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾[59] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''تورات سفر خروج کے ۳۱ باب ۱۷ درس میں یہ بھی ہے اس لئے چھ دن میں خداوند نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور تازہ دم ہوا اور یہ ساتواں روز ہفتہ کا دن ہے کہ جس کو یہود ''سبت'' کہتے ہیں لیکن آرام کرنا طلبی کا سبب ہے اس لئے کہ وہ فرماتا ہے ﴿وَمَا مَسَّنَا

[54] ایضاً ۵۸/۲ — [55] البقرۃ:۲
[56] ایضاً ۷۳/۲ — [57] البقرۃ:۴
[58] ایضاً ۷۷/۲ — [59] البقرۃ:۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِن لُّغُوبٍ ﴾ کہ ہم پیدا کرنے میں کچھ بھی تھکے نہیں۔"[20]

⊛......﴿ وَ اٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ ﴾[21] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"﴿مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ﴾ سے یہ مراد نہیں کہ یہود کے جمیع عقائد اور کل کتابوں کی تصدیق قرآن مجید کرتا ہے بلکہ اصول مذہب اور مضامین کتب الہیہ کے کہ جن کو اپنی کتابوں میں مخلوط کر رکھا تھا اور اس مجموعہ کو وہ تورات کہتے تھے۔ یہاں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نزول قرآن کے وقت ان کے پاس بلاکم وکاست حضرت موسیٰ کی تورات تھی بلکہ ایک مجموعہ کو جس کو علماء یہود نے مرتب کیا تھا جس کو وہ اپنی اصطلاح میں تورات کہتے تھے۔"[22]

اس آیت کے تحت مزید لکھتے ہیں:

"چونکہ مقصود یہ تھا کہ بنی اسرائیل کو قرآن پر ایمان لانے کا حکم کیا جاوے اور بنی اسرائیل کو نہایت شاق تھا کہ وہ غیر خاندان کے نبی پر ایمان لائیں ......اس لئے اول تو بنی اسرائیل کو اپنی نعمتیں یاد دلا کر نرم کیا...... پس ان تمہیوں کے بعد مقصد اصلی ﴿اٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتُ﴾ کو ادا کیا۔"[23]

⊛......﴿اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ......﴾[24] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس کا شان نزول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں منقول ہے کہ علماء یہود اپنے اقارب سے جو مسلمان ہو گئے تھے یہ کہتے تھے کہ اسی دین پر قائم رہو کیونکہ یہ حق ہے اور از خود اسلام میں داخل نہ ہوتے تھے۔"[25]

⊛......﴿ يٰبَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ ﴾[26] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"بنی اسرائیل کو اپنے اہل علم اور انبیاء زادے ہونے کی وجہ سے دو چند غرور اور تعصب تھا اس لئے خدا تعالیٰ اپنی نعمتوں کو اور ان واقعات کو کہ جن میں ان پر وقتاً فوقتاً انعام الٰہی ہوئے یکے بعد دیگرے بیان فرماتا ہے۔"[27]

☆ نوٹ: جلد ۲ ص ۱۴۲۔۱۴۹ تک تاریخ بنی اسرائیل بیان کی ہے۔

⊛......﴿ وَ اِذۡ وٰعَدۡنَا مُوۡسٰٓى اَرۡبَعِيۡنَ لَيۡلَةً ثُمَّ اتَّخَذۡتُمُ الۡعِجۡلَ ﴾[28] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

---

20 ایضاً ۱۲۷/۲
21 البقرۃ:۴۱
22 ایضاً ۱۳۱/۲
23 ۱۳۱،۱۳۲/۲ (تفسیر حقانی)
24 البقرۃ:۴۴
25 ایضاً ۱۳۳/۲
26 البقرۃ:۴۷
27 ایضاً ۱۳۵/۲
28 البقرۃ:۵۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ان آیتوں میں خدا تعالیٰ اپنا چوتھا انعام یاد دلاتا ہے کہ جو دریائے قلزم کے پار اترنے کے بعد ظہور میں آیا کیونکہ خدا نے موسیٰ کو کوہ طور پر انعام عنایت کے لئے بلایا اور چالیس رات وہاں ان کو ٹھہرنا پڑا مگر بجائے شکر گزاری کے بنی اسرائیل نے بعد میں ایک بچھڑا سامری کا ڈھلا ہوا بجائے حقیقی خدا کے اپنا خدا بنا لیا اس کی سزا میں سب ہلاک کئے جاتے تو کوئی بڑی بات نہ تھی مگر اس پر بھی خدا نے ان کو معافی دی۔"[69]

⊛......﴿ وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ ...... ﴾[70] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"جب یوشع بن نون کے عہد میں بنی اسرائیل نے یہ ملک اور یہ شہر فتح کئے تو بجائے تواضع اور استغفار کے سرکش اور بدکار بن گئے اور طرح طرح کی بدکاری اور بت پرستی کرنے لگے۔ خدا نے ان پر آسمانی بلا نازل کی کہ وبا سے ہزاروں ہلاک ہوئے اپنے افعال بد کا نتیجہ پایا۔"[71]

⊛......﴿ وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ...... ﴾[72] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس بڑی آیت میں اِذْ قُلْتُمْ سے لے کر مَا سَاَلْتُمْ تک یہود پر اپنا دسواں انعام جتلا کر آخر آیت تک ان پر کی، اور ان کی بدکاری و ظلم پر سرزنش فرماتا اور ان کے افعال کا بد نتیجہ بتلاتا ہے۔" [73]

مزید لکھتے ہیں:

" ان دس احکام بعد جو احکام عشرہ کی تعداد ہے خدائے تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل پر جو سرزنش ہوئی......اس کو بیان فرماتا ہے ﴿ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ﴾ بنی اسرائیل پر ذلت و خواری ڈالی گئی۔ ایسی خسیس طبائع، نفس پرست عاقبت نا اندیش اسی کے مستحق ہوا کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی ذلت طبیعت کی دنائت شکم پروری اور شہرت پرستی نے ان کو ہمیشہ کیلئے ذلیل و خوار کر دیا اس وقت سے اب تک خوار ہیں اور خوار ہی رہیں گے۔"[74]

⊛......﴿ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ...... ﴾[75] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہ گیارہواں انعام ہے جس کا کسی قدر ذکر قانون ہدایت میں بیان فرمانے کے بعد یہ بھی بیان فرماتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل تم پر یہاں تک عنایت کی تھی کہ جس طرح مریض کو شفیق حکیم

---

[69] تفسیر حقانی ۱۶۵/۲
[70] البقرة: ۵۸،۵۹
[71] ایضاً ۱۶۹/۲
[72] البقرة: ۶۱
[73] ایضاً ۱۷۰/۲
[74] ۱۷۱/۲ وتفسیر حقانی
[75] البقرة: ۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبردستی دوا پلاتا ہے اسی طرح ہم نے تم سے کیا تم میں از خود قانونِ ہدایت لینے کی تو صلاحیت تھی نہیں ہم نے تم کو زبردستی سے اس عہد الٰہی پر تم کو کوہ طور اٹھا کر اس کے لینے اور یاد کرنے پر مامور کیا مگر باوجود اس کے تم نے اس کو بھی توڑ دیا۔''[76]

۵..... ﴿ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ ﴾[77] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''جب خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کو اپنے انعام یاد دلا چکا تو اس کے بعد جو کچھ نافرمانی اور انعام پر ناشکری کرنے سے برے نتیجے پیدا ہوتے ہیں وہ یاد دلاتا ہے تا کہ لوگوں کو عبرت و نصیحت ہو۔''[78]

۶..... ﴿ وَ إِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ﴾[79] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یہ نقض عہد، عدول حکمی اور سرکشی کا دوسرا نتیجہ بیان ہوتا ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ بار بار انعام اور سرکشیوں پر درگزر کرکے اور عہد موثق کرنے کے بعد بنی اسرائیل خود موسیٰ علیہ السلام سے ایسی ایسی سرتابیاں اور معمولی حکم میں نکتہ چینیاں کر کے خود مشقت میں پڑتے تھے۔''[80]

مزید لکھتے ہیں:

''اور یہ بھی اس میں اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل اولاد ابراہیم ہونے کا دعویٰ کر کے زبردستی جنت اور نجات کے وارث بنتے ہیں اور ان کے بزرگوں کی یہ حالت تھی کہ نبی کے فرمانے سے ایک بیل بھی بمشکل ذبح کیا اور وہ خود ایسے فرمانبردار تھے کہ خواب میں اشارہ پا کر بیٹے کی قربانی پر آمادہ ہو گئے۔ پھر جب بزرگوں کی پیروی نہیں و بزرگ زادہ ہونے سے کیا فائدہ؟''

مزید لکھتے ہیں:

''بیل کے ذبح کرنے میں ایک تو یہی حکمت پوشیدہ تھی اور دوسرے یہ کہ بنی اسرائیل اس کی پرستش کرتے تھے اس لئے اس کی قربانی سے ان کے دلوں میں اس جانور کی عظمت کا دور کرنا بھی مقصود تھا۔''[81]

۷..... ﴿ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ﴾[82] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کو فرماتا ہے کہ ان واقعات اور عجائبات قدرت کے دیکھنے کے بعد تم کو

---

[76] تفسیر حقانی ۲/۱۶۳
[77] البقرۃ:۶۵،۶۶
[78] ایضاً ۲/۱۶۳
[79] البقرۃ:۶۷-۷۱
[80] ایضاً ۲/۱۶۵
[81] ۲/۱۶۶، تفسیر حقانی
[82] البقرۃ:۷۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مساواتی (سختی) ہو گئی اور چکنے گھڑی کی طرح ہو گئے اور گناہ کرتے کرتے تمہارے دل پتھر کی طرح سخت ہو گئے.....''

''اگر یہ لوگ خاتم النبیین ﷺ کو نہ مانیں یا ان کے معجزات اور پراثر وعظ پر قہقہہ اڑائیں تو ان سے کچھ تعجب نہیں۔ اس سے کوئی عرب یا اور قوم یہ نہ سمجھے کہ نبی علیہ السلام کی نبوت اور فیض ہدایت کا قصور ہے بلکہ اس کی استعداد میں فتور ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کسی یہود کی سخت دلی کی مذمت فرمائی اور ان کو سانپوں کے بچے کہا۔'' [۸۳]

(۴)......﴿ أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ...... ﴾[۸۴] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''خدا تعالیٰ مسلمانوں کو تسلی دیتا ہے کہ تم ان یہودیوں سے کیا امید رکھتے ہو کہ وہ دین اسلام قبول کریں گے ان سے یہ امید نہ رکھو کس لئے کہ وہ شریر قوم ہے کہ جس میں ایسے لوگ بھی تھے کہ جو کلام خدا سن کر اور خوب سمجھ کر پھر اپنی خواہش نفسانی سے بدل ڈالتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ یہ فعل سخت گناہ ہے۔''[۸۵]

(۵)...﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ ﴾[۸۶] کی تفسیر میں لکھتے ہیں

''تاریخ بنی اسرائیل میں معلوم ہوا ہوگا کہ بنی اسرائیل کے بارہ فرقوں میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد کیسا اختلاف ہوا اور باہم کیا کیا خونریزیاں ہوئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی حکومت برباد ہو گئی لوگوں کے ہاتھوں میں ذلیل رعایا بن کر رہتے ہیں• مدینہ کے قریب جو یہود کے دو گروہ بنی نضیر و بنی قریظہ رہتے تھے وہ بھی آپس میں اپنے اپنے حلیفوں اور انصار مدینہ کی دو قوموں بنی اوس اور بنی خزرج کے ساتھ ہو کر لڑتے تھے ان انصاری قبیلوں میں سو برس سے شعلہ جنگ مشتعل تھا باہم لڑا کرتے تھے یہ شعلہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں آ کر بجھا دیا اور سب کو برادر دینی بنا دیا مدینہ کے یہود آخر اپنی نالائق حرکات سے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ جلا وطن کئے گئے اس سے زیادہ اور کیا دنیا کی رسوائی ہوگی۔''[۸۷]

(۶)...﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ ﴾[۸۸] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی اس سے ثابت ہوا کہ اب جو کتاب اہل کتاب میں نام نہاد توریت

۸۳۔ ۱۶۸/۲ (تفسیر حقانی)
۸۴۔ البقرۃ: ۷۵
۸۵۔ ۱۶۹/۲ ایضاً
۸۶۔ البقرۃ: ۸۴-۸۶
۸۷۔ ۱۸۳/۲ ایضاً
۸۸۔ البقرۃ: ۸۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے جس کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی اور شخص نے موسیٰ کی تاریخ میں لکھی ہے اصل توریت نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل جو انبیاء کو قتل کیا کرتے تھے انہوں نے توریت کو بھی قتل کر دیا۔"[۸۹]

(۲) ..... ﴿وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ﴾[۹۰] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کے عہد کے یہود قرآن مجید اور نبوت نبی ﷺ قبول نہ کرنے کا یہ سبب بیان کرتے تھے کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں یعنی وہ جو کچھ ہم کو اپنے بزرگوں سے پہنچا ہے اسی پر ہم مستحکم ہیں نئی بات قبول نہیں کر سکتے۔ یہ ایک محاورہ ہے نئی بات قبول نہ کرنے کی بابت یعنی ہم جس بات پر ہیں بڑے پکے ہیں اپنی خوب بیان کرتے ہیں حالانکہ حق کی روشنی قبول نہ کرنا کوئی خوبی اور استحکام نہیں بلکہ دلوں میں زنگ اور آلودگی اس قدر ہے کہ ان پر انوار ہدایت کا اثر نمایاں نہیں ہوتا جس طرح زنگ آلود آئینہ پر نور آفتاب نہیں نمایاں ہوتا۔"[۹۱]

(۳) ..... ﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ﴾[۹۲] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اب یہاں یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ تمہارا دعویٰ ﴿قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا﴾ بھی صریح غلط ہے اول تو تم نے خود موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کیا اور انبیاء کو قتل کیا، دوم جس کتاب کو تم اپنا ایمان کہتے ہو اس کو بھی تو تم نے نہ مانا حالانکہ جب وہ تم کو دی گئی تھی تو اس وقت کوہ طور کو تم پر بلند کیا تھا اور تم نے یہ جان لیا تھا کہ اگر اب اس کو نہیں مان لیتے ہیں تو ہم پر پہاڑ آ پڑتا ہے۔ اس وقت بھی تمہارا یہ حال ہوا کہ زبان سے تو تم نے "سمعنا" کہا یعنی مان لیا اور دل میں "عصينا" یعنی نہیں مانا۔ اس کا باعث یہ تھا کہ باوجود معجزات و کرامات بیشمار دیکھنے کے تم نے بچھڑا بنا کر پوجا وہ خباثت تمہارے دلوں میں اس طرح رچ گئی تھی کہ جس طرح زمین پانی کو پی لیتی ہے پھر حسب استعداد نباتات اگاتی ہے اسی طرح تمہارے دل کی زمین میں خدا کی نافرمانی اور انبیاء کا قتل کرنا اور دل میں "عصينا" کہنا اور خدا کی منزل کتابوں کا انکار کرنا اور نبی آخر الزماں اور قرآن کو حق جان کر معاندانہ انکار کرنا اور خدا کی عبادت و صلہ رحمی کو توڑنا وغیرہ وغیرہ خبیث اور ناپاک خاردار اور بد زہر جڑی بوٹیاں اگتی ہیں جن کا کڑوا پھل تم کو دنیا اور آخرت میں اٹھانا پڑے گا۔"[۹۳]

۸۹۔ تفسیر حقانی، ۱۸۳/۲ — ۹۰۔ البقرہ: ۸۸
۹۱۔ ایضاً ۱۸۵/۲ — ۹۲۔ البقرہ: ۹۳
۹۳۔ ایضاً ۱۸۷/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) …﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ﴾[۹۴] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"جب سلیمان علیہ السلام کا عہد خروج سلطنت آیا تو یہود ان کو نبی تو جانتے نہ تھے اپنے اس فن کے رواج دینے کے لئے ان لوگوں نے یہ مشہور کیا کہ سلیمان علیہ السلام کی دولت وحشمت کا باعث یہی علم ہے۔"[۹۵]

(۳) …﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا﴾[۹۶] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہود اور عیسائی نسخ کے مطلقاً منکر ہیں اور یہ انکار صرف اس لئے ہے کہ قرآن مجید کا حکم نہ ماننا پڑے اور دین اسلام پر اعتراض کی گنجائش رہے مگر ان کا یہ انکار بالکل بے جا ہے اس لئے کہ تورات میں اہبت سے احکام ایسے ہیں کہ جن میں نسخ پایا جاتا ہے۔"[۹۷]

(۴) …﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ﴾[۹۸] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"الغرض یہود کے نزدیک نصاریٰ کا مذہب باطل اور نصاریٰ کے نزدیک یہود کا مذہب غلط۔ دونوں سچے۔ ﴿إذا تعارضا تساقطا﴾ یا دونوں غلط اور باطل۔"[۹۹]

(۵) …﴿اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ﴾[۱۰۰] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"پہلی آیت میں ذکر تھا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہما السلام نے اس وقت پر قائم رہنے کی وصیت کی تھی اس پر یہود نے یہ کہا کہ ہرگز یعقوب نے یہ وصیت نہ کی تھی بلکہ یہودیت پر قائم رہنے کی وصیت کی تھی اس پر خدا تعالیٰ ان سے بطور توبیخ کے پوچھتا ہے کہ تم یہ جھوٹا دعویٰ کرتے ہو کیا وصیت کے وقت کہ موت کا قریب زمانہ ہوتا ہے تم حاضر تھے۔"[۱۰۱]

(۶) …﴿وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا﴾[۱۰۲] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"پہلے انبیاء کا طریق چھوڑ کر یہود ونصاریٰ نے نیا مذہب بنا رکھا تھا۔ اس پر ان کو بڑا ناز تھا اسی کو نجات کا راستہ جان کر یہودی کہتے تھے کہ قدیم مذہب ہمارا ہے۔ اس کے بغیر ہدایت ممکن نہیں اسی طرح عیسائی کہتے تھے نجات ہمارے مذہب بغیر ممکن نہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے جواب میں تعلیم

۹۴۔ البقرۃ:۱۰۲
۹۵۔ تفسیر حقانی ۱۹۲/۲
۹۶۔ البقرۃ:۱۰۶
۹۷۔ ایضاً ۱۹۳/۲
۹۸۔ البقرۃ:۱۱۳
۹۹۔ ایضاً ۱۹۹/۲
۱۰۰۔ البقرۃ:۱۳۳
۱۰۱۔ ایضاً ۲۲۱/۲
۱۰۲۔ البقرۃ:۱۳۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے کہ ان بزرگوں میں سب کے پیش رو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں کہ وہ بلکہ ہم خالص ملت ابراہیم پر ہیں۔"[104]

(۲)......﴿أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرٰهِيمَ وَ إِسْمٰعِيلَ﴾[105] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اگر وہ اپنے دعویٰ کی دلیل سے عاجز ہو کر یہ کہیں کہ اس لئے یہودیت یا عیسائیت پر مدار نجات ہے کہ ابراہیم و اسماعیل و اسحق و یعقوب و اسباط بزرگان دین یہودی یا عیسائی تھے تو یہ بھی غلط ہے۔ صدیا ہزار یا سال کی وہ جانتے ہیں یا خدا خوب جانتا ہے حالانکہ وہی خوب جانتا ہے بلکہ یہ لوگ خود بھی واقف ہیں کہ ان بزرگوں سے صدیا ہزارہا سال بعد یہ مذہب قرار پائے بھلا ان بزرگوں کے عہد میں سبت وغیرہ رسوم اور عقیدہ تجسم و تشکل الٰہی کا جو مذہب یہود میں ہے کہاں تھا۔"[106]

(۳)......﴿سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا﴾[107] کی تفسیر میں تبدیلی قبلہ پر طعن کرنے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ طعن یہود مدینہ اور منافقین اور مشرکین عرب کی طرف سے ہوا تھا یہود نے تو اس بناء پر کیا کہ خدا اپنے احکام کو کیوں منسوخ کرتا ہے کیا اس کو پیشتر مصلحت معلوم نہ تھی بعد میں سوجھی خدا ایسا نہیں کر سکتا اور نیز ان کو یہ امر ناگوار گزرا کہ باوجود اتباع سلسلہ انبیاء کے یہ نبی عربی اس کعبہ انبیاء کو چھوڑ کر جاہلوں کے کعبہ کی طرف منہ کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ نبی نہیں جس کی تورات میں موسیٰ نے خبر دی ہے۔"[108]

(۴)......﴿وَ لَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ آيَةٍ ......﴾[109] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"ان کی باہم بھی یہاں تک ضد و کد ہے کہ ایک دوسرے کے قبلہ کو نہیں تسلیم کرتے حضرت مسیح علیہ السلام نے سینکڑوں معجزے دکھائے مگر یہود نے ان کو نہ مانا۔"[110]

(۵)......﴿وَ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾[111] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"مدینہ کے بعض بیوقوف یہود بھی عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔"[112]

۱۰۳۔ البقرۃ: ۱۳۰
۱۰۴۔ تفسیر حقانی ۱/ ۲۲۲
۱۰۵۔ البقرۃ: ۱۴۰
۱۰۶۔ ایضاً ۱/ ۲۲۷
۱۰۷۔ البقرۃ: ۱۴۲
۱۰۸۔ ایضاً ۲/ ۲
۱۰۹۔ البقرۃ: ۱۴۵
۱۱۰۔ ایضاً ۲/ ۷
۱۱۱۔ البقرۃ: ۱۶۳
۱۱۲۔ ایضاً ۲/ ۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲)... ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ﴾[۱۱۲] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''مدینہ کے یہود جانوروں کی حلت وحرمت اور ان کے کھانے یا نہ کھانے میں بڑی پرہیز گاری جتلایا کرتے تھے حالانکہ خود ایسے حرام کھانے میں بڑے مشاق تھے کہ جو کسی مخمصہ میں بھی مباح نہیں وہ یہ کہ احکام الٰہی کو چھپاتے اور کچھ روپیہ پیسہ لے کر سائل کے حسب مرضی فتویٰ دے دیتے تھے۔''[۱۱۳]

(۳)... ﴿لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ﴾[۱۱۴] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''عیسائیوں اور یہودیوں میں صرف رسوم کی پابندی رہ گئی تھی اصول حسنات چھوڑ بیٹھے تھے''[۱۱۵]

(۴)... ﴿وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا﴾[۱۱۶] کی تفسیر میں جہاد پر مخالفین کے اعتراضات کا جواب اور جہاد کے مواضع ذکر کرنے کے بعد حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''اور جو ناانصاف یہود و نصاریٰ اب بھی اعتراض سے باز نہ آئیں اور طعنہ طور سے کہیں کہ ''قرآن نے ریلجس لبرٹی اور کانشیس نس (Religious Liberty and conciousness) کا ستیاناس کر دیا اور مذہبی آزادی کو باقی نہ رکھا اور انسانی حقوق کے لئے کیوں تلوار اٹھائی اور کیوں کافروں پر قہر وغضب ظاہر کیا'' تو اس سے پیشتر وہ بائبل اور اپنے دینی پیشواؤں پر بھی اعتراض جما دیں کہ جنہوں نے مذہبی جنگ قائم کی اور جنہوں نے کفار سے عہد باندھنے کی بھی سخت ممانعت کر دی۔''[۱۱۷]

(۵)... ﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ﴾[۱۱۸] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''مخالفین اسلام یہود اور عیسائی اور ہندو حج کے بارہ میں اعتراض کیا کرتے تھے کہ یہ عرب کے جاہلوں کا میلہ ہے جو بغرض تجارت قائم ہوا تھا۔''

پھر ان کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اہل کتاب کہ جو تورات کو مانتے ہیں ان کے لئے تو یہ اعتراض کرنا شیشہ کے گھر میں بیٹھ کر مخالف پر پتھر پھینکنا ہے کیونکہ بائبل بالخصوص تورات سفر احبار میں متعدد مقامات پر بنی اسرائیل

---

[۱۱۲] البقرہ:۱۷۴
[۱۱۳] تفسیر حقانی ۲/۲۲
[۱۱۴] البقرہ:۱۷۷
[۱۱۵] ایضاً ۲/۳۳
[۱۱۶] البقرہ:
[۱۱۷] ایضاً ۲/۳۸
[۱۱۸] البقرہ:۱۹۷

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

کے لئے خدا نے موسیٰ کی معرفت وہ احکام فرض کیے کہ جو بظاہر عقل میں نہیں آتے بلکہ صریح فضول معلوم ہوتے ہیں۔ پھر اس کی مثالیں ذکر کی ہیں۔"[119]

(۲)...... ﴿وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ﴾[120] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہودیوں میں دستور تھا کہ وہ حیض والی کو جدا مکان میں رکھتے تھے نہ اس کے ہاتھ کا پکا کھانا کھاتے تھے نہ کسی چیز کو ہاتھ لگانے دیتے تھے۔"[121]

(۳) ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ﴾[122] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"شریعت نے نہ یہود کی طرح افراط کو دخل دیا کہ خواہ مخواہ بھی ذرا سی بات پر طلاق دینے کی اجازت دی ہو...... اور نہ عیسائیوں کی طرح تفریط کو کام فرمایا کہ عورت کیا ہوئی بلائے جان ہو گئی کچھ ہی کرے بغیر زنا کے اور کسی سبب سے طلاق ہی نہ دے سکے جس کے بُرے نتائج مشاہدہ میں رات دن آتے رہتے ہیں۔"[123]

(۴) ﴿لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ﴾[124] کی تفسیر کرتے ہوئے اسے خاص اہل اسلام قرار دیتے ہیں اور یہود کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں۔"[125]

(۵)...... ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾[126] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"تمام انبیاء اور ہر بنی آدم کا فطرتی مذہب یہی ہے حضرت محمد ﷺ اس کے مجدد ہیں نہ موجد اور اب جو یہود اور نصاریٰ اور دیگر مذاہب اختلاف کرتے ہیں تو یہ سب دلائل حقہ سے اعتراض کر کے محض ضد اور نفسانیت سے کرتے ہیں۔"[127]

(۶)...... ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ﴾[128] کی تفسیر میں اہل کتاب اعتراض عن الکتاب کی مثال ذکر کرتے ہوئے زنا کی حد رجم سے ان کے فرار کا ذکر کرتے ہیں۔[129]

---

[119] ۲۵/۲ (تفسیر حقانی)
[120] البقرہ:۲۲۲
[121] ۲۵/۲ (ایضاً)
[122] البقرہ:۲۳۰
[123] ۹۰/۲ (ایضاً)
[124] البقرہ:۲۸۵
[125] ۹۰/۲ (ایضاً)
[126] آل عمران:۱۹
[127] ۱۰۳/۲ (ایضاً)
[128] آل عمران:۲۳
[129] ۱۰۳/۲ (ایضاً)

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) ﴿تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ﴾ [۱۳۰] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''جیسا کہ عرب بالخصوص خاندان قریش خصوصاً بنی ہاشم سے کیسے لوگ پیدا کئے کہ جنہوں نے ملک عرب بلکہ روئے زمین کو دوبارہ زندگی بخشی اور زندہ خاندانوں سے یہود اور نصاری پیدا ہوئے جن میں حیات ابدی کا کچھ اثر نہیں۔'' [۱۳۱]

(۲) ﴿فَلَمَّا اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْكُفْرَ﴾ [۱۳۲] کی تفسیر میں یہود کی عیسیٰ علیہ السلام سے عداوت بڑی تفصیل سے ذکر کی ہے لکھتے ہیں:

''بہت کچھ یہود کی بداتاليوں اور ناشائستگیوں کی اصلاح کرنی چاہی مگر اس قوم کی حسن باطنی جاتی رہی تھی۔'' [۱۳۳]

(۲) ﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ﴾ [۱۳۴] کی تفسیر میں یہود کا عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا مکمل منصوبہ لکھا ہے اور انکی ناکامی کی تفصیل لکھی ہے اور ان پر ذلت و رسوائی مسلط ہونے کے واقعات نقل کئے ہیں۔ [۱۳۵]

(۲) ﴿وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ یُّؤَدِّهٖۤ اِلَیْكَ ...﴾ [۱۳۶] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''چونکہ یہود کا ستارہ اقبال غروب ہو چکا تھا اکثر ان میں ایسی ایسی خباثتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد سے پہلے ہی سے پیدا ہو چکی تھیں حادثہ پر حادثہ پیش آتا تھا مگر وہ خواب خرگوش سے بیدار نہ ہوتے تھے بلکہ اپنی اسی ذلیل حالت اور بدمعاشیوں میں مست تھے۔'' [۱۳۷]

(۲) ﴿وَ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ [۱۳۸] کی تفسیر میں تحریف کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہود کے اقبال بلکہ دین کی عمر طبعی ہو چکی تھی اس لئے ان میں ایسی ایسی باتیں مروج ہو گئی تھیں اور یہ بات صدہا سال سے ان میں تھے ان کے علماء دنیاوی طمع سے ہر ایک قسم کی تحریف اور تاویلات فاسدہ کرتے تھے چنانچہ جن مقامات تورات میں اب تک حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کی خبریں پائی جاتی ہیں ان کے عجیب و غریب معانی لگا کر ان دونوں رسولوں کا انکار

۱۳۰۔ آل عمران: ۲۷

۱۳۱۔ تفسیر حقانی ۳/۱۰۶

۱۳۲۔ آل عمران: ۵۲

۱۳۳۔ ایضاً ۳/۸۲

۱۳۴۔ آل عمران: ۵۵

۱۳۵۔ ایضاً ۳/۱۱۵۔۱۱۷

۱۳۶۔ آل عمران: ۷۵

۱۳۷۔ ایضاً ۳/۱۲۱

۱۳۸۔ النساء: ۴۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اور جس کتاب میں بھی انہوں نے ایسا کیا کہ عہد عتیق کے کسی نسخہ کا بھی اعتبار منصف مزاج کے نزدیک نہیں رہا۔

پھر تحریف کی مثالیں ذکر کی ہیں جس میں سے ایک درج ہے۔

انجیل متی کے ۲۷ باب ۳۵ درس میں یہ فقرہ کہ "مسیح کو سولی دی اور اس کے کپڑوں پر چٹی ڈال کر ان کو بانٹ لیا تا کہ نبی کا کہا پورا ہو" الحاقی ہے کریسباخ نے بھی اس کا اقرار کیا ہے اور ہارن نے اپنے تفسیر کے صفحہ ۳۳۰-۳۳۱ جلد ثانی میں دلائل سے اس کا الحاقی ہونا بیان کیا ہے مگر اب تک یہ فقرہ انجیل میں موجود ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر حقانی۔[139]

(۴)...... ﴿وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا﴾[140] کی تفسیر میں دو قول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

دوسرا قول یہ ہے کہ ضمیر موتہ کی حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ حضرت مسیح کی موت سے پہلے ان پر ہر اہل کتاب ایمان لاوے گا اور اس میں اشارہ کہ یہود جو کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو مار ڈالا، وہ جھوٹے تھے۔ سو یہ ان کا قول غلط ہے وہ ہمارے پاس زندہ ہیں ان پر ان کے مرنے سے پہلے جبکہ وہ آسمان سے اتریں گے یہ سب ایمان لائیں گے۔[141]

(۵)...... ﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ﴾[142] کی تفسیر میں یہود کے ظلم کی داستان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ظلم اور خون ریزی یہود میں بہت کچھ تھی آج یہوداکے قبیلہ نے بنیامین کے قبیلہ پر چڑھائی کر کے ہزاروں کو تہ تیغ کر دیا کل دوسرے قبیلہ نے اور کو ایسا ہی برباد کر دیا اور بیگانوں اور غیر قوموں کی تو ان کے نزدیک جان اور مال مباح تھے۔ حضرت کے زمانہ میں بنی نضیر اور بنی قریظہ جو یہود کے دو قبیلے مدینہ کے پاس رہتے تھے نہایت سفاکی کرتے تھے اور دین حق سے سرکشی کا ان کا کچھ ٹھکانہ ہی نہ تھا۔[143]

(۶)...... ﴿وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ﴾[144] کے تحت یہود کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[139] ۳/۱۹۱-۱۹۲ (تفسیر حقانی)
[140] النساء:۱۵۹
[141] ۳/۲۲۵ ایضاً
[142] النساء:۱۶۰
[143] ۳/۲۳۵-۲۳۶ ایضاً
[144] النساء:۱۶۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہود اس بات پر غرہ نہ کریں کہ ہمارے ہی خاندان میں خدا نے انبیاء بھیجے ہیں اور انہیں کے گھرانہ پر خدا کی ہمیشہ نظر رحمت ہی رہی ہے جس لئے وہ آنحضرتؐ کی نبوت سے انحراف کرتے ہیں بلکہ ﴿وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ﴾ کہ کوئی ایسا گروہ نہیں اور کوئی ایسی قوم نہیں کہ جس میں کوئی نہ کوئی خدا کی طرف سے ڈر سنانے والا نہ آیا ہو''۱۴۵

(۲) ﴿اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ......﴾۱۴۶ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اس میں یہود کا بھی رد ہے کہ وہ ان کو خدا کا رسول نہیں سمجھتے تھے بلکہ معاذ اللہ جھوٹا اور جادوگر کہتے تھے''۱۴۷

(۳) ﴿وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ ......﴾۱۴۸ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''پہلی آیتوں میں یہود و نصاریٰ کی عہد شکنی کا بیان تھا جس سبب سے ان پر بلائیں نازل ہوئیں یہاں یہ بات ظاہر کی جاتی ہے کہ جس قوم پر سے خدا کا سایہ اٹھ جاتا ہے تو اس کی عقل میں بھی فتور آ جاتا ہے وہ نقصان کی صورتوں میں نفع ڈھونڈتی ہے وہ نافرمانی اور سرکشی کرتے ہیں جس کا بدلہ سخت عذاب ہے وہ نہ صرف اپنے آپ کو انعام کا ہی مستحق سمجھتی ہے بلکہ وہ خدا کے بیٹے اور محب ہونے کی بھی مدعی ہو جاتی ہے جس کے سبب غرور میں آ کر خدا کے احکام اور اس کے فرستادوں سے بمقابلہ پیش آتی ہے۔ بائبل میں چند مواقع پر خدا کے مطیعوں پر بیٹے کا لفظ بولا گیا ہے انجیل میں بھی حضرت مسیحؑ نے کئی ایک جگہ ایسا فرمایا ہے خصوصاً یہود کو تو ان وعدوں پر جو حضرت ابراہیمؑ و اسحٰقؑ سے کئے گئے تھے بہت کچھ گھمنڈ تھا اس لئے وہ باوجود اس سرتابی اور خدا کے احکام سے روگردانی کے، اسی اُمی کے مقابلہ میں جس کا ظاہر ہونا ان کے انبیاء علیہم السلام کی معرفت مشتہر کیا گیا تھا اس کلمہ "نحن ابناء الله" کو زبان پر لاتے تھے۔ اس کے جواب میں صرف ایک موٹی سی بات سے خدا تعالیٰ ان کو رد کرتا ہے کہ اس بات کا تو تم کو بھی اقرار ہے کہ ہماری سرتابی اور گناہوں کی وجہ سے ہم پر بیشمار مصیبتیں خدا نے نازل کی تھیں (بخت نصر اور دیگر سلاطین نے کیا کچھ کیا) اور کرتا ہے اور آخرت میں بھی گناہوں پر عذاب ہوگا پھر جب تم خدا

۱۴۵ ۳۳۹/۲ ر تفسیر حقانی ۱۴۶ النساء: ۱۷۱

۱۴۷ ۱۵۲/۲ ایضاً

۱۴۸ المائدہ: ۱۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بیٹے اور اس کے محبوب ہو تو ایسا کیوں ہوا۔[۱۴۹]

٭ ﴿وَ اِذْقَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ......﴾[۱۵۰] کے تحت لکھتے ہیں:

یہ اسی دشت فاران کا تذکرہ ہے جبکہ بارہ نقیب ملک شام سے لوٹ کر آئے اور بجز دو شخصوں کے اوروں نے بنی اسرائیل کو ڈرا کر نامرد کر دیا۔ اب حضرت موسیٰ ان سے فرما رہے ہیں اور جنگ میں کھڑے ہونے سرکش قوم کو سمجھا رہے ہیں اے قوم تم خدا کے احسانات کو یاد کرو۔[۱۵۱]

٭ ﴿یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ ......﴾[۱۵۲] کے تحت لکھتے ہیں:

یہود کے دو وصف بد یہ ہیں اول ﴿یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ﴾ کہ جو بات حلال و حرام کے متعلق خدا نے قائم کر دی ہے اس کو بھی اپنی خواہش نفسانی سے بدل ڈالتے ہیں دوم (یقول) کہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر نبی تمہاری خواہش کے مطابق حکم دے تو لو ورنہ نہیں اس کے بعد زنا کی سزا چھپانے کا واقعہ ذکر کیا ہے۔[۱۵۳]

٭ ﴿وَ كَیْفَ یُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِیْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ یَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ......﴾[۱۵۴] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس جگہ خدا تعالیٰ نبی ﷺ سے یہود کے آنحضرت کے پاس جھگڑا لانے اور فیصلہ پر راضی ہونے پر تعجب ظاہر فرماتا ہے کہ یہ لوگ باوجود یکہ توریت کے معتقد ہیں اور اس میں احکام الٰہی ہیں اور اس کو خاص اللہ نے نازل کیا تھا جس پر انبیاء اور مشائخ و علماء چلتے تھے مگر اس کے حکم سے اعراض کر کے اے نبی آپ کو حکم بناتا کہ جس کے منکر ہیں کمال تعجب کی بات ہے۔[۱۵۵]

٭ ﴿اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًی وَّ نُوْرٌ﴾[۱۵۶] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یعنی نہ صرف انبیاء ہی توریت پر یہود کو چلنے کا حکم دیتے آئے ہیں بلکہ ان کے بعد مشائخ اور علماء بھی اسی پر چلاتے تھے۔ بعد میں جو یہود نے توریت میں تحریف کرنی شروع کی تھی غالباً اس کے دو سبب تھے ایک خوف حکام کہ اگر ان کے برخلاف یہ احکام بیان کریں گے تو ہمیں وہ ایذا دیں گے اس کے جواب میں فرماتا ہے: ﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ﴾ کہ لوگوں سے نہ ڈرو

۱۴۹ ۲۱۲/۲ تفسیر حقانی
۱۵۰ المائدہ:۲۰
۱۵۱ ۲۴/۴ ایضاً
۱۵۲ المائدہ:۴۱
۱۵۳ ۳۰/۴ ایضاً
۱۵۴ المائدہ:۴۳
۱۵۵ ۳۱/۴ ایضاً
۱۵۶ المائدہ:۴۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ خاص مجھ سے ڈرو کیونکہ نافع و ضار میں ہوں دوسرا سبب طمع کہ لوگوں کی خواہش کے موافق کم زیادہ کر کے حکم دیتے تھے تاکہ لوگ ان کو کچھ دیا کریں اس کے جواب میں فرماتا ہے ﴿وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ کہ دنیا چند روزہ اور بہت بے حقیقت ہے اس کے لئے میری امانت میں خیانت نہ کرو۔[157]

(۴) ﴿وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ﴾[158] کی تفسیر میں فائدہ کے تحت لکھتے ہیں:

لارڈ ولیم میور نے اپنی کتاب شہادت قرآنی میں اس آیت کے جملہ ﴿وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ﴾ اور اسی قسم کی دیگر آیات سے جو توریت کی مدح میں وارد ہیں یا توریت پر عمل نہ کرنے سے اہل کتاب پر الزام ہے یہ بات ثابت کی ہے کہ آج کل جو اہل کتاب کے پاس توریت ہے وہی اصلی توریت بلا تغییر موجود ہے اور نیز ان کے ایک قدیم مرید نے جو در پردہ ان ہی کے حامی مذہب ہیں صحیح بخاری اور الفوز الکبیر سے یحرفون کی تفسیر میں تحریف معنوی مراد لینا نقل کر کے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ یہ توریت بلا تحریف وہی اصلی توریت ہے اور نیز اس کی سند میں بعض اقوال تک بھی نقل کر کے اس توریت کے ایک جملہ کے منکر کو بھی خواہ وہ مخالف قرآن ہی کیوں نہ ہو کافر بتلایا ہے مگر یہ سب دھوکہ ہے اولاً تو یوں کہ التوراۃ سے مراد مجازاً یہ مجموعہ ہے کہ جس میں اصلی توریت کے بھی بیشتر مضامین موجود ہیں باعتبار تسمیہ الکل باسم الجزء کیونکہ مدعی بھی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ اس مجموعہ پر لفظ توریت مجازاً اطلاق ہوا ہے اس لئے کہ اصل توریت انٹیوکس و بخت نصر وغیرہ کے حوادث میں تلف ہو گئی یہ مجموعہ تاریخ و مسائل بعد میں مشائخ نے جمع کیا ہے علاوہ اس کے توریت تو وہ ہے جو خاص حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور مجموعہ میں سینکڑوں مضامین وہ ہیں کہ جو بعد موت موسیٰ علیہ السلام کے درج کئے گئے چنانچہ کتاب استثناء کا اخیر باب جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت اور قبر کے مفقود ہونے کا حال درج ہے اور جو شیء مرکب ہو ایک سے اور اس کے غیر سے وہ نہیں رہتی سکنجبین جو شہد و سرکہ سے مرکب ہے نہ وہ سرکہ کہلاتی ہے نہ شہد لاجرم اپس مجازاً توریت کہنے سے اس مجموعہ کا اصل ہونا کیونکر لازم آ گیا۔

ثانیاً یوں کہ اگر ہم اس بات کو تسلیم بھی کرلیں کہ آنحضرت علیہ السلام کے عہد تک وہی اصلی تورات یہود عرب کے پاس موجود تھی اور وہ اس میں تحریراً تحریف نہیں کیا کرتے تھے بلکہ صرف بیان کرتے وقت الٹ پلٹ کر

---

[157] ۲/۳۲ (تفسیر حقانی)

[158] المائدۃ: ۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتے تھے بنا بر تحریف معنوی اور پھر اس توریت کی۔ پیغمبر ﷺ نے نہایت مدح و عزت بھی کی تھی جیسا کہ مدلل ثابت کرتا ہے اور اس سے بھی ہم قطع نظر کر لیں کہ آنحضرت ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر توریت کے اوراق پڑھنے سے نہایت پرغضب ہوئے تھے جیسا کہ دارمی نے سند صحیح سے نقل کیا ہے:

عن جابر اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِنُسْخَةٍ مِّنَ التَّوْرٰةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهِ نُسْخَةٌ مِّنَ التَّوْرٰةِ فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ مَا تَرٰى مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَ غَضَبِ رَسُوْلِهٖ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَ تَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ وَ لَوْ كَانَ حَيًّا وَ اَدْرَكَ نُبُوَّتِيْ لَاتَّبَعَنِيْ)) [۱۵۹]

(ترجمہ) ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تورات کا ایک نسخہ لے کر آئے تو کہنے لگے اے اللہ کے رسول یہ تورات کا نسخہ ہے آپؐ خاموش رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پڑھنے لگے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہونے لگا تو ابوبکرؓ نے کہا کہ گم پانے والی تجھے گم پائیں تم رسول اللہ ﷺ کا چہرہ نہیں دیکھتے ہو! تو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کی طرف دیکھا تو کہا میں اللہ اور اس کے رسول کے غصے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔ ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمدؐ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے تو رسول اللہؐ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ محمد ﷺ کی جان ہے۔ اگر تمہارے سامنے موسیٰ آ جائیں اور تم ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تو سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ۔''

قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ وَ لَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَا اُنْزِلَ)) [۱۶۰]

(ترجمہ) ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں: ''آپؐ نے فرمایا: اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب اور کہو: ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو نازل کیا گیا۔۔۔''

اور اس سے بھی آنحضرت نے ((لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ)) فرمایا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود

۱۵۹۔ رواہ الدارمی۔ مشکوۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثالث

۱۶۰۔ بخاری کتاب الشہادات باب لا یسئل اہل الشرک عن الشہادۃ ص: ۱۶۳ ج:۳ مکتبہ اسلامیہ استنبول ترکی

www.KitaboSunnat.com

ہے تب بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ جو آج کل یہود و نصاریٰ کے پاس مجموعہ صحیح و غلط روایات ہے کہ جس کو وہ توریت کہتے ہیں وہی اصلی توریت ہو اگر اصلی ہوگا تو آنحضرت کے عہد تک یہود عرب کے پاس ہوگا نہ کہ یہ جو قطعاً حضرت موسیٰ کے بعد تصنیف ہوا جس کا مخالف بھی انکار نہیں کر سکتا اور یہی مذہب جمہور علماء اسلام کا ہے اور اس بات پر تمام فرقہ اسلامیہ متفق ہے کہ توریت وہی تھی جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی نہ کہ وہ جو بعد میں بنائی گئی۔ واللہ اعلم۔

اگرچہ آپ کو مقدمہ تفسیر سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی ہوگی کہ یہ جو آج کل یہود و نصاریٰ کے پاس توریت ہے یہ ایک مجموعہ ہے صحیح اور غیر صحیح روایات کا نہ کہ وہ توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی لیکن اس مقام پر اور بھی اس امر کی تحقیق کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ جب اس توریت کو دیکھا جاتا ہے تو بے شمار مقامات سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ کس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد اس کو ترتیب دیا ہے مجملہ ان کے کتاب استثناء کے ۳۴ باب کی یہ عبارت ہے: "موسیٰ خداوند کا بندہ خداوند کے حکم کے موافق مواب کی سرزمین مرگیا اور اسے اسی مواب کے ایک وادی میں بیت فعور کے مقابل گاڑا پر آج تک کوئی اس قبر کو نہیں جانتا۔"[121]

(۹) ﴿وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ﴾[122] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> چونکہ یہود کا حسن ایمان بالکل جاتا رہا۔ خدا پرستی اور نیک بختی، فسق و فجور ان کے نزدیک کچھ بھی وزن نہیں رکھتا تھا اس لئے وہ اغراض دنیا کے واسطے جب آنحضرت علیہ السلام کی مجلس وعظ و پند میں آتے تو ایمان ظاہر کرتے تھے مگر جب اٹھ کر جاتے تھے تو دامن و آنچل جھاڑ کر ویسے کے ویسے ہی اٹھتے تھے ان کی اس حالت سے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ ﴿اذا جاء وکم قالوا آمنا﴾ یعنی اس قوم کے شجر کہنہ میں اصلاح کی قابلیت ہی نہ رہی، یہ اس قابل ہے کہ اس کو زمین پر سے بالکل کاٹ دیا جاوے کہ اس کے کانٹے اور برے پھلوں سے بنی آدم کا مزاج روحانی خراب نہ ہو۔ سو ایسا ہی ہوا۔[123]

(۱۰) ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ﴾[124] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

---

۱۲۱ تفسیر حقانی ۲/۲۲،۲۳،۲۴ ۱۲۲ المائدہ: ۶۱
۱۲۳ ایضاً ۲/۲۳
۱۲۴ المائدہ ۶۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ کلام بالذات تو اسی زمانہ کے لوگوں سے ہے جنہوں نے توریت و انجیل کی موجودگی میں ان پر عمل نہ کیا اور ضمناً آنحضرت کے عہد کے یہود و نصاریٰ سے جیسا کہ اوّل سورۃ میں ﴿وَإِذْ نَجَّيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ﴾ وغیرہ میں ان کے خاندان کی لغزشوں کا ان پر ہونا ظاہر کیا ہے اور اگر خصوصاً آنحضرت ﷺ کے عہد کے یہود و نصاریٰ سے خطاب ہو تو توریت و انجیل سے مراد ان کے احکام ہیں چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے "إِقَامَةُ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ إِقَامَةُ أَحْكَامِهِمَا وَحُدُودِهِمَا" اور آنحضرت ﷺ کے عہد میں گو توریت و انجیل اصلی موجود نہ تھیں مگر ان کے احکام تو اس فرضی توریت و انجیل میں بیشتر موجود تھے اس لئے وہ بھی عمل نہ کرنے سے مورد الزام ہوئے۔

یہاں سے آنحضرت کے عہد میں توریت و انجیل کا اصلی موجود ہونا سمجھ لینا اور پھر اس سے آج کل کے فرضی مجموعہ کو وہی توریت و انجیل بنانا محض کم فہمی اور دھوکہ ہے۔[115]

(۲) ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ﴾[116] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہود و نصاریٰ کے گمان فاسد کو ایسے طور پر غلط کرنے کے لئے کہ جس کو وہ بھی تسلیم کر لیں یہ ارشاد ہوا: ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ ......﴾ کہ جب تم توریت و انجیل اور خدا کے تمام نوشتوں پر نہ چلو گے، فلاح و سعادت کا منہ نہ دیکھو گے۔ یہ مقدمہ مسلم ہے۔ رہا ان کتابوں پر چلنا سو وہ انکی تحریفات و تخریبات کی وجہ سے بجز قرآن مجید کے کہ جو ان کتابوں کا محافظ و مہیمن ہے یعنی سچا خلاصہ مع ترمیم الٰہی ممکن نہیں سو بغیر قرآن و نبی ﷺ راہ ہدایت ملنی ممکن نہیں مگر یہود و نصاریٰ اس بات کو کب ماننے والے تھے بلکہ سرکشی اور عناد کرنے والے۔[117]

(۳) ﴿لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا﴾[118] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہود کی قدیم سرکشی بیان فرما کر یہ بات بتلاتا ہے کہ جو ایسی سرکش اور گمراہ قوم ہو اور اس گمراہی کو تسلیم بھی کرتی ہو نبی معہود کی اطاعت نہ کرے اور اپنی سرکشی میں نجات کا دعویٰ کرے بایں شوارِی توقع ملک داری کا مضمون ہے اور وہ قدیم سرکشی یہ ہے ﴿لَقَدْ أَخَذْنَا ...﴾ یعنی باوجود یکہ بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا اس پر پے در پے انبیاء بھی بھیجتے رہے مگر جب کسی نے ان کے برخلاف کہا

115۔ ۲/۲۲ (التفسیر حقانی) 116۔ المائدہ:۶۸
117۔ ۲/۲۵ (ایضاً)
118۔ المائدہ:۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو اس کے قتل وتکذیب کے درپے ہو گئے۔[169]

(۲) ﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ﴾[170] کے تحت لکھتے ہیں:

اگرچہ یہود سے نصاریٰ کا کفر بڑھ کر ہے (کیونکہ یہود سے تو صرف نبوت میں کلام ہے مگر نصاریٰ تو آدمی کو خدا کہتے ہیں) لیکن بایں ہمہ ان میں ایک قسم کی خدا ترسی، خوف آخرت اور دنیا سے نفرت پائی جاتی ہے کیونکہ ان میں "قسیس" اور "رہبان" بھی ہیں جو نہایت نرم دل ہوتے ہیں اور یہود میں سراسر حب جاہ ہے جو تمام سخت دلوں اور عداوتوں کا سرچشمہ ہے پس اسلام کا سب سے سخت تر دشمن اے نبی آپ یہود کو پاویں گے۔[171]

(۳) ﴿وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾[172] کے تحت لکھتے ہیں:

خدا نے بنی اسرائیل یعنی یہود کے شر سے مسیح علیہ السلام کو محفوظ رکھا جبکہ مسیح نے ان کو معجزات دکھائے اور انہوں نے جادو بتایا اور قتل کا قصد کیا تو خدا نے ان کو محفوظ رکھا زندہ آسمان پر اٹھا لیا یہودیوں کا درپے قتل ہونا اناجیل اربعہ میں مصرح ہے۔[173]

(۴) ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ﴾[174] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اگر خدا نے کسی پر کچھ بھی نازل نہیں کیا تو پھر توراۃ کو موسیٰ پر کس نے نازل کیا تھا جو لوگوں کے لئے نور اور ہدایت تھی کہ جس کو تم اے اہل کتاب متفرق اجزاء میں کر رکھتے ہو کہ اس میں بہت کچھ چھپاتے اور کم ظاہر کرتے ہو یہاں سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہود عرب نے توراۃ کو متفرق اوراق میں اسی غرض سے رکھ چھوڑا تھا کہ اپنی خواہش کے موافق اوراق کو دکھاتے اور جو خلاف منشا تھے یا جن میں اسلام کی خبر تھی ان کو نہ دکھاتے تھے۔[175]

(۵) ﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ﴾[176] کے تحت لکھتے ہیں:

یہ ظاہر ہے کہ یہود ونصاریٰ کی دینی کتابوں میں کہ جن کو وہ توریت وانجیل کہتے تھے اگر آنحضرت

---

۱۶۹ تفسیر حقانی ۲۰۹/۲
۱۷۰ ایضاً ۵۰/۳
۱۷۱ ایضاً ۳۳/۳
۱۷۲ ایضاً ۹۰،۸۹/۳
۱۷۳ المائدہ:۸۲
۱۷۴ المائدہ:۱۱۰
۱۷۵ الانعام:۹۱
۱۷۶ الاعراف:۱۵۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا نام پاک نہ ہوتا تو آپ کو الزام دیتے اور آپ بھی باوجود خواستگاری ایمان قبول کرنے کے افترا نہ باندھتے جو باعث نفرت و بد اعتقادی ہوتا۔ اس وقت یہود و نصاریٰ کا اس امر میں الزام نہ دینا اور گردن نیچے جھکا لینا بغیر اس کے ممکن نہ تھا کہ یہود و نصاریٰ کے پاس تورات و انجیل میں آنحضرت کا نام پاک اور صفات اور مولد سب کچھ لکھا ہوا تھا جیسا کہ اس وقت کے بہت سے علماء اہل کتاب کے اقرار اور شہادات سے ثابت ہوا ہے اور جب کہ انبیاء بنی اسرائیل نے یروشلم، شام اور بیت المقدس کی بابت چھوٹے چھوٹے حوادث کی خبر دی تو کیا اس عظیم حادثہ کی کوئی بھی خبر نہ دیتا کہ سینکڑوں برسوں تک شام اور بیت المقدس کے در و دیوار سے اسلام جلوہ گر ہے اور رہے گا پس ضرور خبر ہوگی حالانکہ آج کل ہم کو اس توریت و انجیل میں آنحضرت ﷺ کے نام پاک اور صفات نہیں ملتے جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے تحریف کر دی یا وہ اصل کتاب مفقود ہوگئی۔

مگر آفتاب کہیں فانوس میں چھپ سکتا ہے یا اس پر کوئی جادو کا پردہ ڈال سکتا ہے دیکھو آج کل کی توریت سفر استثناء باب ۱۸ اور انجیل یوحنا باب ۱۴ اور دیگر صحائف سے آنحضرت کی بشارات کس قدر جلوہ گر ہیں۔ [7]

(۲) ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ [8] کے تحت لکھتے ہیں:

دنیا میں آپ کے ظہور کے بعد بموجب اس وعدے کے جو کوہ طور پر حضرت موسیٰ سے ہوا کسی کی کوئی طاعت قبل پذیرائی نہ ہوگی جب تک کہ وہ آنحضرت پر ایمان نہ لائے گا جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ رَجُلٌ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ یَھُوْدِیٌّ وَ لَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ لَا یُؤْمِنُ بِیْ اِلَّا دَخَلَ النَّارَ)) [9]

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری امت میں جو شخص بھی میری بات سن لے، وہ یہودی ہو یا عیسائی، پھر وہ مجھ پر ایمان نہ لائے تو وہ جہنم میں جائیگا۔ کہ کوئی یہودی یا نصرانی میری خبر پا کر جو مجھ پر ایمان نہ لائے گا جہنم میں جائے گا۔''

یہاں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جن لوگوں کو آنحضرت کی خبر نہ پہنچی تو وہ معذور ہیں بشرطیکہ توحید پر قائم ہوں یہاں سے یہود و نصاریٰ کا قول باطل ہوا جو کہتے ہیں کہ آنحضرت عرب کے نبی ہیں یہ نبوت عامہ

---

[7] ۱/۱۵۴ تفسیر حقانی

[8] الاعراف:۱۵۸

[9] مسلم، کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا محمد ج:۱ ص:۸۶، قدیمی کتب خانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی آنحضرت کا خاص خاصہ ہے۔[۱۸۰]

(۴) ﴿وَ اسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِىْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِى السَّبْتِ﴾[۱۸۱] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

غرض اس قصہ سے یہود کی پشتینی سرکشی ظاہر کرنا ہے جو وہ آنحضرت سے بھی برسر خاش تھی۔[۱۸۲]

(۵) ﴿وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ﴾[۱۸۳] کے تحت لکھتے ہیں:

ان خوفناک واقعات (جیسے اصحاب السبت کا واقعہ) سننے کے بعد یہودی یہ خیال کرتے تھے کہ یہ جو کچھ ہوا ہم سے پہلے لوگوں پر ہوا ہم پر نہ ہوگا بلکہ ہم سے خدا تعالیٰ کا عہد ہے کہ ہم کو اب تک آبرومند کرے گا اس خیال فاسد کو دفع کرتا ہے کہ یہ عہد نیکوں اور انبیاء کے فرمانبرداروں کی نسبت ہے نہ کہ بدکاروں کے لئے کیونکہ "واذ" یاد کرو جس وقت کہ "تاذن ربك" خدا تعالیٰ نے انبیاء بنی اسرائیل کی معرفت یہ اعلان کر دیا تھا کہ اگر تم بدی کرو گے تو وہ ابد تک تم کو تمہارے دشمنوں کے ہاتھوں میں دے دے گا جو تم کو سخت تکلیف میں مبتلا کریں گے۔

چنانچہ سفر استثناء کے گیارھویں باب ۲۶ درس میں اور نیز ۸ باب درس ۱۹ میں موجود ہے۔

مگر بنی اسرائیل نے بدکاری کی اس لئے (حضرت) داؤد کے بعد سے جو ان پر دشمن مسلط ہونے شروع ہوئے آج تک کبھی بابل اور نینوہ کے بادشاہوں نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا کبھی شاہان مصر نے برباد کیا پھر سکندر اعظم کے عہد سے لے کر آج تک یہودی محکوم و اسیر چلے آتے ہیں اور وقتاً فوقتاً ان پر قہر الٰہی کا بھڑک اٹھتا ہے جو لوگوں کے ہاتھوں سے سخت اذیتیں پاتے ہیں۔[۱۸۴]

(۶) ﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ﴾[۱۸۵] کے تحت لکھتے ہیں:

اہل کتاب سے جنگ کرنا اور جزیہ یعنی رعیت ٹیکس لینا فرمایا تھا ان کی وہ حرکات ناشائستہ بیان فرماتا ہے جن کے سبب یہ حکم دیا گیا۔ اول یہود سے شروع کیا کہ انہوں نے عزیر علیہ السلام کو خدا کا فرزند کہا تھا یہ سب یہود نے نہیں کہا تھا بلکہ ایک خاص فرقہ نے جو بقول بعض علماء یہود بنو قریظہ تھا۔[۱۸۶]

---

۱۸۰ ۱۵۶/۴ تفسیر حقانی
۱۸۱ الاعراف: ۱۶۳
۱۸۲ ۱۹۰/۴ ایضاً
۱۸۳ الاعراف: ۱۶۷
۱۸۴ ۱۹۱/۴ ایضاً
۱۸۵ سورۃ التوبۃ: ۳۰
۱۸۶ ۲۰۳/۴ ایضاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۹: ﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ﴾[۱۸۷] کے تحت لکھتے ہیں:

یہود نے اپنے احبار یعنی مولویوں کو اور نصاریٰ نے راہبوں اور درویشوں اور مسیح کو خدا بنا رکھا تھا احبار و رہبان کو خدا بنانے کی یہ صورت تھی کہ خلاف توریت و انجیل جو کچھ فتویٰ دیتے تھے اس کو خدا کے حکم کے برابر جانتے تھے۔[۱۸۸]

۲۰: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ﴾[۱۸۹] کے تحت لکھتے ہیں:

یہود و نصاریٰ کے عالم اپنی کتابوں میں تحریف کرنے کے عادی تھے وہ لوگوں کو طرح طرح کے شبہات میں مبتلا کرتے تھے جیسا کہ آج کل مشنری کرتے ہیں اب مسلمانوں کو ان کے فریب سے ان میں ایک خباثت کا نشان بتلا کر مطلع فرماتا ہے کہ وہ مکار ان فریبوں سے مال مارتے ہیں اور اس کو جمع کرتے ہیں اللہ کی راہ میں خود صرف کرنا نہیں جانتے۔[۱۹۰]

۲۱: ﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً﴾[۱۹۱] کے تحت لکھتے ہیں:

قرآن سے یہ نہیں نکلتا کہ ان کو اپنے اپنے گھر قبلہ یعنی بیت المقدس یا کعبہ کی طرف بنانے کا حکم ہوا تھا اور جو کسی نے کہا ہے تو یہ اس کا قول ہے پس یہود و نصاریٰ کا اس امر میں قرآن کو خلاف گو کہنا محض تعصب ہے۔[۱۹۲]

۲۲: ﴿أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ﴾[۱۹۳] کے تحت لکھتے ہیں:

ان آیات میں یہود کی طرف بھی خطاب ہے اور ان کو ان حلیم الطبع یہود سے مقابلہ کیا جاتا ہے جو اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔[۱۹۴]

۲۳: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِم﴾[۱۹۵] کے تحت لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ کے بے جا شبہ کا جواب دیتا ہے یہود و نصاریٰ اپنے واہی تباہی شبہات سے یہ کہتے تھے کہ محمد ﷺ خدا کا رسول نہیں ان کو جواب دیتا ہے آخر موسیٰ

۱۸۷۔ سورۃ التوبۃ: ۳۱ ۱۸۸۔ تفسیر حقانی ۴/۲۰۳
۱۸۹۔ سورۃ التوبۃ: ۳۴ ۱۹۰۔ ایضاً ۴/۲۰۳
۱۹۱۔ سورۃ یونس: ۸۷ ۱۹۲۔ ایضاً ۴/[illegible]
۱۹۳۔ سورۃ ھود: ۱۷ ۱۹۴۔ ایضاً ۴/۳۴۶
۱۹۵۔ سورۃ یوسف: ۱۰۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور عیسیٰ علیہما السلام اور ان کے درمیان سینکڑوں رسولوں کے تم بھی تو قائل ہو پھر ان میں وہ کیا بات تھی جو حضرت محمد ﷺ میں نہیں پائے۔[۱۹۷]

(۲) ﴿و ما کان لرسولٍ ان یاتی بایۃٍ الا باذن اللہ﴾[۱۹۸] کے تحت لکھتے ہیں:

اس میں یہود و نصاریٰ کے اس شبہ کا بھی جواب ہے کہ آپ نے تورات و انجیل کے احکام اور نیز اپنی شریعت کے احکام میں نسخ جائز رکھا یہ خدائی بات نہیں پھر اس کا آپ کی تصریح کرتا ہے کہ ﴿یمحوا اللّٰہ ما یشاء و یثبت﴾ کہ اللہ موافق مصلحت وقت ایک حکم دیتا ہے پھر جب وہ مصلحت نہیں رہتی اس کو محو کر دیتا ہے یعنی دور کر دیتا ہے۔[۱۹۸]

سورۃ ابراہیم کے شان نزول میں لکھتے ہیں۔ اس سورت میں بیشتر اصول مذہب کا ثبوت ہے۔ ایک نئے ڈھنگ سے آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہونے کے زمانہ میں دنیا بھر میں کوئی بھی فرقہ خدا پرست نہ تھا اہل کتاب میں سے یہود کی ابتری تو ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ان کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے ان کو بھی نہ مانا بلکہ آمادہ فساد و جنگ و جدال ہو گئے اور اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے عہد تک اور بھی بگڑ گئے تھے۔[۱۹۹]

﴿و لقد ارسلنا موسیٰ بایتنا ان اخرج قومک من الظلمت الی النور﴾[۲۰۰] کے تحت لکھتے ہیں

"اس میں ضمناً یہود و نصاریٰ کے دلوں پر بھی ایک چٹکی سی لی گئی ہے کہ یہ نبی وہ نبی ہے جو موسیٰ کی مانند ہے۔"[۲۰۱]

﴿و قضینا الی بنی اسرائیل فی الکتب لتفسدن فی الارض مرتین و لتعلن علوا کبیرا ۝ فاذا جاء وعد اولھما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار﴾[۲۰۲]

خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مطلع کر دیا تھا کہ تم دو بارہ سرکشی نہایت سخت کی کرو گے پس جب اول سرکشی کرو گے تو ہم تم پر ایک زور آور قوم مسلط کر دیں گے اس میں بخت نصر کی طرف اشارہ ہے چنانچہ بنی اسرائیل کی سرکشی اور فساد کا اس زمانہ میں انتہا ہو گیا تھا پس ان پر بخت نصر مسلط ہوا جس نے ان کو برباد کر دیا

---

۱۹۶ ایضاً ۱۹۷ سورۃ الرعد ۳۸
۱۹۸ ۴/۴۰۹ ۱۹۹ تفسیر حقانی ۴/۲۸۰
۲۰۰ سورۃ ابراہیم ۵ ۲۰۱ ۴/۲۸۱ ایضاً
۲۰۲ سورۃ بنی اسرائیل: ۵ و ۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد پھر بنی اسرائیل اپنے ملک میں آباد ہوئے اور ہیکل اور شہر آباد ہوا تو پھر دوبارہ سرکشی کفر و بت پرستی کرنے لگے اس لئے دوبارہ بلائے عظیم ان پر نازل ہوئی جس میں انٹیوکس یا طیطس شاہ روم کی چڑھائی کی طرف اشارہ ہے۔[۲۰۳]

﴿عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یَّرْحَمَكُمْ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا﴾[۲۰۴]

انہیں دنوں میں حضرت مسیح کا ظہور ہوا اور جابجا انہوں نے وعظ و پند و معجزات دکھانے شروع کیے گو یہودی انبیاء سابقین کی پیشین گوئی کے منتظر تھے کہ کوئی اُولوا العزم رسول پیدا ہونے والا ہے مگر اپنی بد اقبالی اور شامت سے الٹے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے حواریوں کے دشمن جانی ہو گئے۔ آخر حضرت مسیح کو گرفتار کر کے پلاطوس کے پاس لے گئے جو قیصر روم کی طرف سے تھا اس کے پاس الزامات بغاوت لگا کے سولی دینے کے لیے گئے تھے اس نے ان کی خاطر سے ان کو سولی دینا چاہا اور خدا نے حضرت کو اوپر اٹھا لیا اور ان کی صورت میں کسی اور کو کر دیا حضرت مسیح کے بعد حواریوں پر بھی بڑا ظلم و ستم ہوتا رہا نہ صرف یہودیوں کی طرف سے بلکہ شاہان روم کی طرف سے بھی۔[۲۰۵]

﴿قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۝﴾[۲۰۶]

ابن اسحاق و ابن جریر نے سعید یا عکرمہ کے طریق سے آیت کے بارے میں یوں بھی نقل کیا ہے کہ سلام بن مشکم چند یہود کو ساتھ لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ نے ہمارا قبلہ ترک کر دیا اور یہ قرآن توریت کے برابر نہیں ایسا ہم بھی کر سکتے ہیں پھر آپ کا اتباع کیونکر کریں اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔[۲۰۷]

﴿وَّ یُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا۝ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّ لَا لِاٰبَآىِٕهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا۝﴾[۲۰۸]

عرب کے مشرکین فرشتوں اور ارواح غیر مرئیہ کو خدا کی اولاد سمجھ کر ان کی پرستش کیا کرتے تھے۔ نذر و نیاز کرتے تھے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ بلکہ اب تک کہتے ہیں۔ اور بعض یہود عزیر علیہ السلام کی نسبت بھی یہ اعتقاد رکھتے تھے۔ اس لئے ان تینوں فرقوں کی طرف عنان کلام کو پھیرا اور سب کی

[۲۰۳] تفسیر حقانی ۵/۶۰
[۲۰۴] سورۃ بنی اسرائیل:۸
[۲۰۵] ایضاً ۵/۶۵
[۲۰۶] سورۃ بنی اسرائیل:۸۸
[۲۰۷] ایضاً ۵/۹۰
[۲۰۸] سورۃ الکہف:۴،۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرزنش کی۔ ﴿وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا﴾ اس میں یہ بھی بتلایا کہ اس اعتقاد باطل پر ان کے پاس تو کیا ان کے باپ دادا کے پاس بھی کوئی یقین دلانے والی سند نہیں محض توہم فاسد ہے یہ ایک تمہید تھی۔ (۴) ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً﴾ کہ بری اور سخت بات منہ سے نکال رہے ہیں (۳) ﴿إِنْ يَقُولُونَ﴾ وہ جھوٹ بکتے ہیں۔[209]

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِفَتٰىهُ لَا أَبْرَحُ حَتّٰى أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ۝﴾[210]

یہ دوسرا واقعہ ہے اول اصحاب کہف کا تھا اس میں یہود پر تعریض ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو جملہ انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دیتے تھے اور جملہ علوم کا انہیں کو سرچشمہ خیال کرتے تھے اس میں اشارہ ہے کہ دنیا میں ان سے بھی بڑھ کر باکمال تھے۔ اب یہ کیا ضرورت ہے کہ جو کچھ ان کی کتاب میں ہو وہ غلط ہے علوم الٰہی کا خاتمہ نہیں ہو گیا اس میں آنحضرت کی فضیلت کی طرف بھی اشارہ ہے۔[211]

﴿وَيَسْئَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ﴾[212]

قریش نے احبار یہود کے کہنے سے آنحضرت ﷺ سے چند باتیں بطور امتحان پوچھیں تھیں منجملہ ان کے ایک یہ بات بھی ہے اس بات کو محدثین نے صحیح سند سے ثابت کر دیا ہے اور قرآن کے الفاظ بھی اس طرف اشارہ کر رہے ہیں۔[213]

﴿قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا﴾[214]

تمام اہل اسلام اور تمام عیسائی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلا باپ کے محض قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے برخلاف یہود کے وہ ان کو انسان کے نطفہ سے بطور عادت پیدا ہونا کہتے ہیں اور معاذ اللہ ناجائز تولد قرار دیتے ہیں۔[215]

﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ۝﴾[216]

کہ اللہ کے ساتھ اور کسی کو خدا بنا کر نہ پکارنا اور جو ایسا کرے گا تو عذاب دیا جائے گا۔ قوم عرب بلکہ اس عہد کے تمام بنی آدم ہند و روم و ایران اور ترکستان والے عیسائی یہودی اس بلا میں مبتلا تھے۔[217]

[209] تفسیر حقانی ۹۸/۵
[210] سورۃ الکہف:۶۰
[211] ایضاً ۱۰۳/۵
[212] سورۃ الکہف:۸۳
[213] ایضاً ۱۱۳/۵
[214] سورۃ مریم:۲۱
[215] ایضاً ۱۲۸/۵
[216] سورۃ الشعراء:۲۱۳
[217] ایضاً ۱۴۸/۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○﴾[218]

خود یہودیوں میں صدوقی اور فریسی وغیرہ کئی فرقے تھے۔ اس سبب سے کہ جب بار دیگر توریت بنائی گئی تو اس میں آخرت کا کچھ حال نہ لکھا گیا صدوقی فرقہ آخرت کا منکر ہو گیا اور باہم بڑی قیل و قال جوتی پیزار ہوا کرتی تھی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بہت صاف صاف بیان فرما دیا۔[219]

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ○﴾[220]

یہ غزوہ خندق کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو موافق قول صحیح کے شوال کے مہینے میں ہجرت کے پانچویں سال واقع ہوا تھا اور اس کا باعث یہ ہوا تھا کہ مدینہ کے پاس یہود کا ایک قبیلہ بنی النضیر رہتا تھا ان کی بد عہدی اور شرارت کی وجہ سے نبی ﷺ نے ان کو وہاں سے نکال دیا تھا[221]

﴿وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ﴾[222]

دوسرا قصہ ابراہیم علیہ السلام کا ہے جو بوجوہ متعدد آپ کے حال سے نہایت مناسب ہے اور دونوں قصوں (یعنی نوح علیہ السلام کا قصہ جو اس سے پہلے مذکور ہے) کو ایک اور بھی مناسبت ہے کہ اے قریش اور اے سرکش عرب و نصاریٰ و یہود تم ذرا اپنے جد امجد کو تو دیکھو یعنی ابراہیم علیہ السلام کو کہ وہ کیسے موحد اور بت شکن تھے تم اے ان کی اولاد اور تبع کہا کر بت پرست بن گئے۔[223]

﴿إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ○﴾[224]

اس پر طرہ یہ ہے کہ جو لوگ خصمان سے مراد فرشتے لیتے ہیں کہ وہ آدمیوں کی صورت میں آئے تھے وہ معاذ اللہ فرشتوں کو بھی جھوٹ بولنے کے مرتکب بناتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام سے ایسی باتوں کا ظہور میں آنا خلاف عقل و نقل ہے۔ وہ پاکدامن اور معصوم تھے رہی کتاب سموئیل جس کی تقلید بعض سفہاء اسلام نے کی ہے جو آج تک پورا پتہ اہل کتاب کو بھی نہیں ملا کہ اس کا کون مصنف ہے وہ ایک تاریخ کی کتاب یہود میں مروج تھی جس کو یہود و نصاریٰ نے خواہ مخواہ الہامی فرض کر لیا ہے۔[225]

---

[218] سورۃ النمل:۷۶
[219] تفسیر حقانی ۳۲۵/۵
[220] سورۃ احزاب:۹
[221] ایضاً ۹۹/۶
[222] سورۃ صفٰت:۸۳
[223] ایضاً ۱۷۵/۶
[224] سورۃ ص:۲۲
[225] ایضاً ۱۷۸/۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

﴿وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَ قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ﴾ [۲۲۶]

یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو پے در پے ایذاؤں کے بعد ان سے یہ کہا کہ اے قوم مجھے کس لئے ستاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ [۲۲۷]

﴿وَ اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ﴾ [۲۲۸]

مقابیں کی پہلی کتاب کے اول باب میں ہے کہ انیٹوکس نے یروشلم کو فتح کر کے عہد عتیق کی کتابوں کے جتنے نسخے اسے ملے پھاڑ کر جلا دیئے اور حکم دیا کہ جس کے پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلے گی یا وہ شریعت کی رسم بجالائے گا مارا جاوے گا اور ہر مہینے میں یہ تحقیقات ہوتی تھی اس حادثے میں حضرت عزیر علیہ السلام وغیرہ انبیاء کی تصانیف کا اور ان کے بعد جو شمعون صادق نے تخمیناً دو سو یا نوے برس مسیح علیہ السلام سے پہلے یادداشت کے طور پر یا توریت کی سنی سنائی باتیں لکھیں اور اسی کو یہود توریت سمجھتے تھے وہ بھی سب کچھ اسی میں تلف ہو گیا اور یہود بالکل دینی کتابوں اور احکام شریعت سے بے بہرہ ہو گئے۔ [۲۲۹]

گزشتہ آیت کے تحت یہ بات بھی ہے۔

اور جبکہ حال کے روشن دماغ توریت کے طرز کلام کو دیکھ کر فوراً یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بہت دنوں بعد تاریخ کے طور پر کسی نے جمع کی ہے چنانچہ لندن کے ایک بشپ (پادری) نے توریت کی بابت اپنی یہی رائے ظاہر کی جس پر وہ اس عہدہ سے معزول کیا گیا۔ پھر اُس نے انجیل میں یہ کہا کہ پھر کیا مسیح علیہ السلام کو معلوم نہ ہوا ہوگا خصوصاً جبکہ یہود کی دیانت داری سخن پروری اور حق پوشی کا ان کو صدہا باتوں سے یقین کامل ہو گیا تھا اور عیسائی اور جبرزین کے مقدمے میں ایک گروہ دوسرے پر تحریف کا الزام لگا رہا تھا۔ [۲۳۰]

اسی آیت کے تحت یہ بھی لکھا ہے:

عیسائیوں کے قدماء محققین بوقت مباحثہ یہود پر یہ بھی الزام قائم کرتے تھے کہ تم نے بہت سی پیشین گوئیاں کتاب مقدس سے نکال ڈالیں۔ (*)

---

۲۲۶ سورۃ الصف:۵ ۲۲۷ ایضاً ص/۹۳

۲۲۸ سورۃ الصف:۶ ۲۲۹ ایضاً ص/۹۶

۲۳۰ ص/۹۶ تفسیر حقانی

(*) جلد ۸ص:۱۱۰ وغیرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

﴿وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ﴾(*) یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام یوحنا حواری نقل کرتا ہے جو حضرت علیہ السلام نے اپنے ساتھ یہود کی بدسلوکی اور تدبیر قتل سے خبر پا کر حواریوں سے کہا تھا اس کلام میں آپ اپنی دنیا سے تشریف لے جانا ظاہر فرماتے ہیں۔[۲۳۱]

اسی آیت کے تحت یہ بھی ہے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے کسی ذی شوکت قسم کے آنے کی خبر دے کر حواریوں کو یہود کی جفاکاری اور ستم پروری پر تسلی دے رہے ہیں۔[۲۳۲]

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ﴾[۲۳۳]

صحابہ اور ان کے بعد والوں کے علوم و برکات اور ان کی بے حد ترقیاں اور لیاقتیں صاف کہہ رہی ہیں کہ آپ نے حکمت سکھائی ہی نہیں بلکہ حکمت کا دریا بہا دیا اب اسی کے ساتھ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی قوم کو بھی دیکھئے باوجود یکہ وہ لوگ عرب جیسے اجڈ نہ تھے لکھے پڑھے اور شائستہ بھی تھے مگر پھر ان کو ملت الٰہیہ سے کہاں تک حصہ ملا۔ کیا اسرائیلیوں کی گوسالہ پرستی اور بات بات پر سرکشی اور جلد جلد بت پرستی اور بدکاری کی طرف رجوع کرنا جیسا کہ توریت سے ثابت ہے۔[۲۳۴]

﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا﴾[۲۳۵]

جو رسول عرب میں ظاہر کیا جو ان پڑھ لوگ تھے۔ یہود کی قوم کو اپنے علم و خاندان کا بڑا گھمنڈ تھا اور خاندانی آدمیوں کا جب اصلی کمال جاتا رہتا ہے تو ان میں یہی باقی رہ جاتا ہے ان کو اس نبی عربی ﷺ کی اتباع اور اس کے لوازم سے مستفید ہونے سے عار ہوا اور کہنے لگے کہ علم و حکمت کا خزانہ ہمارے پاس ہے بڑی بڑی کتابوں کے ذخیرے ہمارے پاس ہیں یہ جاہلوں کے سمجھانے کے لئے ہے نہ ہمارے لئے اس لئے خدا تعالیٰ اس قوم بدنصیب کی اصلی حالت بیان فرماتا ہے اور ان کے علم بے عمل کی پوری تشبیہ دیتا ہے فقال مثل الذین اور تہذیباً یہود کا نام نہ لیا بلکہ یہ فرمایا کہ ان لوگوں کی مثال جن پر توریت لادی گئی ایک گدھے کی مثال ہے جو کتابیں اٹھائے پھرتا ہے۔[۲۳۶]

﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ﴾[۲۳۷]

---

۲۳۰ سورۃ الصف: ٦	۲۳۱ ایضاً ج۷/ ۱۸۰
۲۳۲ تفسیر حقانی ج۷/ ۱۸۱	۲۳۳ سورۃ الجمعۃ: ۲
۲۳۴ ایضاً ج۷/ ۱۸۱	۲۳۵ سورۃ الجمعۃ: ۵
۲۳۶ ایضاً ج۷/ ۱۸۴	۲۳۷ سورۃ الجمعۃ: ۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

یہود کہتے تھے کہ ہم پہ یہ الزام غلط ہے کس لئے کہ ہم خدا تعالیٰ کے خاص اور پیارے بندے ہیں خواہ کچھ ہی کریں اس کے جواب میں فرماتا ہے: ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا﴾ [۲۳۸]

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ ......﴾ [۲۳۹]

یہود پر تین زجروتو بیخ ہو چکیں اول...... ثانی..... ثالث تیسرا انکا ایک اور فخر تھا کہ خدا نے ہمارے دین میں سبت ہفتے کا دن رکھا ہے جس کی تعظیم و حرمت ہم پر واجب ہے اور اس میں بڑے برکات ہمارے لئے ہیں مسلمانوں کے لئے یہ نعمت نہیں اس تفاخر کے مقابلے میں یا اس کی جگہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن مقرر کرتا ہے جو ہفتہ اور اتوار سے بھی مقدم ہے اس لئے اس دن کی خاص عبادت کا حکم دیتا ہے۔ [۲۴۰]

﴿اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ [۲۴۱]

اس سے یہ مراد نہیں کہ بے ضرورت و بے قصور جب چاہو عورت کو طلاق دے دو۔ جیسا کہ یہودی شریعت میں تھا جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہود کی سخت دلی پر کمال نفرت ظاہر فرما کر طلاق دینے سے روکا۔ [۲۴۲] اسلام نے نہ عیسوی مذہب کی طرح طلاق کا جواز صرف زنا پر منحصر کر کے دائرہ معیشت کو تنگ کیا اور نہ یہود کی طرح ادنیٰ ادنیٰ بات پر طلاق روا رکھ کر انسانی ہمدردی پر دھبہ لگایا اس عہد میں جو یہودیوں کا دستور طلاق کے بارے میں سخت نفرت خیز اور وحشیانہ تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے طلاق کا دروازہ بند کرنا چاہا تھا۔ [۲۴۳]

﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا ......﴾ [۲۴۴]

مریم کون تھی یہود ان پر زنا کی تہمت لگاتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (توبہ توبہ) حرامی کہتے تھے۔ [۲۴۵]

﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾ [۲۴۶]

حضرات انبیاء علیہم السلام کو باوجود علم اور خلق کے بھی ضرورت مجبور کرتی ہے کہ وہ مخالف سرکش کو سخت الفاظ سے یاد کریں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے یہودیوں کو سانپوں کا بچہ کہہ دیا تھا قرآن مجید نے تو کسی کا نام نہیں

۲۳۸ ۸/۲۲۴ تفسیر حقانی
۲۳۹ سورۃ الجمعۃ ۹
۲۴۰ ۸/۲۳۵ ایضاً
۲۴۱ سورۃ الطلاق ۱
۲۴۲ ۸/۲۳۹ ایضاً
۲۴۳ ۸/۱۸۷ تفسیر حقانی
۲۴۴ سورۃ التحریم ۱۲
۲۴۵ ۸/۱۹۱ ایضاً
۲۴۶ سورۃ القلم ۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیا، اوصاف رذیلہ کی تصویر کھینچی ہے اب اتفاق سے وہ اوصاف رذیلہ ولید میں ہوں یا کسی اور میں۔[۲۴۷]

﴿ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴾[۲۴۸]

کیا تمہارے لئے ہم پر عہد اور قسم ہے قیامت تک یعنی مستحکم جو کبھی نہ ٹوٹے کہ ہم تمہیں وہی دیں گے جو تم کہتے ہو اپنے غلط خیال جو اکثر مذاہب باطلہ میں لوگوں کو ہوا کرتے ہیں یہود کو بھی تھا اور ہند میں برہمنوں کو بھی ہے۔[۲۴۹]

﴿ يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ﴾[۲۵۰]

احیاناً گناہ ہو جانا اور اس پر تائب و نادم ہونا منافی شان ایمان نہیں ہے۔ ایسے ہی شفاعت کے مستحق ہیں نہ کہ عیسائیوں کی طرح یہ دل میں ٹھان لینا کہ ہمارے گناہوں کا تو حضرت مسیح علیہ السلام کفارہ ہو چکے اب جو چاہو کرو۔ دل کھول کر حرامکاری، مے نوشی، مکر و فریب کرو، جھوٹ بولو اور لوگوں پر ظلم کرو کچھ پروا نہیں یہ بھی رب کریم سے غرور ہے اور بڑا دھوکہ ہے اس قسم کے خیالات فاسدہ یہود میں بھی تھے۔ وہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد سے ہونا کافی جانتے تھے۔[۲۵۱]

﴿ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴾[۲۵۲]

گویا اس آیت میں بطور پیشین گوئی کے آنحضرت ﷺ کے مخاطبوں کو جو مشرکین اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ تھے متنبہ کیا جاتا ہے کہ اب ہماری کھلی ہوئی دلیل آ چکی ہے اب راہ پر آ جاؤ اور کجی اور سرکشی چھوڑ دو ورنہ اس کا آنا اور تمہارا منفک ہو جانا یعنی زائل و برباد ہونا وابستہ ہے اور ایسا ہی ہوا بھی۔[۲۵۳]

اسی آیت کے تحت یہ بھی ہے:

اب رہے اہل کتاب سو ان کے دو فریق تھے ایک یہود ان کی یہ حالت تھی کہ اصلی توریت و صحف انبیاء علیہم السلام کو ہی کھو بیٹھے تھے اور جو کچھ محرف باقی تھا اس پر بھی عمل نہ تھا اور ان کے بھی متعدد فریق تھے جن میں سے ایک فریق قیامت کا ہی منکر تھا حضرات انبیاء کا کوئی بھی دستور ان کا رہبر نہ رہا تھا صرف رسول باقی رہ گئے تھے ان کے علماء درویشوں نے دین فروشی کا پیشہ بنا رکھا تھا۔ جہلا انہی کے کہنے پر چلتے تھے۔ اخلاق حالت بالکل تباہ ہو گئی تھی۔[۲۵۴]

---

۲۴۷ ایضاً ۱۸۷/۷ ۲۴۸ سورۂ نون:۳۹
۲۴۹ ایضاً ۱۹۱/۷ ۲۵۰ سورۃ الانفطار:۵
۲۵۱ ایضاً ۵۸/۸ ۲۵۲ سورۃ البینۃ:۱
۲۵۳ ایضاً ۲۱۳/۸ ۲۵۴ ۲۱۵/۸ تفسیر حقانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ﴾[195]

افسوس اہل کتاب جو علم اور فہم رکھتے تھے ہدایت انبیاء علیہم السلام سے واقف تھے وہی بینہ پہنچنے کے بعد اس کے مخالف ہو گئے۔ جس طرح لیلۃ القدر کی تجلی کے انتظار میں کوئی راتوں نہ سوئے جب وہ رات آئے تو سو جاوے۔ یہی حال آنحضرت ﷺ کی بعثت پر اہل کتاب کا ہوا اور یہ بھی ایک وجہ مناسبت اس سورۃ کی لیلۃ القدر سے ہے یہی حال حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت پر یہود کا ہوا جس کا افسوس حضرت مسیح علیہ السلام عجیب عجیب تمثیلوں اور دل ہلا دینے والے فقرہ وغیرہ سے کرتے تھے۔[196]

﴿ وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ ﴾[197]

کہ نماز قائم کریں یہود و نصاریٰ نے وہ نماز بھی ترک کر دی تھی کہ جو ان کے مذہب میں تھی۔[198]

﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ ﴾[199]

اس سورۃ میں تسلی دی جاتی ہے کہ آپ اس اعلان کے بعد کفار کے غلبہ سے خوف نہ کریں کو ہر طرف وہی محیط ہیں قریش مکہ اور جمیع قبائل عرب سے یہود و نصاریٰ و مجوس تک سب آپ کے بد خواہ ہیں مگر آپ کچھ بھی پرواہ نہ کریں۔[200]

❀❀❀❀❀❀

[195] سورۃ البینۃ:۴ [196] تفسیر حقانی ۸/۲۱۹
[197] سورۃ البینۃ:۵ [198] ایضاً ۸/۲۲۷
[199] سورۃ النصر:۱ [200] ایضاً ۸/۲۴۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

عہد قدیم کا تاریخی پس منظر

ہم ذیل میں پہلے عہد قدیم اور پھر عہد جدید کا مختلف تاریخی پس منظر پیش کر رہے ہیں:

مؤلف تفسیر حقانی لکھتے ہیں:

اہل کتاب اپنی تمام کتب سماویہ کے مجموعہ کو بائبل کہتے ہیں۔ پھر اس کے دو حصے ہیں ایک عہد عتیق یعنی پرانی کتابیں دوسرا عہد جدید اور جس طرح ہم قرآن کے جملوں کو آیت کہتے ہیں یہ لوگ ورس کہتے ہیں پہلے حصہ میں یہ کتابیں ہیں۔

(۱) سفر خلیقہ (یعنی کتاب) کہ جس کو کتاب پیدائش بھی کہتے ہیں اس میں ابتداء پیدائش ۱۸۶۷ء آسمان وزمین کے حال سے لے کر حضرت موسیٰ تک سلسلہ وار تاریخ کے طور پر بیان ہے۔

(۲) سفر خروج جس میں بنی اسرائیل کا مصر سے نکلنے وغیرہ امور کا ذکر ہے۔

(۳) کتاب احبار جس میں قربانی اور قصاص اور جانوروں کی حلت وحرمت وغیرہا احکام ہیں۔

(۴) سفر عدد جس کو گنتی کی کتاب کہتے ہیں اس میں بنی اسرائیل کے فرقوں کا شمار ہونے کا اور دیگر بیان ہے۔

(۵) سفر استثناء اس میں ملک فلسطین کی تقسیم وغیرہ امور ہیں' ان پانچوں کو توراۃ حضرت موسیٰ کی تصنیف کہتے ہیں۔ یہ توراۃ ضخامت میں تخمیناً سعدیؒ کی بوستان کے برابر ہے۔

(۶) کتاب یشوع۔

(۷) قاضیوں کی کتاب

(۸) راعوث یا رُوت کی کتاب یہ تین ورق میں الیملک اور اُس کی جورو نعومی کا قصہ ہے۔

(۹) صموئیل کی اوّل کتاب

(۱۰) صموئیل کی دوسری کتاب

(۱۱) سلاطین کی پہلی کتاب

(۱۲) سلاطین کی دوسری کتاب

(۱۳) اوّل کتاب تواریخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) دوسری کتاب تواریخ کہ جس کو اخبار الایام بھی کہتے ہیں
(۱۵) عزرا کی کتاب اوّل
(۱۶) عزرا کی دوسری کتاب کہ جس کو کتاب نحمیاہ بھی کہتے ہیں
(۱۷) کتاب ایوب
(۱۸) زبور (بمعنی مکتوب) داؤد علیہ السلام اس میں محض مناجات اور خدا کی مدح وثناء ہے
(۱۹) امثال سلیمان علیہ السلام اس میں پند ونصائح ہیں۔
(۲۰) کتاب واعظ جس کو جامع بھی کہتے ہیں۔
(۲۱) غزل الغزلات کہ جس کو نشید انشاد بھی کہتے ہیں یہ پانچ چھ ورق کا رسالہ ہے جس میں عاشقانہ مضامین ہیں بلکہ بعض فحش آمیز کلمات بھی ہیں۔
(۲۲) یسعیاہ نبی کی کتاب
(۲۳) یرمیاہ نبی کی کتاب
(۲۴) یرمیاہ نبی کا نوحہ یا مرثیہ جو تین چار ورق میں ہے۔
(۲۵) حزقیل کی کتاب
(۲۶) دانیال علیہ السلام کی کتاب
(۲۷) ہوسیعؔ نبی کی کتاب
(۲۸) یوئیلؔ نبی کی کتاب یہ صرف دو ورق ہیں
(۲۹) عاموسؔ نبی کی کتاب یہ کل چار ورق کی ہے جس میں کچھ پیشین گوئیاں ہیں۔
(۳۰) عبدیاہ نبی کا خواب جو ایک صفحہ پر ہے
(۳۱) کتاب یونہ یعنی یونس علیہ السلام کا ڈیڑھ ورق پر مختصر سا حال
(۳۲) میکایا میکہ علیہ السلام کا چار ورق پر الہام بیان ہے
(۳۳) ناحوم علیہ السلام کا الہام جو نینوہ شہر کی نسبت ہے دو ورق میں
(۳۴) حبقوقؔ نبی کا الہام جو دو ورق پر ہے
(۳۵) صفنیاہ یا صفونیاؔ نبی کا الہام جو دو ورق پر ہے
(۳۶) حجّی نبی کا الہام جو دارا شاہ ایران کے عہد میں ہوا ایک ورق پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳۷) ذکریا علیہ السّلام کا الہام جو دارا کے عہد میں ہوا تھا مع آٹھ ورق پر

(۳۸) ملاخیا یا ملاکی نبی کا الہام دو ورق پر جس میں الیاسؑ کے آنے کی بھی خبر ہے یہ حضرت مسیحؑ سے چار سو برس پہلے تھے۔

اور بھی ان صحیفوں کے مجموعہ کو بھی مجازاً توراۃ کہتے ہیں یہ ۳۸ کتابیں وہ ہیں کہ جن کو یہود اور عیسائی سب مانتے ہیں مگر فرقہ سامریہ ان میں سے صرف توراۃ اور کتاب یوشع اور کتاب القضاۃ کو مانتے ہیں باقی سب کے منکر ہیں (اور یہ سب کتابیں عبرانی زبان میں ہیں جو ملک یہودیہ کی قدیم زبان ہے اور یہود کے نزدیک عبرانی میں ان کے کچھ اور نام ہوں تو تعجب نہیں۔ پھر ان کے تراجم یونانی، لاطینی اور عربی وغیرہ زبانوں میں ہو گئے میرے پاس بالفعل اُردو بائبل مطبوعہ مرزا پور ۱۸۶۷ء موجود ہے لیکن عیسائیوں نے تو اور کتابیں اس مجموعہ میں داخل کی ہیں کہ جن کی تسلیم وعدم تسلیم میں اُن کے متقدمین و متاخرین میں سخت اختلاف ہے چنانچہ ابھی آپ کو معلوم ہو جائے گا اور وہ تو کتابیں یہ ہیں:

(۱) کتاب آستیر یہ پانچ ورق کا ایک دلچسپ قصہ آستر یہودیہ کا ہے کہ اُس کو اخسویرس بادشاہ نے وشتی ملکہ پر خفا ہو کے اپنی ملکہ بنایا اور اُس کے چچازاد بھائی مردکی کو جو اس کا مربی تھا ایک خیر خواہی پر اپنا وزیر اعظم کیا اور ہامان وزیر سابق کو جو یہودیوں کا سخت دشمن تھا مع زن و فرزند قتل کیا۔ (یہ قصہ اب تک عیسائیوں کے نزدیک کتب سماویہ میں شمار ہوتا ہے۔

(۲) کتاب باروک

(۳) ایک حصہ کتاب دانیال کا

(۴) کتاب طوبیاہ

(۵) کتاب یہودیت

(۶) کتاب حکمت

(۷) کتاب یشوع بن سیراخ

(۸) مقابین کی اوّل کتاب

(۹) مقابیین کی دوسری کتاب۔ یہود ان کتابوں کو لغو قصے سمجھتے ہیں مگر عیسائیوں نے الہامی مانا ہے۔[۱]

عہد قدیم کی پہلی کتاب توریت (PENTATEUCH) ہے جس کے پانچ اجزا ہیں۔ یہ کتاب نبی

[۱] تفسیر حقانی، مقدمہ، ص: ۱۰۵، ۱۰۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل کے برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی جنہوں نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دلائی قرآن مجید نے اس نجات کا ذکر اس انداز سے کیا ہے۔

﴿ وَ اِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ﴾[1]

"یاد کرو وہ وقت، جب ہم نے تم کو فرعونیوں کی غلامی سے نجات بخشی انہوں نے تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔"

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ہدایت و رہنمائی کے لئے حضرت موسیٰ پر توریت کو اتارا۔ یہ کتاب پتھر کی لوحوں پر لکھی ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ ان لوحوں کی حفاظت کے لئے لکڑی کا صندوق بنائیں چنانچہ بائبل میں مذکور ہے:

"اور شہادت نامہ کو لے کر صندوق میں رکھا اور چوبوں کو صندوق میں لگا کر، سرپوش کو صندوق کے اوپر دھرا پھر اس صندوق کو مسکن کے اندر لایا۔ اور بیچ کا پردہ لگا کر شہادت کے صندوق کو پردہ کے اندر کیا۔ جیسا کہ خداوند نے موسیٰ کو حکم کیا تھا"[2]

حضرت موسیٰ نے توریت کی حفاظت کے لئے بنی لاوی کو مقرر کیا۔ اور انہیں حکم دیا کہ وہ اسے سات سال بعد لوگوں کے سامنے پڑھیں اس بات کو بائبل کی کتاب استثنا میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے:

"اور موسیٰ نے اس شریعت کو لکھ کر اسے کاہنوں کے، جو بنی لاوی اور خداوند کے عہد کے صندوق کو اٹھانے والے تھے اور اسرائیل کے سب بزرگوں کے حوالے کیا۔ پھر موسیٰ نے ان کو یہ حکم دیا کہ ہر سال سات برس کے آخر میں چھٹکارے کے سال کے معین وقت پر عید خیام میں جب سب اسرائیل خداوند تیرے خدا کے حضور اسی جگہ آ کر حاضر ہوں جسے وہ خود چنے گا۔ تو تو اس شریعت کو پڑھ کر سب اسرائیلیوں کو سنانا"[3]

اس کے ساتھ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو توریت پر عمل کرنے اور اس میں تبدیلی نہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ بائبل میں ہے:

"اور اب اے اسرائیلیو! جو آئین اور احکام میں تم کو سکھاتا ہوں۔ تم ان پر عمل کرنے کے لئے ان کو سن لو تا کہ تم زندہ رہو، اس ملک میں جسے خداوند تمہارے باپ دادا کا خدا تم کو دیتا ہے،

---

[1] البقرۃ:۴۹
[2] بائبل کتاب مقدس، خروج: ۴۰:۲۰،۲۱
[3] بائبل، کتاب مقدس، استثنا: ۳۱:۹-۱۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لو۔ جس بات کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ اس میں نہ کچھ بڑھانا اور نہ کچھ گھٹانا تا کہ تم اپنے خدا کے احکام کو، جو میں تم کو بتاتا ہوں مان سکو"۔ [۵۵]

بائبل میں بنی اسرائیل کے بارے میں حضرت موسیٰ کی ایک پیش گوئی قابل غور ہے چنانچہ اسے بائبل کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

"کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد، تم اپنے آپ کو بگاڑ لو گے اور اس طریق سے جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے پھر جاؤ گے"۔ [۵۶]

یہ توریت کے حاملین کا پہلا طبقہ تھا جن کے بارے میں حضرت موسیٰ نے مذکورہ بالا پیش گوئی کی حضرت موسیٰ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔

حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد نون کے بیٹے یوشع بنی اسرائیل کے سردار بنے ان کے زمانے میں قوم بنی اسرائیل کچھ حد تک خداوند کے احکامات کی پیروی کرتی رہی یوشع کی وفات کے بعد قاضیوں کا زمانہ آیا اس زمانے میں بنی اسرائیل انتہائی سرکش ہو گئے۔ انہوں نے خداوند کی نافرمانی کی۔ اس کے احکام کو پس پشت ڈالا۔ عہد قدیم کی کتاب قضاۃ ان کی نافرمانیوں سے بھری ہوئی ہے بطور نمونہ ایک حوالہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

"اور بنی اسرائیل نے خداوند کے آگے بدی کی۔ اور بعلیم کی پرستش کرنے لگے۔ اور انہوں نے خداوند اپنے باپ دادا کے خدا کو، جو ان کو ملک مصر سے نکال لایا تھا، چھوڑ دیا۔ اور دوسرے معبودوں کی، جو ان کے چوگرد کی قوموں کے دیوتاؤں میں سے تھے، پیروی کی اور ان کو سجدہ کرنے لگے اور خداوند کو غصہ دلایا"۔ [۵۷]

عہد حضرت داؤد علیہ السلام:

حضرت موسیٰ کی یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔ توریت جس میں خالص توحید کی تعلیم دی گئی تھی انہوں نے اس سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش نہ کی بلکہ اس کو پس پشت ڈال دیا۔ خداوند نے اسی وجہ سے ان پر طرح طرح کی آفتیں اور بلائیں نازل کیں قاضیوں کے زمانے کے کچھ عرصہ بعد بنی اسرائیل اپنے عروج کی طرف بڑھنے لگے اور یہ زمانہ حضرت داؤد کی حکومت کا تھا جنھوں نے (ساؤل کے مرنے کے بعد کل نبی

[۵۵] بائبل، کتاب مقدس، استثنا ۲:۴،۱
[۵۶] بائبل، کتاب مقدس، استثنا ۳۱:۲۹
[۵۷] ایضاً قضاۃ ۲: ۱۱، ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل پر چالیس سال حکومت کی۔ (۴)

یہ بنی اسرائیل کے لئے انتہائی عروج تھا اس دور میں بنی اسرائیل کو امن نصیب ہوا حضرت داؤد نے بنی اسرائیل میں عدل و انصاف کی ترویج کی اگرچہ حضرت داؤد رسول تھے مگر انہوں نے بدستور پچھلی شریعت کو قائم رکھا۔ اور نسخۂ توریت جو عہد کے صندوق میں رہتا تھا اس کے لئے ایک جگہ مقرر کی۔

''اور داؤد نے داؤد کے شہر میں اپنے لئے محل بنائے اور خداوند کے صندوق کے لئے ایک جگہ تیار کر کے، اس کے لئے ایک خیمہ کھڑا کیا۔ تب داؤد نے کہا کہ لاویوں کے سوا کسی اور کو خداوند کے صندوق کو نہیں اٹھانا چاہیے۔ کیونکہ خداوند نے انہی کو چنا ہے، کہ خداوند کے صندوق کو اٹھائیں اور ہمیشہ اس کی خدمت کریں'' ۵

عہد حضرت سلیمان علیہ السلام:

حضرت سلیمان حضرت داؤد کے فرزند تھے۔ ان کو بنی اسرائیل میں وہ مقام حاصل ہوا جو بنی اسرائیل کے کسی بادشاہ کو نصیب نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ نے ان کو عظیم سلطنت عطا کی اور نہایت سرفراز کیا۔ ۶ حضرت سلیمان کے زمانے میں جب عہد کے صندوق کو کھولا گیا تو اس میں پتھر کی لوحوں کے سوا کچھ نہ تھا یعنی شریعت کی کتاب (توریت) گم ہو گئی تھی چنانچہ بائبل میں مذکور ہے:

''اس صندوق میں کچھ نہ تھا۔ سوائے پتھر کی ان دو لوحوں کے جن کو وہاں موسیٰ نے حورب میں رکھ دیا تھا'' ۷

بائبل کے بقول حضرت سلیمان اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنی بیویوں کی ترغیب سے مرتد ہو گئے تھے انہوں نے بت پرستی شروع کر دی تھی اور بت خانے تعمیر کئے۔ ۸ اب چونکہ حضرت سلیمان (نعوذ باللہ) بت پرست ہو گئے تھے۔ اس لئے ان کا توریت سے کوئی تعلق نہ رہا کیونکہ توریت میں توحید کی واضح تعلیم موجود تھی۔ خداوند تعالیٰ حضرت سلیمان سے ناراض ہوئے ان کو سلطنت کے زوال کی پیش گوئی کی چنانچہ بائبل میں خداوند کی ناراضگی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

''خداوند سلیمان سے ناراض ہوا۔ کیونکہ اس کا دل خداوند اسرائیل سے پھر گیا تھا۔ جس نے اسے

(۴) ایضاً سموئیل دوم ۵:۴

۵ بائبل، کتاب مقدس، تواریخ اول: ۱۵:۲،۱

۶ بائبل، کتاب مقدس، تواریخ دوم ۱:۱،۲

۷ بائبل، کتاب مقدس، سلاطین اول: ۹:۲۱ تا ۸

۸ بائبل، کتاب مقدس، سلاطین اول ۱۱:۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوبارہ دکھائی دے کر۔ اس کو اس بات کا حکم کیا تھا کہ وہ غیر معبودوں کی پیروی نہ کرے، پر اس نے وہ بات نہ مانی جس کا حکم خداوند نے دیا تھا اس سبب سے خداوند نے سلیمان کو کہا چونکہ تجھ سے یہ فعل ہوا اور تو نے میرے عہد اور آئین کو جن کا میں نے تجھے حکم دیا، نہیں مانا، اس لئے میں سلطنت کو ضرور تجھ سے چھین کر تیرے خادم کو دوں گا"[۱۲]

بنی اسرائیل کی تقسیم:

حضرت سلیمان کی وفات کے بعد بنی اسرائیل دو بڑے گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور ساتھ ہی بنی اسرائیل کے خاندان اور قبائل بکھر گئے اور سلطنت دو بڑے حصوں میں منقسم ہو گئی یعنی سلطنت اسرائیلیہ اور سلطنت یہوداانسائیکلوپیڈیا امریکانا میں اس تاریخی واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

"The historical records tell us that when the nation broke into two parts after the death of Solomon, a purer form of mosaic religion was maintained in the Southern Kigndom than in the North"[۱۳]

سلطنت اسرائیلیہ:

حضرت سلیمان کا خدام یربعام بنی اسرائیل کے دس قبائل کا بادشاہ بن گیا۔ اس سلطنت کا نام سلطنت اسرائیلیہ تجویز ہوا۔ یربعام بادشاہ بنتے ہی مرتد ہو گیا اور بت پرستی شروع کر دی اور اس کے ساتھ قبائل بھی بت پرستی کرنے لگے ان میں سے کچھ لوگ توریت کے مسلک پر قائم رہے۔ اور وہ لوگوں کو بت پرستی سے منع کرتے تھے۔ ان لوگوں کو کاہن کہا جاتا تھا اور بعد میں انہوں نے سلطنت یہوداہ کی طرف ہجرت کی۔ سلطنت اسرائیلیہ ڈھائی سو سال تک قائم رہی۔ پھر بت پرستی کے سبب سے خداوند کا غصہ ان پر بھڑکا آخرکار خداوند تعالیٰ نے انہیں اسوریوں کے ہاتھوں تباہ کیا اور سلطنت اسرائیلیہ ۷۲۱،۷۲۲ قبل مسیح میں ختم ہو گئی۔[۱۴]

بائبل میں ان کی تباہی کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے:

"یہاں تک کہ خداوند نے اسرائیل کو اپنی نظر سے دور کیا۔ جیسا اس نے اپنی سب بندوں کی معرفت جو نبی تھے فرمایا۔ سو اسرائیل اپنے ملک سے اسرائیل پہنچایا گیا۔ جہاں وہ آج تک ہے"[۱۵]

---

[۱۲] بائبل، کتاب مقدس، سلاطین اوّل ۱۱:۹۔۱۱

[۱۳] (The Encyclopedia of Americana, Vol.3, P-676)

[۱۴] (Collier's Encyclopedia, vol.3 P-676)

[۱۵] بائبل، کتاب مقدس، سلاطین دوم ۱۷:۲۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسائیکلوپیڈیا امریکانا میں بڑی وضاحت کے ساتھ اسوریوں کے ہاتھوں سلطنت اسرائیلیہ کی تباہی کا ذکر کیا ہے انسائیکلوپیڈیا کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

"Samaria fell in the first montsh of 721, after the accession of Sargon II to Assyrian thorne. The capture people of Samaria were exiled to nothern Mesopotamia and Media" [۵]

سلطنت اسرائیلیہ اپنے گناہوں کے سبب تباہ ہوگئی۔ اپنی مرکزیت کھو بیٹھی اور اسوریوں کی غلام بن گئی اس سلطنت میں شروع سے لے کر آخری دور تک بنی اسرائیل کا توریت سے کوئی واسطہ یا تعلق نہ رہا۔ اس ملک میں توریت کا وجود مفقود ہو گیا۔

سلطنت یہوداہ میں بنی اسرائیل کا توریت سے تعلق:

حضرت سلیمان کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کے بقیہ دو قبیلوں کا بادشاہ رحبعام بن سلیمان بنا۔ [۶] یہ سلطنت یہوداہ کے نام سے مشہور ہوئی اس کا دارالخلافہ یروشلم تھا سلطنت یہوداہ میں یکے بعد دیگرے بیس سلاطین متمکن ہوئے سلطنت یہوداہ میں رحبعام کے دور سے ہی بت پرستی شروع ہوگئی عوام کے ساتھ ساتھ سلاطین بھی بت پرست ہو گئے اس سلطنت کے سلاطین میں شاہ یوسیاہ خاص طور پر قابل ذکر ہے یوسیاہ اپنے باپ کے برعکس توحید پرست تھا اس نے کفر شرک کو ختم کرنے کی کوشش کی اور شریعت موسوی کو رواج دیا یوسیاہ کا دور حکومت سلطنت یہوداہ کا ایک سنہری دور تھا انسائیکلوپیڈیا امریکانا میں اس دور کی عظمت کو ان الفاظ کے ساتھ سراہا گیا ہے۔

"The reign of josiah was long remembered as a period of return to the ancient faith of Israel, as result of which king and people were abundantly blessed by Yahweh. It was the last happy period for many generations" [۷]

یوسیاہ اپنی بادشاہت کے سترہ برس تک توریت سے بے خبر رہا اٹھارویں سال اس نے ہیکل کی مرمت کروائی کاہن خلقیاہ کو خداوند کے گھر سے مرمت کے دوران توریت کا نسخہ ملا۔ اس دریافت کی بقیہ تفصیل

---

۵ (The Encyclopedia of Americana, Vol. 3 P-676)

۶ بائبل، کتاب مقدس، سلاطین اوّل: ۱۲: ۱۱

۷ Vol:3, p:676

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بائبل کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

"اور سردار کاہن خلقیاہ نے سافن منشی سے کہا کہ مجھے خداوند کے گھر میں توریت کی کتاب ملی ہے اور خلقیاہ نے وہ کتاب سافن منشی کو دی اور اس نے اس کو پڑھا اور سافن منشی بادشاہ کے پاس آیا اور بادشاہ کو خبر دی کہ تیرے خادموں نے وہ نقدی جو ہیکل میں ملی لیکر ان کارگزاروں کے ہاتھ میں سپرد کی جو خداوند کے گھر کی نگرانی رکھتے ہیں اور سافن منشی نے بادشاہ کو یہ بھی بتایا کہ خلقیاہ کاہن نے ایک کتاب میرے حوالے کی ہے اور سافن نے اسے بادشاہ کے حضور پڑھا جب بادشاہ نے توریت کی کتاب کی باتیں سنیں تو اپنے کپڑے پھاڑے"[1]

مولانا رحمت اللہ کیرانوی اس دریافت پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"مگر نہ تو یہ نسخہ لائق اعتماد ہے اور نہ خود خلقیاہ کا قول لائق اعتماد ہے کیونکہ بیت المقدس آخر کے دور سے پہلے دو مرتبہ لوٹا جا چکا تھا جس کے بعد وہ بیت الاصنام بن چکا تھا اور بتوں کے مجاورین روزانہ اس میں داخل ہوتے اور پھر کسی نے سترہ سال کے طویل عرصے میں توریت کو نہ دیکھا نہ سنا۔ حالانکہ بادشاہ اور تمام ارکین سلطنت موسوی شریعت کے پھیلانے اور رواج دینے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے۔ اور کاہن روزانہ داخل ہوتے رہے تو بڑی حیرت کی بات ہے۔ کہ توریت کا نسخہ بیت المقدس میں موجود ہو اور اتنی مدت کسی کو نظر نہ آئے اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ نسخہ خلقیاہ کا تراشیدہ اور من گھڑت تھا کیونکہ اس نے جب بادشاہ اور امراء سلطنت کی عام توجہ ملت موسوی کی طرف دیکھی تو یہ نسخہ ان سنی سنائی زبانی روایتوں اور قصوں کو جمع کر کے مرتب کیا۔"[2]

شاہ بابل بخت نصر کا سلطنت یہوداہ پر حملہ:

شاہ بابل بخت نصر نے اپنی فوج کے ساتھ سلطنت یہوداہ پر تین بار حملہ کیا اور آخر سلطنت یہود کو تباہ و برباد کر دیا بائبل نے سلطنت یہوداہ کی تباہی کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

"چنانچہ وہ (خدا) کسدیوں کے بادشاہ کو ان پر چڑھا لایا۔ جس نے ان کے مقدس گھر میں ان کے جوانوں کو تلوار سے قتل کیا اور اس نے کیا جوان، کیا کنواری، کیا بڑھا، کیا عمر رسیدہ کسی پر ترس نہ کھایا اس نے سب کو اس کے ہاتھ میں دے دیا اور خداوند کے گھر کے سب ظروف کیا،

[1] بائبل، کتاب مقدس، سلاطین ثانی، ۲۲:۸،۱۱

[2] اظہار الحق، مترجم، ج: ۲، ص: ۱۵۲، ۱۵۱، کیرانوی، رحمت اللہ، مکتبہ دار العلوم کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑے کیا چھوٹے اور خداوند کے گھر کے خزانے اور بادشاہ اور اس کے سرداروں کے خزانے یہ سب وہ بابل لے گیا اور انہوں نے خدا کے گھر کو جلایا اور یروشلم کی فصیل ڈھا دی اور اس کے تمام محل آگ سے جلا دیے اور اس کے تمام قیمتی ظروف کو برباد کیا اور جو تلوار سے بچے ان کو بابل لے گیا اور وہاں وہ اس کے اور اس کے بیٹوں کے غلام رہے جب تک کہ فارس کی سلطنت شروع نہ ہوئی۔"[۲۱]

انسائیکلو پیڈیا امریکانا بابلیوں کے ہاتھوں سلطنت یہوداہ کی تباہی کا ذکر اس طرح بیان کرتا ہے:

"Judah had been completely devastated by the chaldaean armies all town had been burnt and only the poorest people remained"[۲۲]

آرنلڈ اپنی کتاب میں بابلیوں کے اس حملہ کے بارے میں لکھتا ہے:

"سب سے بڑا حادثہ جو تاریخ میں مذکور ہے وہ بخت نصر کا ظلم ہے جس نے بنی اسرائیل کو قتل کیا اور بیت المقدس کو برباد کیا۔"[۲۳]

بخت نصر کا حملہ تاریخ کا ایک عظیم سانحہ تھا سردار خلقیاہ کا نسخہ توریت جو خداوند کے گھر میں رہتا تھا ہیکل کے جلنے کی وجہ سے ضائع ہو گیا اور اس کے ساتھ عہد قدیم کی وہ تمام کتابیں ضائع ہو گئیں جو اس حادثہ سے پہلے تصنیف ہو چکی تھیں۔

عزرا کا توریت کو از سر نو مرتب کرنا:

بنی اسرائیل تقریباً ڈھائی سو سال بابلیوں کی اسیری میں رہے آخر شاہ فارس سائرس (Cyrus) نے بابلیوں کو شکست دی اور بنی اسرائیل کو یروشلم میں آباد کیا سائرس کے بارے تاریخ میں مختلف روایات منقول ہیں انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں منقول ہے:

"God inspires Cyrus to send the Jews back to Jerusalem to rebuild the Temple.[۲۴]

انسائیکلو پیڈیا امریکانا میں بیان کیا گیا ہے کہ شاہ فارس کو یہوداہ کی حمایت حاصل تھی اس کی تفصیل

[۲۱] بائبل، کتاب مقدس، تواریخ دوم: ۲۰،۱۷:۳۶
[۲۲] Vol.3 P-677
[۲۳] دعوت اسلام، مترجم ص، ۱۸۱، سر تھامس آرنلڈ، مسعود پبلشنگ ہاؤس کراچی، ۱۹۶۳ء
[۲۴] The New Encyclopadia Baritannica, Vol.14, P773

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسائیکلو پیڈیا کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

"The immediate occasion that led to the activity of this remarkable anonymous teacher was the onward mach of Cyrus of Persia, which was destined to bring doom to Babylon and new freedom to the Jews. Second Isaiah saw the figure of Yahweh, the God of Israel marching in the forefront of Syrus's armies bringing deliverance to his people" [25]

عزرا فقیہ نحمیاہ کے بعد یروشلم آیا عزرا فقیہ کے بارے میں روایات میں بہت زیادہ اختلاف ہے بعض عزرا کے یروشلم آنے پر شک کرتے ہیں۔ [26] بیان کیا جاتا ہے عزرا فقیہ نے توریت کو از سر نو مرتب کیا ان کتابوں کو کیسے مرتب کیا گیا۔عزرا خود بیان کرتے ہیں۔

"دوسرے روز ایک آواز نے مجھے بلایا۔اور کہا اے عزرا اپنا منہ کھولو سو میں نے اپنا منہ کھول دیا۔ تب دیکھو اس نے مجھ تک ایک پیالہ بھیجا۔وہ پانی سے بھرا ہوا تھا لیکن اس کا رنگ آتشین تھا۔ میں نے اسے لیا اور پی گیا جب میں نے اسے پی لیا تو میرے دل میں فہم فراست اور سینے میں بصیرت پیدا ہو گئی اور میری روح نے میرے حافظے کو قوی کر دیا اور پھر جو میری زبان کھلی ہے بند نہیں ہوئی اور لکھنے والے چالیس دن تک بیٹھے لکھتے رہے اور صرف رات کے وقت کچھ کھاتے۔ میں دن بھر لکھاتا رہتا تھا اور رات کو بھی میری زبان بند نہ ہوتی "اور انہوں نے چالیس دن میں دو سو چار (۲۰۴) کتابیں لکھیں۔ [27]

یہ بیان کسی وضاحت کا محتاج نہیں بالکل یہی انداز مذہب زرتشت کی گم گشتہ کتابوں کی از سر نو تصنیف کے بارے میں بھی مذکور ہے۔ [28]

انسائیکلو پیڈیا امریکانا میں عزرا کی کتاب سے ایک عبارت دی گئی ہے جس میں مذکورہ بالا بیان سے مختلف بات ذکر کی ہے۔ [29]

[25] Vol, 3 P-651 — [26] Vol.3 P-677

[27] عزرا دوم ۲۰،۲۲:۳۰

[28] مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں، ص ۲۰۰، پرویز غلام احمد، طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور، ۱۹۸۹ء

[29] Vol.2, P-97

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاہ انطاکیہ کا حملہ اور عہد قدیم کی کتابوں کا ضائع کرنا:

عزرا نبی نے جن کتابوں کو لکھا تھا وہ انطاکیہ کے یونانی بادشاہ انتوکس (Antiochus) کے یروشلیم پر حملہ کے دوران ضائع ہوگئیں اس نے کتابوں کی تلاوت کو مکمل بند کیا اس حادثہ کا ذکر کیتھولک کی بائبل میں اس طرح کیا گیا ہے:

''قانون خداوندی کا کوئی ایسا نسخہ نہ تھا جسے پھاڑا اور جلایا نہ گیا ہو اگر کوئی شخص ایسا ملتا۔ جس کے پاس یہ مقدس نوشتہ محفوظ ہو یا وہ خدائی احکام کی پیروی کرتا ہو تو بادشاہ کے حکم کے مطابق اسے مار ڈالا جاتا ہر مہینہ یہ تشدد کی کاروائی ہوتی تھی۔''[۴۰]

مولانا رحمت اللہ کیرانوی جان کیتھولک طر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''اور جب ان کی صحیح نقلیں عزرا پیغمبر کے ذریعے شائع ہوئیں تو وہ بھی انتوکس کے حادثہ میں ضائع ہوگئیں''[۴۱]

شاہ یونان کا یروشلیم پر حملہ:

عزرا کے لکھے ہوئے نسخے ضائع ہونے کے بعد یہوداہ مقابی نے مقدس صحیفوں کو جمع کیا اور اس مرتبہ پہلے دو سلسلوں کے ساتھ سلسلہ سوم کی کتابوں کا اضافہ ہوا چنانچہ ۷۰ عیسوی میں روم کے بادشاہ ٹائٹس نے یروشلیم پر حملہ کیا اور اس نے لاکھوں کی تعداد میں یہودیوں کو قتل کیا پھر دوبارہ یہودی یروشلیم میں آباد نہ ہو سکے ان کی مرکزیت تباہ ہوگئی اور ان کا شیرازہ بکھر گیا۔[۴۲]

تحریف کا ثبوت:

ان کتابوں کا طرز و طریق فحش آمیز اور نہایت غیر مہذب ہے جو روح کے تقاضے پورا کرنے سے بالکل عاری ہے بلکہ قوائے شہوانیہ و خیالات شیطانیہ کے جلا دینے کے لئے ایک عمدہ نسخہ ہے میں بطور نمونہ کے کسی قدر عبارتیں نقل کر کے دکھاتا ہوں:

❁ کتاب یسعیاہ میں[۴۳] خدا تعالیٰ کا کلام یہ ہے۔ میں بہت مدت چپ رہا میں خاموش ہو رہا آپ کو روکتا رہا پر اب میں اس عورت کی طرح جسے دردِ زہ ہو چلاؤں گا اور ہانپوں گا اور زور زور سے ٹھنڈی سانس

---

[۴۰] بائبل کلام مقدس، مکابین اوّل:۵۸،۵۶:۱

[۴۱] اظہار الحق ج:۲ص:۳۰

[۴۲] مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں، ص:۲۱

[۴۳] باب۴۲ آیت: ۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی لوں گا۔

- اور نوحہ یرمیاہ [۲۳] میں خدا تعالیٰ کو ریچھ اور شیر بتایا ہے۔
- کتاب حزقیل کے ۲۳ باب میں یہ ہے: خداوند کا کلام مجھ کو پہنچا اور اُس نے کہا اے آدم زاد! دو عورتیں تھیں جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں اُنہوں نے مصر میں زنا کاری کی وے اپنی جوانی میں یار باز ہوئیں وہاں ان کی چھاتیاں مل گئیں اور وہاں اُن کے بکر کی پستان چھوئی گئیں اُن میں کی بڑی کا نام اہولہ اور اُس کی بہن اہولیبہ وے میری جوروان ہوئیں اور بیٹے بیٹیاں جنیں، معاذ اللہ مردِ الہامی کو کیا پڑی تھی کہ اُس نے ایسی فحش باتیں لکھ کر اپنی کتاب کو بے اعتبار کیا۔
- کتاب یرمیاہ [۲۴] میں ہے کہاوت ہے کہ کوئی مرد اگر اپنی جورو کو نکالے اور وہ وہاں سے جا کے دوسرے مرد کی ہو جائے کیا وہ پہلا اس کے پاس پھر جائے گا کیا وہ زمین ناپاک نہ ہو گی لیکن تو نے بہت یاروں کے ساتھ زنا کیا تب بھی میری طرف پھرا۔ مانا کہ یہاں کچھ اور مراد ہے مگر کلام میں بڑا فساد ہے۔
- ☆ کتاب یسعیاہ [۲۵] میں ہے، اور وہ پھر خرچی کے لئے جائے گی اور ساری زمین کی مملکتوں سے زنا کرائے گی لیکن اس کی تجارت اور خرچی خداوند کے لئے مقدس ہو گی بلکہ اس کی تجارت کا حاصل ان کے لئے ہو گا جو خداوند کے حضور رہتے ہیں کہ کھا کے سیر ہوویں نفیس پوشاک پہنیں مقدس لوگوں کو کیا پاک مال کھلوایا اور کیسی پوشاک پہنائی ہے۔ الہامی بیان اسی کو کہتے ہیں۔
- کتاب حزقیل [۲۶] میں یہ ہے کہ اُس نے اپنی جوانی کے دنوں کو یاد کر کے جبکہ وہ مصر کی زمین میں چھنالا کرتی تھی) زنا کاری پر زنا کاری کی وہ پھر اپنے یاروں پر مرنے لگی جن کا بدن گدھوں کا سا بدن اور جن کا انزال گھوڑوں کا سا انزال تھا [۲۷]۔
- غزل الغزلات [۲۸] میں یہ ہے میری پیاری میری زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے۔ اور اسی قسم کی اور بہت تشبیہات فحش آمیز ہیں کہ جن کے پڑھتے وقت گرجا میں پادری لوگ بلا شک آنکھ نیچی کر لیتے ہوں گے۔

وجہ ششم: محققین اہل کتاب کا ان کتابوں کے مصنفوں کی بابت اور اُن کے زمانہ تالیف کی بابت سخت اختلاف ہے جس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ محض تخمینی طور پر ان کتابوں کو اپنے انبیاءؑ کی تصنیف بتلاتے ہیں کوئی اُن کے پاس

---

[۲۳] باب ۳:۱۰
[۲۴] ۲۳ باب ۱۸:۱۹
[۲۵] صحاب ۱ تا ۵
[۲۶] باب ۲۳، ۱۸ تا ۲۱
[۲۷] صحاب اور غزل ۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفین تک سند متصل ہے نہ کوئی اور دلیل قابل تسکین ہے بلکہ صرف قیاس اور تخمین ہے توراۃ کی نسبت سکندر گیدس جو کہ عیسائی محقق تھا یوں منقول ہے کہ مجھ کو یقین سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) یہ کہ توراۃ موجودہ ہرگز موسیٰ کی تصنیف نہیں۔

(۲) یہ کہ کسی شخص نے اس کو کنعان یا اورشلیم میں موسیٰ کے بہت مدت بعد لکھا ہے۔

(۳) یہ کہ اس کی تالیف داؤدؑ کے زمانہ سے پہلے کی نہیں ہے۔

اور کتاب یوشع کی نسبت بھی بڑا اختلاف ہے بعض لوگ تو اس کو تصنیف یوشع کی کہتے ہیں اور ڈاکٹر لائٹ فٹ اس کو فیحاس کی تصنیف بتلاتے ہیں اور کالون عزرا کی تصنیف کہتے ہیں اور دائل صموئیل کی اور ہنری ارمیاہ کی تصنیف کہتے ہیں۔ اسی طرح قاضیوں کی کتاب میں بھی سخت اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں حزقیل کی اور بعض عزرا کی اور بعض فیحاس کی کہتے ہیں حالانکہ عزرا اور فیحاس میں تخمیناً نوسو برس کا فاصلہ ہے اس لئے یہود لاچار ہو کر بے تک اس کو صموئیل کی تصنیف بتلاتے ہیں۔ کتاب راعوث میں بھی سخت اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حزقیا کی تصنیف ہے اس تقدیر پر یہ الہامی نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ عزرا کی تصنیف ہے یہود اور اکثر عیسائی صموئیل کی تصنیف کہتے ہیں۔

اور کیتھولک ہرالڈ[۳۹] ۱۸۴۴ء میں ہے کہ راعوث کی کتاب ایک گھر کا ذکر سا ہے اور یونس کی کتاب محض کہانی ہے یعنی دونوں غیر معتبر ہیں۔ کتاب نحمیاہ بھی اختلاف ہے۔ اکثر کہتے ہیں نحمیا کی تصنیف ہے اور کریز استم وغیرہ عزرا کی کہتے ہیں اس میں داراشاہ ایران کا بھی ذکر ہے جو نحمیا کے سو برس بعد ہوتا ہے اس لئے لاچار ہو کر اس باب کو الحاقی کہتے ہیں۔ کتاب ایوب میں بھی نہایت اختلاف ہے۔ میکالس اور سمٹر اور بشپ اسٹاک وغیرہم کہتے ہیں کہ ایوب ایک فرضی نام ہے اور یہ کتاب جھوٹی کہانی ہے اور جو ایوب کا وجود مانتے ہیں تو وہ اس کے زمانہ میں اختلاف کرتے ہیں بعض ابراہیم علیہ السلام سے پہلے زمانہ کا بعض حضرت موسیٰ کے زمانہ کا بعض قضاۃ کے عہد کا اور بعض یعقوب علیہ السلام کے زمانہ کا اور بعض سلیمانؑ کے بعض بخت نصر کے بعض اردشیر شاہ ایران کے عہد کا بتلاتے ہیں اور اس کے مصنف میں بھی سخت اختلاف ہے کوئی الیہو کوئی ایوب کوئی موسیٰ کوئی سلیمان کوئی اشعیا کو کوئی کسی نامعلوم شخص کو کہتا ہے کہ جو منسّی بادشاہ کے عہد میں ہوا ہے بعض حزقیل اور بعض عزرا کا نام لیتے ہیں۔ زبور میں بھی ایسا اختلاف ہے ارجن اور اگسٹائن وغیرہ کل کو داؤد علیہ السلام کی تصنیف کہتے ہیں اور جیروم اور یوسی بئیس وغیرہ علماء اس قول کو رد کرتے ہیں اور تیس زبور سے

۳۹ ج ۷ ص: ۲۰۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ کے مصنف کو نامعلوم شخص کہتے ہیں اور باقی نوے سے ننانوے تک کو حضرت موسیٰ کی تصنیف اور اکہتر زبور کو داؤد کی اور بارہ کو اساف کی اور گیارہ زبور کو قورح کے تین بیٹوں کی کہتے ہیں اور اٹھاسیویں (۸۸) زبور ہمان کی اور نواسیواں (۸۹) ایتان اور تین زبور یدوتھون کی تصنیف کہتے ہیں اور ایک سوستروان سلیمان کی تصنیف کہتے ہیں۔ امثال سلیمان میں بھی نہایت اختلاف ہے الغرض یہ اختلاف سلف سے خلف تک چلا آیا ہے کہ جس کو لاچار ہو کر پادری فنڈر صاحب وکیل مذہب پولوس نے بھی میزان الحق میں قبول کر لیا ہے قولہ اگرچہ پرانے عہد کی بعض کتاب لکھنے والے کا نام معلوم نہیں ہے لیکن مسیح کی گواہی سے اور ان دلائل سے بھی جو کتب اسناد میں ہیں یقین ہوتا کہ وہ سب الہام کی راہ سے لکھی گئی ہیں [۲۱] اور اسی طرح احکام مباحثہ دینی مطبوعہ اکبرآباد ۱۸۵۵ء [۲۲] میں کہتے ہیں: قولہ بعض صحیفوں کی بابت معلوم نہیں کہ کس نبی کے ہاتھ سے لکھے گئے۔ ان وجوہات سے یہ معلوم ہوا کہ یہ توراۃ حضرت موسیٰ کے صدہا سال بعد مشائخ یہود نے تصنیف کی ہے اس میں کچھ غلط اور کچھ حالات حضرت موسیٰ کے اور کچھ احکام توراۃ کے ہیں کہ جو ان کو زبانی یا اپنی اور کتابوں کے ذریعہ سے یاد تھے اور کچھ آسمان و زمین وغیرہ چیزوں کی تاریخ ہے واللہ اعلم [۲۳]

خلاصہ تاریخی پس منظر:

گذشتہ صفحات میں یہودیوں کے صحائف کا تاریخی پس منظر پیش کیا گیا ہے زیادہ تر یہودی بادشاہوں کی حوالوں سے گفتگو کی گئی ہے بلکہ ہمارا مقصد بنی اسرائیل اور ان کے سلاطین کا انبیاء کی کتابوں سے تعلق ظاہر کرنا تھا بنی اسرائیل اپنے ابتدائی دور سے ہی انبیاء کی نافرمان سرکش اور باغی قوم تھی اللہ تعالیٰ نے ان پر بے انتہا احسانات کیے تھے مگر اس قوم نے خدا کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے اس کے احکام کو پس پشت ڈالا اور اس کے فرستادوں کو قتل کیا اسی نافرمانی کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان پر ذلت اور مسکینی کو مسلط کیا از منہ قدیم سے لیکر آج تک بنی اسرائیل ظلم کی چکیوں میں پس رہے ہیں ابتدائی زمانے میں بنی اسرائیل کے دس قبائل کا گم ہو جانا آج تک مورخین کے لئے ورطہ حیرت بنا ہوا ہے مظالم کی ان داستانوں کو سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاریخ میں کئی بار ان کے مذہبی صحائف ضائع ہوئے جن کو بار بار ان کے عالموں نے حافظے کی مدد سے جمع کیا جس کی وجہ سے آج تک ان کے مذہبی ورثہ میں اختلاف پایا جاتا ہے کیونکہ یہ صحائف انسانی کاوشوں کا نتیجہ ہیں اس لئے غلطیوں سے مبرا نہیں ہیں اور خود یہودی علماء اس حقیقت کا

[۲۱] میزان الحق صفحہ ۳ باب فصل صحاب نقل

[۲۲] صفحہ ۳۶

[۲۳] مقدمہ حقانی ص: ۱۲۳، ۱۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔

یہودیوں کی گم شدہ کتابیں:

حوادث کے سبب سے یہودیوں کا بہت سا دینی لٹریچر ضائع ہو گیا بہت سی کتابوں کا ذکر عہد قدیم میں تو موجود ہے مگر وہ آج یہود کے پاس موجود نہیں ہیں ان کتابوں کی فہرست ذیل میں حوالوں کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:

نام کتاب گمشدہ	حوالہ جات کتاب مقدس
1. کتاب عہد موسیٰ	خروج 7:24
2. جنگ نامہ خداوند	گنتی 14:21
3. کتاب جشیر	سموئیل دوم 18:1
4. کتاب یاہو بن حنانی	تواریخ دوم 34:20
5. کتاب سمعیاہ نبی	تواریخ دوم 15:30
6. کتاب اخیاہ نبی	تواریخ دوم 29:9
7. کتاب ناتن نبی	تواریخ دوم 29:9
8. کتاب مشاہدات عیدو غیب بین	تواریخ دوم 29:9
9. کتاب احوال سلیمان	سلاطین اول 41:11
10. کتاب مشاہدات اشعیاہ بن آموس	تواریخ دوم 24:26
11. سموئیل غیب بین کی تواریخ	تواریخ اول 30:29:4
12. نغمات سلیمان	سلاطین اول 33:32:4
13. سلیمان کی کتاب خواص نباتات وحیوانات	سلاطین اول 33:32:4
14. کتاب امثال سلیمان	سلاطین اول 324
15. جادغیب بین کی تواریخ	تواریخ اول 29:29
16. مرثیہ یرمیاہ	تواریخ دوم 25:35

چنانچہ "پیغمبروں کی بہت سی کتابیں ناپید ہو گئیں اس لئے کہ یہودیوں نے غفلت سے بلکہ بے دینی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بعض کتابوں کو کھو دیا اور بعض کو جلا دیا۔"

تحریف عہد قدیم کی اندرونی شہادت:

قرآن حکیم میں بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل اپنی کتابوں میں تحریف و ترمیم کیا کرتے تھے بعض دفعہ مطالب میں تغیر کر دیا کرتے تھے اور بعض اوقات خود کوئی بات گھڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا کرتے تھے چنانچہ عہد قدیم کی بعض کتابوں سے بھی تحریف کی شہادتیں ملتی ہیں:

"سرزمین ان کے نیچے جو اس پر بستے ہیں، نجس ہوئی کہ انہوں نے شریعتوں سے عدول کیا قانونوں کو بدلا عہد ابدیا کو توڑا" [۲۳]

ارمیاہ نبی کے صحیفے میں بھی تحریف کی شہادت ملتی ہے۔

"تم نے زندہ خداوند ہمارے خدا کی باتوں کو بگاڑ ڈالا ہے" [۲۴]

عہد جدید کا تاریخی پس منظر

عہد جدید چار حصوں پر مشتمل ہے

۱۔ اناجیل اربعہ

۲۔ رسولوں کے اعمال

۳۔ رسولوں کی تعلیمات (خطوط)

۴۔ مکاشفہ کی کتاب

عہد جدید کو اکثر اس کے پہلے حصہ کے نام پر مختصراً انجیل مقدس کہا جاتا ہے۔ [۲۵]

انجیل کا لغوی مفہوم:

انجیل یونانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب خوش خبری ہے یونانی میں اس کی شکل Eu-Angellion ہے اس کے لغوی معانی خوشخبری اور بشارت کے ہیں۔ [۲۶]

بعض علماء لغت نے انجیل کو عربی لفظ قرار دیکر اس کا مادہ نجل بتایا ہے عربی میں انجیل کی ایک قرات انجیل بھی ہے۔ اسی بنا پر اصمعی سے روایت کی گئی ہے کہ انجیل افعیل کے وزن پر ہے اور انجیل اس کتاب کو

---

[۲۳] یسعیاہ ۲۴:۵ [۲۴] بائبل، کتاب مقدس ارمیاہ: ۳۶:۲۳

[۲۵] یعسوب، آئینہ انجیل، ص: ۷، یعسوب، ط، میلار کتب، لاہور ۱۹۷۵ء

[۲۶] The new Encyclopedia Britannica, Vol.5, p.379)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں جس میں بہت سی سطریں ہوں حدیث میں بھی یہ لفظ آیا ہے آنحضور نے صحابہ کے بارے میں فرمایا "صدورھم اناجیلھم" یعنی وہ کتاب کی مدد کے بغیر حفظاً پڑھ لیتے ہیں جبکہ اہل کتاب اپنی کتاب صحیفوں کی مدد سے پڑھتے ہیں ایک روایت میں "اناجیلھم فی صدورھم" کے الفاظ آئے ہیں۔ ۴۷۔۔۔۴۸

عہد جدید

عہد جدید میں یہ کتابیں ہیں:

(۱) انجیل (معرب ہے انگیون کا۔ جس کے معنی یونانی زبان میں بشارت و تعلیم کے ہیں) متی کہ جس کو حضرت عیسیٰ کے بعد متی حواری نے مسیح کی پیدائش سے لے کر موت تک کے حالات میں تاریخ کے طور پر جمع کیا۔

(۲) انجیل مرقس یہ مرقس کی تصنیف ہے اس میں بھی ابتداء سے لے کر آخر تک حضرت مسیح کی سرگزشت سُنی سُنائی بیان کی ہے کیونکہ مرقس نے حضرت مسیح علیہ السلام کو نہیں دیکھا اس لئے کہ یہ پطرس حواری کا شاگرد ہے چنانچہ پطرس اپنے پہلے خط پطرس ۴۹ میں اس کو بیٹا کہتا ہے یہ شخص رومی ہے اور اس کی یہ کتاب لاطن یعنی رومی زبان میں تھی پھر اس کا یونانی اور سریانی میں ترجمہ ہوا۔

(۳) انجیل لُوقا یہ بھی حضرت مسیح کی تاریخ ہے جس کو لُوقا نے لوگوں سے سُن کر تالیف کیا ہے کیونکہ اس نے کیا بلکہ اس کے اُستاد پولس نے بھی حضرت مسیح کو نہ دیکھا تھا چنانچہ اپنی کتاب ۵۰ کے اوّل میں وہ خود اقرار کرتا ہے قولہ چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ اُن کاموں کو جو فی الواقع ہمارے درمیان ہوئے بیان کریں جس طرح سے انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہم سے روایت کی میں نے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کر کے تیرے لئے اے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھوں۔

(۴) انجیل یُوحنا اس میں یوحنا حواری نے حضرت مسیح کا تمام حال ابتداء سے انتہا تک لکھا ہے جس کا اخیر فقرہ یہ ہے۔ ۵۱ قولہ اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سما سکتیں۔ ان چاروں تاریخوں کو کہ جن کے

۴۷ حسینی محمد مرتضی سید، تاج العروس من جواھر القاموس، ج:۸، ص:۱۳۸۔

۴۸ لسان العرب، ج:۱۱، ص:۶۴۸

۴۹ باب ۵:۱۳

۵۰ لوقا ۱ تا ۴

۵۱ یوحنا ۲۱:۲۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمانہ تالیف میں بڑا اختلاف ہے عیسائی اناجیل اربعہ کہتے ہیں۔پہلی انجیل ، ۳۷ء تا ۶۴ء تک، دوسری ۵۶ء تا ۶۵ء تک ، تیسری ۵۳ء تا ۶۴ء تک اور چوتھی ۶۸ء تا ۹۸ء تک تالیف ہوئی۔[۵۲]

(۵) ایک چھوٹی سی حواریوں کی تاریخ ہے کہ حواری فلاں شہر میں گئے اور وہاں یوں لوگوں کو خوارق دکھائے اور مخالفوں نے اُن کو ایسی ایسی تکلیفیں دیں اس کے مؤلف کا نام بھی معلوم نہیں غالباً یہ اُس شخص کی تالیف ہے کہ جس نے تیسری انجیل لکھی ہے یعنی لوقا کی کیونکہ اس کی ابتدا میں وہ یوں کہتا ہے۔

بائبل اور عہد مجالس:

قولہ اے تھیوفلس وہ پہلی کیفیت میں نے تصنیف کی ان سب باتوں کی کہ جو کہ یسوع شروع سے کرتا اور سکھاتا رہا اس دن تک کہ وہ اُوپر اٹھا لیا گیا۔[۵۳]

(۶) حواریوں اور غیر حواریوں کے خطوط کہ جن کی یہ تفصیل ہے پولس کے (کہ جس نے دین عیسائی کو برباد کیا ۱۴ خط اور پطرس حواری کا اوّل خط اور یوحنا کا پہلا خط سوائے چند فقرات کے یہ کل بیس کتابیں ہیں کہ جن کو سب عیسائی بالاتفاق مانتے ہیں اور سات کتابیں اور ہیں کہ جن کو قدما مسیحین نے رد کر دیا اور متاخرین نے ان کو اپنی کتب مقدسہ میں شمار کیا ہے۔

(۱) پولس کا اوّل خط جو عبرانیوں کو لکھا ہے۔ (۲) پطرس کا دوسرا خط
(۳) یوحنا کا دوسرا خط (۴) یوحنا کا تیسرا خط

حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کے نام:

(۱) شمعون (پطرس) (۲) اندریاس (پطرس کا بھائی)
(۳) یعقوب بن زبدی (۴) یوحنا بن بدی
(۵) فلپوس (۶) برتھولما
(۷) تھوما (۸) متی
(۹) یعقوب بن حلفی (۱۰) لبی (تھدی)
(۱۱) شمعون کنعانی (۱۲) یہوداہ اسکریوتی

حضرت عیسیٰؑ کو گرفتار کرانے کا کردار اور اس کے ساتھ چند عورتیں یہ تھیں:

---

[۵۲] تفسیر حقانی، ج ۲/۴۳، باب: ۲
[۵۳] اعمال: ۱:۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) مریم کو لیٹی　(۲) یعقوب کی ماں (۱۳) یعقوب کا خط (۱۴) یہوداہ کا خط (۱۵) مکاشفات یوحنا[54]

تحریف کا ثبوت:

لیکن جس کو عیسائی انجیل کہتے ہیں وہ تو نہ حضرت عیسیٰ پر بذریعہ وحی نازل ہوئی نہ خود ان کی تصنیف نہ ان کے زمانہ میں تصنیف ہوئی بلکہ ایک عرصہ بعد لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات اور ان کے معجزات اور چند نصائح کو جمع کر لیا ہے جن میں سے دو مصنف تو وہ ہیں کہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو دیکھا بھی نہیں ایک مرقس دوسرا لوقا بلکہ لوقا کے استاد پولوس نے بھی حضرت عیسیٰ کی صحبت نہیں پائی پس یہ دونوں تو محض سنی سنائی باتیں لکھتے ہیں کہ جس میں الہام کو کچھ بھی دخل نہیں چنانچہ خود ان کے دیباچہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے اور اکثر جگہ تورات و صحف انبیاءؑ کے غلط حوالے دیتے ہیں اب یہ بات باقی رہی کہ آیا خود حضرت عیسیٰ کی بھی کوئی انجیل تھی جو حوادث مفصلہ ذیل میں تلف ہوگئی یا انجیل کے معنے تعلیم کے ہیں خود حضرت عیسیٰ کی تعلیم و وعظ ہی انجیل تھا؟ جہاں تک تجسس کیا گیا یہی بات معلوم ہوئی کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ایک کتاب تھی کہ جس کا قرآن میں ذکر ہے اور جس کا ثبوت کتاب مرقس[55] میں ہے "اور اس نے کہا تم تمام دنیا میں جا کر ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے عہد میں انجیل تھی اور پولوس کے مقدس نامہ مکتوں[56] سے بھی اس انجیل کا پتہ لگتا ہے۔ پر اے بھائیو! میں تمہیں جتاتا ہوں کہ انجیل جس کی میں نے خبر دی انسان کے طور پر نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں نے اس کو کسی آدمی سے نہیں پایا نہ کسی نے مجھے سکھایا پر وہ یسوع مسیح کے الہام سے مجھے ملی۔ اور اسی باب[57] میں پہلے لوگوں کو تہدید کرتا ہے کہ بعض لوگ مسیح کی انجیل کو الٹ دینا چاہتے ہیں لیکن اگر ہم یا آسمان سے کوئی فرشتہ سوائے اس انجیل کے جو ہم نے تمہیں سنائی دوسری انجیل تمہیں سنائے وہ ملعون ہوئے۔ اور دوسرے باب[58] میں پطرس اور برنباس حواریوں کی شکایت میں لکھتا ہے: جب میں نے دیکھا کہ وے انجیل کی سچائی پر سیدھی چال نہیں چلتے"۔ یہاں سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ یہ کہ پولوس کے پاس خاص حضرت عیسیٰ کی انجیل تھی اور وہ ان چاروں انجیلوں موجودہ کے غیر تھی کس لئے کہ لوقا اور مرقس اور یوحنا کی انجیل تو اب تک تصنیف بھی نہیں ہوئی تھی اور متی کی انجیل پر یہ صادق نہیں آ سکتا کہ میں نے اس کو کسی آدمی سے نہ پایا۔۔۔۔۔اس لئے کہ اگر یہ انجیل مراد ہوتی تو یہ تو ان کو

[54] تفسیر حقانی مقدمہ ص: ۱۰۶، ۱۰۵
[55] باب ۱۶، درس ۱۵
[56] باب اول درس: ۱۰، ۱۲، ۱۱
[57] گلتیون ۶، ۷، ۹
[58] ۱۱۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آدمیوں ہی کے ذریعہ سے ملی۔

۲۔ یہ کہ اس وقت میں بھی عیسائیوں میں انجیل کے اُلٹ دینے والے پیدا ہو گئے تھے۔ اب عیسائی کس منہ سے کہتے ہیں کہ انجیل میں تحریف کرنے سے کیا غرض تھی۔ اب ہم وہ وجوہ بیان کرتے ہیں کہ جن کے دیکھنے سے تعجب نہ رہے کہ حضرت مسیح کی انجیل کیوں مفقود ہو گئی؟

ا۔ تو وہی سبب کہ اُس زمانہ میں بھی لکھنے کا دستور نہایت کم تھا اور کاغذ کم موجود تھا شاید درختوں کے پتوں یا کسی اور چیز پر لکھتے ہوں گے جیسا کہ مؤرخین کے قول سے پہلے واضح ہوا۔

۲۔ یہ کہ اوّل اور دوسری صدی میں عیسائی غریب اور مفلس لوگ تھے اور بہت کم اور جہاں کہیں کوئی حواری جاتا تھا وہیں اُس پر مصیبت آ جاتی تھی اور اس پر طرّہ یہ ہوا کہ اُس وقت کے بادشاہ اُن کے سخت دشمن ہو گئے اور قتل عام شروع ہو گیا۔ چنانچہ دس بار عیسائیوں پر یہ قتل شروع ہوا اور متصل تین سو برس تک جاری رہا اوّل ۶۴ء میں نیرون شاہ فرنگستان کے حکم سے ہوا جس میں پطرس حواری اور پولوس وغیرہ مارے گئے دوسرا دومشیان کے عہد میں ہوا اس ظالم نے بھی از حد خونریزی کی اور یوحنا حواری جلا وطن ہوئے تیسرا قتل ترجان کے عہد میں اٹھارہ برس تک رہا۔ الغرض ایسے ایسے قتل دس بار ہوئے کہ جن میں گرجا گھر گرائے گئے اور زمین خون سے رنگین کی گئی اور تلاش کر کے کتابیں جلائی گئیں۔ اس کے جواب میں پادری کہتے ہیں کہ تین سو برس تک گویا حوادث عظیمہ رہے لیکن بہت سے ملکوں میں عیسائی مذہب اور انجیل پھیل گئی تھی پھر کیونکر صفحہ عالم سے مفقود ہو گئی۔ ہم کہتے ہیں کہ جس قدر یہودیوں کی موسیٰ سے لے کر بخت نصر تک ترقی اور ثروت اور شیوع اور حکومتیں اور زمانہ گزرا ہے اس کی نصف بھی تین سو برس میں عیسائیوں کی ترقی اور حکومت نہیں ہوئی پھر جب اس ایک حادثہ میں تورات صفحہ عالم سے مفقود ہو گئی حتی کہ اگر عزیز نہ ہوتے تو نام و نشان بھی باقی نہ رہتا تو اس قدر حوادث عظیمہ میں اس مفلس اور غریب قوم سے انجیل کا مفقود ہونا کیا تعجب کی بات ہے کیونکہ جس قدر قلت کاغذ کتابت کی اس عہد میں تھی ویسی ہی عیسائیوں کے ہاں اُس زمانہ تک تھی نہ حفظ کا ان کے ہاں رواج تھا پس اس زمانہ پر قیاس کرنا بڑی غلطی ہے اور شاید اس امر پر یہ ہے کہ بہت سی کتابیں اُس زمانہ کی اب بالکل مفقود ہیں۔ چنانچہ انجیل یوحنا ۲۱ میں ہے۔ یہ وہ شاگرد ہے جس نے ان کاموں کی گواہی دی اور ان باتوں کو لکھا۔ اب اُس شاگرد مسیح کی لکھی ہوئی کتاب کا نام و نشان بھی نہیں۔ اسی طرح انجیل لوقا ۱ سے بھی

۵۹ ؎ اعجاب عرس ۲۲ ص ۳۰ حاشیہ ۱:۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت اور لوگوں نے بھی حضرت عیسیٰ کے احوال میں انجیلیں لکھی تھیں۔ چنانچہ تفسیر ہنری واس کاٹ اور ڈوالی اور روجرڈ مینٹ میں اس کی تصریح ہے۔ مورخ موشیم اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۳۲ء کی جلد اوّل میں فرقہ ناصریوں اور آبیونی کے بیان میں لکھتا ہے کہ ان دونوں فرقوں کے پاس ہماری انجیلوں کے علاوہ ایک اور انجیل تھی کہ جس کے بارے میں ہمارے علماء کا اختلاف ہے۔

۳۔ اوّل ہی صدی میں عیسائیوں میں اناجیل تصنیف کرنے کا شور ہو گیا تھا پس وہ انجیل حضرت مسیح علیہ السلام کی اناجیل کو اُلٹ پلٹ کر اپنی تصانیف کو زیادہ رواج دینا چاہتے تھے جیسا کہ پولس کے بیان سے ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا اُس قرن ہی میں صدہا انجیلیں تصنیف ہو گئی تھیں پس ان حوادث میں جب اصلی انجیل مٹ گئی تو اُن میں سے جس کی انجیل مشہور ہو گئی اسی پر سادہ لوح عیسائیوں نے قناعت کر لی۔ اب ہم ان چاروں کتابوں کی بابت گفتگو کرتے ہیں کہ اور تاریخوں سے اُن میں کونسی بات زائد ہے کہ جس کی وجہ سے اُن کو آسمانی کتابیں اور الہامی صحیفے مانا جاوے اور انبیاء کی فہرست کتب میں درج کیا جاوے سو واضح ہوا کہ ان کا الہامی ہونا دو باتوں پر موقوف ہے۔

(۱) یہ کہ ان کے مصنفین انبیاء ہوں۔

(۲) ان کی یہ تالیف محض عام مورخوں کی مانند نہ ہو کہ جو کسی واقعہ کو دیکھ کر یا سُن کر لکھتے ہیں بلکہ محض انکشاف الٰہی اور تائید رُوح القدس سے ہو کہ جو خاصہ انبیاء ہے اور جس میں غلطی کو دخل نہیں ہوتا ورنہ یوں تو ہر شاعر اور مورخ بلکہ ہر شخص بشرطیکہ وہ امر شر نہ ہو الہام ہی سے کرتا ہے میں بھی یہ کتاب الہام کے ذریعہ سے لکھ رہا ہوں۔

اوّل دو شخصوں کی نسبت تو بالکل نہیں پایا جاتا یعنی ان چاروں میں سے لوقا اور مرقس کی نبوت اب تک کسی قوی دلیل تو کیا اتفاق سے بھی ثابت نہیں ہوئی نہ تو کسی کتاب عہد عتیق میں ان کی نبوت کی پیشین گوئی ہے نہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ان کو نبی کہا ہے نہ ان کے بارہ حواریوں میں سے کسی نے فرمایا ہے۔ اوّل تو معجزات و خرق عادات کا (عیسائیوں کے نزدیک) کچھ اعتبار ہی نہیں کیونکہ انجیل متی کے باب ۲۳ درس ۲۴ میں حضرت عیسیٰ کا قول یہ ہے کہ بہت سے جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے اور ایسے بڑے معجزے اور کرامتیں دکھائیں گے اگر ممکن ہوتا تو وہ برگزیدوں کو گمراہ کرتے۔ دوم اُن سے کوئی معجزہ یا کرامت سرزد بھی نہیں ہوئی نہ کسی جگہ اُن کا اور کوئی کمال مذکور ہے بلکہ اس سبب سے کہ ان کو پولس نے تعلیم کیا ہے ان کے جھوٹے ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ پولس کا دینی امور میں جھوٹ بولنا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

جھوٹ سے اپنی خیالات کو پھیلانا پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ پولوس کسی طرح سے نبی نہیں بلکہ دین عیسوی کا مخرب اور محرف ہے اور نامہ حواریوں میں جو کچھ اس کی کرامات لکھی ہیں وہ ہمارے لئے سند نہیں کیونکہ وہ اس کے شاگرد کی تصنیف ہے اگر سچ ہے تو انہی معجزات میں شمار ہیں کہ جن کی مسیح علیہ السلام نے خبر دی ہے کیونکہ اس نے شریعت پر چلنے والے کو ملعون کہا اور تثلیث کی تعلیم کی اور حضرت موسیٰ کی توراۃ کو لغو اور کمزور بتلایا چنانچہ نامہ عبرانیوں [۱۱] میں کہتا ہے پس اگلا حکم (یعنی توراۃ) اس لئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اُٹھ گیا۔ بلکہ یہ شخص جناب مسیح علیہ السلام کی جناب میں بھی نہایت بے ادبی کر کے اُن کو ملعون کہتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ پس جب تک عیسائی پولوس کے اور ان کے شاگرد لوقا اور مرقس کی نبوت نہ ثابت کر دیں انجیل لوقا اور مرقس اور پولوس کے خطوط سے ہمارے روبرو کوئی سند نہ پیش کریں کیونکہ جب کہ ان کی نبوت تو کیا بلکہ دینداری ہی میں کلام ہے تو ان کی تصانیف کا کیا اعتبار ہے؟ اب رہے متی اور یوحنا سو اوّل تو اس کا بھی کوئی کافی ثبوت نہیں کہ یہ وہ متی اور یوحنا ہیں کہ جو حواری ہیں دوم ان کی نبوت کی بابت بھی کوئی پیشین گوئی کہیں سے منقول نہیں نہ کوئی مسیح علیہ السلام کا قول پایا جاتا ہے اور نہ کوئی معجزہ و کرامت منقول ہے اور اگر ہو تو اس کا کیا اعتبار ہے؟ کیونکہ مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اس دن بہتیرے کہیں گے اے خداوند! اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے دیوؤں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کرامتیں ظاہر نہیں کیں اس وقت میں اُن سے صاف کہوں گا میں کبھی تم سے واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو۔ [۱۲] کیونکہ سب حواری ان کی کتابوں کے بموجب پاکباز اور دیندار نہ تھے دیکھئے یہوداہ نے آنحضرت (عیسیٰ علیہ السلام) کو گرفتار کروا دیا آخر خودکشی کر کے مرگیا اور پطرس وغیرہ کو پولوس نے انجیل پر نہ چلنے کا الزام لگایا اور کیا کیا اُن کی نسبت کہا اور دنیا سے آسمان پر چلتے وقت حضرت مسیح سب حواریوں کو بے ایمانی کا لقب دے گئے جیسا کہ مرقس [۱۳] میں ہے اب جب تک یہ نہ ثابت کر دیا جاوے کہ متی اور یوحنا اُن باتوں اور اُن القابوں سے مستثنیٰ اور صاحب نبوت ہیں کیونکر نبوت کا اقرار کیا جاوے ہاں ہم اہل اسلام اپنی تحقیق سے اُن کو دیندار اور راستباز کہتے ہیں اور ان کا نہایت ادب کرتے ہیں اور بس دوسری بات تو بہت ظاہر ہے کہ یہ کتابیں انہوں نے الہام سے نہیں لکھیں کیونکہ لوقا اور مرقس تو سن کر لکھتے ہیں جیسا کہ خود دیباچہ لوقا سے

[۱۱] باب۷،ورس:۱۸

[۱۲] متی باب۷،ورس:۱۵:۲۲

[۱۳] ۱۶ باب ورس ۱۴

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوتا ہے اور متی اور یوحنا اپنے روبرو گزرا ہوا معاملہ لکھتے ہیں اس میں بھی الہام کی کوئی ضرورت نہیں چنانچہ باسوبر اور لیافان کہتے ہیں کہ جب حواری بچشم خود دیدہ یا معتبر گواہوں سے سُن کر لکھتے تھے تو ان کو الہام کی حاجت نہ تھی۔ بلکہ پولس کے قول کے بموجب تو یہ چاروں کتابیں قابل رد ہیں کیونکہ اس نے اس انجیل کے سوا (کہ جو اس کو مسیح سے بلا توسط غیر ملی تھی جیسا کہ پہلے ذکر ہوا) اور کسی انجیل کے ماننے والے پر لعنت کی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ چاروں وہ انجیل نہیں اور بالفرض ہوئی بھی تو ایک ہوگی پھر تین غیر معتبر ہیں یہاں تک کہ اُن کے سُنانے والے پر لعنت پڑے گی اس کے سوا اور چند اوجہ ہیں کہ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ الہام نہیں۔

(۱) یہ کہ اُن کے مؤلفین نے بڑی سخت غلطیاں کی ہیں چنانچہ متی[۲۴] نے جو مسیح کا نسب نامہ لکھا ہے اس میں کئی نام بھول گیا جس کی تاویل میں مفسرین نہایت تکلفات کرتے ہیں اور اسی طرح اور چند غلطیاں کی ہیں کہ جن کی تفصیل اعجاز عیسوی وغیرہ کتابوں میں ہے۔ اسی طرح لوقا[۲۵] نے دوسرے باب میں غلطی کی ہے کہ اوگوسطوس قیصر نے اسم نویسی کا حکم دیا تھا اور قورینوس حاکم یہودیہ کے وقت میں یوسف نجار اپنی بیوی مریم علیہا السلام کو کہ جو حاملہ تھیں ہمراہ لے کر شہر بیت اللحم میں نام لکھوانے آیا تھا اور وہاں حضرت مسیح پیدا ہو پڑے۔ حالانکہ یہ صریح غلط ہے اوّل یوں کہ قورینوس حضرت مسیح کی ولادت کے پندرہ برس بعد وہاں کا حاکم ہوا تھا۔ دوم یہ کہ حسب بیان متی[۲۶] حضرت مسیح ہیرود کے عہد میں پیدا ہوئے تھے اور اس کی زندگی تک یہ ملک قورینوس وغیرہ حکام روم کے قبضہ میں نہ آیا تھا۔

(۲) یہ کہ ان کتابوں میں بہت سے ایسے جھوٹے مضامین مندرج ہیں کہ جن کی شہادت آج تک کسی تاریخ سے نہیں پائی جاتی نہ عقل اُن کو تسلیم کر سکتی ہے۔ مثلاً متی نے ۲۷ باب میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے جب صلیب پر چلا کر جان دی تو ہیکل کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ گیا اور زمین کانپی اور پتھر تڑک گئے اور قبریں کھل گئیں اور بہت لاشیں پاک لوگوں کی قبروں سے نکل کر مقدس شہروں میں بہتوں کو نظر آئیں۔ اور اسی طرح لوقا نے ۲۳ باب میں لکھا ہے کہ چھٹویں گھنٹہ کے قریب تمام زمین پر اندھیرا چھا گیا اور نویں گھنٹہ تک رہا اور سُورج تاریک ہو گیا اور ہیکل کا پردہ بیچ سے پھٹ گیا۔ اور اسی طرح متی نے ۲ باب میں لکھا ہے کہ مجوسیوں کو ایک ستارہ دکھائی دیا اور وہ اُن کے آگے چلتا تھا اور جہاں مسیح پیدا ہوئے تھے وہاں آ کر ٹھہر گیا۔

۲۴ ۱:۱
۲۵ ۱:۱
۲۶ ۲:۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) حضرت مسیح کی نسبت وہ قول بھی نقل کئے ہیں کہ جو اُن کی شان سے نہایت بعید ہیں۔ چنانچہ یوحنا اپنی کتاب کے ۱۰ باب میں حضرت مسیح کا قول نقل کرتے ہیں کہ مجھ سے پیشتر جس قدر انبیاء آئے ہیں سب چور اور رہزن تھے۔ پھر اسی قوم کی تقلید کر کے پولوس مقدس حضرت موسیٰ کی جناب میں کیا کیا گستاخی کرتے ہیں کہ ہم موسیٰ کی مانند عمل نہیں کرتے جس نے اپنے چہرہ پر پردہ ڈالا تا کہ بنی اسرائیل بخوبی نہ دیکھیں لیکن ان کی فہم تاریک ہو گئی کیونکہ آج تک پُرانے عہد نامہ کے پڑھنے میں وہی پردہ رہتا ہے اُٹھ نہیں جاتا۔ (نامہ دوم قرنیوں کا باب: ۳)۔ اور نامہ عبرانیوں میں توریت کو کمزور اور بے فائدہ کہتا ہے اور اس سے بڑھ کر فرقہ پروٹسٹنٹ کے پیرومرشد لوتھر صاحب اور بھی کلمات تعظیم مُنہ سے نکالتے ہیں۔ چنانچہ وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۳۸ میں کہتے ہیں کہ لوتھر صاحب اپنی ایک کتاب کی تیسری جلد کے صفحہ ۴۰ میں لکھتے ہیں ہم نہ سُنیں گے اور نہ دیکھیں گے موسیٰ کو اس لئے کہ وہ صرف یہودیوں کے لئے تھا اور ہم کو اُس سے کچھ علاقہ نہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ ہم نہ موسیٰ کو نہ اس کی توریت کو قبول کریں گے اس لئے کہ وہ دشمن عیسےٰ کا ہے۔ اور جلادوں کا اُستاد ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ان کے دس حکموں کو خارج کرنا چاہیے کیونکہ تمام بدعت انہیں پر موقوف ہے انتہیٰ۔ حالانکہ دس حکموں میں یہ بھی ہے کہ شرک نہ کرو، ماں باپ کی تعظیم کرو، ہمسایہ کو ایذا نہ دو، خون نہ کرو، زنا نہ کرو، جھوٹی گواہی نہ دو وغیرہ ذالک پس اس تعلیم کے بموجب تو عیسائی شرک کرنے اور ماں باپ کی گستاخی کرنے اور ہمسایہ کو ستانے اور چوری اور زنا اور خون کرنے جھوٹ بولنے کو راہ نجات سمجھتے ہوں گے؟ معاذ اللہ اگر یہی الہام ہے تو اس الہام کو سلام۔

(۴) ایسی غلط پیشین گوئیاں ان کتابوں میں مندرج ہیں کہ جن کے جھوٹ ہونے میں کسی عیسائی کو ذرا بھی شک نہیں چنانچہ انجیل متی کے ۲۴ باب میں اور مرقس کے ۱۳ باب میں اور لوقا ۲۱ باب میں مذکور ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے حواریوں سے مخاطب ہو کر اپنے دوبارہ آنے کی بابت یہ فرمایا تھا کہ اُن دنوں میں سخت مصیبت پڑے گی کہ جو نہ کبھی پہلے پڑی ہے اور نہ آگے پھر پڑے گی اور سورج اندھیرا ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے۔ اس کے بعد پھر فرماتے ہیں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب کچھ نہ ہو لے اس وقت کے لوگ گزر نہ جاویں گے۔ اور بعض کُتب مطبوعہ ۱۸۴۱ء میں ہے کہ جب تک یہ سب کچھ پورا نہ ہو لے یہ پشت گزر نہ جائے گی۔ اور انجیل مرقس میں یہ ہے کہ اس زمانہ کے لوگ جب تک یہ سب کچھ واقع نہ ہو لے گزر نہ جاویں گے۔ حالانکہ اس زمانہ کے تمام لوگ گزر گئے اور بہتوں کی تو انتظار میں آنکھیں بھی پتھرا گئی تھیں مگر ان سب چیزوں میں سے کوئی بھی انہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے نہ دیکھی۔ اس مقام پر یہ خیال میں آتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ باتیں قیامت کے علامات میں فرمائی ہوں گی سو انشاء اللہ واقع ہوگی مگر یہ مورخ اپنی غلط فہمی سے کچھ اور سمجھ گئے۔ اب اس پر بحکم اند کے از بسیار و مشتے از خروارے" ان انجیلوں کی جملہ تحقیقات اور الہام کو قیاس کرنا چاہیے۔ اسی لئے ان کتابوں میں اول اور دوم صدی کے عیسائیوں کو نہایت تردّد اور شک تھا چنانچہ محقق بڑشنیڈر اور اسٹاپلن اور فرقہ الوجین جو دوسری صدی میں تھا اس انجیل کو یوحنا حواری کی تصنیف نہیں کہتا تھا اور یہی قرین قیاس بھی ہے کیونکہ جب اس انجیل کا انکار ہوا تو اریٹیس نے جو پولی کارپ کا شاگرد ہے کبھی نہیں کہا کہ پولی کارپ نے جو خاص یوحنا کا شاگرد ہے اُس کو یوحنا کی تصنیف بتلایا ہے اور اسٹاپلن کہتا ہے کہ یہ انجیل قطعی کسی طالب علم مدرسہ اسکندریہ نے لکھی ہے۔ بعض پادری کہتے ہیں کہ اسکندریہ کا مدرسہ تو اس انجیل کے بعد قائم ہوا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ کیونکر ثابت ہوا کہ اس مدرسہ سے پیشتر یہ کتاب تھی اس پادری کی بات کو مانیں یا اسٹاپلن جیسے محقق کی بات مانیں کہ جس کے قول کو ہارن صاحب مفسر نے بڑے ادب سے اپنی کتاب کی جلد چہارم صفحہ ۳۱۶ میں لکھا ہے۔ اسی طرح اور تینوں کتابوں کی نسبت بھی بہت کچھ قیل وقال تھی۔ اور یہ قیل و قال ضرور ہونی چاہیے تھی کیونکہ اس زمانہ میں صدہا انجیلیں تصنیف ہوگئی تھیں اور جو غیر معتبر شخص تھے وہ بتقلید فلاسفہ یونان اپنی کتاب کو کسی اور مشہور آدمی کے نام سے شہرت دیتے تھے چنانچہ تخمیناً اسّی نوّے اور کتابیں اب تک عیسائیوں میں مشہور ہیں کہ جن کو اُن کے مُرید الہامی کہتے تھے مگر جب اُن کی نہ چلی اور مخالفوں نے اپنی کتابوں کو رد کر دیا تو وہ غریب بے الہامی ہوگئیں۔ اس جعلسازی کی وجہ سے بیچارہ پولوس بھی بداغل مچاتا تھا تین سو برس تک عیسائیوں میں بھی جوتی پیزار رہی کہ کس نے کس کتاب کو الہامی سمجھا اور انجیلوں کے بیٹنے سُنانے والے کو ملعون کہا۔ کسی نے کسی کتاب کو عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل قرار دے کر اپنا دل خوش کیا آخر جب قسطنطین شاہ روم کہ جو بڑا ظالم اور نہایت سفاک تھا اپنے گناہ معاف کرانے اور اپنے ظلموں کو مٹانے کے لئے پولوس کی جماعت کا مرید ہوا تو اُس نے شہر نائس میں عیسائیوں کو جمع کر کے ان کتابوں کی بابت ایک کمیٹی قائم کی اور اپنے زور اور شوکت سے تمام عیسائیوں کو ان کتابوں کو ماننے پر مجبور کیا اور مسئلہ تثلیث اور کفارہ کو کہ جس کے اعتقاد پر وہ عیسائی ہوا تھا بحکم رواج دیا اُس وقت سے ان کے ہاں اس زبردستی کا نام اجماع سلف قرار پایا کہ جس کو آج کل کے عیسائی ان کتابوں کے مقبول ہونے کے لئے سند قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ پادری صفدر علی کہ جس نے ان کتابوں کے الہامی ثابت کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے نیاز نامہ کے صفحہ ۲۱۹ میں بڑی مجبوری سے اقرار کرتے ہیں کہ وجوہات مذکورہ بالا کے باعث تخمیناً ۳۰۰ء تک نہ تو تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعتوں کو تمام نوشتوں کی اصلیت کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ پس جو کچھ ان کے پاس برائے نام سند ہے وہ ۲۰۰ء تک بمشکل پہنچتی ہے آگے تو بس یہی سند ہے کہ اگناتیوس پولی کارپ وغیرہ کی تحریرات میں بعض ایسے جملے پائے جاتے ہیں کہ جن کا مضمون ان کتابوں سے ملتا ہے غالباً یہیں سے لیا گیا ہے۔ یہ سند تو ایسی لغو ہے کہ جس کی لغویت پر سند کی حاجت نہیں کیونکہ بہت سی پچھلی کتابوں کے مضامین اگلی کتابوں سے مطابق ہو جایا کرتے ہیں پھر کیا کوئی دانشمند پچھلی کتاب کو مقدم کہہ سکتا ہے؟ گلستان یا بوستان میں بعض کیا بہت سے مضامین وعظ و پند ہیں اناجیل کے وعظ و پند سے ملتے ہیں اب کوئی بیوقوف ہو گا جو یہ کہے گا کہ اناجیل سعدیؒ کی کتابوں سے بعد میں لکھی گئیں یا اناجیل کے وقت میں سعدیؒ کی کتابیں تھیں پس اسی طرح اگناتیوس وغیرہ کی تصانیف اگر مقدم ہوں تو کیا بعض مضامین کی مطابقت سے موخر ہو جاویں گی بلکہ بسا اوقات بعض کتابوں کے مضامین میں توافق ہوتا ہے اور ایک کو دوسرے کی خبر بھی نہیں ہوتی اس سے لینا یا اُس کی شہادت دینا چہ معنی دارد؟ ولو سلمنا اگر شہادت ہے تو بعض مضامین کی ہے کُل کتاب کا تسلیم کر لینا کہاں سے پایا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ یہ بات ہمارے اور عیسائیوں کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ یہ چاروں انجیلیں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصنیف ہیں نہ اُن کے عہد میں لکھی گئی ہیں پس ہم تو بحث کو اسی جگہ تمام کر دینا چاہتے تھے کیونکہ جس انجیل کے اہل اسلام قائل ہیں اور جس کا قرآن میں ذکر ہے وہ تو وہ انجیل ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بذریعہ روح القدس نازل ہوئی جس طرح کہ توراۃ و زبور و دیگر صحف انبیاء کا حال ہے مگر چونکہ عیسائی اس بات کے قائل ہیں کہ گو یہ مسیحؑ کی اناجیل نہیں مگر یہ بھی الہامی اور رسولوں کی تصنیف ہیں اس لئے ان سے بھی بحث کرنی پڑی۔ ہر چند اس بات کو بھی ہم نے تجسس کر کے دیکھا مگر بہت سے وجوہ سے غلط پایا اور عیسائیوں کے پاس سوائے خوش اعتقادی کے اور کوئی دلیل نہ دیکھی۔ ہاں اس قدر ہم بھی مانتے ہیں کہ ان میں کچھ مضامین الہامی بھی ماخوذ ہیں اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ ان کے مصنفین کے بعد اُن میں خواہ سہواً خواہ عمداً بیشمار جگہ غلطیاں اور کمی زیادتیاں بھی ہوئی ہیں کہ جن کا شمار بقول علماء اہل کتاب ہزار ہا تک پہنچتا ہے جن کی تفصیل اظہار الحق وغیرہ کتب میں ہے اور جن کا اقرار پادری فنڈر صاحب کو بھی ہے ہاں یہ بات اور ہے کہ پادری صاحب ان تحریفات کو اپنی خوش اعتقادی سے ویریوس ریڈنگ یعنی سہو کاتب کہتے ہیں ہم نہیں کہتے لیکن مدعا واحد ہے۔ یہاں ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ جب اہل اسلام ان کتابوں میں تحریف ثابت کرتے ہیں تو اُن کا اوّل صدیوں میں غیر مقبول ہونا یا ان کی نسبت علماء اہل کتاب کا یہ کلام ہونا کہ یہ دراصل اُن شخصوں کی تصنیف ہی نہیں و دیگر مضامین اور بھی اسی قسم کے ذکر کیا کرتے ہیں چنانچہ اعجاز عیسوی وغیرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کُتب میں یہ کہا گیا ہے کہ اس کے بعد وہ جملہ بھی بتلایا کرتے ہیں کہ جن کو محققین مسیح نے الحاقی بتلایا ہے اس پر پہلی بات کا جواب پادری یوں دیا کرتے ہیں کہ اس سے تحریف کو کیا علاقہ اس سے تحریف کیونکر ثابت ہوئی؟ چنانچہ فنڈر صاحب نے بھی کہا ہے اور عمادالدین اور صفدر علی بھی انہیں کی تقلید کر کے یہی فرماتے ہیں مگر ہم کو کیا بلکہ سب اہل عقل کو اس جواب پر بے اختیار ہنسی آتی ہے یہ ایسی بات ہے کہ کوئی کسی گھوڑے میں عیوب ثابت کرنے والا یہ کہے کہ دیکھو یہ تو مرگیا یہ اب بالکل کسی کام کا نہیں۔ اس کے جواب میں مالک کہے اس سے کیا ہوتا ہے اس کے پاؤں اور دُم وغیرہ اعضاء میں کوئی عیب بتلاؤ۔ اب وہ بیوقوف یہ نہیں سمجھتا کہ اس کا مدعا تو بخوبی ثابت ہوگیا کیونکہ جب اصل ہی نہیں رہا تو اب اس کی فروعات کہاں؟ اور دوسری بات کا یہ جواب دیا کرتے ہیں کہ اچھا کچھ فقرے الحاقی ہوئے تو کیا ہوا ان سے ہمارے اصول مذہب میں کیا فرق آیا کل کتاب کیونکر غیر معتبر ہوگی ان میں محمدؐ صاحب کی بشارت سے کیا علاقہ؟ چنانچہ فنڈر صاحب اور ان کے دو مقلدوں نے اپنی تصانیف میں یہی ذکر کیا ہے اور لفظ لفظ پر طعن وطنز کرتے گئے ہیں۔ مگر یہ جواب اوّل سے زیادہ لغو ہے۔ پادری صاحبو ذرا اتنا تو سوچو کہ جب دو چار فقرے الحاقی ثابت ہوگئے تو بقول آپ کے اُن سے آپ کے اصول دین میں کوئی فتور نہ آوے مگر یہ کتاب تو غیر معتبر ہوگئی اب کیا اعتبار کہ آپ کے اُصول دین بھی ایسے ہی الحاقی فقروں سے ثابت ہوں۔ الغرض کتاب کی بے اعتباری یا کسی دستاویز کی بے اعتباری کے لئے ادنیٰ شبہ بھی کافی ہوتا ہے چہ جائیکہ صدہا الحاقات۔ جب چاروں انجیلوں کا یہ حال ہے تو پولوس کے خطوں کا کیا اعتبار ہے اس میں تثلیث اور خدا کا مجسم ہونا اور شریعت کو ترک کرنا وغیرہ وہ طفلانہ مضامین ہیں کہ جو تمام اہل نقل وعقل کے نزدیک بدتر اور خراب ہیں اور پطرس اور دیگر مخصوص کے خطوط بھی اُن شرائط سے خالی ہیں کہ جو کتاب الٰہی کے لئے ضروری ہیں۔ [۱۷]

عیسوی شریعت:

حضرت عیسیٰ عہد قدیم کو اپنے لئے کافی سمجھتے تھے آپ عہد قدیم کی تکمیل کے لئے آئے تھے آپ کی شریعت عہد قدیم تھی ایم ایچ فن لے رقم طراز ہیں:

''ان حقائق کی روشنی میں پہلی کتاب یعنی پرانا عہد نامہ کتاب العہد یعنی وعدوں کی کتاب دوسری کتاب یعنی نیا عہد نامہ کتاب التکمیل العہد یعنی وعدوں کے پورا ہونے کی کتاب ہے۔'' [۱۸]

حضرت عیسیٰ خود عہد قدیم کے بارے میں فرماتے ہیں:

---

۱۷ حقانی مقدمہ ص: ۱۱۲۔۱۱۳

۱۸ تحقیق حق، ص: ۲۱ طبع منار کتب لاہور، ۱۹۸۶

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"Think not that I am come to destroy the law or the prophet, I am not come to destroy, but to fulfil.For verily, I say unto you till heaven and earth pass one jot and one tittle shall in no wise pass from the law till all be fulfilled". [۶۹]

روایات سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواری عہد قدیم کو اپنے لئے کافی خیال کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ کی وفات کے بیس سال بعد تک کسی کو بھی کتاب کی تدوین کا خیال نہ آیا اور جب خیال آیا تو عہد قدیم کا نمونہ پہلے سے موجود تھا اس کو سامنے رکھ کر آہستہ آہستہ انجیل کی ترتیب کا کام شروع ہوا جس نے رفتہ رفتہ عہد جدید کی صورت اختیار کر لی عہد جدید کو شروع میں کوئی الہامی کتاب نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ حضرت عیسیٰ کے حالات زندگی پر مشتمل ایک کتاب سمجھا جاتا تھا۔

عہد جدید کو الہامی سمجھنے کا تصور یہودیت سے لیا گیا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن اینڈ ایتھکس کے بیان سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

"Like the authority of Bible, the idea of its inspiration was taken over from Judaiasm". [۷۰]

تعداد اناجیل:

ابتدائی زمانے میں لوگوں نے حضرت عیسیٰ کی سوانح حیات کو لکھنا شروع کیا۔ اور ان کو اناجیل کا نام دیا گیا۔ آج عیسائی چار اناجیل کو تسلیم کرتے ہیں باقی کو مسترد کرتے ہیں اناجیل کے بہت زیادہ ہونے کی گواہی خود لوقا نے دی ہے۔

"چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں ان کو ترتیب وار بیان کریں۔" [۷۱]

لوقا کے اس بیان سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اناجیل کو لکھنے والے چند لوگ نہ تھے بلکہ ایک کثیر تعداد نے انہیں لکھنا شروع کیا آج عہد جدید میں کل ستائیس کتابیں ہیں جن میں چار اناجیل بھی شامل ہیں ان کتابوں کو اتھانیسیوس کی کوششوں سے کلیسا کے مذہبی پیشواؤں کے ذریعے مستند ہونے کا درجہ ملا۔ ان کے

---

۶۹ (Bible, Mathew, 5: 17,18)

۷۰ Vol.2 :p-596

۷۱ کتاب مقدس، لوقا، ۱:۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ باقی کتابوں کو مسترد کر دیا گیا۔[2] مسیحی ادب میں درج ذیل اناجیل کا ذکر ملتا ہے۔

1.انجیل طفولیت	2.انجیل پطرس (مروجہ)	3.انجیل یوحنا (مروجہ)
4.انجیل دوم یوحنا	5.انجیل اندریاہ	6.انجیل فلپ
7.انجیل پارتھالوی	8.انجیل اوّل طفولیت	9.انجیل اول و دوم لوما
10.انجیل یعقوب	11.انجیل تھوریما	12.انجیل متھاس
13.انجیل مرقس مصریوں کی	14.انجیل مرقس (مروجہ)	15.انجیل برناباس
16.انجیل لوقا مروجہ	17.انجیل متی (مروجہ)	18.انجیل تھیڈیس
19.انجیل پولوس	20.انجیل بازی دس	21.انجیل سرنھس
22.انجیل ایبانی	23.انجیل یہودیہ	24.انجیل مارکیون
24.انجیل ناصرین	26.انجیل تاتان	27.انجیل ولن ٹینس
28.انجیل ستھیس	29.انجیل ہاس	30.انجیل اکاریٹس
31.انجیل ولادت مریم	32.انجیل جوڈاس	33.انجیل کاملیت[3]

ان اناجیل میں سے عیسائیوں نے چار اناجیل کو تسلیم کیا باقی سب کو مسترد کر دیا چار اناجیل کو مستند سمجھنے کا فیصلہ نیقیہ کی کونسل میں شہنشاہ قسطنطنیہ کی صدارت میں ہوا۔ اس نے بعد میں فیصلہ صادر کیا کہ باقی تمام کتابوں کو جلا دیا جائے۔ اور کسی کے قبضے میں ایسی کوئی کتاب پائی گئی یا کسی کو اس کی تبلیغ کرتے دیکھا گیا تو اسے موت کی سزا دی جائے گی یہ تو ابتداء تھی اس کے بعد متعدد کونسلیں منعقد ہوئیں جن میں سابقہ فیصلوں کی جزوی تردید کی جاتی رہی۔ اور نئے فیصلے صادر ہوتے رہے موجودہ شکل میں عہد نامہ قدیم اور جدید کا جو مجموعہ بائبل ہے وہ ۶۳۳ء کی ٹولیڈو کی کونسل کا ترتیب دیا ہوا ہے اس کے علاوہ ان کتب کے مضامین میں اب تک بے شمار تبدیلیاں کی گئی ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے اور کتنی بار تبدیلیاں ہوئی ہیں چنانچہ بعد میں ان کتابوں کو ۱۲۲۸ء میں ایک کارڈینل (Hug Des) نے ابواب کی صورت دی ۱۵۵۱ء میں رابرٹس نے ان ابواب کو آیات کی صورت میں ترتیب دیا۔[4]

۲ے (Collier,s Encyclopedia, vol.4, p-132)

۳ے دائرہ معارف اسلامیہ ج:۳ ص: ۳۰۹، لاہور ۱۹۸۰

۴ے پاکستان میں مسیحیت ص:۵۸، ط. مسلم اکیڈمی لاہور ۲۷/ اسماعیل محمد نادر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمانہ تدوین عہد نامہ جدید:

عہد نامہ جدید ستائیس کتابوں پر مشتمل ہے ہم ذیل میں عہد جدید کی کتابوں کی تدوین کے بارے میں بحث کر رہے ہیں۔

انجیل متی:

انجیل متی حضرت عیسیٰ کے حواری متی کی طرف منسوب کی جاتی ہے جب کہ خود اس انجیل کی ایک آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انجیل متی حواری کی نہیں ہے وہ آیت درج ذیل ہے:

"یسوع نے وہاں سے آگے بڑھ کر متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اس سے کہا میرے پیچھے ہولے وہ اٹھ کر اس کے پیچھے ہولیا۔"[5]

کیا خود مصنف اپنے بارے میں اس طرح کے الفاظ لکھ سکتا ہے؟ ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے یہ کتاب متی حواری کی نہیں ہے بلکہ کسی اور کی لکھی ہوئی ہے۔ انجیل متی کے زمانہ تدوین کے بارے بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے بعض کے نزدیک یہ انجیل ۸۰ء اور ۸۵ء کے درمیان لکھی گئی لیکن کیتھولک علماء کے نزدیک اس کا زمانہ تدوین ۴۵ء اور ۵۰ء کے درمیان ہے انسائیکلوپیڈیا امریکانا میں ہے کہ متی کی انجیل ۱۰۰ء سے کچھ عرصہ بعد لکھی گئی۔[6]

مسیحیوں کے نزدیک انجیل متی آرامی زبان میں لکھی گئی انسائیکلوپیڈیا سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔

"Matthew collecited his sayings of Jesus in the Aramaic Language"[7]

انجیل مرقس:

دوسری کتاب مرقس کی طرف منسوب ہے اور عموماً تسلیم کیا جاتا ہے کہ مرقس حواری ہی اس کا مصنف ہے لیکن یہ بات ثابت ہے کہ وہ کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا اور نہ ہی مرید ہوا وہ دراصل پطرس حواری کا شاگرد تھا جو کچھ ان سے سنتا تھا اسے یونانی زبان میں لکھ لیتا تھا اس لئے عیسائی مصنفین اسے پطرس کا ترجمان کہتے ہیں۔[8]

---

[5] کتاب مقدس، متی ۹:۹

[6] Collier,s, vol:4,p-130

[7] vol,4,p-130

[8] سیرت سرور عالم، ج۱، ص:۹۵۹۔۱۹۶۷ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسائی عالم یعسوب مرقس کے بارے میں لکھتا ہے۔

"حضرت مرقس تعلیم یافتہ شخص تھے وہ بیٹے کی طرح پطرس کی خدمت کیا کرتے تھے"[۷۹]

"پطرس کی رحلت اور وفات کے بعد ان کے شاگرد و رفیق سفر مرقس نے انجیل کو مدون کیا اور جس کی روایت و تعلیم اس نے پطرس سے پائی تھی وہ پیش کر دی"[۸۰]

ان بیانات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مرقس حضرت عیسیٰ سے روایت نہیں کرتا بلکہ پطرس سے روایت بیان کرتا ہے اس انجیل کا زمانہ تالیف ۵۵ء سے ۶۲ء کے درمیان ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق اس کا مصنف نامعلوم ہے۔[۸۱]

انجیل لوقا:

تیسری کتاب لوقا کی طرف منسوب ہے انہوں نے حضرت عیسیٰ کو نہیں دیکھا تھا وہ خود اس بات کی تصدیق کرتے ہیں:۔

"چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں ان کو ترتیب وار بیان کریں جیسا کہ انہوں نے شروع کے دیکھنے والے تھے اور کلام کے خادم تھے۔ ان کو ہم تک پہنچایا اس لئے اے معزز تھامس نے مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے ان کو تیرے لئے ترتیب سے لکھوں۔"[۸۲]

لوقا نے انجیل مرقس سے استفادہ کیا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق لوقا کی انجیل کا ساٹھ فیصدی حصہ مرقس سے ماخوذ ہے۔[۸۳]

بعض محقق لوقا کو یہودی بتاتے ہیں جو اٹلی کا باشندہ تھا مگر عیسائی عالم یعسوب اس کی تردید کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔

"اناجیل اربعہ کی تیسری کتاب کے مصنف لوقا یہودی نہیں بلکہ ایک مہذب یونانی تھے وہ پولس کے ساتھ سفر کرتے ہوئے ابتدائی زمانے کے تمام مسیحی رہنماؤں سے ملاقی ہوئے وہ طبیب تھے اس زمانے میں طب یونانی اپنے عروج پر تھا۔"[۸۴]

۷۹ے آئینہ انجیل ص:۱۸

۸۰ے عصمۃ التوراۃ والانجیل، ص:۲۰۲، اسکندر جدید سط. گکوپے سوبٹزرلینڈ

۸۱ے Collier,s Encyco: vol:4, p-130   ۸۲ے بائیبل، کتاب مقدس، لوقا:۱-۳:۱

۸۳ے Vol:14,p-827   ۸۴ے آئینہ انجیل ص:۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے زمانہ تدوین کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کے نزدیک ۸۰ء اور ۸۵ء کے درمیان کی تصنیف ہے۔ اور بعض کے نزدیک ۶۳ء سے پہلے لکھی گئی۔ ۵۵ ...... ۵۶

انجیل یوحنا:

چوتھی کتاب یوحنا حواری کی طرف منسوب ہے یہ انجیل دوسری اناجیل سے بالکل مختلف ہے یہ ایک فلسفیانہ انجیل ہے۔

"The Gospelo of John is quite a different book. The language is more philosophical and is therefore harder to read" ۵۷

اصل یوحنا جو حضرت عیسیٰ کے حواری تھے وہ ان پڑھ تھے وہ کیسے فلسفیانہ قسم کی انجیل لکھ سکتے تھے؟ یہ انجیل کسی پڑھے لکھے آدمی کی معلوم ہوتی ہے یوحنا کے ان پڑھ ہونے کی دلیل بائبل سے بھی ملتی ہے۔ بائبل کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''جب انہوں نے پطرس اور یوحنا کی دلیری دیکھی اور معلوم کیا کہ یہ ان پڑھ اور ناواقف ہیں تو تعجب کیا'' ۵۸

بائبل کی اس عبارت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یوحنا ان پڑھ تھے اس لئے یہ انجیل یوحنا کی نہیں ہو سکتی انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے نزدیک یہ انجیل حضرت عیسیٰ کے پیارے حواری کی لکھی ہوئی ہے جس کا نام نامعلوم ہے کیونکہ اندرونی اور بیرونی شہادتیں مشکوک ہیں۔ ۵۹ بہت سے پروٹسٹنٹ علما کے نزدیک یہ انجیل یوحنا کے کسی ساتھی یا شاگرد نے لکھی ہے اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

"The fourth Gospel is believed by many protestant scholars to have been written by someone other than the disciple John, perhaps by on of John's associates or pupils" ۶۰

اس انجیل کے زمانہ تالیف کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا امریکانا میں اس طرح مذکور ہے:

"Finally the gospel of John was written (about 100-125)". ۶۱

۵۵ (The Encyclopedia of americana, vol:3, p-702)
۵۶ // collier,s vol:4- p-130
۵۷ The New book of knowledge vol.2,p-161
۵۸ بائبل، کتاب مقدس، اعمال ۴:۱۳
۵۹ (The new Encyclopedia of bra: vol:14,1 p-828)
۶۰ (Collier,s Encyclo: vol:4-p-130
۶۱ (The Encyclp-Americana-vol:3- p-702)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

زمانہ تدوین خطوط:

اناجیل اربعہ کی طرح عہد جدید کی بقیہ کتابیں حضرت عیسیٰ کے بعد لکھی گئی ان کے مصنفین اور زمانہ تالیف میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے ہم ذیل میں ان پر مختصر بحث کر رہے ہیں۔

پولس نے کلسیوں کے نام خط ۵۱ء یا ۵۵ء یا ۵۶ء میں لکھا۔ اور کرنتھیوں کے نام خط ۵۵ء میں لکھا تھسلنیکیوں کے نام پہلا اور دوسرا خط اور ططس کے نام خط ۹۵ء سے ۱۰۵ء کے درمیان لکھا گیا اب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ تین خطوط پولس نے نہیں لکھے کسی اور نے لکھے ہیں پولس کے آخری خطوط ۵۹ء سے لے کر ۶۲ء کے درمیان لکھے گئے۔[۹۲]

عبرانیوں کے نام خط پولس کی طرف منسوب ہے حالانکہ وہ اس کے لکھے جانے سے پہلے فوت ہو گیا تھا اور پولس کی طرف منسوب دوسرے خطوط جعلی ہیں۔[۹۳]

پطرس کا پہلا خط پروٹسٹنٹ علماء کے نزدیک ۹۰ء اور ۹۵ء کے درمیان لکھا گیا مگر کیتھولک علماء اسے ۶۳ء اور ۶۴ء کے درمیان تصنیف ہونا بتاتے ہیں اور پطرس کا دوسرا خط پروٹسٹنٹ کے نزدیک ۱۲۵ء سے ۱۵۰ء کے درمیان لکھا گیا اور کیتھولک کے نزدیک ۶۶ء اور ۶۷ء کے درمیان لکھا گیا۔

افسیوں کے نام خط ۹۰ء میں لکھا گیا۔ یہ خط پولس کے شاگرد نے لکھا تھا۔

کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے نزدیک یوحنا کے تینوں خطوط صدی کے آخر میں لکھے گئے اور یعقوب کا عام خط کیتھولک کے نزدیک ۶۲ء یا ۶۷ء میں لکھا گیا اور پروٹسٹنٹ کے نزدیک صدی کے آخر میں لکھا گیا۔[۹۴]

یوحنا کا مکاشفہ اپوکریفا میں شمار ہوتا ہے اور اس کا مصنف نامعلوم ہے" یہ مکاشفہ ۸۱ء یا ۹۱ء میں لکھا گیا۔[۹۵]

کیا بائبل حقیقی توراۃ و انجیل کا مجموعہ ہے؟

مولانا عبدالحق حقانی سورۃ البقرہ کی آیت ﴿وَ مَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ﴾ کے تحت رقمطراز ہیں:

متعلقات:

﴿وَ مَـآ اُنْـزِلَ اِلَیْـکَ﴾[۹۶] سے مراد خواہ وحی متلو ہو کہ جس کو جبرئیل علیہ السلام خدا کی طرف سے

---

۹۲ (ایضاً: Vol:3, p-701)
۹۳ The New Encyclp. brita: Vol:1,p-482
۹۴ Collier,s, vol,4, p-131
۹۵ Collier,s, vol,4, p-132
۹۶ البقرۃ ۴

www.KitaboSunnat.com

الفاظ مقررہ میں ادا کرتے تھے جس کو قرآن کہتے ہیں خواہ وحی غیر متلو ہو کہ جو آنحضرت ﷺ پر بلا توسط جبرئیل یا بغیر الفاظ مقررہ نازل ہوئی یا جو کچھ انکشاف روحانی کے طور پر آنحضرت ﷺ کو معلوم کرایا گیا۔ اور پھر آپ ؐ نے اس کو ارشاد فرمایا۔ سب پر ایمان لانا ضروری ہے' جو ایک بات پر بھی ایمان نہ لاوے تو کافر ہوگا۔

﴿وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ سے مراد پہلے انبیاء علیہم السلام کے صحیفے ہیں۔ یعنی حضرت ابراہیم و موسیٰ اور داؤد اور عیسیٰ علیہم السلام وغیرہم انبیاء کی کتابیں جو کہ ان کو خدا کی طرف سے ملی تھیں یا جو مضامین الہام ہوئے تھے اپنی عبارتوں میں انہوں نے جمع کر کے لکھوا دیا تھا۔ عبارتیں بھی ویسی ہی عطا ہوئی تھیں مگر سب کو برحق ماننا لازم ہے وہ بہت سے صحیفے تھے بہت سے ان میں سے ایسے ہیں کہ جن کے نام بھی باقی نہ رہے اور بعض کے نام اور کسی قدر صحیح اور اُلٹ پلٹ مضامین اب تک بھی باقی ہیں۔ مشہور کتب سابقہ میں سے یہ ہیں تورٰۃ جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا ہوئی تھی اور انجیل جو حضرت عیسیٰؑ کو ملی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے۔

سوال: یہ اخیر جملہ عبداللہ بن سلام ؓ وغیرہ علماء بنی اسرائیل کی مدح میں واقع ہے کہ وہ قرآن پر بھی اور اس سے پہلے کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جن کتابوں پر وہ ایمان رکھتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جن کتابوں پر وہ ایمان رکھتے تھے وہ برحق تھیں اور اس زمانہ تک موجود تھیں جس کے لئے اور مواضع قرآن میں بھی توراۃ و انجیل پر عمل کرنے کی تاکید اوران کا محل نزاع میں طلب کرنا بیان ہوتا ہے اور وہ جو اس وقت کتابیں اہل کتاب میں موجود تھیں وہ یہی ہیں کہ جو اب ہیں جن کے مجموعہ کو بائبل اور اس کے دونوں حصوں کو عہد عتیق اور عہد جدید کہتے ہیں پس اہل اسلام پر اس وقت کی تورٰۃ و انجیل و زبور اور نامہ حواریوں اور پولوس کے نامجات کی تصدیق ضروری ہوئی اور ان میں کفارہ اور الوہیت مسیح اور تثلیث موجود ہے۔ پس اس کا ماننا بھی مسلمانوں پر فرض ہوا اور پھر باوجود اس اقرار کے کیوں قرآن نے ان مسائل کو رد کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن آسمانی کتاب نہیں۔

جواب: اس سوال کا (کہ جس پر بہت سے پادری بڑے نازاں ہیں) یہ ہے کہ وہ کتابیں بے شک برحق تھیں ہمارا بھی یہی ایمان ہے ہاں یہ بات کہ اُس زمانہ میں بھی وہ کتابیں موجود ہیں غیر مسلّم ہے کیونکہ انجیل کی نسبت تو تمام عیسائیوں کو بھی اقرار ہے اور خود انجیل موجودہ کے دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ انجیل حضرت مسیح (عیسیٰ) علیہ السلام کی نہیں نہ ان پر نازل ہوئی نہ انہوں نے اس کو تصنیف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا نہ ان کے زمانہ میں تالیف ہوئی بلکہ سالہا سال بعد لوگوں نے سُنے سُنائے اور کسی قدر دیکھے ہوئے حالات حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی ابتدائے ولادت سے موت تک تاریخ کے طور پر جمع کر دیئے ہیں اور بہت سے لوگوں نے جمع کئے تھے چنانچہ بعض کا اب نام و نشان بھی نہیں جیسا کہ یوحنا کی انجیل کے اخیر سے ثابت ہے اور بہت سی انجیلیں (تاریخ کی کتابیں) اب بھی موجود ہیں جیسا کہ انجیل برناباس وغیرہ مگر بھیڑ چال اکثر عیسائی ان ہی چاروں کو زیادہ مانتے ہیں اور بہت سے عیسائیوں نے وقتاً فوقتاً انکار بھی کیا ہے چنانچہ پولوس مقدس (کہ جن کو عیسائی بڑا رسول اور حضرت موسیٰ سے بھی بڑھ کر کہتے ہیں) اپنے اس خط میں کہ جو گلتیوں کو لکھا ہے اس کے پہلے بیان میں یہ کہتا ہے کہ لوگوں نے انجیل کو اُلٹ پلٹ کر دیا اور کہا اے لوگو! تم جعلی انجیلوں کی طرف کیوں مائل ہو گئے۔ اصل انجیل بلا توسط کسی انسان کے حضرت مسیح سے مجھ کو ملی ہے۔ اس کے سوائے جو کوئی اور انجیل تم کو سُنائے اس پر لعنت۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ چاروں انجیلیں پولوس کی وہ انجیل نہیں ہیں۔ پس اب یہ بھی نامقبول و مردود ہیں۔ جو شخص پولوس کے کلام کو الہامی مانتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ انجیلوں کو ہاتھ بھی نہ لگائے۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ پولوس اور برناباس اور شمعون اور پطرس وغیرہم اکابر عیسائی ان چاروں انجیلوں کو تسلیم نہیں کرتے تھے نہ حواریوں کے زمانہ میں ان پر کچھ عمل درآمد رہا ہے اور اسی طرح جس کو توراۃ کہتے ہیں اس کے بھی صدہا مقامات سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ کتاب حضرت موسیٰ کے صدہا برس بعد کسی نے تاریخ کے طور پر جمع کی ہے چنانچہ بہت سے محققین اہل کتاب بھی اس بات کے قائل ہیں اور زبور میں بھی ایسا ہی اختلاف ہے اور یہی حال اور کتابوں کا ہے اور ان کا محل نزاع میں طلب کرنا اور ان پر عمل کی مدح سو یہ اس لئے تھا کہ ان کتابوں میں بیشتر عمدہ اور اصلی کتابوں کے مضامین پائے جاتے تھے اور نیز مخاطبین ان کو تسلیم کرتے تھے۔ اور اگر یہ کہیے کہ جب وہ اصلی کتابیں موجود نہ تھیں تو ان پر ایمان کیونکر لا سکتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگلے انبیاء موجود نہیں ان پر کس طرح ایمان لاتے تھے۔ اب ہم حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السّلام پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ موجود نہیں ہیں۔ پھر کیا کوئی ہمارے ایمان لانے سے یہ کہہ سکتا ہے کہ عبدالحق مولف تفسیر حقانی کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ و موسیٰ موجود تھے؟ اگر آنحضرت ﷺ کے عہد میں اصلی توراۃ و انجیل موجود ہوتی تو آپ حضرت عمر فاروق پر توراۃ کے اوراق پڑھنے سے ناخوش نہ ہوتے اور نہ ((لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ وَ لَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلتَّنْزِیْلِ))(۵) فرماتے پس جب اصلی کتابیں اس عہد میں موجود نہ تھیں بلکہ ان کے نام پر اور کتابیں لوگوں کی تصانیف تھیں کہ جن میں اصلی کتابوں کے بھی مضامین مندرجہ تھے تو ان میں کفارہ تثلیث والوہیت مسیح اگر ہو بھی تو کب معتبر ہو سکتی ہے نہ ان پر ہم اہل اسلام کو ایمان لانا فرض ہے، بلکہ ایسے لغو مضامین سے احتراز واجب ہے۔ اگر قرآن نے ان کو ردّ کیا تو خوب کیا' ان کا اقرار کب کیا تھا' یہ قرآن کے حق ہونے کی دلیل قوی ہے۔ اس بحث کی تحقیق مقدمہ کتاب میں ہو چکی ہے۔ [1]

اناجیل اربعہ

اب جن کو عیسائی انجیل کہتے ہیں ان کا حال بیان کرتا ہوں انجیل متی' انجیل لوقا' انجیل مرقس اور انجیل یوحنا حواریوں کے اعمال یعنی تاریخ پولس کے خطوط یعقوب کا خط وغیرہ۔ اناجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات اقوال وافعال مندرج ہیں طرز تحریر کہہ رہا ہے آنکھوں دیکھے یا سُنے سُنائے حالات لکھتے ہیں نہ الہام کا دعویٰ ہے نہ الہامی طور ہے نہ الہام کی حاجت ان کتابوں میں واقعات کی نسبت کی زیادتی بھی ہے اور مخالفت بھی پائی جاتی ہے۔

ان کتابوں کو عیسائی منزل من اللہ جانتے ہیں مگر لطف یہ ہے کہ نہ اُن کے مصنفوں کی نبوت ثابت ہے نہ کوئی معجزہ اُن سے سرزد ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ تعجب ہے کہ لوقا اور مرقس حواری نہیں اور متی اور یوحنا جو حواری ہیں تو حواریوں میں بڑے رتبے کے نہیں ان سے بڑے بڑے مقرب حواری شمعون پطرس وغیرہ تھے اُن کی کوئی انجیل نہیں۔

ان کتابوں کے سوا تخمیناً ایک سو تیس اور کتابیں ہیں کہ جنھیں عیسائیوں کے ہاں اختلاف ہے یا یوں کہو اختلاف تھا قدماء تے انہیں بعض کو الہامی بعض کو غیر الہامی مانا اور متاخرین نے اس میں خلاف کیا اور بعض کتابوں کو الہامی تو نہیں مگر جس طرح اہل اسلام حدیث کی کتابوں کو مانتے ہیں وہ بھی ان کو اسی مرتبے میں سمجھتے ہیں انہی میں سے برنباس حواری کی انجیل ہے۔

متی نے انجیل عبرانی زبان میں لکھی تھی لارڈنر نے اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۴۷ء بمقام لنڈن کے صفحہ ۱۷۵ جلد دوم میں ارجن کے تین قول نقل کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی انجیل عبرانی میں تھی۔

(۵) بخاری کتاب الشہادات باب الایسئل اہل الشرک عن الشہادۃ ص: ۱۶۳ ج: ۳ مکتبہ اسلامیہ استنبول ترکی

[1] حقانی مرحوم ص: ۱۵۶-۱۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اسی طرح یوسی بیس اور جروم وغیرہ عیسائیوں کے بڑے بڑے عالم اس کے قائل ہیں۔اور ہارن مفسر نے اپنی تفسیر جلد چہارم میں ان کے اقوال نقل کئے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس کی تصنیف ۳۷یا۳۸ء میں ملک یہود میں ہوئی۔ اور ۶۱ء میں پھر اس کا عبرانی سے یونانی زبان میں ترجمہ ہوا مگر تحقیق یہی ہے کہ متی نے نہیں بلکہ کسی اور شخص نے ترجمہ کیا جیسا کہ اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ پادری فانڈر اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ سکندرہ اکبرآباد ۱۸۵۵ء کے صفحے ۳۷ میں کہتا ہے کہ یا حواریوں کے کسی مرید نے اس کا ترجمہ یونانی میں کیا ہے۔

اصل عبرانی انجیل متی کا اب کیا صدیوں سے دنیا میں نشان نہیں۔ کسی کلیسا میں نہیں اور اس کے مفقود ہونے پر تمام عیسائی متفق ہیں اب اس کے مفقود ہونے کی جو وجہ خیال میں آوے وہی اصلی انجیل کی سمجھ لینی چاہیے۔ اب رہا ترجمہ یونانی اول تو مترجم کا حال یقینی طور پر معلوم نہیں کہ وہ کس لیاقت اور کس دیانت کا آدمی تھا؟ پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ دراصل یہ اس کتاب عبرانی کا ترجمہ ہے یا اور ہی کتاب ہے؟ اور پھر یہ بھی نہیں معلوم کہ ترجمہ صحیح ہے یا غلط اور غلط ہے تو کس قدر؟ کیونکہ یہ باتیں اصل سے مطابق کئے بغیر معلوم نہیں ہو سکتیں اور اصل کا دنیا میں نشان بھی باقی نہیں اور اس انجیل یونانی کے اوّل اور دوسرے باب کو عیسائیوں کے محقق ڈاکٹر ولیمس وغیرہ اور نیز عیسائیوں کا ایک فریق جس کو یونی ٹیرن کہتے ہیں الحاقی اور جعلی کہتے ہیں۔ اور خصوصاً باب اول میں جو نسب نامہ ہے مسیح ﷺ کا اس میں تو ایسی فحش غلطیاں ہیں جن کی بابت مفسرین انجیل کو کوئی جواب بھی بن نہیں پڑتا مگر اور عیسائی اس کو بھی الہامی مانتے ہیں۔ پھر فارقلیط کی بشارت میں الحاق ہونا کون سی بڑی بات ہے۔

انجیل مرقس

مرقس کا اب تک صحیح حال بھی عیسائیوں کو معلوم نہیں کہ وہ کس ملک میں پیدا ہوا اور کس برس میں عیسائی ہوا صرف اتنی بات کہتے ہیں کہ وہ پطرس حواری کا شاگرد ہے اور اس نے پطرس وغیرہ لوگوں سے سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے حالات لکھے اور اس کتاب کا سن تالیف بھی بخوبی معلوم نہیں۔

پادری اسکاٹ دیباچہ تفسیر رومن صفحہ ۲۳۰، ۲۳۹ میں کہتا ہے کہ ٹھیک معلوم نہیں کہ کس وقت یہ صحیفہ لکھا گیا مگر گمان غالب ہے کہ اس کی تصنیف ۵۶ء اور ۶۳ء کے درمیان ہوئی اور بالاتفاق شہر روم میں اس نے یہ کتاب تصنیف کی۔ اور رومیوں کے لئے لکھی تو لاطینی یعنی رومی زبان میں لکھی گئی کس لئے کہ رومی لوگوں کی زبان لاطینی ہے مگر اس اصل نسخے کا اب تک پتہ نہیں ہاں اس کا ترجمہ یونانی موجود ہے۔

۱۔ یہاں تو مرقس کی نبوت ثابت نہیں پھر الہام تو درکنار۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ پطرس اور پولس اس کے راوی ہیں۔ لیکن وہ اپنے شیوخ کا ذکر تک بھی نہیں کرتا اور یہ بات پوری شبہ پیدا کرنے والی ہے۔

۳۔ اصل کتاب مفقود ہے ترجمے میں کلام ہے۔

انجیل لوقا:

یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے نہیں بلکہ پولس کا شاگرد ہے۔ نہ اس شخص کا پورا حال دریافت ہوا کہ کہاں کا باشندہ تھا اور کس کے ہاتھ پر دین میں داخل ہوا اور اس کی اصل زبان کیا تھی اور یہ انجیل اس نے کب لکھی اور کس زبان میں لکھی جبکہ متی اور مرقس کی انجیل تصنیف ہو چکی تھی تو پھر اس کو انہی باتوں کے قلمبند کرنے کی کیا ضرورت پڑی تھی کیا وہ اس کے نزدیک پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی تھیں اس کا سن تالیف بھی قیاسی طور پر ۶۴ء بیان ہوا ہے۔

یہ کہیں نہیں کہتا کہ میں رسول ہوں اور میں جو کچھ لکھتا ہوں الہام سے لکھتا ہوں۔ اس کی روایت بھی مقطوع ہے کیونکہ یہ اپنے شیوخ کا ذکر تک بھی نہیں کرتا۔

انجیل یوحنا:

یہ یوحنا حواری کی طرف منسوب ہے اس کی تالیف کا زمانہ بھی تخمینی ہی یعنی تخمیناً سو ویں عیسوی میں یعنی عروج مسیح سے ستر برس بعد مگر یہ بھی الہام اور رسول ہونے کا مدعی نہیں۔ اس کے طرز بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ مبالغہ بھی اس کے کلام میں ہے چنانچہ اسی انجیل کے ۲۱ باب ۲۵ درس میں یہ ہے کہ مسیح کے حالات میں کتابیں جو لکھی جائیں تو دنیا میں نہ سماتیں۔ ہرگز یہ صحیح نہیں کس لئے کہ اگر کوئی حضرت مسیح کا روز تولد سے آخر تک روزنامچہ بھی لکھتا اور فرض کر لو کہ ایک روز کے حالات ایک کتاب میں درج ہوتے تو بھی وہ سب کتابیں یروشلم میں سما سکتی تھیں دنیا تو بڑی وسیع ہے اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ دوسری صدی میں لوگوں نے انجیل یوحنا کی بابت کلام کیا کہ یہ ان کی تصنیف نہیں۔ اس وقت آرنیوس موجود تھا اور یہ پولی کارپ کا شاگرد تھا اور پولی کارپ یوحنا حواری کا۔ مگر آرنیوس نے اپنے دادا اُستاد کی کتاب پر شہادت نہ دی معلوم ہوا کہ اس کو بھی شک تھا یا اس کے اُستاد نے ذکر بھی نہیں کیا تھا ورنہ ایسے موقع پر سکوت کرنا کوئی وجہ نہیں رکھتا اس کے سوا کیتھولک ہرلڈ کی چوتھی جلد مطبوعہ ۱۸۴۳ء صفحہ ۲۰۵ میں یہ ہے۔ استاڈلن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ انجیل یوحنا مدرسہ اسکندریہ کے کسی طالب علم کی تصنیف ہے اس میں کوئی بھی شبہ نہیں اور اسی طرح محقق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برٹشینیڈر کہتا ہے کہ یوحنا کی تصنیف سے نہ یہ انجیل ہے نہ اور رسائل بلکہ دوسری صدی عیسوی میں کسی اور شخص نے تصنیف کر کے ان کے نام سے مشہور کر دی کہ لوگوں میں اعتبار ہو۔

جب ان چاروں انجیلوں کی کیفیت یہی تو اور کتابوں کا کیا ذکر ہے۔ پولس کے خطوط اور بعض دیگر رسائل جو اب عہد عتیق میں شامل ہیں مدتوں عیسائیوں میں غیر معتبر مانے گئے۔

تحریف:

تحریف جو بعد میں ان کتابوں میں ہوئی اور بھی اعتبار کھو دیا اور عیسائیوں کے مقدس لوگوں میں خاص کر پہلی ہی صدی سے اس بات نے کہ جھوٹ بول کر بھی دین میں کوشش کرنا امر محمود ہے۔ جیسا کہ پولوس کہتا ہے اور بھی کتب مقدسہ کی بے اعتباری کر دی اور جبکہ یہ طوفان بدتمیزی موجزن تھا کہ آپ تصنیف کرنا اور رواج دینے کے لئے کسی مشہور اور معتبر آدمی کے نام سے منسوب کر دینا جیسا کہ یونانیوں کا قدیم شیوہ تھا ان عیسائیوں کا بھی انہیں یونانی نسلوں کی جماعت میں داخل ہو جانے سے بائیں ہاتھ کا کرتب ہو گیا تھا اور جس وقت عیسائیوں پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ رہا تھا اور زمین میں ان کے لئے کوئی جگہ امن کی نہ تھی اور یہ بات روم کے بت پرست ظالم بادشاہوں اور ان کے عمال اور رعایا سب کی طرف سے صدیوں تک رہی ہے اور اس وقت جان بچانا ہی غنیمت تھا تلاش کر کر کے کتابیں جلائی جاتی تھیں اور جس کے پاس کوئی ورق بھی نکلتا تھا تو شکنجے میں کھینچ دیا جاتا تھا اُس وقت اس کام کا ایسے چالاکوں کے لئے بڑا موقع تھا کہ آپ تصنیف کر کے جس حواری کے نام چاہا لگا دیا پوچھنے والا اور تحقیق کرنے والا ہی کون تھا اور جس کتاب میں جو چاہا کم زیادہ کر دیا۔ درحقیقت اس طوفان کے زمانے میں کتب سابقہ کو جیسا کہ کچھ صدمہ پہنچا بیان سے باہر ہے۔ پرانے یونانی اور سریانی زبان کے ترجمہ سپٹوا جنت وغیرہ سب ہی پر تو آفت آئی اور جب امن کا زمانہ چوتھی صدی عیسوی میں آیا اور عیسائیوں کے ہوش و حواس بجا ہوئے تو اب کتب مقدسہ کی تلاش کرنے لگے اور جو کوئی کتاب بہم پہنچاتا تھا تو بڑی قدر دانی سے لی جاتی تھی۔ اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ ان کتابوں کے بھی (جو اس طوفان کے پہلے تھیں خواہ کیسی ہی ہوں جیسا کہ پہلے معلوم ہوا) کچھ نسخے ہاتھ لگے ہوں گے کیونکہ استیصال کلی خلاف تجربہ ہے اور ان میں سے بہت مفقود بھی ہو گئیں ہوں گی۔ اسلامی مصنفوں کی بہت سی کتابیں مفقود ہیں اور جو کتاب حفظ کے ذریعے سے صدہا آدمیوں کے سینے کے صندوقوں میں محفوظ نہ رکھی جاوے جیسا کہ قرآن مجید اور صرف دو ایک قلمی نسخوں ہی پر اس کے وجود کی بنیاد ہو جیسا کہ کتب مقدسہ ان کا ایسے حوادث

www.KitaboSunnat.com

میں پورا پتہ چلانا سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ پھر کسی کتاب کا جو بہم پہنچی ہو گی اوّل و آخر ندارد۔ کسی کا اوّل نہیں اخیر ہے کسی کا اخیر نہیں اول ہے کوئی درمیان سے کم ہے کسی کے چند اوراق کو کیڑا چاٹ گیا۔ کسی کے کچھ اوراق پانی میں بھیگ کر باہم مل گئے اور اب جو چھڑائے گئے تو کچھ پڑھا نہیں جاتا اور کبھی کچھ پڑھا بھی جاتا ہے تو صاف نہیں پھر اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے کسی کا اوّل بنایا گیا کسی کا اخیر کسی کے بیچ میں جملے بنا کر ملائے گئے اور کہیں جو یہ معلوم نہیں ہوا کہ کس کی تصنیف ہے اس کے مطالب کی شان پر نظر کر کے ایسے ہی شخص کی طرف منسوب کر دی گئی اور یہی سبب ہے کہ کتب عہد کے مولفوں میں علماء اہل کتاب کا اختلاف ہے ایک کتاب ہے کوئی کہتا ہے یہ فلاں شخص کی تصنیف ہے کوئی کہتا ہے دوسرے شخص کی ہے۔ اور یہی اسباب ہیں جن سے ان انجیلوں اور پرانی کتابوں کے باہم نسخوں میں اس قدر اختلاف ہے کہ جس کا ٹھکانہ نہیں۔ اور ان کتابوں کی تو یوں ترمیم کی اور جو نہ ملیں اور نام یاد تھے اُن کی جگہ نئی تصنیف انہیں کے ناموں سے کی گئیں کسی نے تصنیف کر کے کسی کے کسی نے اور دوسرے کے نام لگائیں اور پھر تو وہ بازار گرم ہوا کہ صدہا مصنف اٹھ کھڑے ہوئے ایک سو کئی ایک انجیلیں نکل پڑیں اور حواریوں کے خطوط و ملفوظات کا تو کچھ شمار ہی نہ رہا کسی جوانمرد نے ایک خط گھڑ کے یہ بھی اُڑا دی کہ یہ آسمان سے گرا ہے حضرت مسیح نے لکھ کر بھیجا ہے۔ علماء کی مجالس اس تحقیق کے لیے آمادہ ہوئی ہوں گی مگر کچھ پتہ نہ چلا اور اس بیان کی تصدیق کے لیے شہر ناس اور دیگر شہروں میں جو مجلسیں ہوئیں ان میں فہرست کتب مقدسہ جو پیش ہوتی رہی وہ غور کے قابل ہے کہ کسی مجلس میں کوئی کتاب کسی مجلس میں اور دوسری معتبر ٹھہری پھر دوسری مجلس نے پہلی مجلسوں کے حکم رد کر کے اور چند کتابیں داخل کر دیں اور بعض کتاب اور بعض کے چند ابواب و فقرات پر خط کھینچ دیا۔ اور اسی لئے عیسائی مذہب کے بہت سے فرقے ہو گئے اور ان کا اصل کتاب مقدسہ میں بھی اختلاف ہے۔ مانی کا فرقہ اور یونی ٹیرن وغیرہ چند اُن کتابوں کو نہیں مانتے جن کو اور عیسائی مانتے ہیں اسی طرح رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقے میں اختلاف ہے اور بہت سے محققین تو بول اُٹھے کہ صرف ظنی اور قیاسی طور پر یہ کتابیں حواریوں اور ان کے شاگردوں کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ورنہ ثبوت یقینی کچھ بھی نہیں۔

اس بیان کی شہادت نسخوں کے اختلاف سے بھی ہو سکتی ہے۔ وارڈ اپنی کتاب غلط نامہ میں کہتا ہے کہ ڈاکٹر مل نے جو عہد جدید کے نسخے ملائے تو تیس ہزار اختلاف پائے۔ اور ڈاکٹر گریسباخ نے جو اور زیادہ نسخوں کا مقابلہ کیا یعنی تین سو پچپن کا تو ڈیڑھ لاکھ اختلاف ملے اگر اور زیادہ نسخوں کا مقابلہ کیا جاتا تو اور بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلافات نکلتے یہ صرف انجیل کے اختلافات ہیں۔ اس بات کو پادری فنڈر نے بھی تسلیم کرلیا ہے۔ ہم پادری مذکور کی عبارت نقل کرکے اپنے تمام بیان کی تصدیق کرائے دیتے ہیں۔

قولہ: اگرچہ ہم لوگ قائل ہیں کہ بعض حروف و الفاظ میں تحریف وقوع میں آئی اور بعض آیات کے مقدم و موخر اور الحاق کا شبہ ہے تو بھی انجیل کو بے تحریف کہتے ہیں اس لحاظ سے کہ اس کا مضمون اور مطلب نہیں بدل گیا۔ میکلس صاحب ڈاکٹر تلی صاحب کا قول اپنے عہد جدید کے دیباچہ جلد اول صفحہ ۲۶۳ میں نقل کرتے ہیں کہ جن لوگوں کے پاس صرف ایک ہی قلمی نسخہ بچا ہوا تھا جیسے رومی اور یونانی ان میں یہودی مصنفوں کے ایسے قصور پائے گئے ہیں اور ان کی اصلاح میں ایسے عیب ملے ہیں کہ باوجود دو پوری صدیوں کے نہایت عالم اور تیز فہم نکتہ چینوں کی محنتوں کے وہ کتابیں اب تک غلطیوں کا انبار ہیں اور اسی طرح رہیں گی۔

پادری صاحب کو اختیار ہے بابوں اور کتابوں اور آیتوں کے تبدل وتغیر و الحاق پر بھی اور مصنفوں کے نام معلوم نہ ہونے پر وہ اپنی کتاب کو بلاتحریف کہیں مگر لطف یہ ہے کہ پادری فنڈر صاحب یہ بھی صفحہ ۱۳۰ میں کہتے ہیں قولہ کہ یہ بات سچ ہے ویریوس ریڈنگ (غلطی کتابت) بہت ہیں اور ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون ہے صفحہ ۱۳۱ پہلے یوحنا کے ۵ باب کے ۷، ۸ آیتیں اور یوحنا کے ۵ باب کی پہلی سے ۱۱ آیت تک کو اکثر مصححین مشتبہ جانتے ہیں ان کے سوا صرف دو آیات اور ہیں جن کی صحت پر شبہ ہے یعنی یوحنا کے ۵ باب کی ۴ آیت اور اعمال کے ۸ باب کی ۳۷ آیت۔ کیا اب بھی پادری صاحب کو انجیل کی تبدیل و تحریف میں کوئی شبہ ہے۔ اور عجیب تر یہ ہے کہ ان مشکوک اور الحاقی آیات کو اب تک انجیل میں لکھ رکھا ہے۔[۹۸]

خلاصہ کتابیات بائبل:

ہم ذیل میں عہد قدیم کی تمام کتابوں کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں:۔

پیدائش:

یہ عہد نامہ قدیم کی سب سے پہلی کتاب ہے اس میں ابتدائے آفرینش سے لے کر حضرت یوسف کی وفات تک کے واقعات ہیں اس کتاب کے پچاس باب ہیں۔

۹۸　حقانی، ج:۲، ص:۱۰۵-۱۰۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خروج:

اس میں حضرت موسیٰ کی پیدائش سے لے کر ان کی دعوت اسلام فرعون کے غرق ہونے کوہ سینا پر اللہ سے ہم کلام ہونے کے واقعات درج ہیں اور بنی اسرائیل کے صحرائے سینا میں خیمہ زن ہونے کے واقعات پرختم ہوتا ہے اس کے ۴۰ باب ہیں۔

احبار:

اس میں وہ احکام مذکور ہیں جو بنی اسرائیل کے صحرائے سینا میں خیمہ زن ہونے کے دوران انہیں دیئے گئے۔ اس کے ۲۷ باب ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم (الف)

قرآن مجید مصدق مگر.........؟

عیسائیوں کی پہلی غلطی:

مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

﴿وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾[1] اس آیت سے عیسائی وغیرہ اپنی کتاب الہامی ہونے پر دلیل پکڑتے ہیں حالانکہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے۔ جس کی تردید مولانا نے بڑے مدلل انداز سے کی۔ قرآن مجید نے جن سابقہ الہامی کتب کی تصدیق کی ہے وہ یہ نہیں ہیں کیونکہ ان کی حیثیت تو محض ایک تاریخی کتاب کی ہے جس کی داخلی شہادتوں میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ کی زندگی کے بعد کے کئی ایک واقعات کا اس میں مندرج ہونا۔ اناجیل اربعہ کا آپس میں تناقض وغیرہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ سورۃ بقرہ کی آیت مذکورہ کے تحت رقمطراز ہیں۔

(اور تجھ سے پہلے اتری ہوئی) بسا اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کبھی کسی مسلمان نے عیسائیوں سے انجیل کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل مانگی تو جھٹ سے انہوں نے یہ آیت یا اس کے ہم معنی کوئی دوسری آیت پڑھ دی اور سائل مسلمان پر زور ڈالا کہ تمہارا قرآن کتب سابقہ کی شہادت دیتا ہے۔ بلکہ ان کی تسلیم کو داخل ایمان بتاتا ہے۔ پھر تم اس سے زیادہ ثبوت کیا چاہتے ہو۔ اس لئے مناسب ہے کہ اس جگہ جو پہلی ہی موقع کتب سابقہ کی تصدیق کا آیا ہے ہم اس امر کی تحقیق کر دیں کہ کتب سابقہ جن کی قرآن کریم تصدیق کرتا ہے وہ یہی ہیں جن کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت زمانہ حال کے عیسائیوں سے مطلوب ہے یا اور۔ اور ان کتابوں کی قدر و منزلت کہاں تک ہے اور یہ بھی واضح کر دیں کہ اس مطلب پر عیسائیوں کا اس آیت کو پیش کرنا مثبت مدعا ہے یا صرف دافع الوقتی یا نا سمجھی۔ پس واضح ہو کہ کتب سابقہ جن کی تصدیق قرآن کریم نے کی ہے بحیثیت مجموعی یہ نہیں جو اس وقت متداول ہیں۔ یہ تو ایک قسم کی کتب تواریخ کے ہیں۔ اس ہمارے دعویٰ کا ثبوت ان کا موجودہ طرز ہی بتلا رہا ہے توریت ابتداء سے انتہا تک انجیل اوّل سے آخر تک پڑھنے سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ ان کے لکھنے والے حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح علیہما السلام کے سوا کوئی اور بھی ہیں چنانچہ

[1] البقرۃ:۴

www.KitaboSunnat.com

حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح علیہما السلام کے بعد کے واقعات کا اس میں درج ہونا اس امر کا بین ثبوت ہے ان جملوں کی حضرت موسیٰ اور مسیح کو خبر تک نہیں۔ کجا یہ کہ خدا کی طرف سے ان پر الہام ہوئے ہوں مثلاً حضرت موسیٰ کی وفات اور بعد وفات کے واقعات کا ذکر بھی توریت میں مذکور ہے۔ توریت کی پانچویں کتاب استثناء میں لکھا ہے:۔

''سو خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین میں مرگیا اور اس نے اُس موآب کی ایک وادی میں بیت فغور یا کے مقابل گاڑا آج کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا اور موسیٰ اپنے مرنے کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا کہ نہ اس کی آنکھیں دھند لائیں اور نہ اس کی تازگی گئی۔ سو بنی اسرائیل موسیٰ کے لئے موآب کے میدانوں میں تیس دن تک روپا کئے'' ع

آگے چل کر دسویں فقرے میں لکھا ہے:

''اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا''۔ اور حضرت مسیح کے سولی پر جان دینے کا یہ واقعہ منقول ہے جو کہ مذکورہ اناجیل میں بصراحت موجود ہے بلکہ سولی کے بعد کے واقعات بھی ان میں پائے جاتے ہیں ان سب امور پر غور کرنے سے یہ نتیجہ بآسانی نکل سکتا ہے کہ ان واقعات کے دیکھنے اور لکھنے والے سوا ان دو صاحبوں کے کوئی اور شخص ہوں گے اور اگر عیسائیوں کا عقیدہ بھی بغور دیکھیں تو وہ بھی اس امر کے قائل نہیں کہ توریت و انجیل موجودہ کے مصنف موصوف انبیاء ہیں۔ بلکہ ان کے خیال کے مطابق بھی ان کے بعد کے لوگ ہیں اناجیل کے مصنف تو بھی لوگ ہیں جن کے نام سے اناجیل مروّج ہیں ایسا ہی توریت وغیرہ کا لکھنے والا اور واقعات کا جمع کرنے والا بھی کوئی شخص ہوگا یوشع بن نون ہو یا کوئی اور۔ ہاں اہل اسلام اور عیسائیوں کا صرف اس قدر اختلاف ہے کہ عیسائی اس کے قائل ہیں کہ جو کچھ اناجیل وغیرہ میں مذکور ہے بے شک حواریوں ہی نے لکھا مگر وہ اس کے لکھنے میں معصوم تھے ان کی حفاظت خدا کے یا بقول اُن کے مسیح کے ذمہ تھی جو خود خدا ہے جو واقعات مسیح کے تھے ان کو الہام کے ذریعہ معلوم ہوتے تھے وہ لکھتے جاتے تھے مثلاً جو واقعات حضرت مسیح کو پیش آئے کہیں اُنہوں نے کلام الٰہی کا وعظ کہا کہیں اپنے معمولی بشری کاموں کھانے پینے میں معروف رہے سب کے سب مصنفوں نے اناجیل میں درج کر دیے۔ چنانچہ ان کے اختلافات سے بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ ایک واقعہ کو تو ایک لیتا ہے دوسرا نہیں لیتا۔ مثلاً مسیح کا زندہ ہو کر

ع باب ۳۴، فقرہ ۵تا۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آسمان پر چلا جانا مرقس لیتا ہے متی نہیں لیتا۔ متی کا مسیح کے پیچھے ہو لینا متی بیان کرتا ہے مرقس وغیرہ نہیں کرتے۔ اسی طرح اور سینکڑوں واقعات ہیں جو ایک انجیل میں ہیں دوسری میں نہیں۔ اصل یہ ہے کہ ایسے واقعات کا جھوٹ جانا کچھ تعجب بھی نہیں۔ بالخصوص جبکہ ثبوت کی بنا صرف سماع ہی پر ہو۔ چنانچہ لوقا اپنی انجیل کے شروع میں ظاہر کرتا ہے کہ میں نے بلکہ سب نے راویوں سے سُن سُن کر واقعات لکھے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ توریت انجیل جن کی قرآن کریم نے شہادت دی ہے یہ نہیں۔ ان کو ان کے ساتھ بجز شراکت اسی کے کوئی شراکت نہیں جیسے کوئی شخص خاندان مغلیہ کا حال لکھ کر اس کا نام گلستان رکھ دے تو وہ شیخ سعدیؒ کی گلستان نہ ہوگی۔ پس اس انجیل موجودہ کے ثبوت میں آیت قرآنی کا پیش کرنا اور آیت شریفہ قرآنیہ کو اپنے دعویٰ کا مثبت جاننا ہرگز صحیح نہیں۔ قرآن شریف نے کہیں یہ نہیں بتلایا کہ انجیل متداول مسیح پر نازل ہوئی یا یہ کہ اس کو بھی مانو بلکہ ایمان کے موقع پر ﴿أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ﴾ اور ﴿مَآ أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ﴾ یعنی ان کتابوں کو جو تجھ سے پہلے اتریں اور موسیٰ اور عیسیٰ کو ملیں ان الفاظ شریفہ سے تعبیر کرنے میں اسی طرف اشارہ ہے جو ہم لکھ آئے ہیں۔ رہی یہ بات کہ عیسائی ان کے مصنفوں کو الہامی مانتے ہیں۔ سو بڑے مانیں۔ اس کا ثبوت ہم کو دیں کسی عقلی یا نقلی دلیل سے ثابت کریں کہ متی مرقس وغیرہ الہامی تھے اور یہ کتابیں ان کے الہام سے ہیں ودونہ خرط القتاد (یہ ایک محاورہ ہے جو مشکل کام پر بولا جاتا ہے) آیت قرآنی کو پیش کرتے ہوئے خیال کریں کہ دعویٰ کیا ہے اور دلیل کیا۔ دعویٰ اناجیل موجودہ کے مصنفوں کے الہامی ہونے کا ہے اور دلیل سے حضرت موسیٰ اور مسیح کا الہام ثابت ہوتا ہے۔ بعض عیسائی بھولے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے کہا کرتے ہیں کہ اگر موجودہ اناجیل اصلی نہیں تو اصل لا کر دکھاؤ۔ ہم اس سے مقابلہ کر کے دیکھیں جبکہ تمہارا قرآن شریف ان کی شہادت دیتا ہے تو ان کا وجود بھی بتلاؤ کہ کہاں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جنگل میں کسی کو ایک چاندی کا ٹکڑا دکھا کر کہے کہ یہ انگریزی روپیہ ہے وہ شخص بوجہ اس کے کہ اس پر انگریزی سکہ نہیں اس سے انکار کرے تو شخص مدعی کا حق ہے کہ اپنے دعویٰ کی یہ دلیل بیان کرے کہ اگر یہ روپیہ نہیں تو اصلی روپیہ لا کر دکھا اور اس سے مقابلہ کر تا کہ معلوم ہو جائے کہ اصلی کون ہے اور نقلی کون۔ اگر نہ ملے تو میرا دعویٰ ماننا ہوگا۔ ہرگز یہ کلام مدعی کا صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کے انکار کی وجہ تو یہ تھی کہ چونکہ اس ٹکڑے پر جو نشان روپیہ بننے کے ہونے چاہئیں وہ نہیں اس لئے یہ ٹکڑا روپیہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اناجیل موجودہ کی نسبت بھی مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ قطع نظر ان کے موجودہ طرز کے چونکہ ان میں ایسے واقعات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی درج ہیں جو حضرت موسیٰ اور مسیح کے زمانہ کے قطعاً نہیں ہو سکتے اس لئے ہم ان کو انجیل مسیحی نہیں مانتے۔ علاوہ اس کے ہو سکتا ہے اور ممکن ہے کہ اصلی انجیل کلاً یا جزءً اس میں ہو جیسے کہ بعض فقرات جو حضرت مسیح نے بطور وعظ کے فرمائے ہیں یہی بتلا رہے ہیں مگر چونکہ ایسے فقرات الہامی مجموعہ غیر الہامی میں آ کر وہی رنگ اختیار کر لیتے ہیں اس لئے ہم من حیث المجموعہ ان پر غیر الہامی کا حکم لگاتے ہیں پس اناجیل موجودہ کی مثال بالکل یہ ہوگی کہ ایک واعظ قرآن کریم کی ایک دو آیتیں پڑھ کر گھنٹہ دو گھنٹہ تک وعظ کہے۔ پھر اسی وعظ کو کوئی شخص اوّل سے آخر تک کسی اخبار یا رسالہ میں چھپوا دے پس جیسا کہ یہ اخبار یا رسالہ الہامی نہیں ہو سکتا گو اس میں آیات قرآنی بھی ہیں ایسا ہی اناجیل موجودہ الہامی نہیں جب تک کہ عیسائی اس امر کا ثبوت نہ دیں کہ ان کے مصنف بھی الہامی تھے۔

ابتدائے نزول قرآن احادیث نبوی نہ لکھنے کی حکمت کا بیان:

تحقیق اس کی یہ ہے کہ ہر زمانہ میں دستور ہے کہ بزرگوں کے واقعات سب کے سب چاہے کیسے ہی ہوں مسلسل قلمبند کیا کرتے ہیں گو ان میں اس بزرگ کے معمولی مشاغل کھانا پینا چلنا پھرنا بھی کیوں نہ ہو پھر اسی پر بس نہیں بلکہ وفات اور بعد وفات کے حالات بھی درج کیا کرتے ہیں چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور حضرات صلحائے امت وغیرہ بزرگان کی سوانح عمریاں اس کی شاہد عدل ہیں ان وقائع کے جمع کرنے سے مصنفوں کی یہ غرض ہوتی ہے کہ جو واقعات ان بزرگوں کی زندگی کے بعد یا بعد مرنے کے جو ان کے متعلق ہوں بعض کو بطور مسائل شرعیہ اور بعض کو بغرض رقت قلب بیان کریں۔ یہ خیال ان کو ہرگز نہیں ہوتا کہ ان بزرگوں کے الہامی واقعات ہی کو لکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی تصنیفوں میں اُن واقعات کا ذکر بھی ہوتا ہے جو ان بزرگوں کے الہامی تو کیا اختیاری بھی نہیں ہوتے مثلاً سوتے وقت خراٹے مارنا یا بحرکت طبعی گاہے بلندی سے پستی میں گر پڑنا یا موت کے وقت بتقاضائے طبیعت خدا کو ''ایلی ایلی'' کہہ کر پکارنا وغیرہ وغیرہ۔ پس اسی طرح حضرت موسیٰ اور مسیح علیہما السلام کے خادموں نے بھی وہ واقعات جو ان صاحبوں کے سامنے بلکہ ان سے پہلے اور پچھلے جو ان سے متعلق تھے سب کو یکجا جمع کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح کے پیدا ہونے کے پہلے کے حالات اور بقول ان کے بعد وفات کے واقعات بھی اپنی تحقیق اور حافظہ اور سماع کے مطابق ایک ایک جگہ جمع کر کے کتابیں بنائیں جسے فی زمانہ اناجیل کہتے ہیں۔ آخر کار لوگوں نے انہی کو بایں لحاظ کہ مسیح کے واقعات بتلا رہے ہیں۔ حضرت مسیح کی انجیل سمجھ لیا۔ نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس خیال سے کہ مسیح کی زندگی میں ان پر نازل ہوئی تھی بلکہ اس خیال سے کہ مسیح کے حالات بتلا رہی ہیں۔ سرور عالم سید الانبیاء فداہ روحی علیہ الصلوۃ والسلام نے ابتدا میں اسی لحاظ سے کہ شائد لوگ میرے واقعات اور میرے کلام اور کلام الٰہی میں فرق نہ کرسکیں اور یہود و نصاریٰ کی طرح مورد اعتراض بنیں اپنی حدیثیں لکھنے سے بھی منع فرما دیا تھا لیکن جب لوگوں کو اس امر کی تمیز بخوبی ہوگئی کہ واقعات نبویہ اور ہوں۔ کلام الٰہی اور وحی متلو اور ہو اور غیر متلو اور، تو پھر احادیث نبویہ کے لکھنے کی اجازت بخشی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج مسلمانوں کے ہاں علوم حدیث اور ہیں اور علوم قرآن اور ۔نہ جیسا کہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ معاملہ گزرا جس کا دفعیہ ان سے مشکل ہو رہا ہے۔

قصص القرآن دلیل صداقت قرآن:

ہمارے اس مفصل تقریر سے اس شبہ کا جواب بھی ہوسکتا ہے جو عیسائی قرآن کے قصص بنی اسرائیل پر کیا کرتے ہیں کہ فلاں قصہ جو قرآن شریف نے بنی اسرائیل کا بیان کیا ہے کتب سابقہ میں نہیں۔ فلاں واقعہ جس طرح کہ قرآن شریف نے بیان کیا ہے اس طرح کتب سابقہ میں نہیں وغیرہ وغیرہ اس لئے کہ یہ کتابیں سب کی سب مجموعہ بالکل مثل ایک تاریخ کے ہیں پس کسی واقعہ کا ان میں نہ ہونا یا کسی قصہ کا ان میں قرآن کریم کے مخالف ہونا قرآن پر اعتراض نہیں لا سکتا کیونکہ بہت سی کتب تواریخ کا یہی حال ہے کہ کوئی کسی واقعہ کو چھوڑ جاتا ہے کوئی کسی قصہ کو کسی طرح بیان کرتا ہے اور دوسرا کسی طرح۔ پس جیسا کہ ان میں احتمال اس امر کا ہوتا ہے کہ مورخ کو یہ واقعہ سرے سے ملا نہ ہو یا ملا تو ہو مگر اس نے اس کو صحیح یا اپنے مذاق کے مطابق نہ پایا ہو یا ناتمام ملا ہو اسی طرح جامعین بائبل پر احتمال ہے کہ ان کو وہ واقعہ جس کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے نہ ملا ہوگا۔ یا ملا مگر ناقص یا غلط۔ ان کے ایسا ہونے سے قرآن الہامی پر شبہ نہیں آ سکتا۔ ہمارے اس بیان کی شہادت یوحنا مولف انجیل بھی دے رہا ہے جو اپنی انجیل یوحنا میں لکھتا ہے: "پر اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر وہ جدا جدا لکھے جائیں تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں تو دنیا میں نہ سما سکتیں کیا سچ ہے یا الہامی مبالغہ؟ پس اگر ایک واقعہ کتب سابقہ میں نہیں اور قرآن کریم میں ہے تو اس کے جھٹلانے کی یہ وجہ نہیں ہوسکتی چونکہ ان میں نہیں اس لئے غلط ہے کیونکہ کتب سابقہ میں کسی واقعہ کا نہ ہونا اس امر کی دلیل تو بے شک ہے کہ ان کے مصنف کو یہ واقعہ نہ ملا ہو یا اس کو حسب مذاق اپنے نہ سمجھا ہو مگر اس کی دلیل ہرگز نہیں ہوسکتا کہ یہ واقعہ وقوع پذیر ہی نہ ہوا ہو۔ اس لئے کہ عدم علم سے عدم شیٔ لازم نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

آتا ہے[۷]

کیا قرآن مصدق بائبل ہے؟

سینٹ پالی مسیحی مشنری ادارے قرآن مجید کو "کلامِ الٰہی" نہ سمجھنے کے باوجود موجودہ "بائبل کی صحت و حقانیت" ثابت کرنے کے لئے دلیل کے طور پر استعمال کرتے ہیں اگر انہیں "بائبل" کے بارے میں "قرآن مجید" کی تصدیق منظور ہے تو انہیں چاہیے کہ پورے "قرآن مجید" پر ایمان لائیں ہم مسلمان تو "بائبل" کے حوالہ جات اس لئے دیتے ہیں کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ توریت، زبور، انجیل اور دیگر صحائف انبیاء علیہم السلام میں انسانی تحریف کے باوجود "وحی الٰہی" کی روشنی اب بھی موجود ہے چنانچہ "قرآن مجید" جن باتوں (توحید باری تعالیٰ، رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بشارتیں، قوانین قصاص و دیت، سود و خنزیر کی حرمت، مے نوشی کی ممانعت، سزائے سنگسار، مرتد ہونے کا جرم اور رشوت و عیاشی سے ممانعت وغیرہ) کی تصدیق کرتا ہے ہم ان کو مانتے ہیں مگر سینٹ پالی مسیحی تو "قرآن مجید" کو بالکل "کلام اللہ" مانتے ہی نہیں بلکہ "قرآن مجید" کے بارے میں شکوک و شبہات اور مغالطے پیدا کر کے مسلمانوں کو اس "قرآن مجید" سے دور کرنے کے جتن کرتے ہیں۔

حالانکہ قرآن مجید میں ہی اللہ تعالیٰ نے دو ٹوک الفاظ میں فرمایا ہے کہ "اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے اس دین سے اہل کتاب (یہودیوں اور مسیحیوں) نے جو اختلاف کیا تو علم حاصل ہونے کے بعد آپس کی ضد سے کیا اور جو شخص اللہ کی آیتوں کو نہ مانے تو اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔"[۸] "اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا"[۹] اب قرآن کا یہ حکم کیوں نہیں مانتے؟

توریت اور مسیح کی گواہی:

توریت کو "غیر محرف" ثابت کرنے کے لئے یہ مغالطہ بھی دیتے ہیں کہ اگر توریت میں تحریف ہو چکی تھی تو مسیح علیہ السلام نے کیوں توریت کی تصدیق کی؟ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی توریت کی تصدیق کی تھی"[۱۰] مگر موجودہ "عہد نامہ عتیق" کی

---

[۷] تفسیر ثنائی ص:۴۳۵، ۴۳۳

[۸] آل عمران ۱۹

[۹] آل عمران:۸۵

[۱۰] آل عمران: ۵۰

www.KitaboSunnat.com

کل کتابوں کی تصدیق تو نہیں کی تھی ورنہ "رومن کیتھولک فرقہ" کے مطابق پرانے عہد نامہ میں موجود چھیالیس اور "پروٹسٹنٹ فرقہ" کے مطابق اُنتالیس کتابوں میں سے کس کتاب کی "عیسٰی ابن مریم علیہما السلام" نے تصدیق کی تھی؟

ہدایت کس میں؟

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید نے کہا ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے توریت اور انجیل کو نازل کیا گیا ہے؟ پوری آیت یوں ہے(ترجمہ) "اس (اللہ) نے (اے محمد ﷺ) آپ پر یہی کتاب (قرآن مجید) کو نازل کیا جو پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور وہی (اللہ) نے تورات اور انجیل کو نازل کیا جو اس (قران مجید) سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل کی گئیں۔ اور (پھر قرآن) نازل کیا جو حق و باطل کو الگ الگ کر دینے والا ہے بے شک وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں (قرآن مجید) کا انکار کرتے ہیں ان کو سخت عذاب ہو گا اور اللہ زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے۔"[۷] مندرجہ بالا آیات میں بڑی وضاحت سے یہ بات سامنے آ گئی کہ توریت اور انجیل، قرآن مجید کے نزول سے پہلے لوگوں کے لئے ہدایت تھیں مگر اب قران مجید حق و باطل میں فرق کرنے والا اور لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اس قرآن مجید کا انکار کرنے والا سخت سزا پائے گا۔

موجود بائبل اور عہد نبوت:

سینٹ پال مشن یہ بھی مغالطہ دیتے ہیں کہ آج ہمارے پاس جو بائبل کا نسخہ موجود ہے بالکل یہی نسخہ "پیغمبر اسلام ﷺ" کے عہد میں موجود تھا اگر بائبل کا یہ نسخہ "محرف" تھا تو "پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم" نے توریت و انجیل کی تصدیق کیوں کی؟ حقیقت یہ ہے کہ "موسیٰ علیہ السلام" پر نازل ہونے والی "توریت" اور عیسٰی ابن مریم علیہما السلام" پر نازل ہونے والی "انجیل" آخری نبی" محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کی بعثت سے پہلے ہی دنیا سے غائب ہو چکی تھیں آج کل "اصلی توریت و انجیل" سے منسوب جو کتابیں دنیا میں موجود ہیں ان کی حیثیت محض "تاریخی کتب" کی سی ہے جن میں سچے اور جھوٹے دونوں قسم کے واقعات جمع کر دیے گئے ہیں باقی رہ گئے "پولس کے خطوط" وغیرہ تو اگر وہ فقط یہ اس کے ہوں بھی تو تب بھی بائبل کے مطابق "سینٹ پال پولس" جس نے "شریعت اور مسیح علیہ السلام" کو لعنتی کہا۔[۸] اور جھوٹ کا سہارا لیا جس

۷۔ آل عمران: ۳،۴

۸۔ گلتیوں: ۳: ۱۰ تا ۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا طرہ امتیاز تھا۔[۹] فراڈ سے کام چلاتا تھا۔[۱۰] ایسا شخص "سینٹ پال مسیحیوں" کے نزدیک خواہ کتنا مقدس کیوں نہ ہو "اہل اسلام" اس کی بات ایک کوڑی میں بھی خریدنے کو تیار نہیں۔

جہاں تک "آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ" کے عہد کا تعلق ہے تو بلاشبہ آپ نے اس بات کی تصدیق کی تھی کہ مجھ سے پہلے "موسیٰ علیہ السلام" پر ایک کتاب "تورات" اور "عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام" پر ایک کتاب "انجیل" اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھی لیکن آپ نے یہ کبھی نہیں کہا کہ میں "انجیل حق" کی تصدیق کرتا ہوں یا انجیل لوقا، مرقس یا یوحنا کی تصدیق کرتا ہوں یا یہ کہ "پرانے عہد نامہ" کی چھیالیس یا اُنتالیس کتابوں کی تصدیق کرتا ہوں۔

نور اور ہدایت:

ایک اور مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی توریت و انجیل میں ہدایت اور نور کا ہونا تسلیم کیا ہے۔[۱۱] اگر ان کتابوں میں تحریف یا ردّ و بدل ہو چکا ہوتا تو قرآن مجید ان میں ہدایت اور نور تسلیم نہ کرتا؟ بات پھر وہیں پر آ جاتی ہے کہ قرآن مجید نے موجودہ بائبل کی بہتر یا چھیاسٹھ کتابوں میں "نور و ہدایت" کے متعلق بات نہیں کی بلکہ قرآن مجید کے بیان کے مطابق صرف دو کتابوں "تورات و انجیل" میں نور اور ہدایت کی باتیں موجود تھیں ان کے علاوہ باقی کتابوں میں سچ اور جھوٹ، کھرا اور کھوٹا اس قدر مل چکا ہے کہ موجودہ پوری بائبل میں کھرے اور کھوٹے کے درمیان تمیز کرنا بھی دشوار ہے اس لئے "تحریف اور ردّ و بدل" سے پاک قرآن مجید کو منصف اور سچ مانتے ہوئے [۱۲]...[۱۴] بائبل کی کسی عبارت کے بارے میں جس کی تائید و تصدیق "قرآن مجید" کر دے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ "قرآن سے تصدیق شدہ عبارت" اپنے اندر "نور و ہدایت" رکھتی ہے لیکن چونکہ بائبل کی وہ عبارت، بات یا مسئلہ "قرآن مجید" میں بھی موجود ہے اور سابقہ منزل من اللہ کتب و صحائف کی تعلیمات کا نور غیر محرف اور کھری شکل میں قرآن مجید میں آ چکا ہے اور قرآن مجید ان کا نگران اور مصدق ہے [۱۳]...[۱۵] اس لئے اہل اسلام کو بائبل کے غیر مستند، مشکوک اور تحریف شدہ ذخیرے کے نور سے ہدایت لینے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اہل اسلام کے پاس مستند، غیر محرف اور کھری شکل میں "قرآن مجید" کا نور ہدایت کے لئے کافی ہے۔

۹۔ رومیوں ۳:۷، ۸
۱۰۔ ۲ کرنتھیوں ۱۶:۱۲ تا ۱۸، ۱ کرنتھیوں ۹:۱۹ تا ۲۲
۱۱۔ المائدة: ۴۳، ۴۶
۱۲۔ سورة النحل: ۶۴
۱۳۔ نمل: ۷۶
۱۴۔ المائدة: ۴۸
۱۵۔ الاحقاف: ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس موجودہ بائبل کے بارے میں "سینٹ پالی مسیحی مشنوں کا یہ دعویٰ کہ پوری کی پوری بائبل "اللہ کا کلام" ہے اور اسی کو "قرآن مجید" نے نور و ہدایت کہا ہے قطعاً غلط ہے کیونکہ جب بائبل میں تحریف اور تبدیلی کر دی گئی (جیسا کہ ہم آگے چل کر مختلف عنوانات کے تحت ثابت کریں گے) تو اب اس بائبل پر غیر مستند اور مشکوک ہونے کا دھبہ لگ چکا ہے اس لئے پوری موجودہ بائبل کو غیر محرف اور نور و ہدایت کی حامل کتاب نہیں کہہ سکتے اگر کہیں گے تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ "سینٹ پال پولس رسول" نے بائبل کے "نور و ہدایت" والے احکامات کو کیوں بدلا؟ سبت کے احکام کو کیوں توڑا؟ ختنہ کا حکم کیوں ختم کیا؟ شریعت کو لعنت کیوں قرار دیا؟ مسیح علیہ السلام کو لعنتی کیوں کہا؟ وغیرہ وغیرہ یہی باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ "بائبل" مسیحیوں کے نزدیک بھی "نور و ہدایت" سے خالی ہے اسی لئے "قرآن مجید" نے سابقہ کتب سماوی میں تحریف کی تصریح کرتے ہوئے بتایا کہ "اُن لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھ کر یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے آئی ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑا سا مال حاصل کر لیں"[۱۶]

شک مٹانے کا حکم:

"سینٹ پالی مسیحی مشنریاں" یہ مغالطہ بھی ڈالتی ہیں کہ اگر بائبل میں تحریف ہوگئی تھی تو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" سے یہ کیوں کہا کہ اپنا شک رفع کرنے کے لئے سابقہ منزل من اللہ کتابوں کی تلاوت کرنے والوں کی طرف رجوع کریں اور دلیل کے طور پر یہ آیت پیش کرتے ہیں "اگر تم (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بارے میں جو ہم نے آپؐ پر نازل کیا ہے کچھ شک ہو تو جو لوگ آپؐ سے پہلے کی (نازل شدہ) کتابیں پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لیں کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس حق آ چکا ہے تو آپ ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا"[۱۷] [۱۸]

مندرجہ بالا آیت میں یہی بات بالکل واضح ہے کہ اے نبی محمد ﷺ اگر آپ کو اس کے بارے میں شک ہو جو ہم نے آپ پر نازل کیا ہے تو قرآن مجید میں نازل ہونے والی وہ باتیں جو مندرجہ بالا آیت سے پہلے بالکل متصل بیان ہوئی ہیں مثلاً "بنی اسرائیل کی قومی تاریخ کے بعض اجزاء جن میں موسیٰ علیہ السلام، فرعون اور اس کی قوم کی تباہی و غرقابی کی حکایات جو ابھی بیان ہوئی ہیں ان تاریخی حکایات کی صحت و حقانیت کے بارے میں بالفرض اگر آپ کو شک ہو تو ان واقعات کی تصدیق تو سابقہ منزل من اللہ کتابوں کی

---

۱۶ البقرہ ۷۹ ۱۷ یونس: ۹۴

۱۸ الانعام ۱۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلاوت کرنے والے بھی کر دیں گے کہ آپ تک (اے نبی ﷺ) وحی کے ذریعے پہنچنے والے واقعات و حالات بنی اسرائیل بالکل صحیح طور پر پہنچے ہیں اس لئے آپ ان واقعات کی صحت اور حقانیت کے بارے میں شک نہ کریں اس آیت کے نزول پر آخری نبی "محمد رسول اللہ ﷺ" نے فرمایا نہ میں شک کرتا ہوں اور نہ مجھے پوچھنے کی ضرورت ہے۔

انجیل سے فیصلہ کا حکم:

یہ آیت بھی دلیل کے طور پر پیش کی جاتی ہے کہ "اور اہل انجیل کو اس کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے"[19] کہا جاتا ہے کہ اگر انجیل تحریف شدہ کتاب ہے تو اس کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ کیوں دیتا؟۔ حالانکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اہل انجیل ان احکامات اور ہدایات کی تعمیل کریں جو "قرآن مجید" کی تصدیق و تائید کے بعد "نور و ہدایت" کے طور پر اب بھی اناجیل کے تاریخی ذخیرہ میں موجود ہیں۔

توحید:

مثلاً اللہ تعالیٰ کی توحید کے بارے میں لکھا ہے "اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے"[20] "تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر"[21] اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں"[22] مندرجہ بالا دلائل کی رو سے تین خداؤں کے بارے میں "عقیدہ تثلیث" کا رد ہوتا ہے۔

بشارات:

آخری نبی "محمد ﷺ" کی رسالت کے بارے میں بشارات "انجیل" "اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے"[23] روح حق آئے گا۔[24] روح القدس بھیجے گا۔[25] مددگار[26] کونے کے سرے کا پتھر۔[27] روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دینے والا[28] بلکہ اگر اس سے آگے بڑھ کر بائبل کے مزید احکامات پر غور کریں تو یہ بھی لکھا ہوا ملتا ہے۔

۱۹۔ المائدہ ۴۷
۲۰۔ انجیل مرقس ۱۲:۲۹
۲۱۔ متی ۴:۱۰، لوقا ۴:۸
۲۲۔ یوحنا ۱۷:۳
۲۳۔ یوحنا ۱۴:۱۶
۲۴۔ یوحنا ۱۶:۱۲ تا ۱۳
۲۵۔ یوحنا ۱۴:۲۶، ۱۵:۲۶
۲۶۔ یوحنا ۱۶:۷
۲۷۔ متی ۲۱:۴۲ تا ۴۴
۲۸۔ متی ۳:۱۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مرتد کی سزا:

دین توحید کو چھوڑ کر بت پرستی اختیار کرنے کی سزا قتل بھی بائبل کے "عہد نامہ عتیق" میں موجود ہے مثلاً [19]

قصاص و دیت:

جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ وغیرہ۔ [20]

سنگسار:

شادی شدہ زانی کی سزا قتل ہے [21] کنوارے زانی کو سب کے سامنے سنگسار کریں [22] اسلام کے قانون قصاص و دیت و حدود کو "کالے قوانین" کہنے والے سنجیدگی سے سوچیں۔

سود سے ممانعت:

غریب تنگ دست بھائی کی مدد کرو اس کو قرضہ اگر دو تو سود نہ لو [23] لیکن آج اہل بائبل کی معیشت ہی سود پر ہے۔

سؤر کا گوشت حرام:

سور ناپاک ہے تم ان کا گوشت نہ کھانا اور ان کی لاشوں کو نہ چھونا وہ تمہارے لئے ناپاک ہیں [24] لیکن آج سب سے زیادہ "سور خور" بائبل کے ماننے والے ہیں جنہوں نے باقاعدہ سور پالنے کے فارم بنائے ہوئے ہیں۔

مے نوشی سے ممانعت:

اور خداوند نے ہارون سے کہا تو یا تیرے بیٹے مے یا شراب پی کر کبھی خیمہ اجتماع کے اندر داخل نہ ہونا تا کہ تم مر نہ جاؤ تمہارے لئے نسل در نسل ہمیشہ تک ایک قانون رہے گا [25] اس کے علاوہ بھی [26] کی رُو سے شراب یا مے نوشی اور گانے بجانے کی ممانعت ملتی ہے مگر آج بھی سینٹ پال بت پرست مسیحی یوخرست (عشاء ربانی) کی تقریب میں روٹی اور مے یعنی شراب کو اپنے "خداوند یسوع مسیح" کا گوشت اور خون تصور کر کے

---

19 استثناء ۱۳: ۶ تا ۱۰؛ ۱۷: ۲ تا ۵؛ کتاب گنتی باب نمبر ۲۵؛ احبار؛ خروج ۳۲: ۲۷ تا ۲۸

20 خروج ۲۱: ۲۳ تا ۲۵؛ احبار ۲۴: ۲۰؛ استثناء ۱۹: ۲۱

21 احبار ۲۰: ۱۰ تا ۱۲ — 22 استثناء ۲۲: ۲۲ تا ۲۴

23 خروج ۲۲: ۲۵؛ احبار ۲۵: ۳۵ تا ۳۷؛ کتاب حزقی ایل ۱۸؛ یرمیاہ ۱۵: ۱۰

24 احبار ۱۱: ۷، ۸؛ استثناء ۱۴: ۸؛ یسعیاہ ۶۵: ۲ تا ۴؛ ۶۶: ۱۷؛ اناجیل: متی ۸: ۲۸ تا ۳۴؛ مرقس ۵: ۱ تا ۲۰؛ لوقا ۸: ۲۶ تا ۳۹ مکمل

25 احبار ۱۰: ۹ — 26 استثناء ۲۱: ۲۰؛ یسعیاہ ۵: ۱۱، ۱۲؛ ۲۸: ۷؛ لوقا ۱: ۱۵

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھا پی جاتے ہیں نیز شراب کے پرمٹ بھی حاصل کر رکھے ہیں لیکن "بائبل" سے شراب نوشی کی ممانعت ان کو نظر نہیں آتی۔[۳۷]

رشوت سے ممانعت:

تو رشوت نہ لینا۔[۳۸]

طلاق کی اجازت:

اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور پیچھے اس میں کوئی ایسی بیہودہ بات پائے جس سے اس عورت کی طرف اس کی التفات نہ رہے تو وہ اس کا طلاق نامہ لکھ کر اس کے حوالہ کرے اور اسے اپنے گھر سے نکال دے۔[۳۹] اس طرح اور بھی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

قرآن نگران؟

کہا جاتا ہے کہ "قرآن مجید" تمام منزل من اللہ آسمانی کتب کی تصدیق کرنے کے علاوہ ان کتابوں پر "مہیمن" (نگران اور محافظ) ہے اس لئے اگر سابقہ آسمانی کتابوں میں تحریف ہوئی ہے تو پھر "قرآن مجید" ان کتابوں کی حفاظت اور تحریف سے محفوظ رکھنے کے فرائض سرانجام دینے میں ناکام رہا کیونکہ یہ قرآن ان کتابوں کا محافظ اور نگران تھا۔ دلیل کے طور پر قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی جاتی ہے "اور ہم نے آپ پر (اے محمد رسول اللہ ﷺ) سچی کتاب (قرآن مجید کو) نازل کیا جو اپنے سے پہلی کتاب (کے سچے اور صحیح مضامین) کی تصدیق کرتا ہے اور اس پر نگران ہے"[۴۰]

ہم اہل اسلام بھی تو یہی بات کہتے ہیں کہ "بائبل" کے جن مضامین و احکامات کی آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ پر جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی سچی کتاب "قرآن مجید" تصدیق و تائید کرے وہ سچ ہیں اور جن باتوں (تثلیث، الوہیت مسیح، کفارہ، تصلیب مسیح، بت پرستی وغیرہ) کی "قرآن مجید" تصدیق نہیں کرتا ہم اہل اسلام انہیں قطعاً ماننے کو تیار نہیں جیسا کہ پچھلے اشکال کا جواب دیتے ہوئے واضح کیا جا چکا ہے اس لئے مندرجہ بالا آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ "ہم نے نبی کائنات محمد رسول اللہ ﷺ پر سچی کتاب یعنی "قرآن مجید" کو نازل کیا جس قرآن میں سابقہ آسمانی

---

۳۷ گلتیوں ۵:۱۹-۲۱، افسیر ۱ کرنتھیوں ۶:۹-۱۰، یرمیاہ ۳۵:۱۱

۳۸ خروج ۲۳:۸، استثناء ۱۶:۱۹، یسعیاہ ۵:۲۳

۳۹ استثناء ۲۴:۱

۴۰ المائدۃ: ۴۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کتب کی قدری اور سچی تعلیمات کو محفوظ کرنے "تحریف و تبدیل" سے بچانے کے لئے "قرآن مجید" کو ہی کا امین مقرر کر دیا اور "قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود رب کائنات "اللہ تعالیٰ" نے لے لیا"[41] اس لئے اب ان برحق تعلیمات کے ضائع ہونے کا کوئی خطرہ نہیں [illegible] قرآن مجید کے ان بیانات پر بھی غور کریں۔

41 الحجر 9

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم (ب)

قرآن مجید مصدق مگر کس کا؟

''حقیقت'' از حقانی......!

مولانا عبدالحق حقانیؒ اپنی تفسیر کے مقدمہ میں توراۃ و اناجیل کے اصلی ہونے پر پادر کے شبہات نقل کرنے سے قبل ہر کتاب کی اصلیت کا تعارف کراتے ہیں پھر پادر کے شبہات نقل کر کے ان کا تفصیلی جواب رقم کیا ہے چنانچہ مولانا رقمطراز ہیں:

''خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جگہ توراۃ اور زبور اور انجیل کی مدح فرمائی ہے صحف ابراہیم و موسیٰ کا بھی جا بجا ذکر کیا ہے اور قرآن کو ان کتب مقدسہ کا مصدق یعنی سچا کرنے والا کہا ہے چنانچہ فرمایا ہے:

﴿مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ [۲۲]

کہ یہ قرآن پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور توراۃ کو کتاب منیر، امام، فرقان اور رحمت وغیرہ القاب سے یاد کیا ہے اور حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ فرمایا ہے:

﴿وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ﴾ [۲۳]

کہ ہم نے اس کو انجیل دی۔ اسی طرح

﴿وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا﴾ [۲۴]

فرمایا کہ داؤد کو ہم نے زبور دی اور

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ﴾ [۲۵]

''کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب (توراۃ) دی۔''

اور کسی جگہ ان کتابوں پر ایمان لانے کی تاکید فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ﴾ [۲۶]

[۲۲] آل عمران:۳ [۲۳] المائدۃ:۴۶
[۲۴] النساء:۱۶۳ [۲۵] المومنون:۴۹
[۲۶] النساء:۱۳۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''کہ اے مسلمانو! ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر اور اس کتاب پر جو اس کے رسولؐ پر نازل ہوئی اور جو اُس سے پہلے نازل ہوئی۔'' اور سورۂ بقرہ کے اوّل ہی میں مومنین کی شان میں فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾ [1]

''کہ مسلمان وہ ہیں کہ جو چیز تم پر نازل ہوئی۔ اس پر اور جو تم سے پہلے نازل ہوئی اُس پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔'' اور اسی طرح کی اور بہت سی آیات ہیں:

﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝﴾ [2]

یہاں سے دو باتیں ثابت ہوئیں اوّل یہ کہ توراۃ وہ کتاب ہے جو خاص حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور زبُور وہ کتاب ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا ہوئی تھی اور انجیل وہ کتاب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور کچھ اور صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام و دیگر انبیاء پر نازل ہوئے تھے اور اس امر منصوص میں سُنّی شیعہ کل فرقے اسلام کے سلف سے خلف تک متفق ہیں پس یہ کتاب جو موسیٰؑ کے بعد میں تصنیف ہوئی اور کچھ مضامین توراۃ اصلی کے یادداشت کے طور پر اُس میں درج کر کے توراۃ رکھا گیا قطعی وہ توراۃ نہیں جس کا قرآن میں ذکر ہے اسی طرح وہ کتابیں کہ جو حضرت عیسیٰؑ کے بعد لوگوں نے تصنیف کی ہیں اور اُن میں حضرت عیسیٰؑ کے حالات و اقوال کو صحیح و غلط طور پر جمع کر دیا ہے کہ جس کو اب عیسائی انجیل متی و مرقس و لوقا و یوحنا کہتے ہیں وہ انجیل نہیں کہ جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ چنانچہ علماء اسلام اسی کی قائل بلکہ تمام امت محمدیہؐ میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ پس اب جو اہل کتاب اس توراۃ و انجیل کو لئے پھرتے ہیں اور اس کو اصل توراۃ و انجیل بتلا کر مسلمانوں کو ایمان لانے کے لئے مجبور کرتے ہیں محض فریب ہے اس سے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے۔ دوم یہ کہ وہ توراۃ و انجیل و زبور و دیگر صحف انبیاء کہ جن کا قرآن میں ذکر ہے کلام الٰہی اور واجب التعظیم تھے جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنے انبیاءؑ کی معرفت ان میں ذکر فرمایا تھا سب حق تھا اسلام کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اُس نے یہ ہدایت کی ہے کہ اپنا اور بیگانہ کچھ نہ دیکھو بلکہ جس قدر خدا تعالیٰ کے فرستادہ لوگ ہیں کہ جن کو انبیاءؑ کہتے ہیں خواہ کسی ملک کے ہوں اور جس قدر مقدس کتابیں خدا تعالیٰ نے بھیجی ہیں سب پر ایمان لاؤ اگرچہ بحکم

﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾ [3]

---

[1] البقرۃ: ۴
[2] النساء: ۱۶۳
[3] فاطر: ۲۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ہر گروہ میں خدا تعالیٰ کی طرف کا ہادی آیا ہے:

﴿ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ﴾ [1]

کہ بعض انبیاء کا آنحضرت ﷺ سے ذکر آیا اور بعض کا نہیں) ہر قوم اور ہر ملک میں خدا تعالیٰ کے ہادی نبی یا اُن کے نائب ضرور آئے (کہ جن کا تفصیلی علم خدا تعالیٰ ہی کو ہے اور اجمالاً ہم سب کو حق جانتے ہیں اور تفصیلاً اُن کی تعیین کرتے ہیں کہ جن کا ذکر قرآن و احادیث میں آیا ہے) مگر چونکہ اُن انبیاء کے طرق اور کتب میں حوادث زمانہ سے وہ تغیرات پیش آئے اور وہ تحریفات اور خلط ہوا کہ جس سے اصل مذہب اور اصل کتاب میں کچھ امتیاز نہ رہا بلکہ اکثر وہ کتابیں صفحہ عالم سے ناپید ہو گئیں اور اُن مذاہب کے مشائخ نے اپنے خیالات فاسدہ کو مضامین الہامیہ میں ملا کر ایک ایسی معجون مرکب بنائی کہ جس کے اجزاء اصلیہ اور غیر اصلیہ میں تمیز کرنا کسی استحالہ کیمیائی سے ممکن نہ رہا اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت سے سب نبیوں کے اخیر ایک ایسا نبی بھیجا کہ جس کی تعلیم کامل کی وجہ سے آئندہ کسی نبی کی ضرورت نہ رہی اور اس پر وہ کتاب جامع نازل فرمائی کہ جس میں پہلے انبیاء کی ضروری ہدایتیں اور اُن کُتب مقدسہ کے سب اُصول زمانہ اخیر کی رعایت کا لحاظ رکھ کر جمع کر دیئے اور ہم کو اس تکلیف مالا یطاق سے نجات بخشی کہ کتابوں کی تحقیق کرتے پھریں اور اُن کے وجوہ اصلی کے اثبات میں سرگردانی اُٹھاویں اور جو کوئی نسخہ بہم پہنچے تو پھر اس میں اصل اور ملاوٹی میں تمیز کریں للہ الحمد۔ پس قرآن کا ماننا خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کا ماننا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا جمیع انبیاء پر ایمان لانا ہے اور اُن سے سرتابی اور انکار جمیع انبیاء اور اُن کی سب الہامی کتابوں سے انکار کرنا ہے کہ جس کی سزا ابدی جہنم اور خدا تعالیٰ کے جلال اور بادشاہی میں سب سے خوار اور ذلیل ہونا ہے عیسائی برائے نام توریت کا بوجھ لادے تو پھرتے ہیں مگر پولوس کے کہنے سے اس پر بالکل عمل نہیں کرتے بلکہ اُس کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ نزول قرآن مجید کے وقت گو توراۃ و انجیل اصلی دنیا پر نہ تھیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا مگر اصلی توراۃ و انجیل کے صدہا احکام اور بیشمار باتیں اہل کتاب میں زبانی یا ان فرضی کتابوں کے وسیلے سے مشہور و معروف تھیں لیکن وہ لوگ اپنی شرارت سے ان پر بھی عمل نہیں کرتے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے جا بجا قرآن کی صداقت ثابت کرنے میں اس بات کو ذکر کیا کہ یہ قرآن کتب سابقہ اور انبیاء سابقین کے برخلاف نہیں بلکہ اصول مذاہب اور اُمور فطرت میں ان کے مطابق اور ان کا اور اگلے انبیاء کا مُصدّق ہے کہ جن کو تم مانتے ہو پھر اب قرآن کو نہ ماننا...... ان کا نہ ماننا ہے۔ اور یہ کہ جن کو تم توراۃ و انجیل

---

[1] النساء: ۱۶۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمجھتے ہو اس پر کیوں نہیں عمل کرتے اور جن انبیاءؑ کی پیروی اور محبت کا تم کو دعویٰ ہے اُن کی پیروی کس لئے نہیں کرتے۔ اور کبھی مشرکین عرب کو بعض قصص و احکام میں الزام دینے کے لئے یہ بھی فرمایا ہے کہ ان اہل کتاب سے پوچھ دیکھو وہ بھی یہی کہتے ہیں پھر حضرت محمد علیہ السلام نے کونسی نئی بات فرمائی ہے کہ جس پر تم چونکتے ہو۔ ان باتوں سے بعض ناواقف پادری یہی سمجھ گئے کہ نزول قرآن کے وقت توراۃ و انجیل بجنسہٖ موجود تھیں کہ جن کی طرف خدا تعالیٰ نے حوالہ دیا ہے اور جن پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے وہ یہی توراۃ و انجیل ہیں جو ہمارے پاس موجود ہے حالانکہ یہ بڑی غلطی ہے۔ اہل کتاب بالخصوص پادریوں نے اس توراۃ و انجیل موجودہ کے اصلی توراۃ و انجیل ہونے پر چند ادلہ بیان کئے ہیں کہ جو محض وہم پر مبنی ہیں میں اُن کے دلائل اور پھر اُن کے جواب ذکر کرتا ہوں۔

دلیل نمبر ۱:

قرآن میں متعدد جگہ توراۃ و انجیل پر اہل کتاب کو عمل کرنے کی ترغیب دی اور اُن کے محامد بیان فرمائے ہیں اور اُن پر ایمان لانے اور ادب کرنے کی ترغیب دی اگر اس وقت یہ کتابیں موجود نہ ہوتیں تو عمل کس پر لاتے اور وہ آیات یہ ہیں۔

(۱)... ﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ﴾ [51]

(۲)... ﴿ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾ [52]

(۳)... ﴿ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ﴾ [53]

(۴)... ﴿ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾ (*)

(۵)... ﴿ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ﴾ [54]

پس صاف معلوم ہوا کہ اس وقت توراۃ و انجیل اصلی موجود تھیں اور وہ یہی ہیں جو اب ہمارے پاس ہیں یعنی قرآن مجید کی صورت میں ہیں۔ اوّل اور دوسری اور پانچویں آیت کا اور جس قدر آیات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں ان سب کا یہ جواب ہے کہ توراۃ و انجیل کے چلنے اور ان کے قائم رکھنے سے توراۃ و انجیل اصلی

---

[51] المائدۃ:۶۶
[52] المائدۃ:۶۸
[53] المائدۃ:۴۳
(*) آل عمران:۹۳
[54] المائدۃ:۴۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے احکام مراد ہیں۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت توراۃ و انجیل کے احکام ان کے پاس موجود تھے اور احکام کے موجود ہونے سے مجموعہ توراۃ و انجیل کا موجود ہونا لازم نہیں آتا۔ تیسری اور چوتھی آیت کہ جس میں یہ ہے کہ یہود کے پاس توراۃ ہے اور اس قسم کی اور جملہ آیات کا جواب یہ ہے کہ یہاں بھی توراۃ سے مراد احکام توراۃ ہیں سو وہ بیشک یہود کے پاس خواہ بلا تغیر خواہ با تغیر اس توراۃ فرضی میں اب تک موجود ہیں پس احکام کے موجود ہونے سے مجموعہ توراۃ اصلی کا موجود ہونا لازم نہیں آتا۔ اور دلیل اس بات پر کہ توراۃ سے مراد احکام ہیں بطریق اطلاق الکل علی الجزء یہ ہے کہ اصل توراۃ وہ ہے کہ جو موسیٰ پر نازل ہوئی تھی جیسا کہ آیات مذکورہ سے ثابت ہے اور یہ مجموعہ موسیٰ کے بعد مرتب ہوا ہے جیسا کہ اس کے دلائل گزرے پس جس نے ہم کو یہ بتلایا کہ ان کے پاس توراۃ ہے اسی نے یہ بھی کہہ دیا کہ توراۃ موسیٰ پر نازل ہوئی تھی پس مستدل جب تک اس احتمال کو کہ جو ناشی من الدلیل ہے بند نہ کر دے گا تو اس کی دلیل سے نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ دوم یہود اس مجموعہ کو توراۃ کہا کرتے تھے اور اب تک کہتے ہیں اور اس میں اصلی توراۃ کے احکام بھی موجود ہیں پس قرآن میں انکو ان احکام پر عمل نہ کرنے میں الزام دینا مقصود تھا اس لئے اس مجموعہ کو اسی لفظ سے تعبیر کرنا پڑا کہ جو ان کے نزدیک مشہور تھا اور اگر کچھ اور کہتے تو وہ ہرگز نہ سمجھتے مثلاً کوئی شخص ایک کتاب تصنیف کرے کہ اس میں قرآن مجید کے اکثر احکام صحیح اور غلط طور سے جمع کر کے اس کا نام قرآن رکھ دے اور ہمیں اس کو اس وجہ سے کہ وہ اس پر عمل نہیں کرتا الزام دینا منظور ہو اور اس مجموعہ کے نام لینے کی ضرورت پڑے تو بلاشک ہم اس کو قرآن کے لفظ سے تعبیر کریں گے مگر اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم نے اس کو اصلی قرآن تسلیم کر لیا۔

دلیل نمبر۲:

اہل کتاب کو اپنی کتابوں کے گم کر دینے یا بدل دینے میں کوئی غرض نہ تھی بلکہ ہر ایک ملک میں اہل کتاب تھے اور باہم بڑے غیور تھے پھر ممکن نہیں کہ کوئی کتاب میں تصرف کرنے پاتا جس طرح کہ اہل اسلام میں کوئی قرآن میں کسی طرح تصرف نہیں کر سکتا اور نہ کوئی بادشاہ اس کو مٹا سکتا ہے۔

جواب: یہ ایک گمان یا وہم فاسد ہے کیونکہ جب پولوس مقدس اور حواری اول ہی صدی میں غل مچاتے ہیں کہ لوگ انجیل کو الٹا دینا چاہتے ہیں تو اب یہ فرض ان سے پوچھنی چاہئے اور قرآن کا مدار تو اول ہی سے حفظ پر ہے اگر تمام نسخے دنیا سے معدوم کر دیئے جاتے تو بھی ایک حرف میں فرق نہ آتا بخلاف کتب مقدسہ کے کہ اس کا مدار صرف لکھنے پر تھا اور لکھنے کی اور کاغذ کی قلت اور صدہا سال تک مصائب کی بڑی کثرت تھی پس ان کا گم ہو جانا ان میں تغیر ہونا کچھ بھی بعید نہیں چنانچہ باقرار علماء اہل کتاب اب نسخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ کتاب ہے جو حضرت موسیٰ نے لکھ کر لاویوں کو دی تھی نہ حضرت عیسیٰ کی وہ انجیل ہے کہ جس کی منادی کرنے کی وہ تاکید فرما گئے تھے اور جو پولوس مقدس کو بلا توسط کسی آدمی کے پہنچی تھی وغیرہ ذٰلک۔

دلیل نمبر۳:

ان کتابوں میں بہت سے ایسے مضامین ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کی ذات وصفات وتقدس اور انسان کو خدا تعالیٰ سے تقرب اور محبت اور روح کی پاکیزگی کا طور بتلاتے ہیں اور نیک چلنی اور اخلاق حمیدہ سکھلاتے ہیں اور عالم کے پیدا ہونے اور انسان کی نجات کا وسیلہ بیان کرتے ہیں وغیرہ ذٰلک۔ اور ان میں بہت سی پیشین گوئیاں بھی مندرج ہیں جو اپنے وقت پر ظاہر ہوئیں اور یہ سب مضامین بغیر الہام اور تائید روح القدس کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوتے۔ اس دلیل کو پادری فنڈر صاحب نے میزان الحق میں ہر بات کا حوالہ دے کر بڑے بسط سے بیان کیا ہے اور ہر ایک بات کو ایک دلیل بنا کر ایک کی چھ دلیل بتائی ہیں اور بڑے زور سے نتیجہ نکالا ہے۔

جواب: اوّلاً غایۃ مافی الباب یہ مضامین الہامی اور انبیاء علیہم السلام کے فرمائے ہوئے ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس کتاب میں یہ مضامین بطور نقل کے جمع کر دیئے جاویں وہ انبیاء کی تصنیف اور الہامی کتاب بھی ہو جائے کیا اگر کوئی شخص قرآن کے مضامین کو نقل کر کے اس پر کچھ اور ملا کے کتاب بنا دے وہ قرآن ہو سکتا ہے؟ ان مضامین کا الہامی ہونا اور بات ہے کتاب کا الہامی ہونا اور بات بہت سی غیر الہامی کتابوں میں الہامی مضامین ہوتے ہیں۔ ثانیاً ان کتابوں میں اگر یہ عمدہ مضامین ہیں تو اس کے ساتھ خراب مضامین بھی تو ہیں کہ جن کو الہام کی طرف منسوب کرنا بھی نازیبا ہے جیسا کہ پہلے گزرا پس یہ مجموعہ کیونکر الہامی ہو سکتا ہے؟ ثالثاً جن کتابوں کے تم منکر ہو ان میں بھی یہ مضامین نہایت عمدگی سے پائے جاتے ہیں پھر ان کو الہامی کیوں نہیں کہتے۔؟

دلیل نمبر۴:

یہ کتابیں ان کے مصنفین سے لے کر آج تک ہم میں متواتر چلی آتی ہیں اور تمام امت کا ان کے قبول کرنے پر اجماع ہو چکا ہے اور یہ اجماع ہر قرن میں پایا گیا ہے۔

جواب: اول تو یہ دعویٰ غلط ہے کہ ان کے مصنفین تک ہر قرن میں ان کتابوں پر اتفاق رہا ہے کیونکہ تیسری صدی کے بعد قسطنطین کی وجہ سے یہ اتفاق یا نفاق جو کچھ کہو پایا گیا مگر اس سے پیشتر یعنی حضرت مسیح سے تخمیناً تین سو برس تک تو بس کتابیں عیسائیوں میں عموماً مشہور بھی نہ تھیں جیسا کہ اوپر گزرا۔ اتفاق اور اجماع ہونا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو کیا؟ دوم اگر یہ سب تسلیم بھی کر لیا جاوے تو غایۃ الامر یہ کتابیں ان کے مصنفین کی تصنیف قرار دی جاویں گی لیکن اس سے الہامی ہونا ہرگز ثابت نہ ہوگا جب تک کہ وہ پہلی شرطیں ثابت نہ کی جائیں گی۔

دلیل پنجم:

چونکہ خدا تعالیٰ سب کا خدا ہے تو اس کا دین بھی سب کے لئے ہونا چاہیے اور دین کی تعلیم بغیر اس بات کے ممکن نہیں کہ وہ کتاب تمام عالم میں پھیلے اور یہ صفت خاص بائبل بالخصوص عہد جدید میں پائی جاتی ہے کیونکہ اب کوئی ملک باقی نہیں کہ جہاں انجیل کی منادی نہ ہوتی ہو۔ اور ہر زبان میں اس کے ترجمے ہو گئے ہیں تو یہ نشان الہامی ہونے کا ہے۔

جواب: یہ دلیل بھی محض پادریانہ خیال ہے کیونکہ اوّل تو سب کتابوں سے زیادہ بائبل کی شہرت نہیں بلکہ ابتداء سے لے کر اب تک جس قدر قرآن کی دنیا میں شہرت ہوئی اس قدر کسی کتاب کی نہیں ہوئی کون سا ملک اور کون سی زبان ہے کہ جہاں قرآن مجید کے روح افزاء مضامین لوگوں کی زبان پر جاری نہیں؟ اور انجیل کی شہرت جو کچھ ہے سو تخمیناً ہزار برس سے ہے پس لازم آیا کہ اس سے پیشتر یہ کتاب الہامی نہ تھی پھر ہو گئی۔ دوم زیادہ شہرت ہونے سے الہامی ہونا لازم نہیں آتا۔ گلستان اور کلیلہ و دمنہ کی شہرت بھی کچھ کم نہیں ان کو بھی الہامی کہو۔

دلیل ششم:

اس کتاب کے پڑھنے سے نیک چلنی اور محبت الٰہی اور روح کی صفائی پیدا ہوتی ہے اور یہ خاصہ الہامی کتابوں کا ہے۔

جواب: بالفرض اگر بعض مضامین کی وجہ سے جو کہ الہامی ہیں یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے تب بھی مجموعہ کتاب الہامی نہیں بلکہ ان کتابوں کے پڑھنے سے دل پر (تثلیث پرستی اور خدا تعالیٰ کی ذات مقدس میں عیوب ثابت کرنے سے اور حضرت عیسیٰ کو کفارہ سمجھ کر دن میں ہزار بار حرام کاری کی اجازت اور شراب اور سور اور جھوٹ بولنے کی رخصت سے) وہ تاریکی اور الحاد پیدا ہوتا ہے کہ جو کسی کتاب سے نہیں ہوتا یورپ میں اس قدر الحاد اور زنا اور جھوٹ اور شہوت پرستی کا شیوع انہیں کتابوں کی "برکت" سے ہوا ہے برعکس اس کے کہ قرآن مجید کی ہدایت کا اثر اب تک تمام عالم پر جلوہ گر ہے۔ [55]

---

[55] مقدمہ تفسیر حقانی صفحہ:۱۱۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید پر عیسائیت کا ایک اعتراض اور اس کا جواب

دوسری بحث:

اس مقام پر عیسائی نکتہ چین قرآن مجید پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح اور مریم کے اور اسی طرح یوحنا یعنی یحییٰ کے قصہ میں چند غلطیاں قرآن میں بیان ہوئیں جو تاریخی واقعات سے علاقہ رکھتے ہیں۔

(۱) یہ کہ مریم کی ماں کا نذر ماننا اور پھر مریم کو ہیکل میں بھیج دینا اور وہاں کاہنوں میں باہم ان کی پرورش کی بابت گفتگو ہو کر زکریا کے نام قرعہ اٹھنا۔ اور زکریا کا مریم کو بے موسم پھل کھاتے دیکھ کر اپنے لیے اولاد کے واسطے دعا کرنا انجیل سے ثابت نہیں اس لئے یہ باتیں غلط ہیں۔

(۲) قرآن میں لکھا ہے کہ زکریا تین روز تک بغیر اشارہ کے کسی سے کلام نہ کریں گے حالانکہ انجیل لوقا[۵۶] سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زکریا کو یوں فرشتہ نے کہا کہ تو جب تک یہ باتیں واقع نہ ہو لیں گونگا ہو جاوے گا کسی سے بول نہ سکے گا اور اسی باب کے ۶۴ درس[۵۷] سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب یحییٰ پیدا ہوئے اور آٹھویں دن ان کا ختنہ ہوا اور اُن کا نام یحییٰ رکھا گیا' تب اُن کی زبان کھلی جس کی مدت تخمیناً دس مہینے ہوتے ہیں۔ قرآن نے بوجوہ دعویٰ الہام اور تصدیق انجیل کے کتنی غلطی کی۔

(۳) لڑکپن میں مسیح کا کلام کرنا اور پھر پرندوں کا معجزہ کہ مٹی کے جانور بنا کر اُن میں پھونک مارنا اور ان کا زندہ ہو کر اُڑ جانا کہیں سے ثابت نہیں قرآن نے اس کو کہاں سے لیا۔ ان اعتراضات کا جواب یہ ہے اول سوال کا جواب یوں ہے: اگر تاریخی باتیں انجیل اربعہ کے مصنف نے اپنی مختصر تاریخوں میں نہ لکھیں تو اس سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ امور غلط ہیں دو دیکھو زکریا کا فرشتہ سے بشارت پانا اور یحییٰ نام رکھنا وغیرہ باتیں صرف لوقا نے لکھی ہیں اوروں نے نہیں' پھر کیا اس وجہ سے یہ غلط ہو سکتی ہیں؟ اسی طرح مسیح کے پیدا ہونے کے دنوں میں مجوسیوں کو ایک ستارہ دکھائی دینا اور اس کا ان کے آگے آگے چلنا سوائے متی[۵۸] کے اور کسی نے نہیں لکھا۔ اسی طرح ان چاروں مورخوں کا باہم سینکڑوں باتوں میں تفاوت بیان پایا جاتا ہے۔ یہی تیسرے اعتراض کا بھی جواب ہے اور تائید اس کی یہ ہے کہ یوحنا[۵۹] اپنی انجیل کے سب سے اخیر میں یہ لکھتا ہے کہ اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کیے اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں

---

۵۶ لوقا باب: ۱ درس ۲۲،۱۹ ۵۷ لوقا ۱: ۶۵،۵۷
۵۸ متی ۲: ۲ ۵۹ یوحنا: ۲۱/۲۵

www.KitaboSunnat.com

نہ سناتیں۔ پھر کیا مسیح نے یہی چند باتیں اور یہی چند کام کئے ہیں جو اناجیل اربعہ میں ہیں؟ ہرگز نہیں۔ علاوہ اس کے یہودی مؤرخوں اور دیگر اناجیل سے بھی ان باتوں کا پتہ لگتا ہے اور ان اناجیل کے زیادہ معتبر ہونے کی وجہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے سب تاریخی واقعات غلط ہوں۔ دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ لوقا نے نہ زکریا کو دیکھا نہ یحییٰ کو نہ حضرت عیسیٰ کو۔ یہ مورخ سنی ہوئی باتیں لکھتا ہے جس پر گمان ہوسکتا ہے کہ یا راوی نے غلطی کی یا خود لوقا سے سہو ہوگیا یا نسخہ میں اور غلطیوں کی طرح یہ بھی واقع ہوئی اور جو تطبیق کرو تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ عدد زبان عرب میں انحصار کے لئے نہیں ہوتا۔ ہمارے عرف میں کہتے ہیں دو دن کی زندگی میں آدمی کیا کرتا ہے مراد تھوڑی زندگی ہے اسی طرح تین روز سے قلیل مدت مراد ہے جو تخمیناً دس مہینے مؤرخ نے بیان کئے۔ قرآن انجیل لوقا کی تصدیق کا مدعی نہیں۔ [1]

قصص قرآنی کے تکرار کی حکمت

مولانا حقانی اپنی تفسیر کے مقدمہ میں علم التذکیر بایام کے تحت رقمطراز ہیں۔

"علم التذکیر بایام اللہ یعنی اُن واقعات اور حوادثات کا بیان کرنا کہ جن میں خدا تعالیٰ کے فرمانبردار اور نیک بندوں کی خوبیاں اور ان پر انعام الٰہی مذکور ہوں اور نافرمان اور سرکشوں کے ساتھ جو کچھ دنیا میں پیش آیا اور جو کچھ آخرت میں آئے گا اُس کا بیان ہو۔ اس سے بھی انسان کو ایک عبرت اور نصیحت ہوتی ہے۔ پس جب مقصود یہ تھا تو قرآن میں سابقین کے قصص بیان کرنے میں ان چند امور ضروریہ کی رعایت کی گئی۔

(۱) یہ کہ قصہ کو تاریخ کے طور پر من اولہا الی آخرہا بترتیب وقوع نہ بیان کیا۔ جیسا کہ پانچوں توریت اور چاروں انجیلوں اور کتاب التاریخ و کتاب السلاطین وغیرہ کتب بائبل کے مصنفوں نے کیا ہے یا جس طرح اور تمام اہل تاریخ اور روزنامچہ نویس کرتے ہیں کیونکہ اس سے مقصد اصلی جو عبرت اور نصیحت ہے فوت ہو جاتا ہے کس لئے کہ ایسے بہت کم قصے ہیں کہ جن میں اوّل سے لے کر آخر تک عبرت ہو بلکہ بہت سی اور باتیں خارج بحث بھی ہوتی ہیں۔ اگر کوئی ایسا قصہ ہو تو اس کو مکمل طور بیان کرنا کچھ مضائقہ نہیں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ۔ یہ تاریخ گوئی مؤرخین کی شان ہے نہ کہ رب العالمین کی۔

[1] تفسیر حقانی مقدمہ ص: ۱۱۲، ۱۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) مخاطبین کے نزدیک وہ قصے بیان کئے گئے کہ جن سے اُن کے کان آشنا تھے جیسا کہ اجمالاً عاد اور ثمود اور نوح علیہ السّلام کا قصہ کیونکہ ان کو عرب اپنی آباء و اجداد سے سُنتے چلے آتے تھے اور جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ و انبیاء بنی اسرائیل و ذی القرنین وغیرہ کا قصہ کیونکہ اہل کتاب کے میل جول سے عرب ان قصوں کو جانتے تھے بخلاف ایران و ہند وغیرہا بلاد کے قصص کیونکہ اُن کے سُننے سے بجائے عبرت کے اُن لوگوں کو حیرت ہوتی۔

(۳) ان قصوں کو کہ جن سے زیادہ عبرت و نصیحت مقصود ہے اُن جُہلاء کے مقابلہ میں مختصراً ایک ہی جگہ ذکر نہ کیا بلکہ الگ الگ اسلوب سے مکرر سہ (یعنی دوسری و تیسری بار) سورتوں میں بیان کیا تاکہ خوب طرح سے ذہن نشین ہو جائیں۔ اور اُن واقعات کی تصویر اُن کے روبرو ہر وقت کھڑی رہے۔ پس وہ قصص یہ ہیں قصہ آدم علیہ السلام کے زمین پر پیدا ہونے اور ملائکہ کے سجدہ کرنے اور شیطان کی نافرمانی کا قصہ بیاصہ نوحؑ وہودؑ و صالحؑ و ابراہیمؑ و لوطؑ و شعیبؑ اور اُن کی اقوام کا قصہ اس بیان میں کہ اُنہوں نے اپنی قوم کو توحید کی تعلیم کی اور نیکی کی باتیں تعلیم فرمائیں اور وہ لوگ شبہات ضعیفہ سے پیش آئے پھر خدا تعالیٰ نے اُن کے شبہات کا جواب دیا اور اُن سرکشوں کو عذاب دیا اور اپنے انبیاء کی مدد فرمائی۔ اور قصہ موسیٰؑ کا جو فرعون سے اور بنی اسرائیل کے نافرمانوں سے پیش آیا اور جو کچھ معاملہ چالیس برس کے اندر اُن منزلوں میں پیش آیا جو مصر کے درمیان ہیں اجمالی طور پر۔ اور قصہ خلافت داؤدؑ و سلیمانؑ اور اُن کی آیات و کرامات اور قصہ مصیبت ایوبؑ و یونسؑ اور قبول کرنا دعاء زکریا علیہ السّلام کا۔ اور قصہ حضرت عیسیٰؑ کا کہ بوقت تولد جو کچھ معجزات و کرامات اُن سے ظہور میں آئے اور جو قصہ کہ صرف ایک بار یا دو بار قرآن میں مذکور ہوئے یہ ہیں۔ حضرت ادریسؑ کا آسمان پر جانا۔ حضرت ابراہیمؑ کا قصہ پرندوں کا زندہ ہونا اسماعیلؑ کی قربانی، حضرت یوسفؑ کا قصہ۔ حضرت موسیٰؑ کی ولادت کا قصہ۔ اور دریائے نیل میں ڈالے جانے کا۔ پھر فرعون کے گھر میں پرورش پانے کا اور قبطی کو مُکا مارنے کا۔ اور مصر سے بھاگ کر مدین کی طرف جانے کا۔ اور وہاں نکاح کرنے اور مصر کی طرف لوٹتے وقت رستہ میں آگ کا شعلہ درخت پر دیکھنے اور اُس سے کلام سُننے کا بیان۔ اور بنی اسرائیل کا گائے کو ذبح کرنے اور موسیٰؑ اور خضرؑ کے باہم ملاقات کرنے کا قصہ اور قصہ طالوت اور جالوت کا اور قصہ ذی القرنین اور اصحاب کہف کا۔ اور قصہ ان دو شخصوں کا کہ جن کا باہم مناظرہ ہوا تھا اور قصہ باغ والوں کا اور قصہ حضرت عیسیٰؑ کے تینوں حواریوں کا جو شہر انطاکیہ میں منادی کرنے گئے تھے اور قصہ اُس مومن کا (حبیب نجار) جس کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفار نے شہید کر ڈالا تھا اور قصہ اصحاب الاخدود کا جو سورہ بُروج میں اشارتاً مذکور ہے۔ اور قصہ اصحاب فیل کا۔ اور قصہ بیت المقدس پر دوبارہ چڑھائی ہونے۔ اور قصہ حضرت عزیرؑ کا اس کی بربادی پر تعجب کرنے اور پھر سو برس تک مُردہ ہو کر زندہ ہو جانے کا۔ ان قصّوں سے صرف مقصود یہ ہے کہ اُن کو سُن کر دل میں شرک اور معاصی کی بُرائی بیٹھے اور خدا تعالیٰ کے عذاب سے خوف پیدا ہو۔ اور مخلصین کو اُس کی عنایت اور مدد پر بھروسا ہو جائے۔ [۱۱]

(۱) ان قصص کی مکرر آنے کے علاوہ اُس سبب کے جو پہلے بیان ہوا ایک اور بھی سبب ہے وہ یہ کہ آپ تو معلوم کر ہی چکے ہیں کہ ان قصص سے مقصود وعظ و پند ہے پس کبھی ایک شخص کا واقعہ چند امور قابل عبرت کو متضمن ہوتا ہے اُس کو ایک بار پورا بیان کرنے سے غرض متکلم کی جو اُن امور پر تنبیہ کرنا ہے حاصل نہیں ہوتی اس لئے اُن اغراض کے لئے بار بار ربط دینے کے لئے وہ قصہ بیان کیا جاتا ہے جس طرح کے غدر کا قصہ جو صدہا عبرت کو متضمن ہے ہر عبرت کے لئے اس کو ذکر کیا جاوے اسی لئے حضرت موسیٰؑ کا قصہ قرآن میں بہت بار وارد ہوا ہے پھر اس سے کم اور قصے

(۲) باوجود اس تکرار اور بار بار آنے کے ہر قصہ اپنے موقع پر ایک نیا لطف دیتا ہے۔ اس خوبی سے اُس قصہ کا اعادہ کیا ہے کہ گویا یہ قصہ پہلے نہ ہوا تھا۔ اس کے سُننے کو ابتدائی قصہ کی طرح کان مشتاق رہتے ہیں یہ بات بھی قرآن کی فصاحت کے لئے بُرہان قوی ہے ورنہ کیسا ہی کوئی بلیغ کیوں نہ ہو اُس کے کلام کو تکرار بے لطف کر ڈالتا ہے (کیوں کہ قرآن معجزہ ہے یہ اسی کا کام ہے)۔

(۳) خدا پاک چونکہ بندوں کے محاورے میں کلام کرتا ہے تو اپنے کلام میں ضرور اُن باتوں کی رعایت رکھتا ہے کہ جس کی بندے رکھتے ہیں پس اس لئے کہیں لفظ لعل بولا جاتا ہے کہ جس کو امر مظنون میں بولتے ہیں اور کہیں ﴿لِيَعْلَمَ اللّٰهُ﴾ فرما دیتا ہے کہ جس کو بلحاظ اپنے محاورہ میں وہاں بولتے ہیں کہ اُن کو پہلے سے علم نہیں ہوتا۔ اور کہیں جب کہ بلحاظ شک کا کلمہ بولتے ہیں وہاں وہی کلمہ ارشاد فرماتا ہے جیسا کہ حضرت یونس ﷺ کے قصہ میں [۱۲] مـائـة الف اويـزيـدون کہ وہ لوگ لاکھ تھے یا زیادہ۔ خدا کو اُن کی تعداد میں...... کوئی شک یا تردد نہ تھا اگر ایسا ہی موقع پر بلحاظ یوں ہی بولے ہیں۔ پس جو مفسر اس نکتہ سے واقف نہیں وہ تکلف کر کے تاویلات کی مشقت میں پڑتے ہیں اور

---

[۱۱] مقدمہ ص: ۷۳، ۷۵

[۱۲]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عماد الدین وغیرہ ناواقف لوگ تو اُس کو قرآن پر اعتراض جمانے کا اچھا موقع جانتے ہیں۔

(۴) یہ کہ بعض اوقات خدا تعالیٰ جنس انسان کی ایک جبلی عادت بیان کرتا ہے کہ انسان کی عادت یوں ہے کہ جب اُس کے اوپر سختی ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور اُس سے بڑے گریہ وزاری کے ساتھ سوال کرتا ہے اور جب فراغ دستی اور حصول مراد کا وقت آتا ہے تو اپنی شیطانی باتوں کی طرف آ جاتا اور علتِ حقیقی کو چھوڑ کر اسباب ظاہری کی طرف یا اپنے خیالی معبودوں کی طرف اُس نعمت کو منسوب کرتا ہے۔ چنانچہ سورۃ اعراف میں فرماتا ہے :

﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾ [۱]

''کہ خدا تعالیٰ نے ایک جان سے تم کو پیدا کیا اور زوجہ بھی اُسی سے بنائی۔''

اب آگے خدا تعالیٰ جنس زوج و زوجہ کا جبلی حال بیان فرماتا ہے کہ جب بیوی حاملہ ہوتی ہے تو دونوں میاں بیوی خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو اچھا بچہ عنایت کیا تو ہم تیری شکر گزاری کیا کریں گے۔ پس جب اُن کی مراد کے موافق دیا تو غیر کی طرف رجوع ہوئے اور شریک بنانے لگے۔ بعض مفسرین جو اس نکتہ سے واقف نہیں اُنہوں نے بجائے جنس زوج اور زوجہ کے خاص حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کی طرف بقرینہ۔ نفس واحدۃ ضمیر پھرائی اور پھر اُن محدثین نے کہ جن کے اختیار میں اسناد ہے وہ اسناد کے تابع نہیں اس کی تائید میں عبدالحارث اور شیطان کا ایک وضعی قصہ روایت کر دیا اور حضرت آدمؑ کی شانِ نبوت کی طرف کچھ خیال نہ کیا۔ مخالفین امدر من مراد آبادی وغیرہم کو انبیاء علیہم السلام کی جناب میں گستاخی کرنے اور شرک کی تہمت لگانے کا اچھا موقع ہاتھ آ گیا۔ مگر ایسی بے بنیاد باتوں کے اعتماد پر اعتراض کرنا اپنی کم استعدادی اور ناانصافی کو ظاہر کرنا ہے ایسی باتوں سے انبیاء علیہم السلام پر کوئی عیب ثابت نہیں ہوا۔

قرآن اور سابقہ کتب مقدسہ کے مضامین میں مخالفت:

واضح ہو کہ آنحضرت ﷺ کے ہم عصر اہل کتاب کو تو ان قصص کی بابت سوائے تسلیم کے اور کچھ بن نہ پڑا اور کسی نے کبھی آ کر یہ نہ کہا کہ یہ قصے جو قرآن میں ہیں یا فلاں شخص کا تذکرہ جو قرآن نے بیان کیا ہے خلاف واقعہ ہے یا وہ ہماری کتابوں میں نہیں۔ مگر اس زمانہ میں پادریوں نے دھوکہ میں ڈالنے کے لئے عجب خوغہ مچایا کہ یہ قصص محض سُن کر غیر محققانہ طور پر قرآن میں محمدؐ نے ذکر کر دیے ہیں چنانچہ پادری فنڈر میزان الحق کے ۳ باب کی فصل ۲ میں لکھتے ہیں۔

---

[۱] الاعراف: ۱۸۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قول: اب اُن سہو اور بھول چوک سے جو اس امر میں قرآن کے درمیان پائی جاتی ہیں کئی ایک بطریق نمونہ کے ہم یہاں ذکر کریں گے مثلاً وہ جو سورۃ بقرہ کے اوائل میں ہے کہ فرشتوں نے۔

اقول: اس مقام پر پادری بھی مختلف اللسان ہیں بعض اعتراضات کو بعض پادری خود ہی رد کرتے ہیں۔ چنانچہ دین حق کی تحقیق کا مصنف صفحہ ۱۰۴ میں اور اسی طرح نیاز نامہ کے مصنف نے حضرت یوسفؑ کے قصہ کی بابت اعتراض کیا ہے کہ یہ بالکل کتاب مقدس کے خلاف ہے پھر اسی کی بابت ان دونوں کا قبلہ گاہ فنڈر صاحب میزان الحق کے صفحہ ۲۰۹ میں یوں کہتا ہے۔

قول: اور یوسف کی گزارشات جو سورہ یوسف میں ہیں موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۳۹،۳۷ سے ۴۷ باب تک صحیح صحیح مندرج ہیں۔

اقول: پس معلوم ہوا کہ بعض پادری تو بے تک ہانکتے ہیں۔ اور اب ہم پادری فنڈر کے اختلاف کا نقشہ لکھ کر جواب دیتے ہیں۔

۱۔قرآن

فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ بحکم الٰہی کرنا اور ابلیس کا انکار کرنا اور فرشتوں کا مباحثہ کرنا۔

مخالفت:

یہ توراۃ کے خلاف ہے خدا تعالیٰ نے ایسا حکم نہیں دیا اور ابلیس اس عالم سے پیشتر نافرمانی کر کے شیطان ہو چکا تھا۔ سید احمد خان بھی اس امر میں ہمارے مقلد ہیں۔

جواب:

توراۃ [۳۴] میں کہیں نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حکم سجدہ کا نہیں دیا اور عدم ذکر عدم حکم کو مستلزم نہیں ورنہ صدہا چیزیں تورات میں مذکور نہیں۔ عبرانیوں کے باب [۳۵] میں ہے جب پہلوٹھے کو دنیا میں لایا تو کہا کہ خدا تعالیٰ کے سب فرشتے اسے سجدہ کریں۔

۲۔قرآن

سورۃ عنکبوت میں ہے کہ بوقت طوفان نوح نو سو پچاس برس کے تھے۔

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ

۳۴ پیدائش باب ۳۷ تا ۳۹

۳۵ ۶:۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظٰلِمُوْنَ﴾[66]

مخالفت:

حالانکہ موسیٰ کی پہلی کتاب پیدائش [67] میں ہے کہ جب طوفان آیا نوح چھ سو برس کا تھا اور ۹ باب کی ۲۸ آیت میں ہے کہ بعد طوفان نوح تین سو پچاس برس تک زندہ رہا پس نوح کی کل عمر نو سو پچاس برس کی تھی۔

جواب:

اس آیت میں یہ کہیں نہیں کہ فلاں عمر میں طوفان آیا اور بعد طوفان کے اس قدر عمر تک زندہ رہے بلکہ مجملاً نو سو پچاس برس رہنا ثابت ہے کہ جس کو خصم بھی تسلیم کرتا ہے۔ پس آیت کا صرف یہ مطلب ہے کہ نوح نو سو پچاس برس تک زندہ رہے۔ اور اُن کی قوم نے نہ مانا تو طوفان آیا۔

۳۔قرآن

سورۃ ہود [68] میں ہے کہ نوح کے ایک بیٹے نے کشتی میں بیٹھنے سے انکار کیا سو وہ طوفان میں ڈوب مرا۔

مخالفت:

لیکن موسیٰ کی پہلی کتاب [69] میں صاف لکھا ہے کہ نوح کے سب بیٹے کشتی میں تھے اور سب نے طوفان سے نجات پائی۔

جواب:

پادری صاحب نے چونکہ قرآن کو نہیں سمجھا اس لئے اعتراض کیا اس بیٹے کو تو قرآن نے اولاد ہی سے خارج کر دیا ﴿لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ﴾ [70] فرما دیا۔ پس اب اُس کل اولاد کے شمار میں جو کہ ایماندار تھے اُس کا ذکر توراۃ میں نہ ہونا اور قرآن میں ہونا کوئی مخالفت نہیں۔

۴۔قرآن

سورۃ یوسف میں ہے کہ یوسف نے گویا اپنے مالک کی جورو کی خواہش کی تھی۔ جیسا کہ مذکور ہے۔ [71]

---

[66] عنکبوت: ۱۴

[67] پیدائش، باب ۷، آیت: ۱۱

[68] ۲۴:۲۳

[69] پیدائش ۹، ۸

[70] ہود ۴۵،۴۶

[71] یوسف: ۲۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخالفت:

مگر موسیٰ کی پہلی کتاب[۲] میں کھلا بیان ہوا ہے کہ یوسف نے بالکل انکار کیا اور بُری فکر کو دل میں جگہ بھی نہ دی۔

جواب:

اس کتاب[۳] کی فقط یہ عبارت ہے۔ اور وہ ہر چند یوسف کو روز روز کہتی رہی پر اُس نے اُس کی ایک نہ سُنی کہ اس کے ساتھ سووے یا اُس کے ساتھ رہے۔ اس سے یہ کہاں نکلا کہ بُری فکر کو دل میں جگہ بھی نہ دی۔ دوم قرآن سے بھی یہ ارادہ کرنا ثابت نہیں کیونکہ ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ﴾[۴] آیا ہے یعنی اگر خدا تعالیٰ کی دلیل نہ دیکھتا تو یوسف قصد ہی کر چکا تھا۔

۵۔قرآن

سورۃ قصص کے اوائل میں ہے کہ فرعون کی بیوی نے موسیٰ کو بجائے فرزند کے پرورش کیا۔[۵]

مخالفت:

مگر موسیٰ کی دوسری کتاب خروج کے دوسرے باب میں ہے کہ فرعون کی بیٹی نے موسیٰ کو پرورش کر کے بجائے فرزند رکھا تھا۔[۶]

جواب:

قرآن سے صرف اس قدر بات ثابت ہے کہ فرعون کی بیوی نے یہ کہا تھا کہ اس کو قتل نہ کرو شاید ہمارے کام آوے یا ہم اس کو بیٹا بنا دیں اب عام ہے کہ خاص بیٹی نے موسیٰ کو بیٹا بنا کے رکھا یا اس کی ماں فرعون کی بیوی نے۔ اگر بیٹی ہی بنایا ہو تو اُس کی ماں بھی اُس کو بیٹا کہہ سکتی ہے۔ اور اسی لئے نَتَّخِذَ کہا اَتَّخِذُ نہ کہا۔ چونکہ پادری قرآن کو نہیں سمجھ سکتے اس لئے اعتراض کیا۔

۶۔قرآن

سورۃ مریم کے شروع میں مذکور ہے کہ مریم ایک دُور دراز جگہ چلی گئی تھی اور یسوع درخت خرما کے تلے پیدا ہوا تھا۔[۷]

---

[۲] پیدائش باب: ۳۶ — [۳] پیدائش ۳۹: ۱۰

[۴] یوسف: ۲۴ — [۵] قصص: ۹

[۶] خروج ۲: ۱۰ — [۷] ۲۲،۲۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخالفت:

لیکن انجیل لوقا کے دوسرے باب میں مذکور ہے کہ مسیح بیت لحم میں اصطبل کے اندر پیدا ہوا اور بیت لحم ملک یہودیہ میں مریم کے باپ کا شہر تھا۔[48]

جواب:

مکانا قصیا کے معنی پادری ذور دراز سمجھ گئے جس پر اس قدر چونکے کاش کسی قدر عربی پڑھ لیتے تب کتاب لکھنے بیٹھتے اس کے معنی گوشہ ہے یعنی درد زہ کے وقت ایک گوشہ میں چلی گئی عام ہے کہ وہ اصطبل تھا یا کچھ اور اصطبل میں خرمہ کا درخت کچھ محالات سے نہیں۔ اب دونوں میں کچھ مخالفت نہیں رہی۔

اعتراض:

ایک اور اعتراض پادریوں نے کیا ہے کہ قرآن میں ایسے بھی بہت سے قصے ہیں کہ جو محض جھوٹ اور بے اصل ہیں منجملہ۔

- ان کے ابراہیمؑ کا قصہ کہ انہوں نے اپنے باپ کے بت توڑ ڈالے۔[49]
- اور اُس کی قوم نے اُس کو آگ میں ڈالا۔ اور یہ کہ داؤدؑ کے ساتھ پہاڑ اور پرند تسبیح کرتے تھے۔[50]
- اور یہ کہ سلیمانؑ کے جنات تابع تھے۔[51]
- اور یہ کہ چیونٹی نے سلیمانؑ سے گفتگو کی۔[52]
- اور یہ کہ سلیمانؑ کے مرنے کے بعد جنات نے سلیمانؑ کو زندہ سمجھ کر فریب کھایا۔[53]
- اور یہ کہ سبا کی شہزادی بلقیس اُن کے پاس آئی اور اس کا تخت طلب کیا گیا۔[54]
- اور یہ کہ سلیمانؑ تمام جہان کا بادشاہ تھا اور حیوانوں کی بولیاں بھی سمجھتا تھا۔[55]
- اور یہ کہ سلیمانؑ کے ہوا تابع تھی ہوا پر تخت اُڑتا تھا۔[56]

---

48 (۱:۷)(۴۲،۴۳)
49 انبیاء ۵۱،۷۰
50 انبیاء:۷۹
51 سبا:۱۲
52 نمل ۱۹،۱۸
53 سبا:۱۴
54 نمل:۲۸،۴۱
55 نمل:۱۶،۱۷
56 انبیاء:۸۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ثبوت صدق کے لئے کونسی دلیل ہے؟ پھر پادری صاحب کو لازم ہے کہ ان واقعات کو مانو جو کسی اور کتب مقدسہ میں جو بائبل کے علاوہ ہو دکھلائیں ورنہ اُن کو بھی جھوٹ کہیں۔

(۲) یہ کہ خود عہد عتیق و جدید کی کتابوں میں ایسے واقعات ہیں کہ جن کو کسی اور نے نہیں لکھا بلکہ خاص ایک ہی شخص نے لکھا ہے چنانچہ

(۱) باپ بیٹے روح القدس کے نام بپتسمہ دو[۲]۔ یہ صرف انجیل متی میں ہے اُس کو کسی نے نہیں لکھا۔ سو یہ بھی جھوٹ۔

(۳) یسوع کی پیدائش بیت اللحم میں اور گڈریوں کا فرشتہ کو دیکھنا اور باتیں کرنا مسیح کا ختنہ کرنا سوائے انجیل لوقا کے اور کسی انجیل میں نہیں سو یہ بھی جھوٹ[۳] علاوہ اس کے انجیل متی کے ۲ باب[۴] میں ہے کہ وہ جو نبیوں نے کہا تھا پورا ہوا کہ وہ ناصری کہلائے گا بتلایئے کس نبی کی کتاب میں لکھا ہے کہ مسیح ابن مریم ناصری کہلائے گا؟ سو یہ بھی جھوٹ۔ اور اسی طرح وہ جو انجیل متی کے ۲۷ باب[۵] میں لکھا ہے کہ جب مسیح کو صلیب پر کھینچا تو (۵۱) ہیکل کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ گیا اور زمین کانپی اور پتھر تڑک گئے۔ (۵۲) (قبریں) کھل گئیں اور بہت لاشیں پاک لوگوں کی قبروں سے نکل کر شہر میں بہت لوگوں کو نظر آ گئیں۔ اور وہ جو انجیل لوقا (۲۳ باب/ ۴۴:۴۵) میں ہے اور چھٹویں گھنٹے کے قریب تھا کہ ساری زمین پر اندھیرا چھا گیا اور نویں گھنٹے تک رہا اور سُورج تاریک ہو گیا۔ یہ بھی سب جھوٹ ہے۔ کیونکہ اس واقعہ کو جو حیرت افزا تھا اور تمام عالم پر گزرا تھا آج تک کسی نے نہیں لکھا نہ ہی کسی یہودی نے نہ مجوسی نے نہ سامری نے نہ ہندو نے نہ ترک نے نہ عرب نے لکھا ہے۔[۶]

بائبل اور اللہ کی توہین:

اسی طرح کتاب صموئیل کا بھی عنوان صاف صاف بآواز بلند یہ کہہ رہا ہے کہ کوئی اور شخص صموئیل کے قصہ کو لکھ رہا ہے چنانچہ صموئیل کی والدہ حنہ کا تمام قصہ لکھ کر یہ مورخ کہتا ہے[۷] اور ایسا ہوا کہ حنہ کے حاملہ ہونے کے بعد جب دن پورے ہوئے وہ بیٹا جنی اور اس کا نام صموئیل رکھا۔

---

[۲] متی: ۲۸:۱۹
[۳] لوقا ۲،۱ تا ۲۱
[۴] ۲:۲۳
[۵] ۴۵:۵۳
[۶] تفسیر حقانی، مقدمہ ۷۵،۷۹
[۷] ثموئیل ۱،۲۰:۱:۲۰

www.KitaboSunnat.com

(۳) ان کتابوں میں بہت سے ایسے مضامین پائے جاتے ہیں کہ جن سے خدائے پاک کی ذات مقدس میں اور اس کے ملائکہ کرام اور انبیاء علیہم السلام میں سخت عیب لگتا ہے اور کتب الہیہ کی شان سے یہ ناممکن ہے کیونکہ ان سے ہدایت مقصود ہوتی ہے نہ ضلالت پس ثابت ہوا کہ یہ الہامی نہیں ہیں۔

شاہد اول: کتاب پیدائش [۸] سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہم شکل بنایا اور کئی مقام سے بھی یہی ثابت ہے جس سے لازم آیا کہ خدا تعالیٰ مجسم اور حادث ہے، ﴿تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ﴾

سوال: قرآن میں بھی تو خدا تعالیٰ کے لیے منہ اور ہاتھ ثابت کیا ہے۔

جواب: اس میں اور جسمانیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس کی تفصیل پہلے ہم کر چکے ہیں۔

شاہد دوم: کتاب پیدائش [۹] یہ ہے اور خداوند نے کہا کہ دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا اور اب ایسا نہ ہو کہ اپنا ہاتھ بڑھاوے اور حیات کے درخت سے بھی لیوے اور کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے۔ یہاں سے کئی برائیاں ثابت ہوئیں۔

۱۔ کہ کئی خدا ہیں۔

۲۔ کہ علم و ادراک میں آدم خدا تعالیٰ کی مانند ہو گیا۔

۳۔ یہ کہ خدا تعالیٰ کو آدم کے ہمیشہ جینے سے اندیشہ اور خوف پیدا ہوا۔

شاہد سوم: اسی کتاب کے (باب:۶، درس:۶، ۵) میں ہے تب خداوند تعالیٰ زمین پر انسان پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دل گیر ہوا۔ یہاں سے اس کی جہالت اور عاجزی ثابت ہے۔

شاہد چہارم: کتاب خروج کے [۱۰] اور کتاب احبار کے باب (۲۶، ۱۲) اور کتاب دوم صموئیل کے (باب:۷، ۵) اور صموئیل (۲۳، ۱۷، ۷) اور کتاب خروج کے (باب:۱۱۔۹ اور ۲۳) اور کتاب اوّل سلاطین کے (باب:۲۹، ۱۹، ۲۲) وغیرہ مقامات میں تصریح ہے کہ خدا تعالیٰ بدلی میں اترا اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑا رہا اور اس کے منہ سے آگ اور نتھنوں سے دھواں نکلا اور وہ ایک کروبی پر سوار ہو کر اڑا اور اسرائیل کے ستر لوگوں نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کو (کرسی پر بیٹھے) دیکھا اور کھایا پیا اور اس کا لباس برف سا سفید اور اس کے سر کے بال

[۸] باب: ۱، درس: ۲۷، ۲۶

[۹] باب: ۳، درس: ۲۲

[۱۰] باب: ۱۰، ۲، ۱۵ اور باب: ۲۹، ۳۰، ۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاف ستھرے اُون کی مانند تھے۔ اس خرافات کا کچھ ٹھکانا ہے۔

شاہد پنجم: کتاب پیدائش کے [111] میں ہے یعقوب سے صبح صادق تک تمام رات خدا تعالیٰ کشتی لڑتا رہا اور صبح کو جب جانا چاہا تو یعقوب نے بغیر برکت کے لیے جانے نہ دیا۔ اور باب اوّل فصل سوم مفتاح الاسراء میں پادری فنڈر صاحب اس کشتی لڑنے والے کو خدا تعالیٰ کہتے ہیں۔

شاہد ششم: کتاب خروج کے (۱۵:۲۰، ورس:۵، اور باب :۳۴، خروج ۷، اور کتاب یرمیاہ، باب:۳۲، ورس ۱۸) میں تصریح ہے کہ خدا تعالیٰ باپ دادوں کے گناہ کی سزا ان کی تیسری اور چوتھی پشت کو دیتا ہے۔ واہ کیا انصاف ہے کرے کوئی بھرے کوئی، ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ ملائکہ کی نسبت کتاب پیدائش کے (باب:۱۸، ورس: ۸) میں یہ ہے کہ پھر اس نے گھی اور دودھ اور اس بچھڑے کو جو اس نے پکوایا تھا لے کے ان کے سامنے رکھا اور آپ ان کے پاس درخت کے نیچے کھڑا رہا اور انھوں نے کھایا۔ پس جب فرشتوں نے کھایا پیا تو تمام شہوانی باتیں جو تغذیہ کو لازم ہیں پائی گئیں پھر قدوسیت ملائکہ کہاں رہی؟ اب انبیاء کی نسبت سنیے۔

بائبل کے فحش مضامین:

شاہد اوّل: کتاب پیدائش کے (باب:۹) میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام شراب پی کر بدمست اور بدحواس ہوئے کہ تمام ستر برہنہ ہوگیا اور ان کے بیٹوں نے ڈھانکا۔

شاہد دوم: کتاب دوم کتاب پیدائش [112] میں ہے کہ حضرت لوط نے شراب پی کر اپنی دونوں بیٹیوں سے زنا کیا اور یہ معاملہ دو بار وقوع میں آیا۔

شاہد سوم: حضرت یعقوب علیہ السلام نے بکری کے بچوں کی کھال ہاتھوں میں لپیٹ کر جھوٹ بولا اور اپنے باپ اسحاق کو دھوکا دینے کو اپنا نام عیسو بتلایا یہ کہ پیدائش کے ۲۷ باب میں مذکور ہے۔

شاہد چہارم: کتاب پیدائش کے (۳۴ باب) میں مذکور ہے کہ حمور کے بیٹے سکم نے حضرت یعقوب کی بیٹی دینہ سے زنا کیا اور یعقوب کے بیٹوں نے اس سے یہ مکر کیا کہ تو اور تیری تمام قوم اگر ختنہ کرے تو دینہ کی شادی تجھ سے کر دیں۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور نبی زادوں نے ایسا موقع پا کر اس اور اس کی تمام قوم بے گناہ کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا اور مال واسباب لوٹ لیا اور ان کی بیویوں اور بچوں کو غلام بنایا مگر حضرت یعقوب نے منع کرنا تو درکنار اس نالائق حرکت پر اپنی

111 باب: ۳۰،۲۴، ورس: ۲۴

112 ۱۹، باب: ۲۳: ۲۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناراضی بھی ظاہر نہ کی۔

شاہد پنجم: کتاب خروج کے (باب:۳۲) میں ہے کہ بنی اسرائیل کے کہنے سے موسیٰ کی غیبت میں ہارون علیہ السلام نے زیور کا ایک بت بنایا اور تمام بنی اسرائیل سے اس کو پجوایا اور اس کے لیے قربانیاں گزرانے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ تمہارا وہ معبود ہے کہ جو تمہیں مصر کی زمین سے نکال لایا۔ یہ وہ ہارون ہیں کہ جنھوں نے بالمشافہ خدا تعالیٰ کو دیکھا اور اس سے کلام کیا تھا اور ان کے لیے خدا تعالیٰ کے گھر کی کہانت مقرر ہوئی تھی۔ اس پر یہ بت پرستی تو بہ توبہ۔

شاہد ششم: صموئیل کی دوسری کتاب کے(باب۱۲،۱۱) سموئیل میں ہے کہ حضرت داود اپنی بام پر چڑھے اتفاقاً اوریاہ کی جورو بت سبع کو نہاتے دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو گئے اور آدمی بھیج کر اس کو بلوایا اور اس سے زنا کیا کہ جس سے وہ عورت حاملہ ہوئی پھر اس کے خاوند کو ایک مکر و تدبیر کر کے مروا ڈالا جس پر ناتن نبی کی معرفت داود پر بڑی زجر و توبیخ ہوئی۔ یہ وہ داود ہیں کہ جن کی تصنیف زبور کتب مقدسہ میں شامل ہے اور جو عیسائیوں کے خدا کے جد امجد ہیں اور جو خدا تعالیٰ کی پیروی کرنے والے ہیں اس پر یہ حرامکاری اور یہ مکاری۔ العیاذ باللہ العیاذ باللہ۔

شاہد ہفتم: کتاب اوّل سلاطین کے(باب:۱۱:۱۳،۱) میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے باوجود سخت ممانعت کے موآبی اور عمونی بت پرست عورتوں کو بیوی بنایا اور خواہش نفسانی کو یہ طغیانی ہوئی کہ سات سو بیگمات اور تین سو حرمیں تک نوبت پہنچی اور پھر ان پر یہاں تک عاشق اور مرید زن ہوئے کہ بتوں کی طرف مائل اور تعمیر بت خانوں میں معروف اور شامل ہو گئے اور آخرت عمر میں ایمان کو بھی سلام کر گئے۔ یہ وہ سلیمان ہیں کہ جن کی تصنیفات امثال و غزل الغزلات اہل کتاب میں الہامی مانی جاتی ہیں اور جن کے لیے خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ'' دیکھ میں نے عاقل اور سمجھ دار دل تجھ کو بخشا ایسا کہ تیری مانند تجھ سے آگے نہ ہوا اور تیرے بعد تجھ سا برپا نہ ہوگا۔'' (کتاب اوّل سلاطین، باب:۹، درس:۱۳:۱۵:۳) اسی قسم کے اور بھی شواہد ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان مقامات میں ان ناپاک باتوں کے انتساب سے بھی ذات مقدسہ اور ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کو بچایا ہے۔ وجہ چہارم ان کتابوں میں باہم ایسے مضامین متعارض پائے جاتے ہیں کہ جو الہامی کتابوں کی شان سے از بس بعید ہیں اور مواضع متعارضہ میں سے ایک کا غلط ہونا بدیہی ہے۔ ان مواقع میں مفسرین اہل کتاب لاچار ہو کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ سہو کاتب ہے چنانچہ ایسے کاتب جن کو ریویں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریڈنگ کہتے ہیں خود پادری فنڈر نے مباحثہ دینی مطبوعہ اکبر آباد میں لاکھ سے بھی زیادہ تسلیم کیے ہیں۔ چنانچہ صفحہ:۵۳ میں لکھتے ہیں کہ گریسباخ نے ایسے غلط مقامات ایک لاکھ پچاس ہزار گنے ہیں اور انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کی جلد ۱۹ بیان اسکرپچر میں لکھا ہے کہ فاضل ویٹسٹین نے ایسے مقامات دس لاکھ سے زیادہ گنے ہیں۔ اب جب کہ ایسی بڑے محققین اقرار کرتے ہیں تو کسی آج کل کے کرسٹین یا نئے پادری کا انکار کیا وقعت رکھتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل چہارم

قرآن مجید اور مستشرقین کے اعتراضات

قرآن مجید کی اثر انگیزی:

کلام کے اسلوب کے بدلنے سے نشاط خاطر پیدا ہوتا ہے کہ جس کو ہر صاحب ذوق سلیم جانتا ہے اور یہ کلام میں ایسا ہے کہ جیسا کھانے میں نمک اور انہیں خوبیوں سے عرب قرآن سن کر وجد میں آتے اور آنکھوں سے آنسو بہاتے تھے روایت ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ میں جب چند لوگ ایمان لائے تھے اور مشرکین کے خوف سے بیچارے ایماندار بلکہ سید ابرار ﷺ پوشیدہ رہتے تھے اور جس طرح شہر یروشلم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے حواریوں پر ہر طرف سے مار اور طعن و تشنیع کی بوچھاڑ تھی۔ یہی حال مکہ میں حضرتؐ اور صحابہ رضی اللہ عنہم جانباز کا تھا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ بڑے تاجر تھے لوگ اُن کا خیال کرتے تھے اس نے گھر سے باہر ایک چبوترہ تھا اُس پر بیٹھ کر نہایت درد سے قرآن مجید پڑھتے اور اُس کے اثر جاں گداز سے شمع کی طرح روتے تھے ایک تو قرآن مجید کی وہ روح کو کپکپا دینے والی نئی نئی باتیں رستہ چلنے والی عورتوں اور مردوں اور بوڑھوں اور بچوں کے کان میں پڑتا۔ اُس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا درد اور اصلی لب لہجہ سے پڑھنا شعر وصف اس پری وش کا اور پھر بیان اپنا۔

بن گیا رقیب آخر تھا جو رازداں اپنا
پھر تو جو سنتا تھا کھڑا ہو کر سر دھنتا تھا

ایک اژدحام اور مجمع خاص و عام ہو جاتا تھا۔ جو سخت منکر ننگی تلوار لے کر مارنے آتے تھے آنکھوں سے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ ہر روز بہت سی عورتیں اور بہت سے مرد ایمان لاتے اور اُس پر مخالفوں کی ہر قسم کی اذیت اُٹھاتے تھے۔ کوئی دھوپ میں چت لٹا کیا جاتا ہے کسی پر کوڑے پڑ رہے ہیں۔ کسی کو مار پیٹ رہی ہے کوئی جلاوطن کیا جاتا ہے کوئی جان سے مارا جاتا ہے۔ میاں سے بی بی اس بارے میں لڑ رہی ہے۔ میاں بی بی کو سمجھا رہا ہے۔ مگر دل میں قرآن کا اثر روز افزوں اور عشق الٰہی میں ہر دم حالت دگرگوں ہے نہ کسی قسم کی تکلیف کا ڈر نہ جلاوطنی کا خوف و خطر۔ یہ حال دیکھ کر لوگوں نے یہ کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جادوگر ہے جانے یہ کیا پڑھتا ہے کہ جو نہایت پُر اثر ہے لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی مکہ سے نکال دیا۔ الغرض قرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجید کے اس اثر بے حد سے تمام عرب میں کھلبلی پڑ گئی۔ جہاں صحابہ ﷡ نے جا کر قرآن کی منادی کی وہیں ہزاروں سرکش اور بت پرست سن کر لوٹ پوٹ ہو گئے۔ اور چند صحابہ ﷡ ملک حبشہ میں گئے اور وہاں کے بادشاہ نجاشی نے کہ جو اہل کتاب کا بڑا عالم تھا قرآن سنا اس کا اور اُس کے ارکان دولت کا دل ایمان سے بھر گیا اور سب ارباب جلسہ بے اختیار رونے لگے۔ اسی طرح جہاں قرآن پہنچا وہیں اُس نے اپنا اثر دکھایا۔ اس لئے چند سال میں شرق سے غرب تک اکثر سرسبز سلطنتوں میں اسلام پھیل گیا۔ افسوس متعصب پادری شیوع اسلام تلوار کے زور سے بتا کر اسلام پر عیب لگاتے ہیں۔[1]

ایک تحقیقی تجزیہ:

جب کوئی ذی شعور انسان اس نظام کائنات پر غور و فکر کی نظر دوڑاتا ہے تو یہ یقین کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کوئی ایسی طاقت ہے جو اس نظام کی خالق ہے اور اس کو چلا بھی رہی ہے ہم اسی طاقت کو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اپنے خاص بندوں کو مقرر کیا اور انھیں خاص طریقے کے ذریعے، جس کو وحی کہتے ہیں، علم عطا کیا تا کہ وہ اللہ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلائے۔ وحی علم کا سب سے زیادہ سچا اور حتمی ذریعہ ہے۔ یہ ذریعہ عالمگیر اس وقت بنا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو آخری نبی رسول تمام عالمین کے لئے بنا کر بھیجا اور آپؐ پر وحی کے ذریعے قرآن مجید نازل کیا جسے جبرائیلؑ نے کر غار حرا میں حاضر ہوئے اور اس کی پہلی وحی کو آپؐ کے قلب پر اتارا اور یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے تقریباً تیئس سال کے عرصے میں ہوتا رہا، قرآن مکمل ہوا، دین اسلام مکمل ہوا اور اس قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود لی۔ جیسا کہ قرآن یہ کہتا ہے کہ اس کا نزول آپ کے قلب پر ہوا تو یہ آفاقی تعلیم کاغذ و سیاہی کا نام نہیں بلکہ یہ وہ وحی ہے جو دل سے دل کی طرف چلتی ہے اور دل کی بات کبھی بھی مٹائے نہیں مٹتی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہودیوں اور عیسائیوں کی خرابیوں سے پردہ اٹھایا ہے اور جو کچھ انہوں نے تورات اور انجیل میں تحریفات کیں ان سے بھی ہمیں آگاہ کیا۔ اس لئے اپنے اس آخری پیغام میں یہ فرمایا کہ اب میرے اس کلام کے ساتھ ایسا نہیں ہوگا۔ میں نے اس کو انسان کی دسترس سے پاک کر دیا ہے اب اگر ہم اس میں (قرآن) کسی تبدیلی کو مانیں یا اس کلام کے بارے میں شک وشبہ کا اظہار کریں تو سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کی ناکامی کا اعتراف کرنا پڑے گا جبکہ اللہ کے بارے میں ایسا سوچنا کفر ہے۔

[1] تفسیر حقانی، ج: ۱ ص: ۶۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ لوگ جن میں کچھ اپنے اور کچھ غیر ہیں یہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن وہ قرآن نہیں جو منزل من اللہ تھا۔ تو کیا اللہ تعالیٰ کی مخلوق حضرت انسان اب بغیر ہدایت و رہنمائی کے ہے؟ اگر قرآن نہیں تو کیا اللہ اللہ نہیں؟ تو جبکہ ہم یہ مانتے ہیں کہ اللہ اپنی تمام صفات کے ساتھ موجود ہے اور اس کا کلام بھی اسی طرح سچا اور کھرا موجود ہے اور یہ کلام مخلوق نہیں کیونکہ یہ کلام الٰہی ہے اور یہی قرآن ہے۔ قرآن "صوت" کے انداز میں نازل ہوا اور اسی انداز میں آپؐ نے خود بھی یاد کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو یاد کرایا لہٰذا اس طریق حفاظت میں کسی مخصوص رسم الخط کی ضرورت نہ تھی اور یہی فطری طریقہ بھی تھا۔ قرآن مجید کی ہر مکمل سورت اپنے مضمون میں ہر پہلو سے مکمل ہے جیسا کہ سورۃ فاتحہ کو فاتحۃ الکتاب کہا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ﴾ [1]

"اللہ کی طرف سے (اس کا) رسول پاکیزہ صحیفے تلاوت کرتا ہے جو مستحکم کتابوں پر مشتمل ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات آپؐ سے قرآن مجید کی دہرائی کرتے تھے اور جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی دو دفعہ دہرائی ہوئی۔ [2]

فصاحت قرآن مجید:

واضح ہو کہ قرآن مجید عرب کی نہایت فصیح و بلیغ زبان میں نازل ہوا ہے کہ جس کا مثل بنانا طاقت بشریہ سے باہر ہے اس وقت کے تمام عرب العرباء اس کی بلاغت و فصاحت کے آگے عاجز آ گئے تھے مقابلہ حروف سے مقابلہ بسیوف ان کے نزدیک آسان تھا حالانکہ وہ لوگ اسباب فصاحت و بلاغت میں آنحضرت سے کسی طرح کم نہ تھے کیونکہ جہاں کے آپ رہنے والے تھے وہیں کے وہ بھی رہنے والے تھے وہ بھی پھر ایک نہیں بلکہ مجتمع ہو کر بھی اس کا مثل نہ بنا سکے اور ایک سورت کا دسواں حصہ بھی نہ لا سکے۔ باوجود یہ کہ ان کو عار دلا کر کہا جاتا تھا کہ

﴿فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ .... إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ [3]

فصاحت و بلاغت قرآن پر عیسائیت کے لغو و بیہودہ اعتراضات:

مولانا عبدالحق حقانی نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں وضاحت کلام وجوہ و اسباب کو بالتفصیل بیان اور قرآن کی فصاحت و بلاغت کو نمایاں کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ قرآن ایک ایسی فصیح و بلیغ عربی کتاب ہے

---

[1] البینۃ: ۲،۳
[2] صحیح بخاری، کتاب التفسیر
[3] البقرۃ: ۲۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ آج کل شام، جرمن وغیرہ کے عیسائی عربیت میں ید طولیٰ رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود قرآن کا کوئی نقص ثابت نہیں کر سکے جبکہ اس کے برعکس برصغیر کے جہلاء پر اور ہیں جو عربی کی ابجد سے بھی کورے ہیں لیکن قرآن کی فصاحت پر بے تکے اعتراضات جڑ رہے ہیں۔ جو اس مقولے کے مصداق ہیں، یعنی خود عربی زبان و ادب کے قواعد وغیرہ سے بالکل جاہل ہیں قرآن کی فصاحت پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ عیسائی پادری عماد الدین کرسٹن جس نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں ⁵ قرآن مجید کے اڑتیس مقام کو مورد طعن ٹھہرایا اور اپنی جہالت کا منہ بولتا ثبوت پیش کیا اسی لئے مولانا عبدالحق نے اس کی جہالت کو نمایاں کر کے اختصار سے ان کا مسکت جواب تحریر کیا مولانا رقمطراز ہیں:

> "اور کرسٹیوں کو اچھی طرح اردو زبان بھی نہیں آتی انہوں نے منہ کھول کر قرآن پر اعتراض کیا اور مقامات حریری کو (جس کا مصنف قرآن پر ایمان لائے ہوئے تھا) قرآن سے بہتر کہا مگر سچ ہے جس کو قوت شامہ نہ ہو تو وہ اگر بدبو اور عطر کو یکساں کہے تو بعید نہیں"

واضح ہو کہ متکلم کا مقصود اپنے کلام سے کبھی تو یہ ہوتا ہی کہ مخاطب کو صرف خبردار کر دے اور کبھی یہ کہ اُس مضمون کی تصویر اُس کے دل پر کھینچ دی پس خبر دینا تو ایک بار بیان کرنے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے مگر دوسرا مطلب بغیر بار بار لانے کلام کے حاصل نہیں ہوتا۔ اور اس مکرر لانے میں جس طرح ایک خوبی ہے اسی طرح ایک قباحت بھی ہے کہ مکرر چیز سے نفس کو نفرت ہو جاتی ہے۔ پس ضرور ہوا کہ اس مکرر لانے میں کوئی نیا لطف بھی ضرور ہو خواہ وہ عنوان کے تغیر سے حاصل ہو خواہ خوش آوازی یا کسی اور وجہ سے۔ اسی لئے راگ میں ایک کلمہ کو بار بار اعادہ کرنے سے مزہ آتا ہے کیونکہ خوش آوازی پر ہر بار نفس کو جدا سجیہ حاصل ہوتی ہے اور محبوب کا نام بار بار لینے سے دل کو حظ آتا ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ بعض مطالب ضروریہ کی دلوں پر تصویر کھینچے تو مکرر لایا اور اس تکرار کے عیب کو لطف تغیر عنوان سے دفع کیا۔ اس لئے جن مضامین کو خدا تعالیٰ قرآن میں مکرر لایا ہے وہاں طرز کلام کو اجمال یا تفصیل یا کسی اور خصوصیت سے اس طرح بدلا ہے کہ گویا وہ مضمون نیا معلوم ہوتا ہے۔ ⁶

واقعات بتلاتے ہیں کہ ہر دور میں علماء کا ایک جم غفیر جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے ایسا رہا ہے جس نے قرآن کے علوم و مطالب اور عجائب کی حفاظت کی، کاتبوں نے رسم الخط کی، قاریوں نے طرز ادائیگی کی، حفاظ کرام نے قرآن مجید کے الفاظ و عبارت کی ایسی حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے لے کر آج تک اس

⁵ ص ۳۵۱،۳۴۲

⁶ مقدمہ ص:۸۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں تحریف اور تغیر تبدل نہ ہو سکا کسی نے قرآن کے رکوع گن لئے کسی نے آیات شمار کیں تو کسی نے حروف تک کی تعداد بتلا دی حتی کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطہ تک کو شمار کر ڈالا آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور گھڑی ایسی نہیں بتائی جا سکتی جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ رہی ہو۔

ذرا اندازہ لگائیں نو، دس سال کا بچہ جسے اس کی مادری زبان میں دو، تین پاروں کے مساوی کوئی اور رسالہ یاد کرانا دشوار ہے وہ ایک اجنبی زبان کی ضخیم کتاب قرآن مجید جو متشابہات (الفاظ میں ملتی جلتی آیات) سے لبریز ہے کس طرح فر فر سنا دیتا ہے پھر کسی مجلس میں کسی بڑے باوجاہت عالم و حافظ سے قرآن مجید کا کوئی حرف چھوٹ جائے یا اعراب کی غلطی لگ جائے تو ایک حافظ قرآن بچہ اس عالم یا حافظ کو ٹوک دیتا ہے چاروں طرف سے تصحیح کرنے والے للکارتے ہیں ممکن ہی نہیں کہ پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں قارئین غور کریں قرآن مجید کی نسخوں کا پوری دنیا میں ایک جیسا اور محفوظ ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پورے عالم جن وانس کی ہدایت ورہنمائی کے لئے نازل کردہ قرآن مجید کی صداقت کا واضح ثبوت ہے۔

قرآن مجید "حفظ و تدوین" کے حوالے سے جس تواتر سے منقول ہوا ہے کہ قرآن مکمل کتاب اور شکوک و شبہات سے بالاتر ثابت ہوتی ہے اور یہی قرآن کے تحفظ کی واضح دلیل ہے۔ جبکہ نزول قرآن سے قبل توریت وانجیل آسمانی کتابیں تھیں لیکن یہودی و مسیحی علماء نے ان کتابوں میں تحریفات کر ڈالیں جن کا ثبوت قرآن کے علاوہ خود یہودی و مسیح محققین اور ایک مستند نسخہ کا نہ ہونا بھی ہے اور اب ان کی حیثیت "آثار قدیمہ" سے زیادہ نہیں رہی۔ مشنری اداروں نے اپنی اپنی کتابوں کی صحت، حقانیت اور صداقت ثابت کرنے کی ناکامی کا اعتراف اس انداز سے دیا کہ اسلام اور قرآن کے خلاف انتقامی نظریاتی جنگ کی صورت پیدا کر دی اور اس "محققانہ" جنگ میں ان فرضی روایات کو تیر کمان کے طور پر استعمال کیا جن میں کسی قسم کی سچائی نہیں ہے۔ مرعوب اور بیمار ذہن اور عصبیت زدہ نام نہاد تحقیقات خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ قرآن کی مخالف ہر قسم قوتیں تا قیام قیامت خائب و خاسر رہیں گیں۔ یہی قرآن مجید کا ابدی چیلنج ہے۔

"قرآن مجید" جس نے زندہ حی و قیوم اللہ تعالیٰ کی ذات کا یقین دلوں میں قائم کر کے کروڑوں بنی آدم کو حیات جاوید سے آشنا کرایا وہ "قرآن مجید" جس نے کروڑوں بنی نوع انسان کو صداقت سکھلائی اور جس نے گنتی کے سالوں میں "عرب قوم" کی کایا پلٹ دی تو ایسی کتاب سے متعارف کرانے والی ہستی "جھوٹ" جیسی رذیل عادت سے آلودہ ہو سکتی ہے؟ کیا "قرآن مجید" جیسی کتاب کا مصنف کہلانا بجائے خود ایک اعلیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عزت نہیں ہے پھر کیا وجہ تھی کہ آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے ایسی اعلیٰ وارفع تصنیف کے'' مصنف'' ہونے کی عزت سے خود کو محروم رکھا آخر کیوں؟ وجہ صاف ظاہر ہے جو قرآن مجید نے بتائی کہ یہ قرآن'' کلام محمد'' ﷺ نہیں بلکہ '' کلام اللہ'' ہے۔

اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے علی الاعلان یہ خبر دعوت دیتے ہوئے اعلان کیا کہ

- '' کیا (کفار) کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر ﷺ) نے (قرآن) از خود بنا لیا ہے بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) یہ (اللہ پر) ایمان نہیں رکھتے اگر یہ سچے ہیں (اپنے دعویٰ میں) تو ایسا کلام بنا کر تو لائیں'' [7]
- پھر تمام جن و انس کو چیلنج کرتے ہوئے کہا'' کہہ دیں (اے محمد ﷺ ان معترضین رسالت کو) کہ اگر انسان اور جن اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ (آپس میں اشتراک عمل سے) اس قرآن جیسا (کوئی اور کلام) بنا لائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔'' [8]
- مزید رعایت دیتے ہوئے کہا کہ'' یہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے (قرآن) از خود بنا لیا ہے کہہ دیں کہ اگر سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جس جس کو بلا سکتے ہو اسے بلا لو اگر وہ (معترضین) تمہاری بات (کا چیلنج) قبول نہ کریں تو وہ جان لیں کہ یہ (قرآن درحقیقت) اللہ کے علم سے اترا ہے اور یہ کہ اس (اللہ) کے سوا کوئی معبود نہیں تو (اب تو) تمہیں بھی اسلام قبول کر لینا چاہیے'' [9]
- مزید چھوٹ دیتے ہوئے تخفیف کر دی اور کہا کہ'' اگر سچے ہو تو تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکو بلا لو، بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) جس چیز (مقام نبوت و رسالت) کے علم کا (ان کی مادی عقل اور حواس خمسہ) احاطہ نہیں کر سکتے اس (مابعد الطبیعاتی حقیقت) کو جھٹلا دیا ور ابھی اس (تکذیب کی سزا) کی حقیقت ان پر کھلی ہی نہیں اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے (بھی) تکذیب کی تھی تو دیکھ لو (بڑی بڑی متمدن، ترقی یافتہ قوموں کے آثار قدیمہ اور کھنڈرات بنے کی تاریخ کو کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا'' [10]
- لیکن معترضین اسلام کی طرف سے چیلنج قبول کرنے کی کوششوں کے بارے میں پیشین گوئی پہلے سے ہی کر دی کہ'' اگر ایسا (کلام پیش) نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس (جہنم) کا ایندھن (گناہ گار، مشرک، کافر) انسان اور پتھر ہوں گے'' [11]

---

[7] طور ۳۴،۳۳
[8] بنی اسرائیل: ۸۸
[9] هود ۱۴،۱۳
[10] یونس ۳۹،۳۸
[11] بقرہ ۲۴،۲۳

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لاکھوں عیسائی اور یہودی موجود ہیں جن کی مادری زبان عربی ہے جو عربی زبان میں "نثر و نظم" لکھنے پر قادر ہیں جن کی ادارت میں اخبار، جرائد اور رسائل اشاعت پذیر ہیں وہ آج کیوں "قرآن کے ابدی چیلنج" کے مقابلے میں کھڑے نہیں ہو جاتے؟ ان میں تو ایسے ایسے ادیب اور قادر الکلام و ماہرین زبان موجود ہیں جنہوں نے لغات عربیہ پر المنجد، اقرب الموارد اور المحیط" جیسی کتابیں لکھ ڈالی ہیں وہ کیوں قرآن جیسی کتاب لکھنے کی سعی نہیں کرتے؟ وہ دس یا ایک سورۃ قرآنی کے مثل ایک سورۃ ہی بنا کر پیش کرنے کی جرات کیوں نہیں کرتے؟

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص جتنا زیادہ عربی زبان کا ماہر اور ادب میں ید طولیٰ رکھنے والا ہے اس پر اتنا ہی زیادہ "قرآن مجید" کا رعب غالب آ جاتا ہے جب مصر میں "کرنل جمال عبدالناصر" کی تعلیمی اصلاحات کے تحت یہودیوں کو "قرآن مجید" پڑھنے سے ممانعت کر دی گئی تو انہوں نے شور مچایا تھا کہ ہمیں ہماری زبان کی بہترین کتاب پڑھنے سے روک دیا گیا ہے نیز لبنان کے مسیحیوں کی عربی زبان پر مہارت تسلیم شدہ ہے مشہور عربی لغت کی کتب "المنجد" اور "لسان العرب" مسیحیوں کی لکھی ہوئی اور مستند معروف ہیں "المنجد" کا اردو ترجمہ بھی بازار میں عام دستیاب ہے "خلیل جبران خلیل" عربی مصنف تھا "یوحنا دمشقی" حافظ قرآن اور بڑا عربی دان تھا۔

اختتام بیسویں صدی عیسوی کے یہودی اور مسیح علماء سابقہ تہذیبوں اور زبانوں کے سیکھنے اور مطالعہ میں کمال تیز فہمی کا ثبوت دے رہے ہیں دور ابراہیمی کی تختیاں پڑھ لی گئی ہیں۔ اہرام مصر سے برآمد ہونے والی "تحاریر" بھی ان کے فن مطالعہ کے سامنے زیر ہو چکی ہیں تو دنیا کی ایک عظیم زندہ زبان "عربی" کا سیکھنا اور اس میں مہارت تامہ پیدا کرنا ان کے لئے ہرگز ہرگز مشکل کام نہیں ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ عربی سیکھیں اور "مثل قرآن" کلام پیش کریں؟ قرآن مجید کا پہلا انگریز مترجم "جارج سیل" تھا پروفیسر "ایڈورڈ جی براؤن" نے ترکی، فارسی اور عربی سیکھی فارسی ادب پر بڑے سائز کی دو جلدوں میں "اے لٹریری ہسٹری آف پرشیا" لکھی جسے آج تک اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے۔ "پروفیسر آر، اے نکلسن" ایک مشہور مستشرق تھا پروفیسر آربری اور پروفیسر منٹگمری واٹ شاید آج بھی اپنی تحریروں میں زندہ ہوں پروفیسر گب نے "انسائیکلو پیڈیا آف اسلام" لکھا جرمن سکالر "تولدیکی" نے "مسند احمد" حدیث کی کتاب لفظ بلفظ پڑھنے کا جاں گسل شرف حاصل کیا۔ القصہ ہر دور کے مسیحی علماء "قرآن کے ابدی چیلنج" کے آگے سرنگوں رہے ہیں۔

آج بھی سینٹ پال مسیحیت کی اشاعت کے لئے کروڑوں، اربوں ڈالر پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن جس بات کا قرآن مجید نے ابدی چیلنج دیا ہے اس پر کوئی بھی قلم اٹھانے کا حوصلہ نہیں کرتا معترض عہد نبوت کے متعلق شاید یہ کہہ سکتا تھا کہ "محمد رسول اللہ ﷺ" نے اپنے وقت کے مشہور مشہور قادر الکلام زبان آوروں کی قابلیت کا اندازہ کرنے کے بعد ایسا دعویٰ کر دیا ہوگا لیکن آج وہ چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود "قرآن کے ابدی چیلنج" کو قبول نہ کیے جانے کی کیا توجیہ پیش کر سکتا ہے؟

اگر آپ مکمل بائبل کا مطالعہ کریں تو آپ پر یہ انکشاف ہوگا کہ پوری کی پوری بائبل میں "توریت" نام کی کتاب سرے سے موجود ہی نہیں ہے بس صرف یہ کہا جاتا ہے کہ "عہد نامہ عتیق" کی پہلی پانچ کتابیں مثلاً "پیدائش، خروج، احبار، گنتی اور استثناء، ہی موسیٰ علیہ السلام کی تصانیف ہیں اور انہیں پانچ کتابوں کو "توریت" تصور کر لیا گیا ہے گویا کہ یہ وہ "توریت" نہیں ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھی لیکن اگر ان پانچ کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ایک اور انکشاف ہوگا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی تصانیف بھی نہیں بلکہ آپ کی وفات کے بعد کسی نے ان کو تصنیف کیا ہے اور اس میں کئی باتوں کا اضافہ بھی کر دیا مثلاً "کتاب استثناء" میں یہ حوالہ حقائق سے بالکل پردہ اٹھا دیتا ہے کہ "پس خداوند کے بندہ موسیٰ نے خداوند کے کہے کے موافق وہیں موآب کے ملک میں وفات پائی اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں "بیت فغفور" کے مقابل دفن کیا پر آج تک کسی کو اس کی قبر معلوم نہیں اور موسیٰ اپنی وفات کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا اور نہ تو اس کی آنکھ دھندلانے پائی اور نہ اس کی طبعی قوت کم ہوئی اور بنی اسرائیل موسیٰ کے لئے موآب کے میدانوں میں تیس دن تک روتے رہے پھر موسیٰ کے لئے ماتم کرنے اور رونے پیٹنے کے دن ختم ہوئے اور نون کا بیٹا یشوع دانائی کی روح سے معمور تھا کیونکہ موسیٰ نے اپنے ہاتھ اس پر رکھے تھے اور بنی اسرائیل اس کی بات مانتے رہے اور جیسا خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا انہوں نے ویسا ہی کیا اور اس وقت سے اب تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کی مانند جس سے خداوند نے رُوبرو باتیں کیں نہیں اٹھا" (*)

مندرجہ بالا حوالہ کو پڑھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کے لکھنے والے موسیٰ علیہ السلام نہیں ہو سکتے بلکہ یہ باتیں اس وقت لکھی جا رہی ہیں جب موسیٰ علیہ السلام کو وفات پائے ہوئے اتنا عرصہ گزر جاتا ہے کہ کسی کو ان کی قبر بھی معلوم نہیں رہتی۔

اب ان قدیم قلمی نسخوں کی حقیقت بھی ملاحظہ کریں ایک عیسائی مصنف لکھتا ہے پیرس کی نیشنل لائبریری میں رکھا ہوا قلمی "نسخہ افرائیمی" برٹش میوزیم میں رکھا ہوا قلمی "نسخہ اسکندریہ" روم کے قریبی شہر ویٹکان (ویٹی

(*) استثناء ۳۴:۵تا ۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کن) میں پوپ کی لائبریری میں رکھا ہوا قلمی "نسخہ ویٹیکانی" برٹش میوزیم لندن میں ہی رکھا ہوا قلمی "نسخہ سینائی" (توریت شریف اور انجیل شریف کی صحت و حقانیت) [۱۲]

ان چاروں قدیم قلمی نسخوں میں کوئی ایک نسخہ بھی عبرانی زبان میں نہیں ہے بلکہ تمام تر یونانی زبانوں پر مشتمل ہیں گویا کہ اصل زبان اور اصل متن میں پھر بھی نہیں ہیں ان آخری تین نسخوں میں کوئی بھی ایک نسخہ نہ تو مکمل ہے اور نہ ہی مروجہ بائبل سے مطابقت رکھتا ہے اس کے علاوہ یہ قدیم قلمی نسخے آپس میں بھی متفق نہیں بلکہ ان نسخوں کی اصل کیفیت یہ ہے کہ "نسخہ اسکندریہ" میں عہد جدید نامکمل ہے انجیل متی انجیل یوحنا اور کرنتھیوں کی دوسری کتاب نامکمل ہے "نسخہ ویٹیکانی" میں عہد جدید کی عبرانیوں [۱۳] کے بعد کا حصہ فلیمون اور مکاشفہ کی دونوں کتابیں شامل نہیں ہیں "نسخہ سینائی" میں بھی عہد جدید نامکمل ہے اور "برناباس کا خط" ہرمس کا چرواہا" نامی کتب کا بہت سا حصہ اس نسخے کے آخر میں موجود ہے جو موجودہ بائبل سے بینٹ پالی مسیحی سرداروں نے حذف کر دیا ہے۔ [۱۴] جب کہ قلمی "نسخہ افرائیمی" کی قدامت کے بارے میں صرف علماء کی رائے کو کافی سمجھ لیا گیا ہے (کہ اس نسخہ کی کتابت چار سو پچاس عیسوی کے لگ بھگ کی ہے) ورنہ اس کے اصلی اور نقلی ہونے کے بارے میں کوئی تحقیق شائع نہیں کی گئی اور نہ ہی مصنف کے بارے میں کوئی علم ہے [۱۵]

اس بحث میں مستشرقین کے مقاصد اور پس منظر کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اب یہ بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ مستشرقین کے اعتراضات کی ایک اور وجہ صلیبی جنگیں ہیں۔ جن کے انتقام کے جذبات سے اندھے ہو کر انہوں نے ہمیشہ اسلام کے چہرے کو مسخ کرنے کی سرتوڑ کوششیں کیں جن پر آج بھی وہ سرگرم عمل ہیں اور ہر سمت سے اسلام اور قرآن پر حملہ آور ہوتے رہتے ہیں۔ مستشرقین اپنے نقطہ کو ثابت کرنے کے لئے مختلف طریقے اپناتے ہیں اور قرآن مجید کی صحت و تدوین کی من مانی تاویل کر کے اپنے لئے مخصوص مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ اُن کے اعتراضات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ ترتیب قرآن مجید (قرآن مجید غیر مرتب ہے اور مختلف لوگوں نے اس میں تصرفات کیے اس لئے اس کی ترتیب اُلٹ پلٹ ہو گئی ہے)

۲۔ نسخ فی القرآن کے بارے میں وہ یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن میں کئی ایک ایسی آیات اب موجود

---

[۱۲] باب پنجم، پمفلٹ "غلط فہمی" نیم آلی کیمپ ۳۰، فیروزپور روڈ لاہور

[۱۳] عبرانیوں باب: ۹/۱۳

[۱۴] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۹۲۳۳۹۴۲۲

[۱۵] مزید تفصیلات قاموس الکتاب صفحہ نمبر ۱۲۶ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں جو پہلے موجود تھیں اور اس کا ثبوت قرآن مجید کے مختلف مصاحف میں مصحف ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ مصحف ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں۔

۳۔ اختلاف قراءت قرآن مجید کا متن کبھی متعین شکل اختیار نہ کر سکا بلکہ متنازعہ فیہ رہا ہے اور کچھ صحابہؓ بعد قراءت کے حوالے سے اختلاف کرتے تھے۔

۴۔ عہد نبوی میں ایک سرکاری نسخہ تیار نہیں کیا گیا تھا۔

۵۔ عہد صدیقی میں مصحف کی تیاری کے باوجود مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس ذاتی مصاحف موجود رہے۔

۶۔ مصحف عثمانی رضی اللہ عنہ کی تیاری کے بعد سرکاری حکم کے ذریعے دیگر مصاحف کو جلا دیا گیا۔

۷۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ بیان کہ ان کے مصحف میں کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں۔

۸۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مصحف عثمانی سے اختلاف وغیرہ۔

جمع قرآن:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں تمام قرآن کو لکھ کر ایک جلد میں جمع نہ کیا تھا بلکہ متفرق اجزاء میں اس طور سے لکھا کہ کوئی سورت کاغذ پر کوئی رکوع اونٹ کی ہڈیوں پر کوئی کھجور کے پتوں پر لکھا ہوا تھا اس لئے کہ زیادہ دارومدار حفظ پر تھا اور لکھنے کا رواج بھی کم تھا گو لکھنے پڑھنے والے لوگ بالخصوص قرآن کے لکھنے والے صحابہ زید بن ثابت انصاری و عبداللہ بن مسعود وغیرہما رضی اللہ عنہما موجود تھے اور آپ ہر آیت کو بترتیب اصلی بھی لکھوا دیتے اور حفظ کرا دیتے تھے لیکن نہ تو آپ کی حیات میں قرآن کے گم ہونے کا خوف تھا نہ مشاغل دینیہ سے فرصت تھی کہ سب کو ایک جگہ جمع کر کے لکھواتے الغرض اُن وجوہ سے قرآن مجید کو ایک مصحف میں لکھ کر جمع کرنے کا اتفاق آپ کے عہد میں نہ ہوا تھا البتہ متفرق اجزاء میں لکھا ہوا اور صدہا حفاظ کو زبانی اس ترتیب سے جو آج تک چلی آتی ہے خوب یاد تھا اور چونکہ نماز میں پڑھنا اس کا فرض و واجب ہو چکا تھا اور اس کی تلاوت کے فضائل صحابہ میں حد سے زیادہ مشہور و ذہن نشین تھے تو قرآن مجید کے لفظ لفظ پر صحابہ ایسے حاوی تھے کہ جس طرح اس زمانہ کے حفاظ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ دو وجہ سے ایک تو یہ کہ اُن کی قوت حافظہ حد سے زیادہ تھی دوم یہ کہ علاوہ متبرک سمجھنے کے وہ لوگ اہل زبان قرآن کی نہایت فصیح و بلیغ عبارت سے خوب آشنا تھے اور اپنی بول چال کی باتوں پر از بس قادر تھے۔ اور ان رنگین فقرات سے خوب مزہ لیتے تھے پس جس طرح آپ کی حیات میں قرآن مجید مرتب و محفوظ ہو چکا تھا اسی طرح بے کم و کاست آپ کے بعد صحابہ کی نوک زبان پر تھا۔ آپ کے بعد تخمیناً اسی سال میں ملک یمامہ میں مسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کی لڑائی ہوئی اُس میں بہت سے لوگ شہید ہوئے ستر کے قریب حافظ قرآن بھی شہید ہوئے۔ حضرت عمرؓ کی رائے سے سب صحابہ اس بات پر متفق ہوئے کہ تنہا حفظ پر مدار قرآن نہ رہنا چاہیے بلکہ اس کو ایک جگہ لکھوا کر جمع بھی کر دینا چاہیے کیونکہ اگر اسی طرح دو ایک لڑائیوں میں اور حفاظ بھی شہید ہو گئے تو پھر قرآن کے کم ہوجانے کا خوف ہے۔ زید بن ثابتؓ جو کاتب وحی تھے اس کام کے مہتمم قرار پائے انہوں نے حفاظ کو جمع کیا اور جن جن کے پاس جس قدر لکھا ہوا تھا وہ منگوایا اور سب سے بعد تحقیق و تنقیح ایک جلد میں نقل کر کے جمع کیا پھر وہ نسخہ ابوبکرؓ کے پاس رہا اُن کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس اُن کے بعد حضرت حفصہؓ ام المومنین کے پاس پھر حضرت عثمانؓ کی خلافت میں بوجہ اس بات کے کہ تنہا وہ ایک نسخہ کافی نہ تھا اور ہر شخص حافظ نہ تھا لوگوں کو بھولنے بھٹکنے میں وقت پیش آنے لگی۔ اور اختلاف کی نوبت پہنچنے لگی تو حذیفہ بن الیمانؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس سے نقل کر کے شہرت دینے کی ترغیب دی جو منظور ہو گئی۔ زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص، عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نسخے سے سات نسخے نقل کر کے اصل نسخہ اُن کے حوالے کر دیا۔[16]

ترتیب قرآن مجید:

واضح ہو کہ قرآن مجید جس ترتیب سے جمع کیا گیا ہے یعنی اول سورۃ الفاتحہ پھر سورہ بقرہ سورا آل عمران الخ اس ترتیب سے نازل نہیں ہوا ہے بلکہ اصل حال یہ ہے کہ اس ترتیب موجود کے ساتھ قرآن مجید لوح محفوظ سے رمضان کے مہینہ میں شب قدر کو یکبارگی آسمان دنیا میں بیت المعمور کی طرف نازل ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ [17]

وقال ...... ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ [18]

پھر وہاں سے حسب حاجت عبارت تھوڑا تھوڑا جبریل علیہ السلام حضرت کے پاس لاتے تھے اور آپ اُن آیات کو ان کے اصلی موقع پر کاتبوں سے لکھوا دیتے اور حافظوں کو یاد کرا دیتے تھے جس طرح کسی دیوان مرتب میں سے حسب مواقع کچھ اشعار اور غزلیں کسی کے پاس بلا لحاظ تقدیم و تاخیر بھیجی جاویں لیکن وہ شخص ہر شعر اور ہر غزل کو اسی ترتیب سے لکھے کہ جس ترتیب سے دیوان میں مندرج ہیں جو اوّل ہے اس کو اوّل

---

[16] تفسیر حقانی، مقدمہ، ص: ۵۱،۵۲

[17] البقرۃ: ۱۸۵

[18] القدر: ۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جو آخر ہے اس کو آخر لکھے گو اخیر کی غزل اول بار کہی جاوے مگر لکھی اخیر ہی میں جاوے یہی حال قرآن مجید کا ہے چنانچہ شوال کے اول عشرہ میں اول سورہ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔۔۔۔ مَالَمْ یَعْلَمْ﴾ تک نازل ہوئی پھر مدثر پھر المزمل بعض کہتے ہیں اول اقرأ پھر ن والقلم پھر مدثر پھر سورہ فاتحہ پھر تبت پھر ﴿اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ﴾ پھر ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی﴾ پھر وَاللَّیْلِ پھر وَالْفَجْرِ پھر وَالضُّحٰی پھر اَلَمْ نَشْرَحْ پھر وَالْعَصْرِ پھر وَالْعٰدِیٰتِ پھر اَلْکَوْثَرَ پھر اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پھر اَرَاَیْتَ الَّذِیْ پھر ﴿قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ﴾ پھر اَلَمْ تَرَ پھر ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ پھر ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۔۔۔﴾ نازل ہوئیں اور جب آپ مدینہ منورہ میں ہجرت کر گئے وہاں بھی بتدریج قرآن نازل ہوتا رہا چنانچہ وہاں جا کر ﴿وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ﴾ پھر سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ پھر آلِ عِمْرَانَ پھر اَلْاَنْفَالُ پھر اَلْاَحْزَابُ پھر اَلْمَآئِدَۃُ ۔۔۔۔ نازل ہوئیں۔ اکثر تو ایک سورہ کئی کئی ٹکڑے ہو کر نازل ہوتی تھی اور کبھی تمام سورہ یکبارگی نازل ہوئی ہے جیسا کہ سُوْرَۃُ الْاَنْعَامِ وَ تَبَّتْ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ﴾ وَغَیْرُھَا مِنَ السُّوَرِ تمام محققین کے نزدیک آیات کی ترتیب توقیفی ہے یعنی جس طرح جبرئیل نے آپ سے کہا آپ نے اسی کے موافق آیات قرآن کو مرتب کیا اور ہر سورۃ کی آیت کو ان کے موقع پر لکھوا دیا اسی طرح سورتوں کی ترتیب بھی آنحضرت ﷺ کے عہد میں ہو چکی تھی اسی ترتیب سے جواب موجود ہے صدہا حفاظ کو قرآن مجید یاد تھا اور آپ ہی کے ارشاد کے بموجب فاصلہ کے لئے ہر سورۃ کے اول میں بسم اللہ بھی لکھی جاتی تھی چونکہ سورہ توبہ کے اول میں آپ نے حکم نہ دیا تو وہاں یہ نہ لکھی گئی پس جس قدر آیات اور سورتیں کہ مکہ میں نازل ہوئیں ان کو مکیہ کہتے ہیں اور جو مدینہ میں نازل ہوئی ہیں ان کو مدنی کہتے ہیں اور بعض نے یہ اصطلاح مقرر کی ہے کہ جو کچھ ہجرت سے پہلے نازل ہوا خواہ خاص مکہ میں یا طائف میں یا کہیں اور سب کو مکیہ کہتے ہیں اور جو کچھ بعد ہجرت کے نازل ہوا خواہ خاص مدینہ میں یا قباء میں یا راستہ میں یا خیبر یا تبوک کے سفر میں سب کو مدنیہ کہتے ہیں متاخرین نے قرآن کی ہر سورۃ کے اول اس کا بیان لکھ دیا ہے کہ مکیہ ہے یا مدنیہ ہے اور اس کی اسقدر آیات ہیں۔ [۵]

قرآن مجید ترتیب مضامین کے اعتبار سے عام انسانی تصانیف سے بالکل مختلف اور جداگانہ انداز کی حامل ہے اس میں انسانی تصانیف کی طرح نہ عنوان کا ذکر اور نہ ابواب بندی ہے جبکہ ہمارے ذہن اسی انداز سے مانوس ہیں کہ کتاب میں باقاعدہ عنوانات کے تحت ابواب بندی کے کتاب کا حسن و معیار ہوتا ہے لہذا

[۵] حقانی مقدمہ ص:۱۰۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مستشرقین نے قرآن مجید کا بھی نقص بیان کیا ہے۔ ان کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ:

(i) اس کا بظاہر دورِ رسالت میں مرتب نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ معجز کلام نہیں اور

(ii) دوسرے ادوار میں مختلف لوگوں نے اس کی ترتیب و متن میں گڑبڑ کر ڈالی۔ اس طرح مستشرقین ایک تیر سے دو شکار کرتے ہوئے ترتیب قرآن مجید کی بنیاد پر اس کی عدم محفوظیت پر دلیل قائم کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں انسانی تصرفات ثابت کرنے کے لئے مستشرقین نے پورا زورِ قلم صرف کر دیا اور کہا کہ لوگوں نے اس میں اس قدر تصرفات کر دیے ہیں کہ قرآن (نعوذ باللہ) ایک گورکھ دھندا بن کر رہ گیا ہے جس کا مطالعہ اگر ہم کرنا چاہیں بھی تو اس کی بے ترتیبی اور بے ہنگم پن ہمیں اس سے دور لے جاتا ہے[۱۸] "سیل" کہتا ہے کہ مغربی طلبہ کے قرآن مجید سے دور ہو جانے کا سبب ہی یہ ہے کہ اس کے مضامین کی کچھ سمجھ نہیں آتی[۱۹]۔ راڈویل کہتا ہے کہ قرآن مجید کے اور اوصاف تو ہوں گے لیکن جب مغربی طلبہ اسے مغربی تنقید کے جدید اصولوں پر پرکھتے ہیں تو اس کی قدر و منزلت کم ہو جاتی ہے۔[۲۰]

ان لوگوں کا خیال ہے کہ "حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے اس میں اس قدر تبدیلیاں کر دیں کہ اب اس کے اصل متن اور اس کی اصل نزولی ترتیب کا حاصل کر سکنا ناممکن ہو گیا ہے۔[۲۱] ان میں سے بعض لوگوں نے حقیقت کو چھپانے کی انتہا کر دی اور اس حد تک چلے گئے کہ حضرت عثمانؓ نے ۶/۷ قرآن ضائع کر دیا اور ۱/۷ باقی رہنے دیا۔[۲۲] لہٰذا ان حالات میں قرآن مجید کو مکمل طور پر کس طرح اکٹھا کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول پیش کرتے ہیں کہ" جس میں آپؓ نے فرمایا کہ اگر تم تمام جن اور انسان مل کر بھی کوشش کرو کہ قرآن مجید کو اس طرح مرتب کر سکو جس طرح یہ نزول کے وقت تھا۔ تو تب بھی ایسا کرنا تمہارے بس کی بات نہیں۔[۲۳] ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ تھا کہ نزول وحی کے ساتھ آیت کا مقام بھی بتا کر لکھوا دیا جاتا تھا لہٰذا وہ ترتیب باقی نہ رہی تھی اور نہ ہی اس کی ضرورت تھی۔"

دوسرا یہ کہ مستشرقین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مصحف کا بھی بڑے تاسف کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ وہ مصحف بھی مفقود ہو گیا۔ اس مصحف میں قرآن مجید نزولی ترتیب میں تھا۔ اگر وہ موجود ہوتا تو ہم قرآن مجید اصل

---

۱۸ Nicholaon xvi Palmer, Introduction of the Translation of the Quran

۱۹ Sale,48

۲۰ Rodwell,Margolouth, Ix,As abov

۲۱ IBID,9

۲۲ قمر ۱۱۰

۲۳ سیوطی ج ۱ ص ۲/۲۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترتیب میں لا سکتے تھے۔ [26]

اس کے ساتھ ساتھ اپنے طور پر مستشرقین نے قرآن مجید کو "نزولی ترتیب" سے مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان لوگوں میں جارج سیل (G.Sale) ولیم میور (W.Moir) نولڈیے (Noldeae) پالمر (Palmer) اور ہرشفیلڈ (Hirschfeld) وغیرہ شامل ہیں لیکن ہر ایک نے آخر میں یہی اعلان کیا ہے کہ ہم قرآن مجید کو نزولی اعتبار سے مرتب کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اس نتیجے سے درحقیقت ان لوگوں کا مقصود یہی ہے کہ تمام تر کوششوں کے باوجود ہم قرآن مجید کو اصلی حالت میں نہیں لا سکے۔ [27] ان مستشرقین کی ان کاوشوں کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ قرآن مجید اپنی اصلیت کھو چکا ہے۔ اور اس بات کے امکانات بھی ختم ہو چکے ہیں کہ اس کی اصل معلوم کی جا سکے۔

درج بالا اعتراضات وہی پرانے مستعار گھسے پٹے ہیں جن کا جواب قرآن دیتا ہے کہ: پورا قرآن مجید لیلۃ القدر" میں لوحِ محفوظ" سے آسمان دنیا پر اُتارا گیا۔

☆ ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ [28]

☆ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ﴾ [29]

☆ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ﴾ [30]

لہٰذا قرآن کی موجودہ ترتیب نزولی ہے۔ "مصحف عثمانی" "لوحِ محفوظ" کی کاپی ہے۔

﴿بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ﴾ (*)

کیونکہ قرآن کا موضوع انسانیت کی تربیت و تکمیل اور اس کا انداز ناصحانہ ہے اور نصیحت موقع و محل پر کی جانے والی ہی پُر اثر ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہی انداز اختیار فرمایا ہے اور یہ اپنی ترتیب کے اعتبار سے بھی معجزہ ہے۔ اسی ترتیب میں عہد رسالت مآب ﷺ میں صحابہؓ اور صحابیاتؓ نے پورا قرآن حفظ کیا اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ قرآن کو اللہ تعالیٰ نے انسانی دستبرد سے پاک کیا ہے کہ کوئی بھی "مائی کا لعل" اس میں قطع و برید نہیں کر سکتا۔

﴿وَإِنَّهُ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ○ لَّا یَأْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ

[26] Jeffery,M.S

[27] ایضاً بحوالہ نجمل:۲۶ (ص: ۱۹۲، ۱۹۳)

[28] البقرۃ:۱۸۵

[29] الدخان:۳

[30] القدر:۱

(*) البروج:۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

حَمِیۡدٍ ﴾ [۲۱]

"الکتاب" کا معنی ہی یہی ہے کہ باقاعدہ مرتب کتاب ہے جو شک وشبہ سے بالا تر ہے۔ لہٰذا اللہ کی طاقت کو کوئی بھی چیلنج نہیں کر سکتا۔

﴿ وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ لَا نُزِّلَ عَلَیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ جُمۡلَۃً وَّاحِدَۃً ۚۛ کَذٰلِکَ ۚۛ لِنُثَبِّتَ بِہٖ فُؤَادَکَ وَ رَتَّلۡنٰہُ تَرۡتِیۡلًا ﴾ [۲۲]

﴿ لَا تُحَرِّکۡ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعۡجَلَ بِہٖ ؕ اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَہٗ وَ قُرۡاٰنَہٗ ﴾ [۲۳]

درحقیقت مستشرقین اور ان کے ہمنواؤں کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہے کہ وہ قرآن کو "متبدل و محرف" ثابت کر سکیں میری مراد یہ ہے کہ ہمیں قرآن وسنت نے وحی الٰہی کے ذریعے ثبوت فراہم کئے اس لئے کہ اہل کتاب نے تورات وانجیل میں تحریفات کر ڈالیں اور اس طرح "دین" کا حلیہ بگاڑ دیا مگر مستشرقین کے پاس تورات وانجیل میں سے کوئی ایک دلیل نہیں ہے کہ قرآن منزل من اللہ نہیں اور یہ کہ اس میں تحریفات مسلمانوں نے کر ڈالی ہیں۔ ثبوت کے لئے رسالت اور وحی کے ادیان کے پیروکاروں کو ایسے طریقے تحقیق کے نہیں اپنانا چاہیے کہ جن کے Sources غیر حقیقی ہوں اور جن سے تعصب و شقاوت کی بُو آتی ہو ﴿ فَاۡتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴾ ان کی تمام نام نہاد تحریفات کی کہانیاں اور قرآن پر اعتراضات کی بوچھاڑ صرف اس لئے کہ وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے اور ہمیں ان سے اور اُن کی تحقیقات فاسدہ سے مرعوب ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

ناسخ ومنسوخ، قرآن اور بائبل کی روشنی میں:

وہ امور کہ جن سے بحث کرنا مفسر کو ضروری ہے اور جن کے نہ جاننے سے مطالب فہمی قرآن میں قصور آتا ہے یہ ہیں:

۱۔ ناسخ ومنسوخ کا پہچاننا۔ واضح ہو کہ معنی لغت میں کسی شے کا کسی شے کے ساتھ مٹانا ہے پس صحابہ و تابعین وقدماء تو اس معنی لغوی کے لحاظ سے نسخ کا بہت سے معانی پر اطلاق کرتے تھے اول یہ کہ ایک آیت کا وصف دوسری آیت سے اجمالاً عمل میں بدل جائے۔

۲۔ معنی متبادر چھوڑ کر دوسری آیت سے معنی غیر متبادر مراد لئے جائیں۔

---

[۲۱] فصلت ۴۲:۴۱ [۲۲] الفرقان:۳۲

[۲۳] القیامۃ ۱۶:۷۵

[۲۴] البقرۃ:۱۸۰

۳۔ کسی قید کو اتفاقی بیان کر دیا جائے۔

۴۔ عام کو خاص بنایا جائے۔

۵۔ منصوص میں اور جس کو اس پر بظاہر اقیاس کیا گیا ہے کوئی فرق بیان کر دیا جائے۔

۶۔ جاہلیت کی رسم کو مٹایا جائے۔

۷۔ پہلی شریعت کو اٹھا دیا جائے۔

پس ان عالم معانی کے لحاظ سے نسخ کا اطلاق بہت سی آیات پر ہو سکتا ہے اس لئے علماء نے پانچ سو آیات کو منسوخ شمار کیا ہے لیکن متاخرین نے جب نسخ کے معنی میں خوب غور کیا تو خاص اول معنی کو باقی رکھا پس اس اعتبار سے آیات منسوخہ بہت ہی کم ہیں محققین کے نزدیک کل پانچ آیات منسوخ ہیں:

(اوّل) سورہ بقرہ میں یہ آیت ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ……﴾ [34] اس آیت میں وصیت فرض تھی جب آیت میراث نازل ہوئی تو یہ حکم اٹھ گیا اور آیت میراث جو اس کی ناسخ ہے یہ ہے ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾ [35] اور حدیث "لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ" اس کی مبین ہے۔

(دوم) یہ آیت ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ ……… مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ﴾ [36] اس آیت میں ایک سال بھر کی عدت فرض تھی یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہو گئی ﴿أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ [37] اس آیت میں حکم آ گیا کہ جس عورت کا خاوند مر جائے صرف چار مہینے دس دن تک عدت میں رہے۔

(سوم) سورہ انفال میں یہ آیت ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ﴾ [38] اس آیت میں اپنے سے دہ چند کفار کے ساتھ مقابلہ فرض تھا یہ حکم اس کے مابعد کی آیت سے منسوخ ہو گیا اور دو چند سے مقابلہ کرنا باقی رہ گیا۔

(چہارم) سورہ احزاب کی یہ آیت ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ﴾ [39] (کہ جس میں آنحضرت ﷺ کو سوائے موجود بیویوں کے اور نکاح کرنا منع تھا) منسوخ ہو گئی اس سے پہلی آیت اس کی ناسخ ہے اور بعض کہتے ہیں اس آیت سے ﴿إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ……﴾ [40] سے منسوخ ہے

(پنجم) سورہ مجادلہ میں سے یہ آیت ﴿إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ……﴾ [41] منسوخ ہے اس کے بعد کی

---

[35] النساء: ۱۱
[36] البقرۃ: ۲۴۰
[37] البقرۃ: ۲۳۴
[38] الاحزاب: ۵۲
[39] الاحزاب: ۵۲
[40] الاحزاب: ۵۰
[41] المجادلۃ: ۱۲

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیت سے اس آیت میں یہ حکم تھا جب کوئی رسول سے سرگوشی کرے تو پہلے کچھ صدقہ دیوے پھر یہ حکم جاتا رہا۔

ان آیات کے علاوہ اور کوئی آیت منسوخ نہیں بلکہ عام کی تخصیص وغیرہ قیود کا فرق ہے کہ جس کو نسخ نہیں کہہ سکتے۔ اس نسخ کا کوئی یہ معنی نہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ کو اوّل میں نہ معلوم ہوا بعد میں پھر سمجھا جیسا کہ پادری الزام لگاتے ہیں یہ احکام جن کو ہم منسوخ کہہ آئے ہیں موقوف تھے یعنی ان کا حکم ایک وقت تک تھا اور جب مصلحت مقتضی ہوئی تو یہ حکم دور کر دیا اور کیوں نہ ہو احکام مصلحت پرمبنی ہیں اور مصالح بدلتے رہتے ہیں اور اگر پادری صاحب اب بھی نہ سمجھیں گے اور پھر وہی سخن پروری کریں گے تو تورات و اناجیل میں بہت سے احکام منسوخ ہیں ہم اُن کا حوالہ دیں گے۔

⊛...... اوّل بضرورت بہن بھائی کا نکاح عہد آدمؑ میں درست تھا بلکہ سارہ علیہا السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی علاتی بہن تھی جیسا کہ تورات سفر تکوین کے باب میں مصرح ہے حالانکہ یہ حکم حضرت موسیٰ کے عہد میں منسوخ ہو گیا جیسا کہ سفر احبار [32] کے باب ۱۸ میں اس نکاح کا حرام اور بمنزلہ زنا کے ہونا مذکور ہے۔

⊛...... دوم۔ نوح علیہ السلام اور اُن کی اولاد کے لئے تمام جانور جو زمین پر چلتے ہیں حلال تھے جیسا کہ سفر تکوین [33] میں مذکور ہے پر حضرت موسیٰ کی شریعت میں بہت سے جانور حرام ہو گئے منجملہ اُن کے خنزیر ہے جیسا کہ سفر احبار کے ۱۱ باب میں مذکور ہے۔

⊛...... سوم حضرت یعقوبؑ کے عہد میں دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا درست تھا چنانچہ خود حضرت یعقوبؑ کے نکاح میں دو بہنیں تھیں ایک لیا دوسری راخیل جو دونوں اُن کے ماموں کی بیٹیاں تھیں جیسا کہ سفر تکوین کے ۲۹ باب میں مذکور ہے۔

⊛...... چہارم حضرت موسیٰ کی شریعت میں بہت سے جانور حرام تھے جیسا کہ سفر احبار میں تصریح ہے ان سب کو پولوس نے یک لخت حلال کر دیا جیسا کہ اُس کے اُس خط کے پہلے باب میں تصریح ہے کہ جو اُس نے طیطاوس [34] کو لکھا تھا (کہ پاک لوگوں کے لیے سب چیزیں پاک ہیں۔)

⊛...... پنجم احکام احیاء بالخصوص تعظیم سبت واجب اور اُس کو ابدی کہا ہے اور نہایت تاکید فرمائی ہے کہ جو اس روز کام کرے قتل کیا جائے چنانچہ سفر تکوین کے ۲ باب [35] اور سفر خروج کے ۲۰ باب [36] میں تصریح

---

[32] ۹:۱۸ [33] پیدائش: ۹باب ۳-۲

[34] ۱۵:۱ [35] پیدائش ۲:۳

[36] ۱۱:۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور بہت جگہ تورات میں مذکور ہے لیکن اس حکم مؤکد کو پولوس نے بالکل رد کر دیا چنانچہ اُس کے اُن خطوط میں جو اُس نے اہل رومہ [47] اور طیطوس [48] کو لکھے ہیں اس کی تصریح ہے اور سب عیسائی اس کے فتوی پر چلتے ہیں۔

⊛…… ششم ختنہ کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ایک حکم ابدی تھا چنانچہ تورات سفر احبار [49] میں اس کی تاکید ہے اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی ختنہ کیا گیا تھا جیسا کہ انجیل لوقا کے باب [50] میں مذکور ہے لیکن پولوس نے اس حکم کو نہایت سختی سے رد کیا چنانچہ اُس کے اُس خط میں جو اہل افلاطیہ کو لکھا ہے اس کے باب ۵، [51] میں مذکور ہے

⊛…… ہفتم سب حواریوں نے مشورہ کر کے تورات کے جمیع احکام کو منسوخ کر دیا فقط چار حکموں کو باقی رکھا ذبیحہ صنم۔ دم۔ مخنوق۔ زنا۔ چنانچہ اعمال حواریوں کے ۱۵ باب [52] میں مذکور ہے پھر چند روز کے بعد پولوس نے اُن میں سے فقط حرمت زنا کو باقی رکھا اور سب کو منسوخ کر دیا جیسا کہ گزرا پھر جب زنا پر بھی کوئی سزا معین نہ رکھی تو گویا اس کو بھی حلال کر دیا۔ اب اس سے زیادہ کیا نسخ ہوگا؟

⊛…… ہشتم انجیل متی [53] ۱۸ باب میں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے حواریوں کو حکم دیا تھا کہ سامریوں کی بستی میں نہ جانا اور یوحنا کے ۴ باب [54] میں ہے کہ سامریوں کی بستی میں گئے اور دو روز مہمان رہے۔

⊛…… نہم حضرت مسیح نے فرمایا کہ کچھ اسباب سفر ساتھ نہ لو [55] اور پھر حکم دیا کہ اسباب سفر ساتھ لو۔ [56]

⊛…… دہم تمام عہد نامہ موسوی کو کمزور اور بے فائدہ کہہ کر پولوس نے لغو کر دیا کہ (پرانا حکم اس لئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اٹھ گیا۔ [57]

⊛…… یازدہم شریعت پر عمل کرنے والے کو پولوس ملعون کہتا ہے چنانچہ نامہ اہل افلاطیہ کے باب ۳ [58] میں مذکور ہے بلکہ اسی مقام پر حضرت مسیح کو بھی اپنے بدلہ میں ملعون لکھا ہے العیاذ باللہ دوازدہم ان کے پیر و مرشد لوتھر کی یہ تعلیم ہے کہ خوب دلیری سے گناہ کرو اور ایک دن میں ہزار دفعہ حرامکاری اور خون کرو مگر ایمان رکھو تمہارے لئے ایسی نجات پکی ہے کہ جس طرح مسیح کے لئے مرآۃ الصدق

[47] رومیوں ۱۴:۱۴
[48] ۱۲:۴
[49] گلتیوں ۲ تا ۱۲
[50] ۲۱:۲۰
[51] لوقا ۹ باب ۱ تا ۶
[52] عبرانیوں کا ۷ باب ۱۸:۷
[53] ۵:۱۰
[54] ۴:۴۰
[55] ۹ تا ۱
[56] لوقا باب ۲۲ : ۳۵ تا ۳۶
[57] ۱۳:۴
[58] گلتیوں ۱۳:۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصنفہ پادری بیڈلی صاحب مطبوعہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۳۴) اب نسخ میں کونسی حجت باقی ہے تم سے زیادہ بھی کوئی نسخ کا قائل ہے اگر یہی تحلیل ہے تو پھر نسخ کیا چیز ہے؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا﴾ [59]

اس آیت کے ظاہری معنی پر لحاظ کر کے اکثر مفسرین نے یہ کہا ہے کہ نسخ قرآن کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ حکم منسوخ اور تلاوت باقی ہو جیسا کہ وہ پانچ آیتیں کہ جن کا ہم ابھی ذکر کر آئے ہیں دوم یہ کہ تلاوت منسوخ اور حکم باقی ہو جیسا کہ یہ آیت:

((اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ))

ان کا حکم باقی ہے مگر آنحضرت ﷺ ہی نے ان کو مجموعہ قرآن سے بحکم الٰہی جدا کر دیا تھا۔ سوم یہ کہ حکم اور قراءت دونوں منسوخ ہوں جیسا کہ سورہ براءت کا اوائل کہ جس کو نُنْسِهَا کا مصداق کہنا چاہیے مگر یہ بھی حضرت ہی کے روبرو ہوا۔ اس سے کسی طرح کی قرآن میں تحریف نہیں ثابت ہوتی ہاں اگر بعد میں آپ کے یہ ہوتا تو تحریف و تبدیل کہہ سکتے تھے اور کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کسی طرح کا بھی نسخ نہیں پایا جاتا نہ نسخ محض احکام کیونکہ جن آیات مذکورہ کے احکام کو تم منسوخ کہتے ہو وہ حقیقۃً منسوخ نہیں کیونکہ وہ پانچوں حکم مشروع اور جہت سے تھے اور اب اٹھ جو گئے تو اور جہت سے نہ نسخ تلاوت کیونکہ جن آیات کو آپ منسوخ التلاوۃ کہتے ہیں ان کا جزء قرآن ہونا کسی وقت یقینی کسی طور پر ثابت نہیں ہوا بلکہ اصل حال یہ ہے کہ بعض صحابہ نے یہ کلمات اثناء تلاوت میں آنحضرت ؐ سے سنے تھے جن کو آپ نے بطور تفسیر کے پڑھا تھا پھر جب خود انہیں لوگوں نے ان کلمات کو نہ حفاظ کی لوح حافظہ پر پایا نہ آنحضرت نے ان کو کاتبین سے لکھوایا تو بقرینہ آیت ﴿مَا نَنْسَخْ﴾ ان کو منسوخ التلاوۃ سمجھ گئے اور بعض روایات تو اس بارہ میں بالکل غلط اور بے اصل ہیں۔ جب یہ دونوں احتمال نہیں تو مجموعہ مرکب ان سے کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتا دوسری بحث اس مقام پر اور ہے وہ یہ کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں بھی تناسخ واقع ہوتا ہے یا نہیں؟ جمہور کہتے ہیں واقع ہوتا ہے اور اس کی دو قسم ہیں:

اوّل ((نَسْخُ الْكِتَابِ بِالسُّنَّةِ)) جیسا کہ یہ آیت ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ......﴾ [60] حدیث عائشہؓ سے منسوخ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو خبر دی ہے کہ خدا نے ان کو جس قدر عورتیں چاہیں مباح کر دیں۔ "رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالنَّسَائِيُّ وَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ اَقُوْلُ فِيْهِ

[59] البقرۃ:۱۰۶

[60] الاحزاب:۵۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَظَرٌ" کس لئے کہ اس آیت کی ناسخ اس سے پہلی آیت ہے۔

(دوم) نَسْخُ السُّنَّةِ بِالْكِتَابِ جیسا کہ بیت المقدس کی طرف نماز میں منہ کرنا سنت سے ثابت تھا جس کو قرآن کی اس آیت نے منسوخ کر دیا ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾[1] اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا اس امر میں بھی علماء کا اختلاف ہے حضرت امام شافعی وغیرہ محققین اس کے بھی منکر ہیں اور اس کو باعث طعن مخالفین سمجھتے ہیں مگر ہمارے نزدیک طعن کی کوئی بات نہیں کس لئے کہ نسخ ایک حکم مبہم المدت کی مدت کو بیان کر دینا ہے یعنی خدا تعالیٰ نے بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو ایک حکم دیا اور اس کی کوئی مدت بیان نہ کی پس ایک زمانہ تک اُس پر عمل ہوتا رہا پھر بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو بیان کر دیا کہ اس کی یہاں تک مدت تھی اس میں عقلاً ونقلاً کوئی قباحت نہیں لازم آتی پس جس طرح تورات نے بعض احکام سابقہ کو بنظر مصلحت موقوف (منسوخ) کر دیا اور حضرت مسیح نے اور ان کے حواریوں نے تو تمام شریعت موسویہ ہی کو (عیسائیوں کے بقول) منسوخ کیا معطل کر دیا اس طرح قرآن مجید نے تورات وانجیل کے بعض احکام کو موقوف کر دیا ہے۔[2]

قرآن مجید تقریباً تئیس برس کے عرصے میں نازل ہوا اس دوران کئی ایک آیات اور احکام ناسخ و منسوخ کے مرحلے سے گزرے، کئی ایک احکامات کی آیات ابتدا میں قرآن مجید میں موجود تھیں پھر ان کی جگہ نئی آیات کے ذریعے نئے احکام نے لے لی اور پہلی آیات منسوخ کر دی گئیں۔ قرآن مجید کی کچھ آیات کے منسوخ ہو جانے کا تذکرہ خود قرآن میں موجود ہے(*)۔ مشرکین مکہ اور آج کے مستشرقین ہر دو نے احکام و آیات کی اس تبدیلی کو قرآن مجید کا نقص قرار دیا اور اسے اس بات کی دلیل قرار دیا کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ یہ بھی عام کتابوں کی طرح ایک انسانی تصنیف ہی ہے۔ اور اس پر قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ کے عمل کو وہ اس انداز سے مسخ کر کے پیش کرتے ہیں کہ گویا یہ بھی تحریف قرآن ہے۔ وہ نسخ آیات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کی بجائے حضور ﷺ کا ذاتی فعل قرار دیتے ہیں کہ آپ جس آیت یا حکم کو چاہتے قرآن میں شامل کر لیتے جسے چاہتے نکال دیتے اس طرح ان کے بقول قرآن مجید کا بہت سا حصہ ضائع ہو چکا ہے۔ (حالانکہ قرآن ان کے عقائد باطلہ کی بارہا تردید کرتا ہے، جن کی تفصیل ہم لکھ چکے ہیں)۔

چنانچہ بہت سے مستشرقین نے اس موضوع کو اپنی تحقیقات کی بنیاد قرار دیا۔ ان لوگوں میں خاص طور پر آرتھر جفری (Aerhur Jeffery) اور جان برٹن (John Burton) قابل ذکر ہیں۔ ان لوگوں نے ان

---

[1] البقرۃ:۱۴۴

[2] حقانی مقدمہ ص:۹۲،۹۳

(*) البقرۃ:۱۰۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایات کو خوب اچھالا ہے جن میں ناسخ و منسوخ کا تذکرہ ملتا ہے مثلاً

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں نے پورے کا پورا قرآن مجید پا لیا بلکہ وہ کہے کہ مجھے جس قدر قرآن ملا میں نے پا لیا۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان کہ سورۃ الاحزاب سورۃ البقرۃ جتنی تھی۔

۳۔ سورۃ التوبہ، سورۃ البقرۃ جتنی تھی۔

۴۔ قرآن مجید میں کچھ لوگوں کے نام موجود تھے جو اب موجود نہیں ہیں۔ [۲۳]

ان جیسی اور بھی روایات موجود ہیں جنہیں مستشرقین نے من مانے انداز میں پیش کرتے ہوئے، قرآن مجید میں تحریف و تغیرات ہو جانا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ [۲۴]

نسخ کے بارے میں اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ قرآن و سنت دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اگر قرآن حدیث کو منسوخ کرے یا حدیث قرآن کو منسوخ کرے تو بات ایک ہی ہے کیونکہ دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔

اختلاف مصاحف:

مستشرقین نے قرآن مجید کی صحت پر جو اعتراضات کئے ہیں ان میں سے ایک قسم ایسے اعتراضات پر مشتمل ہے جو "اختلاف مصاحف" کی بنیاد پر کئے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ قرآن مجید کا متن کبھی بھی متعین نہیں کیا جا سکا "اختلاف مصاحف" کی بنیاد پر انہوں نے مندرجہ ذیل موقف اختیار کیا ہے:

۱۔ عہد نبوی میں قرآن مجید کا کوئی باقاعدہ نسخہ موجود نہیں تھا لوگ اپنے اپنے ذاتی مصاحف سے تلاوت کیا کرتے تھے۔

۲۔ عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوشش کے باوجود سب لوگ ایک نسخے پر جمع نہ ہوئے بلکہ ذاتی مصاحف زیر تلاوت رہے۔

۳۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اگرچہ ایک نسخہ سرکاری طور پر رائج کرنے کا حکم صادر کر دیا تھا تاہم پتہ چلتا ہے کہ اس کاروائی کے بعد بھی کئی ایک مصاحف موجود رہے۔ [۲۵]

حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کا ایک ہی نسخہ سرکاری طور پر ساری مملکت میں رائج فرما دیا تھا، اس واقعے سے مستشرقین متضاد قسم کے فیصلے اور نتائج اخذ کرتے ہیں ایک طرف تو وہ کہتے ہیں کہ

(I) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کا ایک بڑا حصہ جلا ڈالا۔ اصل قرآن مجید تو وہ اس مواد پر مشتمل تھا جسے جلا ڈالا گیا۔ گویا یوں قرآن مجید کا لامحدود اور نامعلوم حصہ ضائع ہو چکا ہے لہٰذا موجودہ قرآن

---

[۲۳] بحوالہ سیوطی، اوّل، دوم ۲۴

[۲۴] دیکھئے الاتقان ج دوم نوع ۴۷، جلال الدین علامہ السیوطی

[۲۵] Bell, I, 30,37,40-43

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادھورا ہے۔[۶۶] دوسری طرف وہ کہتے ہیں کہ "احراق مصاحف" کی کاروائی مکمل طور پر نہیں ہو پائی اور عہد عثمانؓ کے بعد بھی کئی ایک مصاحف موجود رہے۔ ان مصاحف کی موجودگی میں قرآن مجید کے موجودہ متن کو کس طرح حتمی حیثیت دی جاسکتی ہے۔[۶۷]

آرتھر جفری نے ابن ابی داؤد کی "کتاب المصاحف" کی مدد سے ان مصاحف کے بارے میں معلومات اکٹھی کر کے ان کے خصائص بیان کرنے کی کوشش کی ہے جو جمع قرآن کے بعد بھی موجود ہے۔ بعض کو تو حضرت عثمانؓ نے ضائع کروا دیا اور بعض زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ مفقود ہو گئے۔[۶۸]

اس سلسلہ میں ڈاکٹر منگانا (Dr. Mangana) نے تو ایک کتاب لکھ ڈالی ہے جس کا نام "Leaves From Three Ancient Korans" ہے۔ اس کتاب میں منگانا نے ایک عورت (Anges Smith Levis) سے حاصل کردہ قرآنی اوراق کو اکٹھا کر کے قرآن مجید میں تحریف اور اختلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان اوراق کے بارے میں مذکورہ محقق کا خیال ہے کہ یہ اوراق عہد عثمانؓ سے پہلے کے ہیں اور یہ جلانے کی کاروائی سے بچ گئے تھے۔[۶۹] لیکن اس نے اپنے اس دعویٰ کی کوئی ایک دلیل بھی نہیں دی۔

اختلاف مصاحف کے ضمن میں مستشرقین نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منسوب ان بیانات کو خوب اچھالنے کی کوشش کی ہے جو ان کی اس وقت کی گفتگو پر مشتمل ہیں جب حضرت عثمانؓ کی طرف سے اپنا ذاتی مصحف جلا ڈالنے کو کہا گیا۔ روایات میں یہ بات موجود ہے کہ اس موقع پر حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تھا کہ میں اپنا مصحف نہیں جلاؤں گا کیونکہ یہ اس کے مطابق ہے جو میں نے حضور اکرم ﷺ سے حاصل کیا تھا۔ ان کے بارے میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے بھی کہا تھا کہ وہ بھی اپنے مصاحف چھپا لیں اور جلنے نہ دیں۔ انہوں نے اپنے ذاتی مصحف کو جلنے سے چھپا لیا تھا۔[۷۰]

حضرت ابن مسعودؓ کے بارے میں یہ روایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ پر اپنی فوقیت ظاہر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

"میں نے جب ستر سورتیں حضور ﷺ سے سیکھ لی تھیں اس وقت زید بن ثابتؓ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔(*)

---

۶۶ ایضاً: ۳۴
۶۷ Jeffery M,8
۶۸ ایضاً
۶۹ (Magena, V-VII Preface)
۷۰ عسقلانی، فتح الباری، ج ۹، ا، احمد 35/XVIII
(*) ایضاً: 16/IX

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبعہ احرف:

((إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ)) [1]

وقال السیوطی: "وَرَدَ حَدِيْثُ نُزُوْلِ الْقُرْآنِ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ مِنْ رِوَايَةِ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ، وَ أَنَسٍ، وَ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ"...... [2]

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو "متواتر" کا نام دیا ہے، یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے جس کا متن کچھ یوں ہے:

((إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَقْرَأَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ)) [3]

بخاری میں یہ واقعہ نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورہ الفرقان دوسرے حرف پر پڑھتے سنا تو آپ ﷺ کے سامنے اس کی شکایت کی تو آپ نے اسے درست قرار دیا۔

مستشرقین کی اہداف میں "اختلاف قراءت" اور "سبعہ احرف" بھی شامل ہیں۔ قرآن مجید کو ایک سے زیادہ طریقوں سے پڑھنے کی جو اجازت اللہ تعالیٰ نے دی تھی۔ اسے قرآن کے متن کے اختلافات پر محمول کیا گیا۔ سبعہ احرف کی تاویل مستشرقین نے یوں کی ہے۔ کہ عہد نبوی میں ہی قرآن مجید کے پڑھنے میں اختلاف پایا جاتا تھا اور کہتے ہیں کہ جب اس ابتدائی دور میں قرآن مجید کے متن پر اتفاق نہ تھا تو آج ہم کس طرح قرآن کے متن کے حتمی تعین کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔ اس کی مثال یوں دیتے ہیں کہ ہشام بن حکیمؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان قرآن کے پڑھنے میں عہد نبوی میں ہی اختلاف تھا اور حضور ﷺ نے سیاسی مصلحت کی بنا پر دونوں کو درست قرار دے دیا تھا۔

لوگ مختلف طریقوں سے ہی قرآن مجید پڑھتے رہے حتیٰ کہ عہد عثمانؓ بھی گزر گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کا ۶/۷ حصہ ضائع کر دیا۔ [4]

آرتھر جیفری کہتا ہے کہ عہد نبویؐ، عہد صدیق اکبرؓ اور پھر عہد عثمانؓ بھی گزر گیا لیکن ان مصاحف کی موجودگی میں اور سبعہ قراءت کی وجہ سے لوگوں میں متن قرآن مجید میں اختلافات موجود رہے۔ ان

---

[1] بخاری، ج: ۶، ص: ۸۲۳

[2] سیوطی، ج: ۱، ص: ۴۶

[3] بخاری، ۲، ص: ۷۸۴

[4] Bell,I,47,Jefferry M,8

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلافات کا کوئی شمار ہی نہ تھا۔ حضرت عثمانؓ نے یہ اختلافات کم کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں ختم کرنا ان کے بس میں نہیں تھا۔ آرتھر جیفری بڑے اعتماد کے ساتھ سبعہ احرف اور اختلاف مصاحف کو خوب اچھال کر انہیں غلط معانی پہناتے ہوئے متن قرآن مجید کے اختلافات بیان کرتا ہے۔[۵۵]

سبعہ احرف کے حوالے سے مستشرقین کا اعتراض یہ بھی ہے کہ مسلمان آج تک یہ بات ہی طے نہیں کر سکے کہ "سبعہ احرف" سے کیا مراد ہے؟ کسی نے سات قراءتیں مراد لی ہیں تو کسی نے کہا ہے کہ اس سے مراد قبائل کے مختلف لہجے ہیں۔[۵۶]

اسی طرح ہی "سبعہ" سے مراد سات کا معین عدد ہے یا اس کا معنی یہ ہے کہ "بہت سارے حروف" اس سلسلے میں مستشرقین کے بقول مسلمان ابھی تک فیصلہ نہیں کر پائے۔ مستشرقین کا رجحان یہی ہے کہ سات سے مراد "لاتعداد" ہے چنانچہ وہ عملاً اس کو خوب اچھالتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن مجید کے لاتعداد متون کو خود مسلمان (احادیث نبویہ کی رو سے) تسلیم کرتے ہیں۔[۵۷] غرض سبعہ احرف کی آڑ میں مستشرقین سرگرداں ہیں کہ ثابت کر دکھائیں کہ قرآن مجید کا کوئی متعین متن کبھی بھی موجود نہیں رہا۔

تاریخ تدوین قرآن کو مشکوک بنانا:

حفاظت قرآن مجید کو مشکوک بناتے وقت مستشرقین کی حکمت عملی کا پہلا قدم یہ ہے کہ قرآن مجید عہد نبوی میں لکھا ہوا موجود نہ تھا۔ آرتھر جیفری، رچرڈ بل، ہرشفیلڈ، گولڈ زیہر، غرض تمام مستشرقین اپنے گمان کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس سلسلے میں قیاس آرائیاں کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے تمام دلائل ان کی قیاس آرائیاں صرف حقائق کو توڑ موڑ کے پیش کرنے سے آگے نہیں بڑھتیں۔ اس قسم کی ایک مثال آرتھر جیفری کا یہ خیال ہے کہ مسلمانوں نے قرآن مجید کے متن کی تحقیق اور تعین کی کوشش کی ہی نہیں کی وہ ایک طویل عرصے تک اس مسئلے کی اہمیت سے بے نیاز اور لاپرواہ رہے حتیٰ کہ ایک لمبا عرصہ گزرنے کے بعد نہ تو ممکن رہ سکا کہ قرآن کا متن متعین کیا جا سکے اور نہ ہی اپنوں نے اس کی زیادہ فکر کی۔

یہ نقطہ نگاہ آرتھر جیفری نے اپنی کتاب[۵۸] میں بیان کیا ہے۔ رچرڈ بل اور آرتھر جیفری کا اصل زور بیان اس پر صرف ہوا ہے کہ قرآن مجید عہد نبوی میں منضبط تحریری متن کے ساتھ موجود نہ تھا بلکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا

۵۵ ایضاً
۵۶ Bell,I, 40
۵۷ ایضاً
۵۸ "Material For Study of the History of the Preface & Text of the Quran" صفحہ: ۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نسخہ بھی اصل متن کے تعین کی طرف ایک کوشش تھی۔ ورنہ اس دور کے بعد بھی لوگوں کے پاس مختلف مصاحف رہتے جو (ان کے نزدیک) اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی متفقہ متن موجود نہ تھا۔ رچرڈ بیل کہتا ہے کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والے نسخے کی کوئی متفقہ حیثیت ہوتی تو اسے سرکاری تحویل میں ہونا چاہیے تھا نہ کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس[49] حضرت عثمانؓ نے جو نسخہ تیار کروایا اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ایک سیاسی مقصد کے تحت خواہ مخواہ لا مقصد نسخہ تیار کروایا گیا۔ اس میں حضرت عثمانؓ نے اپنی مرضی کے آدمیوں کو "تدوین قرآن کمیٹی" کا ممبر بنا دیا اور یوں اپنی خواہش اور پسند کے مطابق نسخہ تیار کروالیا۔[50]

بعض مستشرقین تو اس حد تک چلے گئے ہیں کہ حجاج بن یوسف وہ پہلا شخص ہے جس نے قرآن مجید کا متن متعین کیا اس سے قبل اس کا تعین نہیں تھا[51] آرتھر جفری نے اپنی کتاب کے آغاز میں اس سے ملتا جلتا موقف اختیار کرتے ہوئے کہا کہ وہ شخص جس نے سب سے پہلے قرآن مجید کے متن کے تعین کا کام کیا وہ ابن مجاہد ہے[52] چونکہ حجاج بن یوسف کے ساتھ لاتعداد ایسے واقعات منسوب ہیں جن سے اس کی سفاکیت کا پتہ چلتا ہے اس طرح متن قرآن مجید کے عظیم الشان کام کا سہرا بھی اسی کے سر باندھا۔ یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ کام کس قدر غیر معتبر انسان کے ہاتھوں انجام پایا۔

الجواب:

اوّل: اس ساری بحث نے یہ واضح کر دیا ہے کہ مستشرقین نے اپنے مذہبی و سیاسی عزائم کو پروان چڑھانے کی وجہ سے اسلام، رسول اکرم ﷺ اور قرآن مجید پر خود ساختہ بے بنیاد تحقیقات کی ہیں ان کے محرکات کے مقاصد مشترک ہی ہیں اور ان کے طرز استدلال میں جزئی قسم کا فرق موجود ہے۔ لیکن ان کے دلائل کا حاصل و مدعا ایک ہی ہے قرآن مجید کے حوالے سے ان کی تمام کاوشوں کا نقطہ اور نتیجہ یہ ہے کہ

(i) قرآن مجید کلام الٰہی نہیں بلکہ حضور ﷺ کا کلام ہے۔

(ii) قرآن مجید کا وہ متن جو ابتدا میں تھا، اب وہ تو موجود نہیں اور نہ ہی اس کا حاصل کیا جانا ممکن ہے۔

حقیقت پسندانہ پہلو سے دیکھا جائے تو مستشرقین اور مشرکین مکہ کے موقف میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں ہے۔ ان کے اس نقطہ نگاہ کے پس منظر میں ایک بہت بڑا مقصد کارفرما ہے کہ قرآن پاک کو انسانی کلام

[49] ایضاً ۳۸،۳۳

[50] Hirschfeld,35

[51] (Bell I-43)

[52] (Jeffery, I)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرار دے کر اسے عام انسانی تصنیف کے مقام پر لا کھڑا کیا جائے۔ اس طرح پھر قرآن مجید کے تمام امتیازات ختم ہو جائیں گے۔

چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے تمام حربے اختیار کئے ہیں اور تمام دلائل و شواہد کو بالائے طاق رکھ دیا۔ مگر مستشرقین نے ایک پہلو سے مشرکین مکہ کو پیچھے چھوڑ دیا مثلاً مشرکین کو بھی یہ کہنے کی جرات نہ ہوئی تھی کہ وہ قرآن مجید کے صوتی اور دیگر معجزانہ پہلوؤں پر کوئی اعتراض کرتے بلکہ ان کا طرز عمل تو ظاہر کرتا تھا کہ وہ قرآن مجید کے صوتی و معنوی اعجاز کے سامنے ہتھیار ڈال چکے ہیں لیکن عہد حاضر میں مستشرقین نے اس کے تمام معجزانہ پہلوؤں کا نہ صرف انکار کیا بلکہ اس کے نقائص کی بزعم خود نشاندہی کی ہے۔ ہم نے مستشرقین ان کے تمام نظریات کے بارے میں واضح کر دیا ہے کہ اس قسم کے تمام اعتراضات دراصل ان کے تعصب کا شاخسانہ ہیں۔ جبکہ حقائق ان کے موقف کی تائید کی بجائے تردید کرتے ہیں۔ اگر ہم اُن کے موقف کو ایک فقرے میں سمونا چاہیں تو وہ کچھ یوں بنتا ہے کہ

"قرآن مجید مکمل طور پر لکھا ہی نہیں گیا اور جتنا لکھا گیا تھا وہ بھی بہت حد تک ضائع ہو چکا ہے"

اگر ان کفار کے تمام اعتراضات کا عقلی اور نقلی جائزہ لیا جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مستشرقین کے تمام تر اعتراضات اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تعصب سے لبریز ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے تحقیق کے مسلمہ اصولوں کی پرواہ کئے بغیر حقائق کو توڑ موڑ کر کافرانہ پہلے سے طے شدہ مقاصد کے حق میں انہیں استعمال کیا ہے۔ اُنھوں نے قرآن مجید کے متن کی صحت پر جو اعتراضات کئے ہیں وہ کسی حد تک قرآن اور مسلمانوں کے باہمی تعلق کو نہ سمجھنے اور درست اندازہ ہونے کی بنا پر بھی ہو سکتے ہیں مثلاً دنیا میں تورات یا انجیل کا کوئی بھی حافظ موجود نہیں ہے اور نہ کبھی موجود رہا ہے۔ وہ اس بات سے ہی ناآشنا ہیں۔ تحفیظ قرآن مجید حفاظت و صداقت قرآن کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہو سکتا ہے۔

اور ایک بات یہ بھی ہے کہ مستشرقین نے تورات و انجیل پر قرآن مجید کو بھی قیاس کر لیا کہ جس طرح یہ تورات و انجیل کتابیں سابقہ تیار کی گئیں اسی طرح وہ سمجھے کہ قرآن کا متن بھی معرض وجود میں آیا ہو گا۔ حالانکہ یہاں تو پہلے دن سے ہی لوگ اسے حفظ کرنے لگے اس کی کتابت حضور ﷺ کی زیر نگرانی کروائی گئی جو متن آپؐ نے دیا اور جسے قرآن مجید کا نام دیا گیا وہ اوّل دن سے ہی موجود ہے اس کی تلاش و جستجو کی ہرگز ضرورت نہ تھی اور نہ ہی اسے تلاش کیا گیا۔ لہٰذا ان کے دلائل ظنی اور تخیلاتی ہیں۔ علم یقین اور اعتماد کا ہر جگہ فقدان دکھائی دیتا ہے۔ ولیم میور (W. Muir) یا منٹگمری واٹ (M.Watt) ہرشفیلڈ (Hirchefeld)،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رچرڈ بل (Richard Bell) کا ہر دور اور ہر جگہ پر یہی ظن وتخمین ہی نظر آتا ہے۔ وہ واقعات کو اصل تاریخی سیاق وسباق میں پیش کرنے کی بجائے ہر واقعے کو اپنے مخصوص نظریہ اور مخصوص مقاصد کے ثبوت کے لئے ایک مخصوص تناظر اور ماحول پیدا کر کے پیش کرتے ہیں۔ اپنی مرضی کے مطابق نتائج اخذ کرتے ہیں، انہیں اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ حقائق کو کس طرح مسل رہے ہیں اور مسخ کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا مستشرقین کے علاوہ تمام اہل مغرب جو الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ بالعموم اس طرح کے ہوتے ہیں۔

May be, Might be, May Have, Might Have, Perhaps , In my Opinion۔ ظاہر ہے ایک طرف مسلمہ حقائق ہوں اور دوسری طرف اس طرح کے قیاسات، تو عقل سلیم بھی یہی کہتی ہے کہ مسلمات کے مقابلے میں ان قیاسات اور بے اعتمادی پر مبنی الفاظ کی کوئی وقعت نہیں ہونی چاہیے۔ اس بحث کو زیر بحث لاتے ہوئے اس کی طرف نشاندہی کی گئی ہے کہ مستشرقین نے جن مآخذ کی بنیاد پر قرآن مجید پر اعتراضات کئے ہیں وہ ناقابل اعتبار ہیں۔ مسلمانوں کے ہاں تو ہر مضمون کی کتب کی درجہ بندی موجود ہے۔ راویوں کے درجات موجود ہیں۔ روایت ودرایت کے اصولوں کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے۔ لیکن مستشرقین معتبر ذرائع سے آنکھیں بند کئے رکھتے ہیں۔ کتب حدیث کا چوتھا طبقہ ان کا پسندیدہ ماخذ ہے۔ حالانکہ اس درجہ کی کتب حدیث سے اخذ روایت میں مسلمان محققین نہایت احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ جبکہ مستشرقین قرآن پاک کے محفوظ ہونے کے بارے میں پائی جانے والی ثقہ اور معتبر کتب کی صحیح احادیث وروایات کو ماننے سے گریز کرتے ہیں لیکن واقدی کی روایت کو ہر قدم پر پیش کرتے ہیں۔

دلائل وشواہد کی روشنی میں یہ بات بھی واضح کر دی گئی ہے کہ مستشرقین نے مسلمانوں اور قرآن مجید کے خلاف دلائل پیش کرتے ہوئے جن عبارات واقتباسات کا سہارا لیا ہے وہ سیاق وسباق سے ہٹا کر پیش کئے گئے ہیں مثلاً مستشرقین میں سے ہر شخص اس بات کا ذکر کرتا ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی الاتقان میں روایت نقل کرتے ہیں کہ

"حضور ﷺ کی وفات ہوگئی حالانکہ قرآن مجید لکھا نہیں گیا تھا"

لیکن یہ لوگ اسی باب میں موجود ان روایات سے صرف نظر کر لیتے ہیں جن میں ان اصحاب کے ناموں کا ذکر ہے جنہوں نے عہد نبویؐ میں قرآن مجید لکھا بھی تھا اور حفظ بھی کیا تھا۔ اسی طرح وہ یہ روایات تو بیان کرتے ہیں کہ "سورۃ الاحزاب سورۃ البقرۃ جتنی تھی" اور "کئی سورتیں پہلے مکمل قرآن مجید میں موجود تھیں جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب موجود نہیں ہیں" اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں نے پورا قرآن مجید پا لیا بلکہ وہ یہ کہے کہ مجھے سے جس قدر مل سکا میں نے پا لیا" لیکن اس کے ساتھ وہ نہیں بتاتے کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے ان روایات کا ذکر اس باب میں کیا ہے جس میں انہوں نے ایسی آیات کا ذکر کیا ہے جن کا حکم اور تلاوت اب دونوں منسوخ ہو چکے ہیں گویا یہ حصہ اب قرآن میں ہی نہیں۔(*)

"سبعہ احرف" کے باب میں مستشرقین کا یہ موقف ہرگز درست نہیں کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کا ۶/۷ حصہ ضائع کر دیا تھا۔ جو کچھ قرآن مجید تھا اس کا ایک حرف بھی ضائع نہیں ہوا۔ آپؓ نے جو کچھ قرآن مجید میں شامل نہیں کیا وہ دراصل قرآن مجید کے الفاظ نہ تھے بلکہ وہ اس طرح کے الفاظ تھے جنہیں اختلاف رسم الخط کہا جاتا ہے جن سے قرآن مجید کی تلاوت کی اجازت حضور ﷺ نے بعض جگہوں پر ضرورت کے تحت وقتی طور پر دی تھی۔ اور یہ کہ آپ کا معجزہ تھا کہ آپؐ اُن کے لہجوں میں بات کرتے تھے کیونکہ "سبعہ قراءت" نازل شدہ تھی آپ کا اُمی ہونا اس بات پر دلیل ہے کہ جب آپ اُن کے لہجوں میں کلام کرتے تھے۔ اس سے اُنہیں خوشی ہوتی تھی حضرت علیؓ کے بیان کے مطابق جب آپ مختلف قبائل کے لوگوں سے اُن کے لہجوں میں بات کرتے تھے تو ہمیں یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ کا جنم پل اُنہیں لوگوں میں ہوا ہے حالانکہ آپ کبھی اُن علاقوں میں نہ گئے تھے۔ اور آپؐ کے بعد گویا کوئی بھی اس قابل نہ تھا کہ اختلاف لہجات کو سمجھ سکے۔ اس کی وضاحت "اصول تفسیر" کے باب میں کر دی گئی ہے۔ حضرت عثمانؓ نے "سبعہ قراءت" پر پابندی نہیں لگائی بلکہ آپؓ نے یہ حکم نامہ جاری فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت صرف اسی قرات کے مطابق جائز ہے جس کی اجازت انہوں نے (حضور ﷺ نے) خود اللہ تعالیٰ کے حکم سے دی تھی اور اس کی اجازت ثابت شدہ تھی اور آپؓ خود بھی اس قرات میں تلاوت فرماتے تھے۔ آج بھی سبعہ قراءت میں قرآن پڑھا جاتا ہے اور "مجمع الملك فهد" اس رسم الخط میں مصحف شائع کرتا ہے جو کہ حرمین میں موجود رہتے ہیں۔

قرآن کی صداقت سے متعلق ایک مستشرق محقق کا اعتراف:

یہاں میں ایک مشہور مستشرق V.Gordenchild جس نے اپنی کتاب "What Happended in History" میں قرآن کے متعلق کچھ صاف باتیں لکھی ہیں کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی سچائی اور کیا ہو سکتی ہے کہ دشمن جس کا اعتراف خود اپنے منہ سے کرے "مشک آن باشد کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" مصنف نے اپنے دائرہ تحقیق کو مشرق وسطیٰ تک محدود رکھا ہے لیکن اس میں مشرق کے تقریباً تمام مذاہب

(*) [illegible]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وممالک کا ذکر آ گیا ہے، مذاہب کے تذکرہ میں جہاں یہودیت وصیانیت کے متعلق بحث کی گئی ہے وہاں اس کتاب میں اسلام اور اس کی اثرات کا ذکر بھی آ گیا ہے۔ چنانچہ مضمون کے تعارفی حصہ میں مصنف نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

"بہت سے لوگ اسلام کو مذہب (Religion) کی حیثیت سے جانتے ہیں لیکن بہت کم لوگ ایں جنہوں نے "تحریک" کے نقطہ نظر سے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ مختصر سے مختصر الفاظ میں اس مفہوم کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ اسلام دُنیا کے تمام مذاہب میں نرالا ہے۔ وہ ایک تاریخ بھی ہے اور زبردست تحریک بھی۔ اس میں سیاست بھی ہے اور اجتماعیت بھی۔ اسلام کا سنگ بنیاد قرآن، نفسیات کی پہلی کتاب بھی ہے۔ اور روحانیت کی آخری کتاب بھی۔ وہ دین و دنیا کا ایک ایسا مرکب ہے جو درحقیقت دُنیا کے تمام مذاہب سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

قرآنی تعلیمات عقلی اور بُرہانی ہیں:

قرآن کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات ماننی پڑے گی کہ اس کا "مصنف" اسلام کے عقیدہ کے برخلاف اگر کسی انسان ہی کو مان لیا جائے تو وہ اپنے زمانہ ہی کا نہیں بلکہ بہت سے زمانوں کا ایک زبردست معلم ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن کا وہ "مصنف" ایک برہانی اور عقلی دماغ کا "انسان" ہے۔ وہ اپنے ہر مضمون میں اس بات کی احتیاط کرتا ہے کہ کوئی دعویٰ بلا دلیل نہ ہو۔ وہ بار بار عقل کے اعتماد پر زور دیتا ہے۔ عقل سے کام نہ لینے والوں کو حیوان ٹھہراتا ہے اور عقل ہی کو کسوٹی بتاتا ہے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ انسان وہم پرستیوں سے دور رہے اور خرافات کا کوئی شائبہ اپنے خیالات میں نہ آنے دے۔ اس کا انداز فکر اس علم سے ملتا ہے جو کائنات پر غور کرتا ہے اور اس سے نتائج اخذ کرتا ہے۔ قرآن کی یہ خوبی پہلے تو انسان کو حیرت میں ڈالتی ہے۔ پھر اسے اپنی طرف کھینچتی ہے اور آخر میں اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے۔ مصنف لکھتا ہے:

"مورخین کو یہ بات سمجھنے میں بہت زیادہ تکلف سے کام لینا پڑا ہے کہ عرب کے وحشی انسانوں نے بغداد اور قرطبہ (اسپین) میں علوم وفنون کی بنیاد کس طرح ڈالی؟ عربوں کے علمی ذوق کے محرکات کیا تھے؟ کسی نے کوئی وجہ بیان کی کسی نے اسے اتفاق کہہ کر اپنا فرض ادا کر دیا اور کسی نے یونانی علوم کو اس کا محرک بتایا۔ حالانکہ یونانی علوم کی طرف رغبت وہی قوم کر سکتی ہے جس میں پہلے سے عقلی علوم کا ذوق پیدا ہو چکا ہو۔ لیکن اگر یہ مورخ قرآن سے بھی واقف ہوتے تو اس قدر دُور از کار اسباب تلاش کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ وجہ صاف ہے کہ قرآن نے عقل کی افادیت پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زور دیا ہے اور اسلام نے نہ صرف یہ کہ عقل کا مخالف نہیں ہے بلکہ عقل کا زبردست مؤید ہے اب بات بالکل صاف ہے کہ جس قوم کا مذہب عقلی اور برہانی ہو وہ سائنس اور علوم کی مخالف نہیں ہو گی بلکہ مذہبی حیثیت سے سائنس کی سرپرستی کرنا اس کا فرض ہو گا۔ اگر قرآن عقل کی افادیت کا قائل نہ ہوتا تو مسلمان بھی علوم کی سرپرستی کبھی قبول نہ کرتے اور اسپین کی راہ سے سائنس کی شمع یورپ میں کبھی روشن نہ ہوتی" قرآن نے بت پرستی کی تردید اور مذمت کر کے آرٹ کی آدھی عمارت کو مسمار کر دیا۔ کیونکہ آرٹ کا بہت بڑا حصہ قدیم زمانہ کے بتوں اور تصویروں کی ایک شرم ناک یادگار ہے اور ان جنسی تعلقات کی یاد دہانی کرتا ہے جن پر جمالیات کا خول چڑھا ہوا ہے۔ قرآن حسنِ فطرت کا آئینہ تو ہے نقش کاری کا معلم نہیں ہے۔ ہماری سوسائٹی میں آج کل فنون لطیفہ کی بڑی قدر ہے لیکن وقت آئے گا کہ آرٹ کی برائیاں ظاہر ہوں گی اور قرآن کے مصنف کی پیش بینی ایک حقیقت بن کر سامنے آئے گی۔"

قرآن کی سیاست پر مصنف نے طویل بحث کی ہے اور آخر میں لکھا ہے:

"قرآن کو دوسری مذہبی کتب پر یہ تفوق حاصل ہے کہ اس میں سیاست اور اصول حکمرانی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ ان اصولوں میں اس قدر زور اور طاقت ہے کہ پڑھنے والا فوراً متاثر ہو جاتا ہے۔ قرآن نے سیاست میں ذرا کمزوری نہیں دکھائی۔ سیاست کے ہر جزو میں وہی زور اور تاثیر ہے جو اس کا فطری تقاضا ہے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قرآن نے خوف خدا، اخلاق، خدمت خلق اور تصور آخرت سے سیاست کو بیگانہ نہیں رکھا اور یہی وہ چیز ہے جس سے موجودہ عہد کی سیاست محروم ہے اور اس محرومی نے دو بڑی جنگوں کا تماشہ دکھایا ہے۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ یورپ نے معاہدے، یورپ کی دفاعی تدابیر، یورپ کا سیاسی اتحاد اور بین الاقوامی پارلیمنٹ یا حکومت کی تجویز اور دوسری تمام تدابیر ناکام اور بے سود رہیں گے۔ اگر اس کی بنیادوں میں خدا کے تصور اور اخلاقی قدروں کو جگہ نہ دی گئی۔ جہاں عالمی امن کے لئے بہت سے نسخے آزمائے گئے ہیں وہاں مذہب کا یہ نسخہ بھی آزما کر دیکھ لینا چاہیے۔ اگر اس کے لئے کوئی تیار ہو تو میں مشورہ دوں گا کہ وہ اس سلسلہ میں قرآن کو ہرگز نظر انداز نہ کرے کیونکہ اس منزل کی رہنمائی اس کتاب سے بہتر کوئی اور کتاب انجام نہیں دے سکتی"

مصنف کا یہ فیصلہ بھی سننے کے قابل ہے:

"افسوس کہ اسلام کی مثالی اسٹیٹ کے قیام کے لئے صدیوں سے کسی نے کوشش نہیں کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصر، ترکی، افغانستان، ایران وغیرہ مسلم حکومتوں کو اس اسٹیٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے جس کا نمونہ تیسری صدی پہلے (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) نے قائم کیا تھا۔ قرآنی اسٹیٹ اور مسلم اسٹیٹ میں فرق نہ کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک سیاسی طاقت کا سوال ہے وہ خود یورپ کے لئے تباہ کن ثابت ہوئی ہے۔ ایسی طاقت سے وہ کمزوری اچھی جو ہیروشیما اور ناگاساکی کی بربادی پر ماتم سرا ہو اور جو طاقت پر...... دو آنسو بہائے۔" [۸۳]

محقق کا بغض صاف دکھائی دیتا ہے کہ وہ بار بار "قرآن کا مصنف" کی تکرار کرتا ہے جس سے صاف صاف ظاہر کرنا مقصود ہے کہ قرآن مجید (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ کی تصنیف ہے، اللہ کی طرف سے نازل شدہ نہیں۔

⊛⊛⊛⊛⊛⊛

---

۸۳ (What Happened is History (Introductory pages by V.Cordonchild) تمدنی منازل بحوالہ حافظ محمود اختر بحث قرآن مجید پر مستشرقین کے اعتراضات کا جائزہ ص ۳۳۲-۳۳۳، ۱۹۹۰ء مقالہ برائے پی ایچ ڈی (مع تصرف و اضافہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل پنجم

تورات و انجیل کی اسلام میں حیثیت

﴿ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَا أُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾[1]

''اور (اے نبی) وہ آپ کو کس طرح ثالث بنائیں حالانکہ اُن کے پاس تو خود تورات ہے کہ جس میں اللہ کا حکم ہے پھر وہ اُس کے بعد بھی پھر جاتے ہیں اور (سرے سے) وہ ایمانداری نہیں۔''

اس جگہ خدا تعالیٰ نبی ﷺ سے یہود کے آنحضرتؐ کے پاس جھگڑا لانے اور فیصلہ پر راضی ہونے پر تعجب ظاہر فرماتا ہے کہ یہ لوگ باوجود یہ کہ توریت کے معتقد ہیں اور اُس میں احکام الٰہی ہیں اور اُس کو خاص اللہ نے نازل کیا تھا جس پر انبیاء اور مشائخ وعلماء چلتے تھے مگر اُس کے حکم سے اعراض کر کے اُمّی نبی آپ کو حکم بناتا کہ جس کے منکر ہیں کمال تعجب کی بات ہے یعنی ان کے قلوب ایسے خراب ہو گئے ہیں کہ جس کتاب کو برحق سمجھتے ہیں اُس کے احکام پر نہ چلنے کے لئے اُس کو چھوڑ کر مخالف کے پاس جاتے ہیں پس جن کی اپنی کتاب توریت کی نسبت یہ حالت ہو تو اس قوم کا نبی عربی کے مقابلہ میں حق سے چشم پوشی کرنے میں کیا کچھ حال ہوگا؟

﴿وَمَا أُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ﴾ میں اس طرف اشارہ ہے کہ دراصل ان کا توریت پر ایمان ہی نہیں اس کے بعد توریت کی مدح فرماتا ہے کہ جس کے وہ دراصل منکر ہیں۔(۱)﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ﴾[2] کہ توریت کو ہم نے نازل کیا ہے وہ کسی شخص کی تصنیف کردہ کتاب نہیں بلکہ منزل من اللہ ہے جو خاص حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے:﴿ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ ……اَیِ التَّوْرٰةَ ﴾[3] اور بہت جگہ ایسا ہی آیا ہے:(۲)﴿فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ……﴾ سے مراد احکام وشرائع اور نور سے مراد توحید وتنزیہ باری تعالیٰ اور نبوت اور معاد کا بیان (۳) ﴿يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ﴾ کہ موسیٰ کی بعد سے لے کر حضرت عیسیٰ ؑ تک جس قدر انبیاء آئے ہیں احکام وشرائع میں سب کے سب توریت پر چلتے

[1] المائدۃ:۴۳

[2] المائدۃ:۴۴

[3] البقرۃ:۸۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ان کے لئے کوئی جداگانہ شریعت نہ دی گئی تھی گویا وہ سب دین موسوی کے مجدد تھے پھر انبیاء کی صفت میں ﴿الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا﴾ کا جملہ لانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ تمہاری طرح منحرف نہ تھے بلکہ مطیع تھے اور یہ بھی کہ وہ یہود و نصاریٰ نہ تھے بلکہ مسلمان جس سے یہ بات پیدا ہوئی کہ تمام انبیاء بجز چند احکام کے سب متفق اور ملقب اسلام تھے۔

﴿لِلَّذِيْنَ هَادُوْا﴾ کا "لام" ﴿يَحْكُمُ﴾ سے متعلق مانا جاوے گا تو یہ معنی ہوں گے کہ انبیاء احکام توریت پر چلنے کا یہود کو حکم دیتے تھے احبار حبر بالکسر کی جمع ہے ابوعبیدہ کہتے ہیں جو فتح الحاء ہے اور تحبر بمعنی تحسین سے مشتق ہے۔ چونکہ علم بڑی زینت ہے اس لئے یہود میں حبر کہتے ہیں ربانی لوگ بقول مجتہدین کے ہوتے تھے اور احبار بقول عام علماء کے۔ یا ربانیین درویش۔ احبار علماء ﴿بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾ یہ احبار کا صلہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کا ہے کے عالم تھے یعنی اس چیز کے جو کتاب اللہ یعنی توریت میں سے حافظ کئے گئے تھے۔ یا یحکم سے متعلق کیا جاوے کہ جو کچھ ان کو توریت میں سے یاد کرایا گیا تھا اس کا حکم دیتے تھے یعنی صرف انبیاء ہی توریت پر یہود کو چلنے کا حکم دیتے آئے ہیں بلکہ ان کے بعد مشائخ اور علماء بھی اسی پر چلاتے تھے۔ بعد میں جو یہود نے توریت میں تحریف کرنی شروع کی تھی غالباً اس کے دو سبب تھے ایک خوف حکام کہ اگر ان کے برخلاف یہ احکام بیان کریں گے تو ہم کو ایذا دیں گے اللہ تعالیٰ اس کے دو جواب فرماتا ہے:

﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ﴾ کہ "لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ خاص مجھ سے ڈرو" کیونکہ نافع وضار میں ہوں دوسرا سبب طمع تھا کہ لوگوں کی خواہش کے موافق کم زیادہ کرکے حکم دیتے تھے تاکہ لوگ ان کو کچھ دیا کریں اس کے جواب میں فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ کہ دنیا چند روزہ اور بہت بے حقیقت ہے اس کے لئے میری امانت میں خیانت نہ کرو اس کے بعد بطور تہدید کے فرماتا ہے ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ﴾ کہ جو بدبخت خدا کی نازل کی ہوئی کتاب پر حکم نہ دے وہ کافر ہے۔ عکرمہ کہتے ہیں خلاف ماانزل اللہ حکم کرنے جو کافر ہوتا ہے تو اس صورت میں کہ دل سے بھی اس کا منکر ہو ورنہ دل میں حق جانتے اور زبان سے حق کہنے پر جو کوئی خلاف کتاب اور کسی دنیاوی غرض سے فیصلہ کرے گا کافر نہ ہوگا بلکہ فاسق۔ یہاں سے وہ انگریزی نوکریاں جنہیں خلاف قرآن حکم دیا جاتا ہے ممنوع و حرام بھی گئیں بلکہ جو قرآن کے مقابلہ میں ایکٹ کو دل سے پسند کرکے حکم دے گا تو بموجب آیت مذکورہ کافر ہو جاوے گا۔ لارڈ ولیم میور نے اپنی کتاب شہادت قرآنی میں اس آیت کے جملہ ﴿وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ﴾ اور اسی قسم کی دیگر آیات سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو توریت کی مدح میں وارد ہیں یا توریت پر عمل کرنے سے اہل کتاب پر الزام ہے یہ بات ثابت کی ہے کہ آج کل جو اہل کتاب کے پاس توریت ہے وہی اصلی توریت بلا تغیر موجود ہے اور نیز اُن کے ایک قدیم مرید نے جو در پردہ ان ہی کے حامی مذہب ہیں (سر سید احمد خان) صحیح بخاری اور فوز الکبیر سے یحرفون کی تفسیر میں تحریف معنوی مراد لینا نقل کر کے اس بات پر زور دیا کہ یہ تورات بلا تحریف ہے وہی اصلی توریت ہے اور نیز اس کی سند میں بعض اقوال بے تک بھی نقل کر کے اس توریت کے ایک جملہ کے منکر کو بھی خواہ وہ مخالف قرآن ہی کیوں نہ ہو کافر بتلایا ہے مگر یہ سب دھوکا ہے اولاً تو یوں کہ التوراۃ سے مراد مجازاً یہ مجموعہ ہے کہ جس میں اصلی توریت کے بھی بیشتر مضامین موجود ہیں باعتبار تسمیۃ الکل باسم الجزء کیونکہ مدعی بھی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ اس مجموعہ پر لفظ توریت مجازاً اطلاق ہوا ہے کس لئے کہ اصلی توریت انٹیوکس و بخت نصر وغیرہ کے حوادث میں تلف ہو گئی۔ یہ مجموعہ تاریخ و مسائل بعد میں مشائخ ہونے جمع کیا ہے علاوہ اس کے وہ توریت تو وہ ہے کہ جو خاص حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور مجموعہ میں سینکڑوں مضامین وہ ہیں کہ جو بعد موت موسیٰ کے درج کیے گئے۔ ؎

انجیل کی اسلام میں حیثیت:

(جب توریت کی ایسی حالت اور یہود کی ایسی نوبت تھی تو اُن کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل شریف دے کر بھیجا اس لئے فرماتا ہے:

﴿ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ...... ﴾ عیسیٰ علیہ السلام کی مدح میں ﴿ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ ﴾ فرمایا کہ وہ اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتے تھے۔ اس مقام پر اہل کتاب کہتے ہیں کہ گو توریت کا مقام حوادث مذکورہ میں کچھ ٹھیک نہیں رہا تھا مگر جبکہ مسیح نے اس کی شہادت دی تو توریت گمشدہ پائی گئی میں کہتا ہوں کہ کسی سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے توریت کو ہاتھ میں لے کر یہ کہا ہو کہ یہ وہی اصلی توریت ہے بلا تغیر جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی کسی موقعہ پر اس کی بعض آیات سے استدلال کرنا یا توریت کو منجانب اللہ کہنا اور اس کی مدح فرمانا سو ایسا حضرت عیسیٰ نے ضرور کیا ہوگا مگر اس سے اس مجموعہ کا اصلی اور بلا کم و بیش توریت موسیٰ ہونا لازم نہیں آتا۔ اور کسی شے کی تصدیق کرنا یہ نہیں چاہتا کہ اس چیز کا وجود خارج میں بھی موجود ہو بلکہ وجود ذہنی کافی ہے مثلاً آج جو ہم موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کریں تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ موسیٰ علیہ السلام شام میں موجود بھی ہوں مگر مسیح کے بعد جو

؎ تفسیر حقانی ج: ۵ ص: ۳۲-۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حوادث قیاصرہ روم کی طرف سے پڑے ان میں تلف ہو جانے کے بعد پھر موجود ہونے کی کوئی دلیل نہیں اور ﴿وَاٰتَیْنٰـہُ الْاِنْجِیْلَ﴾ اس میں صاف بیان ہے کہ انجیل وہ کتاب آسمانی ہے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی جس میں یہ پانچ وصف تھے۔

﴿فِیْہِ ھُدًی وَّ نُوْرٌ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ التَّوْرٰىۃِ وَ ھُدًی وَّ مَوْعِظَۃً﴾

کہ اس میں ہدایت، نور، تصدیق اور نصیحت تھی اور اسی انجیل پر اہل اسلام کا ایمان ہے۔

پس یہ جو اج چار شخصوں کی تاریخیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد لوگوں نے اُن کے حالات میں لکھیں جن کو انجیل متی، انجیل مرقس، انجیل یوحنا اور انجیل لوقا کہتے ہیں حضرت مسیح علیہ السلام کی وہ انجیل نہیں کہ جو اُن پر نازل ہوئی تھی کیونکہ یہ کتابیں حضرت مسیح کے روبرو بھی نہیں لکھی گئیں بلکہ بہت زمانہ بعد علاوہ اس کے خود عیسائیوں کے فرقوں میں بہت سے مختلف انجیلیں کہ جن کی تعداد سو سے زائد ہے اس بات پر صریح دلیل ہے کہ ہر شخص اپنی تصنیف کو انجیل کہا کرتا تھا حضرت مسیح کی انجیل اگر اُن کے پاس سے حوادث قیاصرہ میں گم نہ ہو جاتی تو ان تصانیف کی بنام نہاد انجیل کچھ ضرورت نہ پڑتی۔

خود ان چاروں کتابوں کی بھی تسلیم اور عدم تسلیم میں باہم بہت کچھ اختلاف رہا ہے کیونکہ پہلی صدیوں ہی میں جعلی انجیلوں کی تصانیف کا بازار گرم تھا اس لئے عیسائیوں کا پولوس مقدس اس بات کی بہت کچھ شکایت کرتا ہے کہ لوگوں نے خداوند کی انجیل کو پلٹ دیا وہ اپنی ایک اور انجیل بتاتا ہے اور اُس کے سوا اور انجیلوں کے سننے والے پر لعنت کرتا ہے۔[1] پھر ان چاروں انجیلوں میں بھی جو کچھ تحریفات اور کمی اور بیشیاں ہیں اُن کا بھی خود عیسائی علماء کو اقرار ہے پادری فنڈر کریساخ وغیرہ کے حوالہ سے ہزاروں سہوا اور اغلاط کا اہتمام مباحثہ دینی اکبرآباد میں مذکر ہے پس جب ان کا یہ حال ہے تو پولوس وغیرہ حواریوں کے خطوط تو کسی طرح بھی علماء اسلام کے عقیدہ کے بموجب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل نہیں ہو سکتے۔

واضح ہو کہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں عرب کے بعض قبائل عیسائی نہ تھے جیسا کہ یمن میں اور نجران میں بنی حارث اور یمامہ میں بنی حنیفہ اور جیسہ میں بنی طے اور تغلب وغیرہ قومیں مگر ان سب کے پاس فرقہ یلسکیون اور ایپلوں اور سُریانی اور مصری اور ارمنی عیسائیوں کی اناجیل تھیں یہ اناجیل اُن کی تو کسی طرح سے قرآن میں تصدیق نہیں کرتا کیونکہ اسی زمانہ میں ایبونی اور مان کیز وغیرہ فرقے تھے جن کو یہ فرقہ پراٹسٹنٹ جو سولہویں صدی عیسوی میں پیدا ہوا خود بدعتی اور گمراہ بتلاتا ہے۔

---

[1] گلتیوں: ۱:۶،۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ﴾[۴] یعنی جو دلائل تمہاری کتابوں میں آنحضرت کی نبوت پر دال ہیں تم ان کے مطابق حکم دو ورنہ تمہارے دعویٰ کے موجب تم فاسق ہو' کافر اور فاسق اور ظالم تین وصف خدا کے حکم پر عمل نہ کرنے والے کے باعتبار حقوق اللہ و حقوق العباد فرمائے۔[۷]

تورات و انجیل کو قائم کرنے کا مطلب:

چونکہ توریت کی بربادی کے بعد خدا تعالیٰ نے انجیل نازل کی تھی اسی طرح انجیل کے معدوم ہو جانے اور حضرت مسیح کے دین میں افراط و تفریط ہونے کے سبب قرآن مجید نازل کیا جس میں خدا تعالیٰ نے تمام کتب سابقہ کے مضامین و مطالب ہدایت افزا کو جمع کر دیا اس لئے فرماتا ہے: ﴿أَنْزَلْنَا ......﴾[۵] قرآن توریت و انجیل کی اس بات میں تصدیق کرتا ہے کہ وہ برحق اور منزل اللہ تھیں اور اُن کے عمدہ مضامین قرآن میں ہیں اس لئے اُن کا مہیمن یعنی محافظ ہے کیونکہ جب وہ مضامین قرآن میں آئے تو اب اُن میں کسی طرح کی تبدیل و تحریف ممکن نہیں۔

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا ......﴾ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ﴾[۸] اگر یہ آسمانی کتابوں پر عمل کرتے تو اُن پر برکتوں کے دروازے کھل جاتے اور اپنے اوپر اور نیچے سے کھاتے یعنی ہر طرف اور ہر طرح سے ان پر رزق میں وسعت اور کشائش ہو جاتی۔ یا اوپر سے کھانا آسمانی بارش سے آمدنی یا درختوں کے پھل مُراد اور نیچے سے کھانے سے یا زمین کی پیداوار نباتات یا زمین کی اور آمدنی مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ توریت کو یہود نے ایسا چھوڑا کہ عالم سے ہی معدوم کر دیا اسی طرح اپنی اپنی تصانیف کے لئے انجیل شریف کو کھو دیا یہ کلام بالذات تو اُسی زمانہ کے لوگوں سے ہے اُنہوں نے توریت و انجیل کی موجودگی میں اُن پر عمل نہ کیا اور جیسا آنحضرت کے عہد کے یہود و نصاریٰ سے جیسا کہ اول سورہ میں ﴿وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ﴾[۱۰] وغیرہ میں اُن کے خاندان کی لحاظ کا اُن پر ہونا ظاہر کیا ہے اور اگر خصوصاً آنحضرت ﷺ کے عہد کے یہود و نصاریٰ سے خطاب ہو تو توریت و انجیل سے مُراد اُن کے احکام ہیں اور آنحضرت کے عہد میں گو توریت و انجیل اصلی موجود نہ تھی مگر اُن کے احکام تو اس فرضی توریت و انجیل میں بیشتر موجود تھے اس لئے وہ بھی عمل نہ کرنے سے موردِ الزام ہوئے۔

---

۴ المائدہ: ۴۷ — ۷ تفسیر حقانی ج: ۲ ص: ۳۸-۳۹
۵ المائدہ: ۴۸ — ۸ المائدہ: ۶۶-۶۵
۱۰ البقرۃ: ۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں سے آنحضرت کے عہد میں توریت و انجیل اصلی کا موجود ہونا سمجھ لینا اور پھر اس سے آج کل کے فرضی مجموعہ کو وہی توریت و انجیل بتانا محض کم فہمی ہے اور دھوکہ ہے۔[1]

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ ......﴾[2] کہ جب تم توریت و انجیل اور خدا کے تمام نوشتوں پر نہ چلو گے فلاح و سعادت کا منہ نہ دیکھو گے۔ یہ مقدمہ مسلم ہے۔ رہا ان کتابوں پر چلنا سو وہ ان کی تحریفات و تخریبات کی وجہ سے بجز قرآن مجید کے کہ جو اُن کتابوں کا محافظ و مُہَیْمِن ہے یعنی سچا خلاصہ مع ترمیم الٰہی ممکن نہیں سو بغیر قرآن و نبی ﷺ راہ ہدایت بھی ممکن نہیں مگر یہود و نصاریٰ اس بات کو کب ماننے والے تھے بلکہ سرکشی اور عناد کرنے والے ہیں اس لئے آپ کو تسلی دیتا ہے کہ پھر تم بھی کچھ اُن کی اس حالت پر رنج و افسوس نہ کرو۔[3]

ابطال اُلوہیت مسیحؑ:

یہ اعتقاد و حد درجہ کی تاریکی روح کا باعث تھا اس لئے اس کو لفظ کفر سے تعبیر کیا الوہیت مسیحؑ کو (لقد ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ عیسائیوں کے اکثر فریق خصوصاً کلیساء عرب بلکہ آج کل کے رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ حضرت مسیح علیہ السلام کو الہ یعنی خدا کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ دنیا کے گناہ معاف کرنے کے لئے حضرت مریمؑ کے پیٹ سے بشکل مسیحؑ ظہور کیا۔ جیسا کہ ہندوؤں کا اعتقاد اور تاروں کی نسبت ہے کہ ایشور یعنی خدا تعالیٰ شیر اور انسانوں کی صورت میں ظاہر ہوا۔

اس لغو اعتقاد کے ابطال پر دلائل کی ضرورت نہ سمجھ کر صرف مسیح علیہ السلام کے قول پر بس کیا کہ جس سے الوہیت کی نفی اور عبدیت کا ثبوت پایا جاتا ہے ﴿وَ قَالَ الْمَسِيْحُ ......﴾ کہ مسیح نے بنی اسرائیل سے کہا تھا اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا خدا ہے کیونکہ جو اُس کے سوا اور کو پوجے گا وہ مشرک ہوگا کہ جس پر جنت حرام اور جہنم اُس کا ٹھکانا ہے۔ انجیل مرقس[4] میں ہے۔ یسوع (مسیح) نے اُس سے جواب میں کہا کہ سب حکموں سے اول یہ ہے کہ اے اسرائیل سُن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے اور تو اپنے خداوند کو سارے دل و جان و عقل و قوت سے پیار کر (یعنی اُس کی خالصتاً عبادت کر۔ یہ مضمون اس جگہ پورا پایا گیا رہا انّی من یشرک باللہ دوسرے مواضع سے ثابت ہے اور ممکن ہے کہ ناقل انجیل نے یہ جملہ سہواً ترک کیا ہو اور یہ نقل کلام مسیح نہ ہو اور اس مطلب کے مؤید اور بھی جملے اناجیل موجود میں پائے جاتے ہیں جن

---

[1] تفسیر حقانی ج: ۲، ص: ۳۴۰
[2] المائدۃ: ۶۸
[3] تفسیر حقانی ج: ۳، ص: ۳۵
[4] مرقس: ۱۲/ ۲۹، ۳۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مسیح کا بندہ ہونا پایا جاتا ہے بلکہ خود اُن کا عبادت کرنا روزہ رکھنا ان اناجیل میں مذکور ہے۔ پس اگر خدا ہوتے تو عبادت کس کی کرتے اور اپنا خدا واحد کیوں بتلاتے بلکہ آپ خدائی کے مدعی ہوتے سو ایسا کہیں نہیں پس ثابت ہوا کہ یہ قول غلط ہے لوگوں نے افراطِ محبت سے پیدا کر لیا ہے عیسائیوں کا دوسرا عقیدہ بد تثلیث کا تھا اور اب بھی ہے کہ جس کو وہ موجب نجات سمجھتے ہیں اس کو بھی خدا نے بلفظ کفر تعبیر کیا۔

ابطالِ تثلیث:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ﴾ [۱۹] عیسائی (نہیں بلکہ پولوی) کہتے ہیں کہ جوہر واحد کے تین اقنوم (حصہ) ہیں اب ابن روح القدس۔ اور یہ تینوں مل کر ایک خدا ہوا۔ جیسا کہ آفتاب کا اطلاق قرص اور شعاع اور حرارت پر ہوتا ہے۔ اب سے مراد اللہ اور ابن سے کلمہ یعنی حضرت مسیح۔ اور روح سے حیات یا جبرئیل اور عرب کے عیسائی بجائے روح القدس کے تیسرا اقنوم حضرت مریم کو قرار دیا کرتے تھے۔ اس کو تثلیث کہتے ہیں اس سے خدا منع کرتا اور عذاب الیم کا خوف دلاتا ہے۔

اب اس خراب اور فاسد عقیدے کے بطلان پر چند دلائل قائم کرتا ہے:

(۱) ﴿وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّآ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ......﴾ یہ بات کہ خدا ایک ہے تمام انبیاء سابقین اور عقل اور خود مسیح کی شہادت سے ثابت ہے جو اناجیل مروجہ میں بھی اب تک پائی جاتی ہے اور تثلیث اس توحید کی صریح نقیض ہے پس اس کے بطلان میں اب کیا کلام باقی ہے۔ اس کے جواب میں بعض پادری بھی ان تینوں اقانیم کی صفات کہتے ہیں کبھی کبھی مراتب افعال و تفصیل قرار دیتے ہیں مگر ان کے وجود کو مستقل ماننے اور باہم علت و معلول قرار دینے نے سب توجیہات کو باطل کر رکھا ہے۔

(۲) ﴿مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ﴾ [۲۰] کہ اور رسولوں سے مسیح میں کوئی بات زائد نہ تھی پھر جب وہ خدا یا خدا ہی کا جزو نہیں یہ کیونکر ہو گئے؟ اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا خدا ہونے کی وجہ ہے تو آدمؑ بغیر باپ اور ماں کے پیدا ہوئے تھے اگر مردہ زندہ کرنا خدا ہونے کی وجہ ہے تو حضرت الیاس کا لڑکے کو زندہ کرنا اول کتاب السلاطین [۲۱] اور حضرت الیسع کے معجزات ۲ کتاب السلاطین [۲۲] میں بہت کچھ موجود ہیں اگر خدا کا بندہ کہلانا تو اس لفظ کا اطلاق اور بھی سینکڑوں پر بائبل میں ہوا ہے جیسا کہ انجیل متی

[۱۹] المائدہ:۷۳

[۲۰] المائدہ:۷۵

[۲۱] کتاب السلاطین-۱ ۱۷/۱۷ تا ۲۴

[۲۲] کتاب السلاطین ۲/۴ تا ۳۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب۶ و دیگر مقامات سے ثابت ہے مگر آسمانوں پر اُٹھایا جانا تو حنوخ کا کتاب پیدائش (*) میں اور الیاس کا کتاب السلاطین (**) میں۔ اور کوئی وجہ خصوصیت پائی نہیں جاتی۔

۳۔ ﴿وَ اُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ﴾ جس کی ماں ہوگی تو وہ ضرور حادث ہوگا۔ اور حادث نہ خدا ہے نہ خدا کا جز اور عیسیٰ علیہ السلام کی ماں مریم تھی دوم دونوں کا کھانا کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھوک اور پیاس کو دفع نہ کر سکتے تھے۔ کھانے کے محتاج تھے اور اللہ کسی کا محتاج نہیں اور یہ تاویل کچھ مفید نہیں کہ مسیح میں الوہیت اور انسانیت جمع تھی۔[1]

قیامت کے دن عیسیٰ سے سوال:

﴿اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ﴾[2] یہاں سے حضرت عیسیٰ کا حال شروع ہوتا ہے کہ قیامت کو ہم اُن سے یہ سوال کریں گے اور نعمتیں یاد دلا کر کہیں گے کہ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا بنا لینا اُس پر عیسیٰ علیہ السلام نہایت عاجزی سے اپنی برات بیان کریں گے اس ذکر سے غرض عیسائیوں کا خیال باطل غلط کرتا ہے کہ جو عیسیٰ کو خدا اور خدائی کا حصہ دار سمجھتے ہیں اور حضرت کے معاصر عیسائی مریم کو بھی خدا سمجھتے تھے عیسیٰ تو قیامت کے دن لرز کر یوں عذر کریں گے کہ میں نے اُن سے ایسی بات نہیں کہی نہ میں کہہ سکتا تھا تو قادر ہے خواہ معاف کرے خواہ عذاب دیوے ﴿اُذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ وَ عَلٰی وَالِدَتِکَ﴾ تک یہاں سے وہ جو کچھ عیسیٰ پر خدا نے احسان کیے تھے یاد دلائے جاتے ہیں اور اشارتاً یہ بات بتلائی جاتی ہے کہ اگر وہ خدا یا اس کے بیٹے ہوتے تو اُن کو ان احسانات کی حاجت کیا تھی غرض کس لطف سے ابتداء ولادت سے لے کر اُن کی موت تک کا حال جو عبودیت پر دال ہے" اذا اذا" کر کے گنا تا اور بتلاتا ہے کہ یہ سب باتیں جو اُن پر گزری ہیں اُن سے قیامت میں سوال کیا جاوے گا۔

(۱) ﴿اِذْ اَیَّدْتُّکَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ﴾ سب سے اول احسان ہے جو حضرت مسیح پر کیا تھا کہ روح القدس سے اُن کی تائید کی تھی جس سے وہ لڑکپن میں بھی کلام کرتے تھے کہ جس وقت عادتاً لڑکے نہیں بول سکتے ورنہ پھر تائید روح القدس کی اور کلام کرنے کی خصوصیت کیا ہے؟ روح سے مراد جبرئیل القدس ہے ذات باری جبرئیل کی تائید یہ تھی کہ یہ ہر وقت اپنی ملکیت کا اثر اُن کی بشریت پر ڈالتے رہتے تھے

(*) کتاب پیدائش: ۲۲/۵

(**) کتاب السلاطین، ۲/ ۱تا ۱۱

[1] تفسیر حقانی، ج: ۲، ص: ۲۸، ۲۷

[2] المائدۃ: ۱۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس سے اُن سے معجزات سرزد ہوتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ ارواح کے درجات متفاوت ہیں خداتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو پاک روح عطا کی تھی جس کے آثار ہمیشہ جسمانیت اور بہیمیت پر غالب رہتے تھے سو یہ تائید تھی لڑکپن میں کلام کرنا اور "اِنِّی عَبْدُاللّٰہِ" کہنا انجیل طفولیت میں ثابت ہے اور آج اُس کو مسلم الثبوت نہ کہنے سے اُس کے جمیع واقعات کی تکذیب نہیں ہو سکتی خصوصاً جبکہ انجیل یوحنا کے اخیر [21] میں تصریح ہے کہ مسیح نے جو کچھ کام کئے ہیں آج اگر وہ سب لکھے جاویں تو دنیا میں نہ سما سکیں۔ اور وکھلاً یعنی اخیر عمر میں قریب قیامت پھر آ کر کلام کریں گے۔

(۲) ﴿وَ اِذْ عَلَّمْتُکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰۃَ وَالْاِنْجِیْلَ﴾ کتاب کا بیان توریت و انجیل ہے سو حضرت عیسیٰ ان دونوں کتابوں کو اور حکمت الٰہیہ اسرار و رموز کو جانتے تھے جیسا کہ لوقا کی انجیل [22] سے ثابت ہے۔

(۳) ﴿وَ اِذْ تَخْلُقُ ......﴾ مٹی کے جانور بنا کے اُنہیں پھونکنا اور اُن کا زندہ ہو کر اُڑ جانا یہ معجزہ بھی آپ کا انجیل طفولیت میں موجود ہے۔

(۴) ﴿وَ تُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ﴾ اندھوں اور کوڑھیوں کا شفا دینا [23] بھی لوقا کے ۱۸-۱۷ باب میں [24] مذکور ہے۔

(۵) ﴿وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ﴾ مردہ کا زندہ کرنا بھی لوقا کی انجیل [25] میں مذکور ہے یہ آخر تینوں باتیں بڑے کام کی تھیں اس لئے سب میں باذنی کا لفظ بھی زیادہ کر دیا تاکہ یہ خیال رہے کہ یہ کام مسیح اپنی قدرت سے نہیں بلکہ خدا قادر کی قدرت اجازت و مدد سے کرتے تھے ان باتوں سے اُن کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھ لینا خلاف عقل ہے۔

(۶) ﴿وَ اِذْ کَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ﴾ خدا نے بنی اسرائیل یعنی یہود کے شر سے مسیح علیہ السلام کو محفوظ رکھا جبکہ مسیح نے اُن کو معجزات دکھائے اور اُنہوں نے جادو بتلایا اور قتل کا قصد کیا تو خدا نے ان کو محفوظ رکھا زندہ آسمان پر اُٹھا لیا یہودیوں کا درپے قتل ہونا اناجیل اربعہ میں بالوضاحت موجود ہے۔

(۷) ﴿وَ اِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ﴾ [26] جو لوگ حواریوں کی نبوت کے قائل ہیں وہ وحی سے وحی انبیاء مراد لیتے ہیں اور جو ان کو نبی نہیں کہتے تو بمعنی الہام یعنی اِلْقَآءٌ فِی الْقَلْبِ خدا نے حواریوں کے دل

---

[21] یوحنا ۲۱:۲۵ [22] لوقا ۲:۴۶، ۴۷
[23] لوقا ۱۷:۱۱ تا ۱۹ [24] لوقا ۱۸:۳۵ تا ۴۳
[25] لوقا ۸:۴۰ [26] المائدہ ۱۱۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے کی توفیق پیدا کی سو وہ ایمان لائے۔ جیسا کہ اناجیل سے ثابت ہے۔

(۸) ﴿وَ اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ﴾ [1] یہ اُس وقت کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ حضرت عیسیٰ نے دریا طبریاس کے پاس دعاء کی تو خدا نے پانچ روٹیوں اور دو تلی ہوئی مچھلیوں سے پانچ ہزار آدمیوں کو شکم سیر کر دیا یہ برکت دینا آسمان یعنی عالم غیب سے مائدہ نازل کرنا ہے جیسا کہ انجیل یوحنا [2] میں مذکور ہے باقی یہ حواریوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کو ان کتابوں میں نہ ہو مگر کوئی کہہ سکتا ہے کہ جو کچھ حضرت عیسیٰ اور حواریوں میں گفتگو ہوئی تھی وہ سب ان چاروں انجیلوں میں موجود ہے۔

بعض مفسریں کہتے ہیں کہ مائدہ کا نازل ہونا اس معجزہ مذکور کے علاوہ دوسرا واقعہ جو اناجیل اربعہ میں مذکور نہیں پھر اس کی کیفیت میں مختلف اقوال ہیں کہ یہ ایک ایسے محل کا قصہ ہے کہ جہاں حواریوں کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ تھا تب انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا اور ایسا کر سکتا ہے اس پر حضرت نے خفا ہو کر فرمایا کہ اگر تم کو ایمان ہے تو اللہ سے ڈرو پھر اُنہوں نے عرض کیا کہ محض اطمینان اور اپنے کھانے کے لئے یہ سوال ہے ورنہ اُس کی قدرت میں کچھ کلام نہیں تب حضرت عیسیٰ نے بھی دعا کی کہ الٰہی آسمان سے مائدہ نازل کر کہ ہمارے اول آخر کے لئے عید یعنی باعث خوشی ہو اور تیری طرف کی نشانی ہو خدا نے فرمایا میں مائدہ نازل کرتا ہوں مگر اس کے بعد جو ناشکری کرے گا اُس کو عذاب دوں گا جو جہان میں کسی کو نہ دوں گا اس پر آسمان سے سرخ دسترخوان کہ اُس کے اُوپر بھی ایک بدلی اور نیچے بھی ایک بدلی تھی نازل ہوا اس کو کھول کر دیکھا تو اُس میں تلی ہوئی مچھلی اور پانچ روٹیاں اور ترکاریاں رکھی ہوئی تھیں بعض کہتے ہیں کہ ہر قسم کی نعمتیں اس میں تھیں پھر بعض کہتے ہیں کہ یہ بات صرف ایک بار ہوئی بعض کہتے ہیں چالیس روز تک نازل ہوتا رہا ایک دن بیچ کر کے آتا تھا۔ پھر جب لوگوں نے سحر اور نظر بندی کی بدگمانی کی تو اُن کے سُور کے منہ ہو گئے تین روز کے بعد تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

ایسا ہونا ممکن ہے مگر یہ قصص نہ تو قرآن میں نہ نبی علیہ السلام سے ان کا کچھ ثبوت ہے مورخوں کے اقوال ہیں مگر حسن بصری اور مجاہد کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے ناشکری پر سخت عذاب آنے کی سُنی تو پھر درخواست نہ کی اس لئے مائدہ نازل نہ ہوا کیونکہ اگر ہوتا تو اُس کے نازل ہونے کا دن نصاریٰ میں عید کا دن ہو جاتا حالانکہ نہیں۔ قرآن سے بھی صرف دعا کرنا ثابت ہے۔

---

[1] المائدۃ: ۱۱۲، ۱۱۵

[2] یوحنا ۶: ۱۱ تا ۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

نقیر کے نزدیک مائدہ کا نازل ہونا پایا گیا جیسا کہ اُس کا پتہ انجیل یوحنا سے لگتا ہے۔ اور عیسائیوں کے پاس بے اندازہ دنیا کا جمع ہونا اسی کا ثمرہ ہے نیچری مفسر سر سید احمد خان نے ان معجزات کے مٹانے پر بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور جبکہ آیات قرآنیہ کی کوئی تاویل ہی نہ ہو سکی تو کہیں بے تک حلف کا جھگڑا لے بیٹھے کہیں یہ کہہ دیا کہ مفسرین کو یہود و نصاریٰ کی تقلید کی عادت ہے غرض بے تک ہذیان ہے جس کی بنیاد نہ کسی دلیل عقلی پر ہے نہ نقلی پر بلکہ صرف اس بات پر کہ معجزہ کا وجود ممکن نہیں۔

یہ وہ کلام [۳۹] ہے کہ جو عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے روز کیا جاوے گا جس پر وہ عاجزی سے کہیں گے کہ میں ہرگز ایسی بات نہیں کہہ سکتا تھا میں نے تو خاص تیری عبادت کرنے کا حکم دیا تھا اور اپنی زندگی بھر یہی کہتا رہا پھر میرے بعد کی تجھے خبر ہے۔ اب آپ کو اختیار ہے اگر عذاب کرے تو تیرے بندے ہیں اور معاف کرے تو تو بڑا حکیم زبردست ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ آج کے دن سچوں کا سچ کام آوے گا کہ اُن کے لئے روحانی اور جسمانی جاودانی بہشت ملے گی جس میں ہمیشہ رہیں گے اور نیز خدا اُن سے راضی وہ اُس سے راضی رہیں گے اور بڑی مراد اور سب باتوں کا مآل کار بھی یہی ہے۔ سورۃ کو بندوں کے عہد پورا کرانے سے شروع کیا تھا پھر جس کا تتمہ بیان احکام اور نصاریٰ کے عقائد باطلہ کا بطلان خصوصاً عیسائیوں کے اعتقاد تثلیث کا رد۔

سو یہ تمام باتیں اس سورۃ میں ذکر کی گئیں اور پھر آخر میں اس عالم ثانی اور حشر کا برپا ہونا اور انبیاء سے سوال کرنا اور صادقوں کا اپنے صدق کے بدلے میں سعادت ابدی پانا بیان کرنا گویا اس عہد نامہ بیان کرنا گویا اس عہد نامہ کا نتیجہ سامنے کر دینا ہے پھر سورۃ کو اور ﴿لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ ......﴾ کے ساتھ ختم کرنا یعنی خدا تعالیٰ کی کبریائی و عظمت پر سخن تمام کرنا کیا ہی لطف رکھتا اور اس اثناء میں اپنے چند وہ وصف بیان فرمائے جو تمام سورۃ کے مضامین کے لئے مہر ہیں کیونکہ ﴿لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ﴾ میں اُس کی ذات و صفات کاملہ کا ثبوت جس کے ضمن میں خالص تثلیث و ثنیہ کا رد اور ﴿عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ میں اور بھی مخالفین کے عقائد باطلہ کا کھول دیا۔ سبحان اللہ ان اسرار کا بیان کرنا طاقت بشریہ سے باہر ہے۔ ﴿وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ دَائِمًا﴾ [۴۰]

احبار و رُھبان کی حرکات کا ردّ:

اہل کتاب سے جنگ کرنا اور جزیہ یعنی رعیت بنا کر ٹیکس لینا فرمایا تھا [۴۱] اب ان کی وہ حرکات ناشائستہ

---

[۳۹] المائدۃ: ۱۲۰-۱۱۶ [۴۰] تفسیر حقانی، ج ۴، ص: ۶۳-۶۲

[۴۱] التوبۃ: ۲۹

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بیان فرماتا ہے [۲۲] جن کے سبب یہ حکم دیا گیا۔

اول یہود سے شروع کیا کہ اُنہوں نے عزیر علیہ السلام کو خدا کا فرزند کہا تھا۔ یہ سب یہود نے نہیں کہا تھا بلکہ ایک خاص فرقہ نے جو بقول بعض علماء یہود بنی قریظہ تھا اور پھر نصاریٰ کا حال بیان فرماتا ہے کہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا بجز بعض فریق کے نصاریٰ کے جملہ فرقوں کا آج تک یہی عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اُنہوں نے اپنے سے پہلے گمراہوں کی تقلید کی ہے وہ بھی اپنے معتقد علیہ بزرگوں کو بڑھاتے بڑھاتے خدا یا اُس کا بیٹا ہی بنا کر چھوڑتے تھے اُن پر اللہ کی مار کہاں بہکے جا رہے ہیں خلاف عقل و نقل بات پر اڑ رہے ہیں اُس کے سوا ان دونوں فرقوں نے ایک اور غضب ڈھا رکھا تھا وہ یہ کہ یہود نے اپنے احبار یعنی مولویوں کو اور نصاریٰ نے راہبوں اپنے درویشوں کو اور مسیح کو خدا بنا رکھا تھا [۲۳]۔

احبار و رہبان کو خدا بنانے کی صورت یہ تھی کہ خلاف عقل و خلاف توریت و انجیل جو کچھ فتویٰ دیتے تھے اُس کو خدا کے حکم کے برابر جانتے تھے روم کے پوپ خدائی کرتے تھے۔ یہود و نصاریٰ کے عالم اپنی کتابوں میں تحریف کرنے کے عادی تھے۔ [۲۴]

وہ لوگوں کو طرح طرح کے شبہات میں مبتلا کرتے تھے جیسا کہ آج کل مشنری کرتے ہیں اب مسلمانوں کو اُن کے فریب سے اُن میں ایک خباثت کا نشان بتلا کر مطلع فرماتا ہے کہ وہ مکار ان فریبوں سے مال مارتے اور اُس کو جمع کرتے ہیں اللہ کی راہ میں خود صرف کرنا نہیں جانتے جیسا کہ ہندوؤں کے برہمن اور پنڈت کرتے ہیں سو ایسے لالچیوں کی بات کا کیا اعتبار ہے ایسی مال سے قیامت میں تپا کر اُن کے منہ اور پیٹھ اور پہلو پر داغ دیئے جاویں گے۔ [۲۵]

رہبانیت بھی ان کو ملی تھی۔ [۲۶] جس کو اُنہوں نے از خود پیدا کیا تھا ہم نے اُن پر فرض نہ کی تھی لیکن اُن سے وہ جیسا چاہیے تھے نبھا نہ سکی پھر جو اُن میں سے پیغمبر آخر الزماں محمد ﷺ پر ایمان لائے اجر کے مستحق ہو گئے اور بہت تو اُن میں سے بدکار ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیرو لوگوں میں سے جو تارک الدنیا ہو جاتے تھے کسی گوشے میں عبادت کرتے نہ بیاہ شادی کرتے تھے نہ عمدہ لباس پہنتے تھے نہ عمدہ کھانا کھاتے تھے ان کا نام راہب ہوتا تھا جس کی جمع رہبان آتی ہے جس کے معنی درویش اور درویشی۔

---

[۲۲] التوبہ : ۳۰
[۲۳] التوبہ: ۳۰
[۲۴] التوبہ: ۳۵-۳۴)
[۲۵] تفسیر حقانی، ج ۳، ص: ۲۰۲-۲۰۳)
[۲۶] الحدید: ۲۷

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے راہبوں میں بہت سی بُری باتیں شرمناک پیدا ہو گئی تھیں جن کا ذکر مورخین نے بہت کچھ کیا ہے قرآن نے اپنے اخلاق کریمانہ سے اُن کا صراحۃً ذکر کرنا مناسب نہ جانا ﴿فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ ذکر کر دیا۔

رہبانیۃ فی الاسلام:

یہ مسئلہ جمہور علماء کے نزدیک مسلم ہے کہ مذہب اسلام میں رہبانیت نہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ دنیا ترک کر بیٹھنا نکاح نہ کرنا فقیری کا لباس اور قلندرانہ وضع اختیار نہ کرنا کس لئے کہ ان باتوں میں خدا نہیں ملتا اور نیز منشا الٰہی کے خلاف ہے۔ نبی ﷺ نے خود بھی متعدد نکاح کئے اور نکاح کرنے کی ترغیب دلائی۔ عمدہ لباس بھی پہنا' عمدہ کھانا بھی جب مل گیا تناول فرمایا۔ دُنیا کے سب کاروبار کرو۔ نوکری تجارت زراعت بال بچوں کی پرورش اقارب و ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ خدا دے تو اچھا کھاؤ پیئو پہنو مگر ہر کام میں اللہ کو نہ بھولو اس کے احکام کو ملحوظ خاطر رکھو۔

مگر نہ ایسا بھی کہ لذائذ و شہوات کے بندے بن جاؤ رات دن اسی دھندے میں پڑے رہو اور آزمائش و تجملات کے حاصل کرنے میں عمر گراں مایہ برباد کرو دین کو خیر باد کہہ بیٹھو نفس کو کھلا آزاد کرو کس لئے کہ گو اسلام میں رہبانیت تو نہیں مگر زہد ضرور محمود ہے اور بزرگان دین نے زہد و تقویٰ اختیار کیا ہے۔ زہد دنیا سے بے رغبتی کا نام ہے نہ بالتزام مباحات و لذائذ و طیبات کو حرام کر لینا...... ہاں زاہد کو ان چیزوں کی طرف چنداں التفات نہیں ہوتا نہ وہ ان کے طالب و جویاں ہوتے ہیں۔ اگر اتفاقاً میسر آ گئیں تو کچھ انکار بھی نہیں برخلاف راہب کے زاہد و راہب میں یہ فرق ہے اور بڑا فرق ہے۔

اس کے بعد عیسائیوں کی طرف خطاب کرتا ہے: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا﴾ [۲۲] کہ اے عیسیٰ پر ایمان لانے والو اتقوا اللہ۔ اللہ سے ڈرو نفسانیت و تعصب کو چھوڑو۔ ﴿وَءَامِنُوا بِرَسُولِهِۦ﴾ اور اُس کے رسول محمد ﷺ پر ایمان لاؤ خود عیسیٰ علیہ السلام نے آن حضرتؐ کے ظاہر ہونے کی بشارت دی ہے۔ ﴿يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِۦ﴾ تاکہ تم کو اپنے فضل سے دوہرا حصہ ثواب کا دے دونوں پیغمبروں پر ایمان لانے کے سبب جیسا کہ اگلی آیت میں بیان فرمایا تھا ﴿فَـَٔاتَيْنَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ﴾ [۲۳] کہ جو ان میں سے محمد ﷺ پر ایمان لے آئے اُن کو ہم نے ان کا اجر دیا یعنی دیں گے۔ یعنی کفل حصہ، دوہرا حصہ پانے سے

[۲۲] الحدید:۲۸

[۲۳] الحدید:۲۷ -

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ جو عیسائی ہو کر آں حضرت ﷺ پر ایمان لائے گا اُس کو دوہرا حصہ ملنے کے سبب سب سے زیادہ اجر ملے گا کس لئے کہ دوہرے ہونے سے زیادہ ملنا ثابت نہیں ہوتا فرض کرو کہ ایک چیز کے دس حصے کیے اور ایک شخص کو ان دس حصوں میں سے دوہرا حصہ ملا اور پھر اسی چیز کے تین حصے کر کے ایک شخص کو ایک حصہ دیا تو یہ ایک حصہ پانے والا اس دوہرے پانے والے سے کم نہیں رہا ﴿وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ﴾ [19] اور اس ایمان نبی آخر الزماںؑ سے تمہارے لئے ایک نور قائم کر دے گا جس کے سبب تم دنیا میں سیدھا رستہ چلو گے یا پل صراط پر چلو گے۔ یہ نور بغیر اس کے حاصل ہی نہیں ہوتا۔ ویغفر لکم اور تم کو بخش دے گا اور وہ غفور الرحیم ہے پچھلے گناہ اسلام لانے سے معاف ہو جاویں گے۔

اہل کتاب کو یہ گمان تھا کہ نبوت خاص ہمارے خاندان اسرائیلی کا حصہ ہے اخیر نبی کہ جس کی موسیٰ علیہ السلام نے خبر دی ہے وہ بھی ہمارے خاندان سے ہوگا۔ یہ عنایت خاندان بنی اسرائیل پر منحصر ہے۔ اس لئے اہل کتاب کو آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے کی تاکید اور ایمان کے ثمرات اور برکات بیان کر کے یہ فرماتا ہے: ﴿لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ [20] کہ یہ بیان ہم نے اس لئے کیا ہے کہ اہل کتاب جان لیویں کہ ان کو فضل الٰہی پر کوئی قبضہ و قدرت نہیں کہ وہ اس کو اپنے ہی گھر میں منحصر کریں بلکہ فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے جس پر چاہے کرے بنی اسرائیل کی کیا خصوصیت؟ اس نے بنی اسماعیل پر کر دیا۔ [21]

ذبیح اللہ کون ہیں؟:

ان آیات میں [22] قابل بحث دو ہی باتیں ہیں اوّل یہ کہ یہ بیٹے کے ذبح کرنے کا واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کس طرح سے پیش آیا؟ اس کی بابت ہمارے مفسروں کا یہ بیان ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھیاسی برس کی عمر میں ہاجرۃ مصری کی پیٹ سے ان کی بڑی منت و التجا کے بعد پہلوٹھا بیٹا اسماعیل علیہ السلام عطا کیا۔ [23] جس کی نسبت یوں فرماتا ہے اور اسماعیل کے حق میں نے تیری سنی دیکھ میں اُسے برکت دوں گا۔ اور اسے برومند کرونگا اور اُسے بہت بڑھاؤں گا اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اُس سے بڑی قوم بناؤں گا (توریت سفر [24] میں خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو خلیل بنایا اور طرح

[19] الحدید: ۲۸
[20] الحدید: ۲۹
[21] تفسیر حقانی جلد ۷، ص: ۵۰۰—۸ جم
[22] الصافات ۱۰۱—۱۱۳
[23] پیدائش ۱۶: ۱، ۱۵
[24] پیدائش ۱۷: ۲

www.KitaboSunnat.com

طرح سے امتحان کیا۔﴿وَ اِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ﴾ سب باتوں میں پورے نکلے ایک بڑی آزمائش یہ تھی کہ خواب میں الہام کے طور پر فرمایا کہ اگر ہماری محبت میں تو صادق ہے تو اپنے پیارے فرزند کی قربانی کر حضرتؑ نے اس کی تعمیل کی۔ اس خواب سے جو بیدار ہوئے تو سمجھے کہ امتحان مقصود ہے خیال کیا کہ اگر یوں ہی بیٹے کی قربانی کرتا ہوں تو خاص اپنے ہی فرض منصبی سے ادا ہوتا ہوں بیٹے سے بھی پوچھ کر آزمانا چاہیے کہ وہ میرا سچا جانشین ہے کہ نہیں اگر اُس نے بھی اس حکم کو مان لیا تو میرا پورا نمونہ ہے دونوں خدا تعالیٰ کے صادقوں میں داخل ہوئے وہ بھی اس سعادت میں شریک ہو ورنہ خیر میں تو حاضر ہوں اور یہ بھی مصلحت ہوگی کہ کوئی حضرت پر قتل فرزند کا الزام نہ لگا دے اس لئے اُن سے خواب کا معاملہ بیان کر کے پوچھا:﴿فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰى﴾ کہ اب تیری کیا مرضی ہے؟ آخر وہ بھی مقبول کبریا اور ایسے باپ کے خلف الصدق تھے فوراً کہا:﴿يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ﴾ کہ آپ اس حکم کو بجا لایئے میں حاضر ہوں صبر کروں گا شکوہ بھی زبان پر نہ لاؤں گا۔ بیٹے کو ساتھ لے کر قربان گاہ میں ذبح کرنے چلے وہاں جا کر فرزند دلبند کو ذبح کے لئے زمین پر ڈالا چاہتے تھے کہ چھری پھیر دیں خداوند تعالیٰ نے آواز دی اے ابراہیم! اے ابراہیم! بس بس خواب تیرا سچا ہو گیا تو نے قربانی کر دی اس کے صلہ میں دونوں کو دارین کی سعادت و برکات عطا ہوئیں۔ ﴿اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾ اور ہم نیکوں اور صادقوں کو یوں ہی بدلہ دیا کرتے ہیں درحقیقت ﴿اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ﴾ یہ بڑی ہی آزمائش تھی۔

بیٹا تو بڑی چیز ہے اور وہ بھی بڑھاپے کا بیٹا اور اکلوتا بیٹا اور ایسا لائق اور خوبصورت بیٹا مال و آبرو بھی اس کے لئے قربان کرنا پڑے جوانمردوں کا کام ہے مگر وہ بھی بڑی سرکار عالی ہے کسی کی جان اور مال لیتے نہیں صرف دیکھتے ہیں ﴿وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ﴾ اس کی جگہ خدا نے ایک مینڈھا موٹا تازہ دکھا کر حکم دیا کہ اس کو ذبح کر دو چنانچہ اس کو کیا اور فرزند سلامت آیا۔ آخرت کے درجات دنیا کی ابد تک نیک نامی ذکر جمیل اس کے بدلہ میں حاصل کیا ﴿وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ﴾ پچھلی امتوں کے لوگ ہمیشہ اُن پر سلام بھیجتے ہیں اور قیامت تک بھیجا کریں گے اور کچھ اُن پر موقوف نہیں ﴿كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ہم ہمیشہ نیکوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔

البقرة: ۱۲۴
الصافات: ۱۰۲
الصافات: ۱۰۵
الصافات: ۱۱۰
الصافات: ۱۰۲
الصافات: ۱۰۶
الصافات: ۱۰۹-۱۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک بیٹے کو ذبح کرنے چلے تھے اُس کو بھی خدا نے سلامت رکھا اور ان کے خلوص کے بدلہ میں ﴿وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ [92] دوسرے بیٹے اسحاق کا مژدہ بھی دیا جو نبی اور نیک بختوں میں سے تھے۔ چنانچہ حضرت اسحاقؑ حضرت سارہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے جس کی نسل سے سینکڑوں بادشاہ اور ہزاروں نبیؑ نکلے اور اُن کو خدا نے برکت دی۔ یہ ہے توحید و اخلاص و ایمان کا نتیجہ۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت نبی ﷺ کے ہم زمانہ لوگوں عرب و یہود و نصاریٰ وغیرہم کو جو ان کی ذریت کہلانے کا فخر حاصل کرتے ہیں یہ سُناتا ہے ﴿وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ﴾ [93] کہ اُن کی نسل کی لوگوں میں سے نیک بھی ہیں جیسا کہ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ اُن کے کئی بدکار اور کئی ظالم بھی ہیں اور وہ ظلم انہیں کے لئے ہے اس کا وبال انہی پر پڑے گا بُت پرستی بدکاری کا وہی نتیجہ پاویں گے۔ اس جملہ میں تعریض ہے کہ جو ابراہیمؑ و اسحاقؑ و اسمٰعیلؑ کے طریقے پر نہیں وہ ان کی نسل سے ہونے کی فخر کو محض بیکار جانے نہ وہ اس برکت کے وعدہ کا شریک ہے ان کے بیٹے نے تو باپ کی (راہ حق میں) یہاں تک اطاعت کی کہ جان دینے پر آمادہ ہو گئے پھر یہ جو ابراہیم علیہ السلام کی اتنی بات بھی نہیں مانتے (کہ خدا پرستی اختیار کریں بدکاری کو چھوڑیں اس کی نسل کے مقدس رسول آخر الزمان علیہ السلام کے کہنے پر چلیں) تو کیسے فرزند ہیں؟ یہی مقصود ہے وہ اس قصہ سے۔

دوسری بات قابل بحث یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے ان دونوں بیٹوں میں سے کون سے کے لئے ذبح کا حکم ہوا تھا؟ عمرو علی وعباس بن عبدالمطلب و ابن مسعود کعب الاحبار و قتادہ وسعید بن جبیر و مسروق و عکرمہ و زہری و سدی و مقاتل رضی اللہ عنہم کہتے ہیں اسحاق علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوا تھا اور یہود و نصاریٰ بھی اسی کے قائل ہیں اور توریت سفر پیدائش کے بائیسویں باب میں بھی یہی ہے۔

اور ابن عباس و ابن عمرو سعید بن المسیب وحسن بصری و شعبی ومجاہد وکلبی وغیرہم علماء کا ایک جم غفیر یہ کہتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوا تھا۔ مفسرین نے فریقین کے دلائل کو نقل کیا ہے ابن جریر مفسر نے پہلے قول کی تائید کی ہے اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں دوسرے قول کی بڑی تائید کی ہے۔

فریقین نے دلائل میں قرآن مجید کے قرائن اور احادیث و اقوال سلف کو پیش کیا ہے۔ قرآن مجید کی بابت ہماری یہ رائے ہے کہ ان سے دوسرے قول کی تائید نکلتی ہے جیسا کہ ابھی ہم بیان کریں گے اور

---

[92] الصّٰفّٰت: ۱۱۲

[93] الصّٰفّٰت: ۱۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث کی بابت ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ جہاں تک ہم نے فریقین کے احادیث پیش کردہ پر نظر ڈالی یہ بات ثابت ہوئی کہ کسی صحیح حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ اسماعیل علیہ السلام تھے یا اسحاق علیہ السلام۔

اب ہم وہ دلائل بیان کرتے ہیں کہ جن سے یہ ثابت ہو جاوے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ اوّل یہی آیات ثابت کر رہی ہیں کس لئے کہ یہاں یہ ہے ﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾[53] کہ الٰہی مجھے نیک لڑکا عطا کر جس کے بعد فرمایا: ﴿فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ﴾[54] کہ جن سے اُس کو حلیم لڑکے کا مژدہ دیا پھر اُسی حلیم لڑکے کا یہ تذکرہ ہے کہ ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ﴾ (*) کہ وہ ہوشیار ہوا تو ابراہیم علیہ السلام نے اُس سے خواب بیان کیا کہ میں نے تجھ کو خواب میں ذبح ہوتے دیکھا ہے پھر سب قصہ اُسی غلام حلیم کا ہے اور اس کے بعد فرمایا: ﴿وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾[55] کہ ہم نے اسحاقؑ کے پیدا ہونے کا مژدہ دیا اور اسحاقؑ کو نبی صالح کے وصف سے یاد کیا جیسا کہ اُس کو حلیم کے وصف سے یاد کیا تھا یہ صاف قرینہ ہے کہ وہ غلام حلیم کوئی اور لڑکا تھا اسحاقؑ کے سوا ورنہ پھر بار دگر اس کے اعادہ کی کیا ضرورت تھی؟ اور یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ اسحاقؑ سے پہلے بجز اسماعیلؑ کے حضرت ابراہیمؑ کا کوئی لڑکا نہ تھا یہی بڑے تھے اور حضرت اسحاقؑ سے تخمیناً چودہ برس بڑے تھے۔ ہم اسی پر بس کرتے ہیں۔

فریق ثانی کی طرف سے اس پر ایک بڑا قوی شبہ ہوتا ہے وہ یہ کہ توریت سفر پیدائش کے ۲۲ باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسماعیلؑ نہیں بلکہ اسحاقؑ کے ذبح کا حکم ہوا تھا اور موریہ پہاڑ پر قربان گاہ میں ذبح کر کے آگ میں جلانے لے گئے تھے اس کا جواب بہت آسان ہے وہ یہ کہ بارہا دلائل سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے پاس جو بالفعل ایک کتاب توریت کے نام سے موجود ہے یہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی توریت نہیں بلکہ ایک مجموعہ ہے اس کے مضامین دیگر قصص و حکایات و دستورات کا پھر وہ بھی تحریف سے خالی نہیں ہے اس کے بھی اہل کتاب کے محققین مقر ہیں پھر اس کتاب پر خصوصاً اُن مواقع میں جہاں بنی اسرائیل کے مقابلہ میں اسماعیل علیہ السلام کی فوقیت ثابت ہو کسی طرح سے اعتبار نہیں ہو سکتا اور جبکہ ہم بہت سے تاریخی واقعات میں غلطی دیکھتے ہیں پھر کیونکر وثوق کریں؟

موابی لوگوں کا بنی اسرائیل سے جھگڑا رہا کرتا تھا ان کو ولد الحرام بنانے کے لئے توریت میں یہ بھی لکھا ہے کہ لوط علیہ السلام نے شراب پی کر اپنی بیٹیوں سے زنا کیا اس سے یہ لوگ پیدا ہوئے (معاذ اللہ)[56]

---

[53] الصافات:۱۰۰ [54] الصافات:۱۰۱

(*) الصافات:۱۰۲ [55] الصافات:۱۱۲

[56] پیدائش ۱۹: ۳۰تا۳۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح حضرت خاتون ہاجرہ کو جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ تھیں لونڈی لکھ دیا[۱۸] حالانکہ نہ ان کی کہیں بیع ثابت ہے نہ ان کا جہاد میں آنا شاہ مصر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا تھا[۱۹] ان کی بزرگی کا معتقد ہو کر اور دراصل وہ شاہ مذکور کی بیٹی تھی قدیم زمانہ میں ہند کے راجوں میں بھی یہی دستور تھا اب اس سے ان کو لونڈی سمجھ لیا۔[۲۰] حالانکہ قطورہ لونڈی کی اولاد کے لئے کوئی بھی توریت میں برکت کا وعدہ نہیں اور طرفہ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تجہیز و تکفین میں دونوں بھائی اسماعیل و اسحاق علیہما السلام کا شریک ہونا بھی لکھا ہے۔[۲۱]

اب غور کرو کہ انہیں یہود میں سے ایک فریق سامری ہے ان کے پاس بھی ایک توریت ہے اور ہیشہ بیت المقدس کے مقابلہ میں انہوں نے بھی اپنی ایک ہیکل تعمیر کی تھی اور اپنی توریت میں اپنی ہی ہیکل کے لئے الفاظ بنائے جس پر یہود کو ملزم کرتے ہیں۔

قرین قیاس یہی ہے کہ یہ ذبح کا واقعہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا کیونکہ یہ بڑے بیٹے تھے اور برکت کا ان سے وعدہ بھی تھا اور بڑے کا حق ہمیشہ سے ملحوظ رہا ہے اور اس وقت تک یہی بیٹے تھے اور کوئی نہ تھا۔ رہی یہ بات کہ ان کو مکہ میں آ کر ذبح کرنا چاہا تھا سو یہ ظاہر ہے کہ آپ یہیں تشریف لائے تھے اور بارہا آمدورفت رہتی تھی اسماعیل علیہ السلام بھی شام میں آتے جاتے تھے۔ یہ ذبح کا واقعہ بمقام منیٰ مکہ کے پاس ہوا ہے جس کی یادگار قربانی چلی آتی ہے واللہ اعلم۔[۲۲]

حرفِ آخر عظیم قربانی:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صابر، حسن خلق والا۔ عفو و درگزر کرنے والا بیٹا حضرت اسماعیل علیہ السلام عطا فرمایا۔ ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ ...... ﴾ یقیناً غلام حلیم حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں کیونکہ ان کا ذکر پہلے حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری اور ان کے بعد یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری دی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھیاسی برس کی عمر میں حضرت ہاجرہ مصری کے بطن سے "بڑی منت والتجا" کے بعد پہلوٹھا بیٹا اسماعیل علیہ السلام عطا کیا۔

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ﴾

(جب وہ دوڑنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔)[۲۳]

---

۱۸ پیدائش ۱۶: ۱ تا ۳

۱۹ پیدائش ۱۲: ۱۰ تا ۲۰

۲۰ پیدائش ۲۵: ۱ تا ۴

۲۱ پیدائش ۲۵: ۷ تا ۱۰

۲۲ تفسیر حقانی، ج ۷، ص ۱۳۸–۱۳۶

۲۳ الصافات: ۱۰۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"أَيْ أَنْ يَّسْعٰى مَعَهٗ وَ يُعِيْنَهٗ قِيْلَ بَلَغَ سِنِيْنَ وَ قِيْلَ ثَلَاثَةَ عَشَرَةَ سَنَةً " [۱۴]

یہ ایسی عمر ہے جس میں والدین کی امیدیں اولاد کے ساتھ وابستہ ہونے لگتی ہیں۔ حکم ہوا کہ "غیر کی اُمیدوں کے چراغ تیرے دل میں جلنے لگے"۔ لیکن یہ یاد رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس صالح فرزند کے لئے دعا مانگی وہ فرزند فی الواقع ایسا ہی سپوت ثابت ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو صاحبزادوں میں سے بڑے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ چھوٹے لڑکے حضرت اسحاق علیہ السلام کا ذکر بعد کی آیت میں نام لے کر دیا گیا۔ بلاشبہ قرآن وسنت کی رُو سے وہ اسماعیل علیہ السلام ہی ہیں جنہوں نے ﴿سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ کہہ کر ﴿وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ﴾ کا مظاہرہ کر کے ﴿وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ﴾ کا اعزاز حاصل کیا۔ [۱۵]

یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں لا الٰہ الا اللہ

امتحان:

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر چلنے پھرنے والی ہوگئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں' تیری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا: ابا جان! جو آپ کو حکم ہوا ہے کر ڈالئے اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔" جس سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ اسماعیل نے کہا یہ "صبر و ضبط" اکیلا میرا کمال نہیں بلکہ دنیا میں اور بھی بہت سے صبر کرنے والے ہوئے ہیں اور ہوں گے ان شاء اللہ میں بھی اُن میں شامل ہو جاؤں گا۔ اس طرح آپ نے اس جملے میں فخر و تکبر خود پسندی وغیرہ کے ہر ادنیٰ شائبے کو ختم کر کے اس میں انتہا درجے کی تواضع اور انکسار کا اظہار فرمایا؟ [۱۶]

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

اس سے ثابت ہوا کہ اسماعیل علیہ السلام صابر و شاکر' والدین کے فرمانبردار اور اللہ کی رضا پر راضی تھے' قرآنی الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ آپ اپنے والد کو خوب پہچانتے تھے' اس لئے کہہ دیا جو آپ کو حکم ہوا ہے

---

[۱۴] جلالین ص: ۵۹۴

[۱۵] قصص القرآن جلد ۱ ص ۲۴۸

[۱۶] روح المعانی ج ۲۳ ص: ۱۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر ڈالے یہ تو آپ کو تربیت والدہ محترمہ کی گود سے حاصل ہوئی۔

﴿فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ﴾

(جب وہ دونوں تابعداری پر مستعد ہوئے اور اس کو پیشانی کے بل گرا دیا"[17]

عموماً مفسرین نے "لِلْجَبِينِ" کا مفہوم "پیشانی کے بل اوندھا لٹانا" لیا ہے' اس لئے کہ ذبح کے وقت بیٹے کا چہرہ دیکھ کر شفقت پدری غالب نہ آ جائے اور یا پھر بیٹے کی وصیت ہی ایسی تھی کہ مجھے اس طریق سے ذبح کیا جائے۔

اشرف الحواشی میں قرطبی' روح' کے حوالے سے لکھتا ہے مگر آیت سے یہ مفہوم اخذ کرنا بعید ہے کیونکہ لفظ "جبین" کے معنی "جبهۃ" ماتھا کی ایک جانب کے آتے ہیں پس اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو لٹایا۔ جیسا کہ ذبح کرتے وقت لٹایا جاتا ہے۔ قتادہ سے منقول ہے :

"أَكَبَّهُ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْقِبْلَةِ ۔ یعنی ان کو پچھاڑ کر ان کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا ص۵۲۸۔ تَلَّهُ أَيْ صَرَعَهُ وَأَلْقَاهُ عَلَى إِحْدَى جَبِينَيْهِ وَلِكُلِّ إِنْسَانٍ جَبِينَانِ بَيْنَهُمَا الْجَبْهَةُ أَيْ تَلَّ إِبْرَاهِيمُ وَإِسْمَاعِيلَ عَلَى جَبِينِهِ لِيَضْجِعَهُ فَيَذْبَحَهُ وَقَدْ أَكَبَّ بِوَجْهِهِ إِلَّا يَنْظُرَ وَقْتَ الذَّبْحِ إِلَى وَجْهِهِ۔"[18]

(یعنی باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل پچھاڑ دیا)

پیشانی کے بل پچھاڑنے کی بعض لوگوں نے یہ توجیہ کی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ ذبح کے وقت بیٹے کا چہرہ سامنے نہ ہو' تاکہ رقت قلب چھری چلانے سے مانع نہ ہو لیکن یہ توجیہ میرے نزدیک صحیح نہیں ہے جو باپ اس طرح اپنے اکلوتے اور محبوب لخت جگر پر چھری چلانے کے لئے آستینیں چڑھائے گا وہ اس قسم کی تسلیوں کا محتاج نہیں ہوتا۔ میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے بیٹے کو سجدہ کی حالت میں قربان کرنا چاہا اس وجہ سے پیشانی کے بل پچھاڑ دیا۔ سجدہ کی ہیئت خدا کے قرب کی سب سے زیادہ محبوب ہیئت اسلام میں بھی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ اور اس کی یہ حیثیت قدیم مذاہب میں بھی مسلّم رہی ہے۔ یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب نہ بیت اللہ تعمیر ہوا تھا اور نہ عبادت کے لئے کوئی متعین قبلہ تھا۔[19]

---

[17] الصافات: ۱۰۳

[18] کلام المنان ج۲ ص: ۳۹۰

[19] تدبر قرآن ج۶ ص: ۴۸۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

یعنی جب دونوں نے اللہ کے سامنے گردن رکھ دی اور والد نے بیٹے کو پیشانی کے بل جھکا دیا اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو پکارا۔ یہ مقصد تو نہ تھا کہ تیرے ہاتھوں تیرا بیٹا ذبح کراؤں بلکہ میں تو تیری شخصیت کی تکمیل کر رہا تھا اور میں تیری محبت کو آخری ارتقائی منزل سے گزار رہا تھا۔

﴿ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴾

(اور ہم نے اس کے بدلے میں بڑی قربانی دی)[40]

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑے امتحان میں اس لئے ڈال دیا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی اپنے بارے میں "کمالِ محبت" کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ جب اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو والد کو بیٹے کی شدید محبت ہوئی اور حالانکہ والد "خلیل الرحمٰن" بھی تھے اور "خلیل" ہونا محبت کی اعلیٰ قسم ہے۔ یہ منصب شراکت کو پسند نہیں کرتا اور تقاضا کرتا ہے کہ دل کے ہر گوشے سے "محبوب" کا ہی ہو کر رہ جائے۔ جب حضرت کے قلب کا ایک گوشہ اسماعیل علیہ السلام کے لئے وقف ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے "خلیل" ہونے کا امتحان لیا۔ اس طرح ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی محبت کو بیٹے کی محبت پر غالب کر دیا اور دل میں ذرہ بھر ملال نہ آنے پایا۔ فرمایا: ہم آپ کے بیٹے کو ذبح کرنا نہیں چاہتے تھے۔ ہم تو "ذبح عظیم" کی سنت کو تاقیام قیامت جاری و ساری کرنا چاہتے تھے اور آپ کی دعا کی بدولت ﴿ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ﴾ کہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے عام کائنات ختم الرسل کو دینا چاہتے تھے۔ ﴿ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴾ (اے ابراہیمؑ تو نے خواب سچ کر دکھایا اور اس طرح ہم نیکوکار لوگوں کو جزا دیتے ہیں' بیٹے کی قربانی کی تیاری ہی پر وہ بلند مرتبہ عطا کر دیا گیا جو واقعی بیٹا قربان کر دینے سے مل سکتا تھا۔ ایسی آزمائشیں' فضیلتوں کو ابھارنے اور بلند مرتبہ عطا کرنے کے لئے برگزیدہ ہستیوں پر ڈالی جاتی ہیں۔

ذبیحُ اللہ:

صاحب قصص الانبیاء نے اس موقع پر آیت ﴿ وَ بٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَ عَلٰٓى اِسْحٰقَ ﴾ میں "علیہ" کی ضمیر ذبیح کی جانب راجع کی ہے اور یہ ترجمہ کیا ہے۔ ہم نے برکت نازل کی اس ذبیح پر اور "اسحٰق" پر اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ یوں واقعہ بیان کرنے کے بعد اسحٰق علیہ السلام کی بشارت کا ذکر اس بات کے لئے نص ہے کہ صاحب قصہ لڑکا اسحٰق کے علاوہ ہے اور وہ صرف اسماعیل ہی ہو سکتے ہیں۔[41]

لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک یہودی عالم سے (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے)

---

[40] الصافات:۱۰۷

[41] ص:۲۳۹، احمد بن محمد الثعلبی، المطبعة البهية بمصر ۱۳۰۱ھ

www.KitaboSunnat.com

دریافت کیا ابراہیم علیہ السلام کے کس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا؟ یہودی عالم نے جواباً کہا ''اسماعیل'' کو پھر اس نے کہا اے امیر المومنین! یہودی اس بات کو جانتے ہیں لیکن اے قوم عرب! یہودیوں کو اس بات سے حسد ہوتا ہے کہ وہ تمہارے باپ کو ''ذبیح اللہ'' مانیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ جس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ اسحاقؑ تھے۔[۲]

توراۃ میں مذکور ہے:۔

۱۔ لِاَنَّ لِیْ کُلُّ بَکْرٍ فِی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مِنَ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ (کیونکہ بنی اسرائیل میں آدمی اور جانور کا پہلوٹھا بچہ میرے لئے ہے)[۳]

۲۔ ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی قربانی کا جو حکم ہوا تھا اس میں قید تھی کہ وہ بیٹا قربان کیا جائے جو اکلوتا ہو اور محبوب ہو۔''[۴]

۳۔ (حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام خدا کے وعدہ اور عہد کا مظہر ہیں)[۵]

۴۔ ''لَيْتَ اِسْمَاعِيْلُ يَعِيْشُ اَمَامَكَ۔''[۶]

(کاش اسماعیل تیرے سامنے زندگی کرتا)

قربانی کا مقصد خدمت کعبہ کے لئے نذر چڑھانا اور اس کے لئے سابقہ شریعت میں لفظ ''خدا کے سامنے'' مستعمل تھا۔ توراۃ میں یہ لفظ متعدد مرتبہ آیا ہے اور قربانی ہی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۵۔ قربانی، ایثار اور اسلام درحقیقت یہ سب مترادف الفاظ ہیں اور یہ اس بات کی قطعی دلیل ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کیا اور اگر حضرت اسحاق علیہ السلام قربانی کے لئے پیش ہوتے تو یہ لقب ان کی اولاد یا ان کی اُمت کو ضرور ملتا مگر حضرت اسحاقؑ کی کثیر اولاد ہونے کا وعدہ ان کی ولادت کے وقت ہو چکا تھا اس لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ ابھی اولاد سے قبل اُن کی قربانی کا حکم ہو جاتا۔

۶۔ قربانی صرف بنو اسرائیل میں رائج تھی جبکہ بنو اسحاقؑ میں کہیں بھی قربانی رائج نہیں اور اب مسلمان یہ سنت ادا کرتے ہیں۔ اس لئے عقل و نقل سے ثابت ہو گیا کہ ذبیح اللہ صرف حضرت اسماعیل ہی تھے۔[۷]

---

[۲] تفسیر مظہری، ج۵، ص: ۱۲۴، ۱۲۳، قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی: ۱۹۸۰ء

[۳] عدد اصحاح: ۸، ۱۷

[۴] توراۃ تکوین اصحاح ۲۲ آیت: ۲

[۵] توراۃ تکوین ۱۸، ۱۷، تکوین اصحاح: ۱۷

[۶] تورات تکوین اصحاح ۱۸، ۱۷

[۷] سیرت النبی جلد اول ص ۱۲۹ ۔ ۱۳۲ ملخصاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذبح عظیم:

قربانی اگرچہ تمام ادیان میں حضرت آدمؑ سے چلی لیکن مذاہب کی تاریخ میں کسی قربانی نے یہ عظمت و اہمیت و وسعت و ہمہ گیری حاصل نہیں کی جو حضرت ابراہیمؑ کی اس عظیم قربانی سے حاصل کی۔''ذبح عظیم'' کا گوشت قربان کنندہ کے لئے خیر و برکت، احباب کے لئے تحفے اور فقرا کے لئے سامان دعوت بنا۔

﴿ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ﴾ [۸۸]

اکثر مفسرین کے نزدیک عظیم قربانی سے مراد ایک عظیم الشان مینڈھا ہے جو فرشتے کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا تاکہ وہ بیٹے کی بجائے اس کی قربانی کریں۔

''یہ جنتی مینڈھا حضرت ابراہیمؑ کو عطا ہوا اور انہوں نے اللہ کے حکم سے اپنے بیٹے کے بجائے اس کو قربان کیا۔ اس ذبیحہ کو عظیم اس لئے کہا گیا کہ یہ اللہ کی طرف سے آیا تھا۔ اور اس کی قربانی مقبول ہونے میں کسی کو کوئی شک نہیں ہوسکتا۔'' [۸۹]

''بڑی قربانی'' سے مراد جیسا کہ بائبل اور اسلامی روایات میں بیان ہوا ہے۔ ایک مینڈھا ہے جو اس وقت اللہ تعالیٰ کے فرشتے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تاکہ بیٹے کے بدلے اُس کو ذبح کر دیں۔ اس ''بڑی قربانی'' کے لفظ سے اس لئے تعبیر کیا گیا کہ وہ ابراہیمؑ جیسے وفادار بندے کے لئے فرزند ابراہیمؑ جیسے صابر و جانثار لڑکے کا فدیہ تھا اور اسے اللہ نے ایک بے نظیر قربانی کی نیت پوری کرنے کا وسیلہ بنایا تھا۔ اس کے علاوہ اسے ''بڑی قربانی'' قرار دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سُنّت جاری کر دی کہ اُسی تاریخ کو تمام اہل ایمان دنیا بھر میں جانور قربانی کریں اور وفاداری و جانثاری کے اس عظیم الشان واقعہ کی یاد تازہ کرتے رہیں۔'' [۹۰]

یہ دور اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

مثیل موسیٰ کون ہیں؟:

﴿ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴾ [۹۱]

''ہم نے تمہاری طرف تم پر گواہی دینے والا ایک رسول اس طرح سے بھیجا ہے کہ جس طرح

[۸۸] الحج:۳۷ [۸۹] معارف القرآن ج۷ ص۱۱۱ تفسیر مظہری ج۱۰ ص۳۰

[۹۰] تفہیم القرآن ج۴ ص۲۹۶ [۹۱] المزمل:۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔"

﴿كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا﴾ جیسا کہ فرعون کے پاس ہم نے رسول یعنی موسیٰ علیہ السلام بھیجا تھا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل نے ان کی اطاعت کی تو قید فرعون سے نجات پائی شام کی سرزمین نصیب ہوئی وہاں کے سردار ہوئے اور فرعون نے سرکشی کی تو ہلاک ہوا اسی طرح اس نبی کے مطیع دنیا کے سرسبز بادشاہوں کے مالک ہوں گے اور آخرت کے بھی درجات حاصل کریں گے اور نافرمان و سرکشی خوار و ذلیل ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا قریش بدر میں مارے گئے سات برس کے قحط میں گرفتار ہوئے پھر فتح مکہ کے دن مغلوب ہوئے۔ صحابہ دنیا اور دین کے سردار ہوئے اس جملہ میں اس بشارت کی طرف بھی اشارہ ہے جو توریت سفر استثناء [۵۲] میں آنحضرت ﷺ کی بابت منقول ہے اس میں موسیٰ علیہ السلام اللہ کی طرف سے بنی اسرائیل کو پہلے سے سناتے ہیں میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔

حسب عیسائی اس بشارت کے مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ٹھہراتے ہیں اور سند بھی عیسائی معتقوں کے اقوال سے لاتے ہیں۔ مگر یہ بشارت بجز آنحضرت ﷺ کے اور کسی پر صادق نہیں آتی کس لئے کہ اصل بشارت میں موافق عبرانی ترجمہ کے ان کے بھائیوں میں سے نبی برپا کرنا فرمایا ہے یعنی بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے جو بنی اسماعیل ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں برکت دینے کا وعدہ بھی ہوا ہے اگر اس کا مصداق حضرت عیسیٰ یا اور کوئی اسرائیلی نبی ہو تو بنی اسرائیل میں سے برپا ہوا سمجھا جائے گا۔ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے دوسرے اس نبی کی نسبت یوں فرمایا کہ وہ موسیٰ کی مانند ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی بھی موسیٰ کے مانند نہیں گزرا بلکہ ہر ایک ان کا شریعت میں تبع تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں تو کوئی بھی مشابہت حضرت موسیٰ سے نہیں تھی کس لئے کہ حضرت موسیٰ ماں باپ سے پیدا ہوئے تھے بیوی اولاد رکھتے تھے ایک فرد ماندہ قوم کو سرکشوں کے پنجوں سے چھڑوا کر لائے اور اس کو ایک ملک کا سردار کر گئے برخلاف حضرت عیسیٰ کے کہ وہ بقول نصاریٰ آدم زاد ہی نہ تھے بلکہ خدا زاد یعنی خدا کے بیٹے ﴿تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا﴾ اور یہ ان کی بیوی بیٹے تھے نہ قوم کو رومیوں کی قید سے آزاد کرا گئے۔ اور نیز حضرت موسیٰ کے جانشین ان کی نسل کے غیر لوگ ہوئے جیسا کہ یوشع بن نون ان کے بعد ان کا خلیفہ ہوا حالانکہ آپ کی اولاد بھی موجود تھی اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کے جانشین حضرت ابوبکرؓ

[۵۲] استثناء ۱۸: ۱۷ تا ۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے باوجود یہ کہ آپ کے اقارب اولاد بھی تھے جن کے عہد میں عرب غیر قوموں پر فتحیاب ہوئے جیسا کہ یوشع بن نون کے عہد میں بنی اسرائیل شام اور فلسطین پر قابض ہوئے اور دونوں کی شریعت میں بھی حلت و حرمت طہارت و نجاست قوانین عبادت احکام معاملات اور دستور عبادات میں بہت مشابہت ہے اور حضرت عیسیٰ کے پاس کوئی نئی شریعت ہی نہ تھی بلکہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند تھے اس لئے فرماتے تھے کہ میں توریت کا ایک شوشہ بھی مٹانے نہیں آیا اور نہ شریعت کو منسوخ کرنے آیا ہوں اور جو بعد میں پولوس وغیرہ نے شریعت بنائی تو اس میں ان باتوں میں سے کچھ بھی نہیں۔ حضرت موسیٰ نے جہاد کئے اسی طرح آنحضرت ﷺ نے بھی کئے وہ لوگوں میں صاحب شوکت اور ذو وجاہت تھے ایسا ہی آنحضرت ﷺ بھی برخلاف حضرت عیسیٰ کے کہ وہ محض فقیرانہ اور عاجزانہ پیرایہ میں تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوئی مخالف قتل نہ کر سکا اپنی موت سے مرے ایسا ہی آنحضرت ﷺ برخلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہ بقول نصاریٰ یہود کے ہاتھ سے مارے گئے۔ الغرض پیدائش سے لے کر شریعت احکام اور زیست کے حالات اور موت اور بعد میں جانشینوں تک کے حالات میں حضرت موسیٰ اور محمد ﷺ میں جیسا مشابہت ہے اس کا سوواں حصہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں نہیں۔[۵۳]

نصاریٰ نے جو کچھ خدا تعالیٰ سے عہد کئے اُس کے برخلاف کیا اور ان کی سزا باہمی عداوت جو اُن پر پڑی اس کو بیان فرماتا ہے۔[۵۴]

نصاریٰ سے عہد کا لینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معرفت ہوا تھا انجیل یوحنا[۵۵] میں ہے اگر مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور پھر آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کی خبر دے کر آپ پر ایمان لانے کی تاکید کی تھی اور آنحضرت ﷺ کی بہت کچھ مدح فرمائی تھی جیسا کہ اسی کتاب کے اسی باب سے ثابت ہے۔[۵۶]

جس کے بعض جملے یہ ہیں اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔ اور اسی کتاب کے ۱۶ باب میں تو صاف فارقلیط کے آنے کی خبر ہے جو لفظ احمد کا ترجمہ ہے۔[۵۷]

مگر نصاریٰ نے باوجود یہ کہ فارقلیط کے منتظر تھے جب فارقلیط آنحضرت ﷺ ظاہر ہوئے تو انکار کر دیا حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد کو توڑ ڈالا۔ ﴿فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ﴾[۵۸] یہود و نصاریٰ میں عداوت مذہبی

---

[۵۳] حقانی ج ۵ ص ۵۵-۲۵۳

[۵۴] المائدہ: ۱۴

[۵۵] یوحنا ۱۴:۱۵ تا ۲۱

[۵۶] یوحنا ۱۴:۲۵ تا ۳۱

[۵۷] موجودہ انجیل میں یہ حوالہ موجود نہیں ہے۔ (فاروقی)

[۵۸] المائدہ: ۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قائم ہوئی اور قائم رہے گی بعض علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد خود نصاریٰ کی باہمی عداوت ہے اور یہی ٹھیک ہے سو بموجب پیشین گوئی خدا تعالیٰ سے نصاریٰ کے فرقوں میں جو کچھ عداوت پیدا ہوئی اور اب ہے بیان سے باہر ہے تاریخ کلیسا سے معلوم ہو جاوے گا کہ باہم صرف مذہبی امور میں ان میں کس قدر قتال و جدال واقع ہوا ہے؟

اس کے بعد تمام اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے خطاب کر کے فرماتا ہے: ﴿قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا﴾ [۵۹] کہ تمہارے پاس ہمارا وہ رسول آچکا جو تم پر ان باتوں کو ظاہر کرتا ہے کہ جن کو تم چھپایا کرتے تھے یعنی آنحضرت ﷺ کے ظہور کے متعلق اور نیز رجم وغیرہ احکام کے متعلق اور جن باتوں کے ظاہر کرنے پر بغیر کچھ حرج نہیں انہیں تم سے درگزر کرتا ہے یا یوں کہو کہ احکام فطرت اور ملت میں جس قدر تم نے تحریفات کر رکھی ہیں وہ سب کی اصلاح کرتا ہے اس کے بعد آنحضرت کو نور اور قرآن کو کتاب مبین بیان فرما کر یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ قرآن نے جو کچھ مذہب انبیاء میں تحریفات واقع ہو گئیں تھیں سب کی اصلاح کر دی ہر بات کو جس کی ضرورت تھی بیان کر دیا اور آنحضرتؐ یا مذہب اسلام آسمانی نور ہے مگر یہ بات ہے کہ اس آفتاب مہتاب کی روشنی سے وہی مستفید ہو سکتا ہے کہ جس کو خدا نے توفیق ازلی کی آنکھیں عطا کی ہیں ﴿يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ﴾ میں اسی طرف اشارہ ہے اور اس قید سے یہی مطلب ہے۔

پھر اس کے بعد وہ جو نصاریٰ نے مذہب عیسوی میں تحریف کر کے اس کو بگاڑ دیا تھا اس میں سے سب سے اول اور بڑھ کر فساد اعتقاد تثلیث و الوہیت مسیح تھا اس کو کس خوبی کے ساتھ ان آیات میں رد فرمایا ہے: ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا﴾ [۶۰] اس عقیدے کے بطلان پر تین دلائل قائم کرتا ہے:

(۱) ﴿فَمَنْ يَمْلِكُ جَمِيعًا﴾ تک اس میں ضمناً حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعہ گرفتاری و قید کی طرف اشارہ کر کے ان کا محکوم و مسخر ارادۂ الٰہی ہونا ظاہر کرتا ہے۔ جو خدائی کے برخلاف ہے اس سے مسیح کی خدائی باطل ہوئی۔

(۲) ﴿وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ اس میں اپنی غنائے ذاتی کو ظاہر کر کے بیٹے بنانے کی ضرورت کو رفع کرتا ہے۔

(۳) ﴿يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ﴾ اس میں ان کے بغیر باپ کے پیدا ہونے سے جو لوگوں کے دل میں ان کے لئے خدا کا بیٹا ہونے کا خیال پیدا ہوتا ہے اس کو دور کرتا ہے کہ یہ کچھ مشکل بات نہیں ہم جس طرح چاہیں پیدا کر سکتے ہیں۔ [۶۱]

❀❀❀❀❀❀

[۵۹] المائدہ: ۱۶ [۶۰] المائدہ: ۱۷

[۶۱] حقانی ج۲، ص: ۳۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

ردّ عیسائیت

فصل اوّل ...... دینِ اسلام اور سینٹ پالی مسیحیت

فصل دوم ...... سابقہ پیشین گوئیاں اور عیسائیت

فصل سوم ... تحویلِ قبلہ، عیسائیت اور آریہ سماج کی غلطی کا ردّ

فصل چہارم ...... سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا ثبوت

فصل پنجم ...... مولانا ثناء اللہ امرتسری کے عیسائیوں کے ساتھ مناظرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب :۳ فصل اوّل

دین اسلام اور سینٹ پالی مسیحیت

تحقیقی جائزہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾[1]

یعنی دنیا میں انسانی کردار، مخلوقات اور اردگرد کے ماحول پر غور و فکر کرنے والے یقینا اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ عظیم الشان کارخانہ کائنات یونہی بے مقصد پیدا نہیں کیا گیا ربنا ما خلقت ھذا باطلا فکر وہ قوت ہے جو علم کو معلوم کی طرف لے جاتی ہے انسانی سوچ اس امر کی بھی متقاضی ہے کہ اس اتنی بڑی منظم و مربوط اور منضبط کائنات کا کوئی پیدا کرنے والا اور منتظم ضرور ہے کہ یہ کائنات جب ہر لمحہ ارتقاء کے مراحل طے کر رہی ہے۔ اور اس کائنات کو ہر لحظہ و ہر آن رب کائنات کی نگرانی کی ضرورت ہے اگر اللہ تعالیٰ ایک لمحہ کیلئے بھی اس کائنات سے غافل ہو جائے تو نظام کائنات درہم برہم ہو جائے۔ اسی لئے ارشاد باری ہے:

﴿ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾[2]

"اور وہ (اللہ) ان دونوں (زمین و آسمان) کی حفاظت کرتے ہوئے (ذرا بھی) نہیں تھکتا"

اس لئے کہ خالق کائنات نے راہ حق پر گامزن کرنے کیلئے انسانیت کی ہمیشہ اور ہر وقت رہنمائی فرمائی ہے۔

سابقہ آسمانی کتابیں اور صحیفے:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے سابقہ انبیاء و رسل پر کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے قرآن حکیم میں ان کتب سابقہ کی چیدہ چیدہ تعلیمات کا تذکرہ موجود ہے اور خاص طور پر قرآن نے سابقہ اقوام (یہود و نصاریٰ) کی کتب آسمانی میں تحریفات سے پردہ اٹھایا ہے۔ چار آسمانی کتب نازل ہوئیں ان میں توراۃ موسیٰ پر، زبور حضرت داؤد پر، انجیل عیسیٰ پر نازل ہوئیں اور یہ کتب سابقہ قرار پائیں چنانچہ شریعت موسوی، داؤدی اور عیسوی نزول قرآن و بعثت محمد ﷺ کی بدولت منسوخ ہو گئیں اس طرح سابقہ

[1] آل عمران: ۱۹۱

[2] البقرۃ: ۲۵۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منزل من اللہ کتب اور صحف پر عمل کرنے کا حکم باقی نہیں رہا۔

قرآن پاک میں سابقہ کتب آسمانی کا تذکرہ اس طرح بیان ہوا ہے:

⊛ ﴿إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ﴾ "ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت تھی اور نور تھا"[۱]

⊛ ﴿ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ﴾ "پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جس سے اچھی طرح عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہو"[۲]

⊛ ﴿وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ﴾ "اور ہم نے ابن (عیسیٰ) کو انجیل دی جس میں ہدایت تھی اور نور تھا اور وہ اپنی سے قبل کی کتاب توریت کی تصدیق کرتی تھی"[۳]

⊛ ﴿وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا﴾ "اور ہم نے داؤدؑ کو زبور دی تھی"۔[۴]

﴿إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ۝﴾

"بے شک یہ (حکم) سابقہ صحیفوں میں بھی ہے۔ یعنی صحف ابراہیمؑ اور صحف موسیٰؑ میں (زیادہ تاکید کے ساتھ)۔"[۵]

⊛ نزول قرآن سے ماقبل لوگوں کے لئے اُن کے رسولؑ کے دور میں اپنی اپنی کتابوں پر عمل کرنا لازم و ضروری تھا۔ مگر قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد ان پر عمل کرنا باقی نہ رہا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ۝ مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ ۝﴾

"اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے پاس قرآن نازل کیا ہے، واقعتاً اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے اُن (آسمانی) کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں اور (اس طرح بھیجا تھا) اس سے قبل توریت اور انجیل لوگوں کی ہدایت کے لئے اور پھر (قرآن) جو حق و باطل کو الگ کر دینے والا ہے نازل کیا۔"[۶]

سورۃ آل عمران کی آیات ﴿قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ ...... وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا ...... مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾[۷] پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ انبیاء کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں اور اب صرف اور صرف اسلام ہی اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور المائدہ: آیت ۳ کی رو سے یہ دین مکمل ہو چکا ہے

[۱] المائدہ:۴۴
[۲] الانعام:۱۵۴
[۳] المائدہ:۴۶
[۴] النساء:۱۶۳
[۵] الاعلیٰ:۱۹،۱۸
[۶] آل عمران:۳،۴
[۷] آل عمران:۸۵،۸۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہودی و نصاریٰ اب اس دین سے مایوس ہو چکے ہیں اور پھر فرمایا:

﴿قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِينٌ﴾

''تمہارے پاس اللہ کیطرف سے روشن چیز اور کتاب واضح (قرآن مجید) آ چکی ہے۔''[۹]

اُمت کے لئے رہنما:

۞...... ﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُولٌ﴾ ''اور ہر اُمت کے لئے ایک پیغام پہنچانے والا ہوا ہے۔''[۱۰]

۞...... ﴿وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ ''اور ہر قوم کیلئے حادی ہوتے چلے آئے ہیں۔''[۱۱]

۞...... ﴿وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾

(اور ہم نے تمام پیغمبروں کو (بھی) اُن کی ہی اپنی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے

تا کہ اُن سے احکام الٰہیہ) کا بیان (بالوضاحت کریں)[۱۲]

سید الاولین والآخرین حضرت محمد ﷺ کی بعثت مبارکہ سے پیشتر جملہ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے صرف اُنہیں کی قوم کی طرف رسول و پیغمبر بنا کر بھیجا جس کی نشاندہی قرآن کریم نے کچھ انبیاء کرام کے اسماء گرامی کے ساتھ سورۃ الاعراف میں فرمائی ہے:

۞...... ﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ﴾[۱۳]

۞...... ﴿وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا﴾[۱۴]

۞...... ﴿وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا﴾[۱۵]

۞...... ﴿وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ﴾[۱۶]

۞...... ﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾[۱۷]

۞...... ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا﴾[۱۸]

۞...... ﴿وَ اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ﴾[۱۹]

اور قافلہ نبوت و رسالت کے آخری تاجدار کو اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان عظیم کرتے ہوئے اُن میں

---

[۹] المائدۃ:۱۵　　[۱۰] یونس:۴۷
[۱۱] الرعد:۷　　[۱۲] ابراھیم:۴
[۱۳] الاعراف:۵۹　　[۱۴] ھود:۶۵
[۱۵] ھود:۷۳　　[۱۶] ھود:۸۰
[۱۷] ھود:۸۵　　[۱۸] ابراھیم:۵
[۱۹] الصف:۶

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے عالمگیر رسالت تمام انسانوں کے لئے قیامت کے لئے رسول رحمت بنا کر بھیجا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾

"حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا جبکہ اُن میں اُن ہی کی جنس سے ایک ایسے رسول کو بھیجا کہ وہ اُن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور اُن لوگوں کا تزکیہ کرتے رہتے ہیں اور اُن کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے رہتے ہیں اور اس سے قبل یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔[21]

﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ﴾[22]

"آپ کہہ دیجئے کہ اے (دنیا جہاں کے) لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں"

﴿ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ﴾[23]

"اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے (تو ایمان لانے پر) اُن کو (اجر و ثواب) کی خوشخبری سنانے والے اور (ایمان نہ لانے پر) اُن کو ہمارے غضب و عذاب) سے ڈرانے والے ہیں)

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ﴾[24]

"محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ کے رسول اور سب نبیوں (کی نبوت) کو ختم کرنے والے ہیں"

﴿ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ﴾

"اور آپ پر یہ قرآن اتارا ہے تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ہیں اُن کو آپ ﷺ اُن پر واضح کر دیں"۔[25]

﴿ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾

ترجمہ: "(اے نبیؐ) اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا مگر اکثر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔"[26]

---

[21] آل عمران:۱۶۴ [22] الاعراف:۱۵۸

[23] السبا: ۲۸ [24] الاحزاب:۴۰

[25] النحل:۴۴ [26] سبا:۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾

ترجمہ: "(اے پیغمبر) یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اُس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے"[1]

﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾[2]

"اے پیغمبر! ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر اسلئے تاکہ تمام کائنات کے لئے رحمت کا ظہور ہو"

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیغمبر کو اور اس کے بعد مسلمانوں کو یہ فریضہ تبلیغ انجام دینے کا فرض سونپا تو اب جن کے پاس یہ دعوت پہنچ گئی، ان کے لئے دو ہی راستے ہیں:

یا تو اس دعوت کو قبول کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں، ایسے لوگ مسلمانوں کے بھائی ہیں۔ انہیں وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کو حاصل ہیں اور ان تمام فرائض کے وہ پابند ہوں گے جن کے تمام مسلمان پابند ہیں۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾

"بے شک تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں"[3]

اسی طرح فرمان رسول ﷺ ہے:

((مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَلَهُ مَا لَنَا وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْنَا))[4]

"اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے جو شخص مسلمان ہو گیا تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ وہ ان تمام حقوق کے مستحق ہوں گے جن کے ہم مستحق ہیں اور ان تمام فرائض کے پابند ہوں گے جن کے ہم پابند ہیں"

دوسرا راستہ یہ ہے کہ وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں تو اس صورت میں انہیں اختیار ہے کہ یا تو اسلام کے زیر نگیں اور امیر المومنین کے تابع فرماں ہو کر جزیہ دینا قبول کر لیں یا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جائیں، چنانچہ اللہ کا فرمان ہے:

---

[1] الاحزاب: ۴۶،۴۵ [2] الانبیاء: ۱۰۷

[3] الحجرات: ۱۰

[4] مسند احمد بن حنبل / المعجم کبیر طبرانی: ج ۲۲ نمبر ۷۷۸۶، شیخ ناصر الدین البانیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝﴾

"اہل کتاب میں سے جن لوگوں کا یہ حال ہے کہ نہ تو خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ آخرت کے دن پر، نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جنھیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام ٹھہرادیا ہے اور نہ ہی ان پر عمل پیرا ہیں تو مسلمانو! ان سے بھی جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اپنی خوشی سے جزیہ دینا قبول کرلیں اور حالت ایسی ہو کہ ان کی سرکشی ٹوٹ چکی ہو۔"[۲۱]

مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ لوگوں کو اسلام اور اس کے احکام کا مطیع بنائیں، اسکی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ﴾[۲۲]

"تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور یہ دین اللہ کے لئے ہو جائے"

تمام سلف مفسرین جیسے ابن عباسؓ، ابوالعالیہ، مجاہد، حسن بصری اور زید بن اسلم رحمہم اللہ وغیرہ کا اس آیت کے مطلب پر اتفاق ہے کہ اس وقت تک کافروں سے لڑو جب تک کہ شرک ناپید نہ ہو جائے اور تمام لوگ ایک اللہ کو اپنا الٰہ نہ مان لیں۔ اسی طرح پیغمبر عربی ﷺ کا فرمان ہے:

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ کلمہ توحید کا اقرار نہ کرلیں۔"[۲۳]

﴿فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ﴾(۴)

"پھر اگر وہ باز آجائیں تو سمجھ لو کہ ظالموں کے سوا اور کسی پر دست درازی روا نہیں"...... پھر فرمایا: "وہ شخص ظالم ہے جو لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کرے، اس سے ہماری لڑائی ہے جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہہ دے"[۲۴]

تمام انسانوں کو اسلام کے تابع کرنا اس لئے ضروری ہے کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾[۲۵]

"اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے"

---

[۲۱] البقرۃ:۲۹ [۲۲] البقرۃ:۱۹۳

[۲۳] البخاری، ج:۱، ص:۹۵، کتاب الایمان، مسلم، ج:۱، ص:۱۰۲، کتاب الایمان

(۴) البقرۃ:۱۹۲ [۲۴] جامع البیان، ۱۹۳/۲

[۲۵] آل عمران:۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام ہی وہ نظام حیات ہے جسے اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا۔ انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے تمام فیصلے اسی کے مطابق کریں اور بصورت نزاع اسی کی طرف رجوع کریں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ مِنَ الۡکِتٰبِ وَمُہَیۡمِنًا عَلَیۡہِ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَہُمۡ عَمَّا جَآءَکَ مِنَ الۡحَقِّ۝﴾ [۲۶]

"پھر اے محمد! ہم نے تیری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور "الکتاب" میں سے جو کچھ اس میں موجود ہے، اس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے۔ لہٰذا تم خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے، اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو"

ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اے محمد (ﷺ)! تمام لوگوں کے درمیان اس کتاب کے ساتھ فیصلہ کیجئے جو تیری طرف نازل کی گئی اور جو تجھ سے پہلے انبیاء پر اتاری گئیں اور تیری شریعت نے انہیں منسوخ نہیں کیا، خواہ وہ لوگ عرب ہوں یا عجم، اُمّی ہوں یا اہل کتاب" [۲۷]

اور اللہ نے اہل کتاب کو یہ حکم دیا کہ وہ راست بازی کے ساتھ تورات اور انجیل کی پیروی کریں اور انہیں اپنا دستور زندگی بنائیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لَسۡتُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ حَتّٰی تُقِیۡمُوا التَّوۡرٰىۃَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ﴾ [۲۸]

"اے اہل کتاب! تم پر ہرگز کسی اصل پر نہیں ہو جب تک کہ تورات، انجیل اور دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہیں"

اور ان کا اپنی کتابوں پر عمل کرنا ان سے تقاضا کرتا ہے کہ محمد ﷺ کو نبی اور رسول مان کر اسلامی شریعت کو اختیار کر لیں کیونکہ ان کی کتابیں ہی آپ ﷺ کی نبوت کی پیشین گوئی کرتی ہیں اور انہیں آپ ﷺ کا متبع بننے کی دعوت دیتی ہیں پس ثابت ہوا کہ اسلام ہی نوع انسان کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے جو کہ روحانی، جسمانی، سیاسی، اقتصادی، ازدواجی اور اخلاقی اقدار کو متعین کرتا ہے دنیا

۲۶ المائدۃ:۴۸

۲۷ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص:۱۰۵

۲۸ المائدۃ:۶۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے فرار کے رجحانات مثلاً سینٹ ازم (رہبانیت) تصوف، سنیاس، تیاگ، جوگ وغیرہ کی سختی سے ممانعت کرتا ہے اور انسان کو ایک بامقصد زندگی بسر کرنے کے لئے مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

لفظ نصاریٰ کی تاریخ...... عیسیٰ بن مریم قرآن مجید کی روشنی میں:

﴿وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ﴾

وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی عہد لیا، لیکن انہوں نے بھی اس کا بیشتر حصہ بھلا دیا، اس کتاب سے جس سے ان کو نصیحت کی گئی تھی۔ [۲۹]

بعض عیسائی معترضین لفظ نصاریٰ پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ توہین آمیز لفظ ہے۔ اس کا بڑا سادہ سا جواب یہ ہے جو قرآن کی آیت کریمہ سے واضح ہے کہ ''وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں، تو اس کی ذمہ داری مسیحیوں کے آباء واجداد پر ہے کیونکہ اُنہوں نے یہ لفظ اپنے لئے استعمال کیا، ہم نے اُن سے عہد لیا''

دوسرا یہ ہے کہ اصلاً یہ لفظ ''ناصری'' کی جمع ہے اور یہ ناصرہ گاؤں کی طرف منسوب ہے جو گلیلی کے علاقے میں واقع ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو توہین آمیز انداز میں ''ناصری'' کہنا شروع کر دیا، لہٰذا قرآن بھی یہی کہہ رہا ہے۔ مگر ایسے لوگوں کو علم ہونا چاہیے کہ جب قرآن نصاریٰ کہتا ہے تو اس کی نسبت ﴿مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ کی طرف ہے کہ جن کی قرآن نے بار بار تعریف کی ہے اور جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کہا گیا ہے۔ قرآن کی رو سے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ تھے اور جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ سوال کیا تھا کہ ﴿مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ ''تم میں سے کون ہے جو اللہ کی دعوت پیش کرنے کے لئے میرا ساتھ دے گا'' [۳۰]

تیسرا یہ کہ نصرت دین کی وجہ سے یہ لوگ انصار کہلائے، جیسے کہ اہل مدینہ بھی انصار کہلائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں نے ایک مدت تک اپنا کوئی نام نہیں رکھا۔ وہ خود کو بنی اسرائیل ہی سمجھتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے لئے کبھی شاگرد، درویش یا پھر بھی مقدس کا لفظ استعمال کیا۔

جس طرح یہود نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا، اسی طرح عیسائیوں نے بھی اس میثاق کو بری طرح پامال کیا اور تمام زندگی اس میثاق کے بالکل برعکس گزاری۔ چنانچہ اس عہد شکنی کی سب سے اہم بات یہ تھی کہ انہوں

---

[۲۹] المائدہ:۱۴

[۳۰] الصف:۱۴

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے دین کی بنیاد یعنی "توحید" کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا اور اسکو اس طرح اپنی زندگیوں سے خارج کیا کہ اس کا کوئی تصور ہی باقی نہ رہا۔ اسی حوالہ سے قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ﴾ [۱]

"یعنی عیسائیوں نے یہ کفر اختیار کیا کہ جس کو ہم اللہ کہتے ہیں، وہ کوئی اور نہیں، وہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔"

یعنی مسیح ابن مریم انسان نہیں، اللہ کے رسول نہیں، بلکہ وہ خود پروردگار ہیں۔ اصلاً ان کا نام خدا ہی ہے۔ یعنی جس (مسیح ابن مریم) کو ہم انسان کی شکل میں دیکھتے رہے، وہ تو ان کی ظاہری شکل وصورت تھی، حقیقت میں وہ اللہ ہیں۔ فرمایا کہ توحید کی یہ پامالی اس عہد شکنی کی سب سے بڑی بات تھی، حالانکہ اللہ نے اپنے بارے میں ان سے یہ عہد لیا تھا کہ نہ اللہ کی ذات میں کوئی شریک ہے اور نہ ہی اس کی صفات میں۔ اس کی مخلوقات میں سے کسی کو بھی، خواہ وہ اپنی ذات وصفات میں کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اگر الوہیت کے منصب پر فائز کر دیا جائے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ توحید تو نہ رہی۔

قرآن کریم نے نصاریٰ کا اطلاق اُس وقت کے اُن لوگوں پر کیا جن میں علماء، زاہد و عابد بھی تھے۔ مثلاً ورقہ بن نوفلؓ ونجاشیؓ وغیرہ"۔ آج کے سینٹ پالی، اپنے آپ کو کرسچن یا مسیحی کہتے ہیں۔ نصاریٰ کہلانا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے موجودہ عیسائی پروہتوں کا نصاریٰ سے کوئی رشتہ نہیں جنھیں قرآن نے "قسیسین" و "رہبان" کہا اور وہ تکبر نہیں کرتے تھے۔ کہ آج کے عیسائیوں کا اس گروہ سے کوئی تعلق نہیں۔

﴿ وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ○ ﴾

"اور جب اُنہوں نے سنا اس چیز کو جو رسول کی طرف اتاری گئی ہے تو تم دیکھ رہے ہو کہ حق کو پہچان لینے کے سبب سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ وہ پکار اُٹھتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے تو ہمیں اس کی گواہی دینے والوں میں لکھ لے" "اور آخر ہم اللہ پر اور اس حق پر جو ہم کو پہنچا، ایمان کیوں نہ لائیں؟ جب کہ ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیکوکاروں کے زمرے میں شامل کرے گا" [۲]

---

[۱] المائدہ:۱۷ [۲] المائدہ:۸۳،۸۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان آیات کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس گروہ کو نصاریٰ کے نام سے یہاں یاد کیا گیا ہے، ان کا حال یہ تھا کہ جب انہوں نے اللہ کے رسول کو دیکھا اور ان پر اترنے والی کتاب یعنی قرآن کریم کو سنا تو انہوں نے والہانہ انداز میں آپ کا اور قرآن کریم کا خیر مقدم کیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ لوگ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے پیروکار تھے، اس لئے انجیلوں میں جس تسلی دینے والے اور جس نجات دہندہ کی بشارت دی گئی تھی اور اس کی جو علامتیں بیان کی گئیں تھیں، وہ ان میں سے ایک ایک چیز کو محفوظ کیے ہوئے تھے۔ اس لئے جیسے ہی انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو وہ اس طرح آنحضرت ﷺ کی طرف بڑھے، جیسے کوئی شخص اپنی کسی محبوب ترین ذات کے انتظار میں راہ تکتے ہوئے کئی برس گزار چکا ہو۔ یہی حال آنحضرت ﷺ کو دیکھ کر ان لوگوں کا ہوا۔ چنانچہ جیسے ہی آنحضرت ﷺ کی زبان سے انہوں نے اللہ کا کلام سنا تو جوش مسرت سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں اور وہ بے ساختہ پکار اٹھے کہ یا اللہ! ہم اس کتاب پر اور اس کے لانے والے پر ایمان لاتے ہیں تو ہمیں ان لوگوں کے زمرے میں شمار فرما لے جو اس دین کی گواہی دینے کی عزت حاصل کر چکے ہیں اور ہمیں توفیق عطا فرما کہ پہلے انبیاء کے واسطے سے اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے توسط سے، ہم اس آخری نبی پر ایمان لائے، ہمیں ہمت عطا فرما کہ ہم اس عہد کو پورا کر سکیں اور اس طرح تیرے ان بندوں میں شامل ہو جائیں جن سے تو راضی ہے۔ اور اسی حق کی پاسداری اور علمبرداری کی صورت میں ہم آخر کیوں یہ توقع نہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر عنایات کی بارش فرمائے گا اور نیک لوگوں میں ہمیں شامل فرمائے گا۔

﴿مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾

”مسیح ابن مریم تو بس ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزرے ہیں اور ان کی ماں ایک صداقت شعار بندی تھیں۔ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو! کس طرح ہم ان کے سامنے اپنی آیتیں کھول کر بیان کر رہے ہیں، پھر دیکھو وہ کس طرح اوندھے ہوئے جا رہے ہیں“۔ [۳۳]

حضرت مسیح علیہ السلام کی اصل حیثیت:

یہ کہ مسیح کو تم اپنی انجیل میں جس طرح دیکھتے ہو اور جس طرح تم نے ان کے حواریوں سے ان کے حالات سنے ہیں، کیا تم نے انکو خدا پایا ہے یا خدا کا رسول؟ بعد کے خیالی فلسفوں کو چھوڑ کر آج بھی اگر انجیل

[۳۳] المائدہ:۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو دیکھا جائے تو اس میں صاف نظر آتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام انسان کے علاوہ اور کچھ نہیں وہ دنیا میں باقی رسولوں کی طرح رسالت کا فرض انجام دینے کے لئے تشریف لائے تھے۔

دوسری بات یہ فرمائی کہ ان کی ماں ایک راست باز خاتون تھیں یعنی ان کی ایک والدہ تھیں، وہ ایک خاتون کے بیٹے تھے۔ حالانکہ اللہ کی صفت یہ ہے کہ نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا ہے۔ کیونکہ بیٹا ہونا فنا اور احتیاج کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ ایسی تمام کمزوریوں سے پاک ہے۔ ممکن ہے کوئی نہ کہے کہ مسیح تو خدا کا بیٹا تھا۔ اس لئے فرمایا کہ ان کی ماں ایک راست باز خاتون تھیں۔ ان کا دعویٰ تھا کہ مسیح میرا بیٹا ہے اور خود مسیح ہمیشہ اپنی ماں کا فرمانبردار رہا۔

خدا ایک ابدی ذات کا نام ہے۔ اسے کبھی فنا نہیں۔ اللہ خود فرماتا ہے: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ "ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے" [۴۴] بقا اس کی ذات کی صفت ہے، جو اسی کے ساتھ خاص ہے۔ باقی ہر چیز فانی ہے اور فانی خدا نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح بھی باقی مخلوقات کی طرح فانی ہیں تو وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے بڑا معجزہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہے:

اسی لیے فرمایا ﴿يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [۴۵] کسی کے غیر معمولی طریقے سے پیدا ہو جانے پر اس کی اصل حیثیت تبدیل نہیں ہو جاتی، بلکہ صفت خلق کا مالک تو اللہ ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے، جیسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ قرآن کریم نے ایک جگہ اس کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے۔

﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ﴾ [۴۶] تمہیں اس بات سے شبہ پیدا ہو رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اگر انسان ہوتے تو انکی ماں کی طرح ان کا باپ بھی ہوتا۔ فرمایا کہ اگر بغیر باپ کے پیدا ہونے سے کوئی انسان، انسان نہیں رہتا بلکہ خدا بن جاتا ہے تو پھر تم بتاؤ کہ تم آدم علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ عیسیٰ علیہ السلام کی تو ماں ہے، آدم علیہ السلام کی تو ماں بھی نہیں تھی۔ اگر یہ خدا ہیں تو آدم علیہ السلام کیا ہیں؟

﴿وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا﴾ "ہم تو اسے لوگوں کے لیے ایک نشان بنا دیں گے اور اپنی خاص رحمت۔" (*) قوم نے جب عصمت مریم صدیقہ سلام اللہ علیہا پر انگشت نمائی کرتے ہوئے سوال

[۴۴] القصص: ۸۸

[۴۵] المائدہ: ۱۷

[۴۶] آل عمران: ۵۹

(*) مریم: ۲۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

اٹھایا تو مسیح ابن مریم علیہ السلام نے اپنی ماں کی گود میں سے یہ کلام فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں (نہ کہ خود اللہ نہ تثلیث کا تیسرا اقنوم اور نہ ہی اللہ کا بیٹا ہوں) اس نے مجھے کتاب (انجیل) دی ہے اور نبی بنایا ہے اور میں جہاں ہوں (یا جس حال میں ہوں) مجھے بابرکت ہستی بنایا گیا ہے جب تک زندہ ہوں مجھ کو نماز اور زکوۃ کا حکم (اللہ کی طرف سے) دیا گیا ہے اور مجھے اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرنیوالا بنا کر (بھیجا گیا ہے) اور سرکش و بدبخت نہیں بنایا (گیا) اور جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا مجھ پر سلامتی ہے۔[۴۷] آپ معزز مرتبہ والے اور مقرب الٰہی تھے صالح لوگوں میں سے تھے۔[۴۸] آپ کو روح القدس (جبرائیل امین علیہ السلام) کی تائید حاصل تھی۔[۴۹]

آپؑ یہودیوں کی طرف اللہ تعالیٰ کے رسول تھے آپ کو معجزات عطا ہوئے باذن اللہ مٹی سے پرندہ کی شکل بنا کر پھونک مارتے تو وہ پرواز کر جاتا اسی طرح اللہ کے حکم سے پیدائشی نابینا اور کوڑھیوں کو اچھا کرتے، مردوں کو زندہ کرتے، لوگوں کو ان کا کھایا پیا اور گھروں میں ذخیرہ کیا ہوا بتاتے۔[۵۰] یہودیوں نے من حیث القوم آپ کا انکار کیا تھا۔[۵۱]

حواری و انجیل:

⊕...... مسیح علیہ السلام کے حواری اللہ تعالیٰ کے احکامات پر بدرجہ کمال عمل کرتے تھے۔[۵۲]

⊕...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں قوت سے نوازا گیا تھا جس سے وہ دشمنوں پر غالب آ گئے۔[۵۳]

⊕...... مسیح علیہ السلام (کو اللہ کا نبی مان کر ان) کی اتباع کرنے والے کافروں (تثلیث کے پجاریوں اور یہودیوں) پر تا قیامت غالب و فائق رہیں گے۔[۵۴]

⊕...... عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل (نامی کتاب اللہ) سے نوازا گیا تھا۔[۵۵]

⊕...... انجیل قرآن مجید کے نزول سے پہلے بنی اسرائیل کے لئے موجب ہدایت تھی۔[۵۶]

⊕...... مسیح ابن مریم علیہ السلام اپنے سے پہلے نازل ہونے والی تورات کی تصدیق کرتے تھے اور بنی اسرائیل کو تورات و انجیل کی تعلیم دیتے تھے۔[۵۷]

---

۴۷ مریم ۳۰ تا ۳۳
۴۸ آل عمران: ۴۵
۴۹ البقرہ: ۸۷
۵۰ آل عمران: ۴۵
۵۱ نساء: ۱۵۷
۵۲ آل عمران: ۵۲ تا ۵۳
۵۳ الصف: ۱۴
۵۴ آل عمران: ۵۵
۵۵ حدید: ۲۷
۵۶ آل عمران: ۳ تا ۴
۵۷ آل عمران: ۵۰،۴۸

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

⊛..... اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جان اور مال بعوض جنت خرید لیتا ہے یہ وعدہ انجیل میں تھا۔[۵۸]

⊛..... آخری نبی محمد رسول ﷺ کا ذکر خیر بھی تورات اور انجیل میں تھا۔[۵۹]

⊛..... آنحضرت ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف بھی انجیل میں تھی۔[۶۰]

تعلیم:

⊛ مسیح ابن مریم علیہ السلام اپنی نبوت و رسالت کے ثبوت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلی (واضح) نشانیاں لے کر مبعوث ہوئے دانائی اور حکمت سکھاتے تھے دینی معاملات میں ان (یہودیوں) کے اختلافات مٹاتے تھے آپ نے یہودیوں کو اپنی اطاعت کرنے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے۔[۶۱]

⊛ اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنے کی تعلیم دی۔[۶۲]

⊛ یہودیوں پر بعض حرام چیزیں آپ نے حلال قرار دیں۔[۶۳]

⊛ اپنے بعد آنے والے نبی احمد ﷺ (جو کہ محمد ﷺ کا ہی دوسرا نام ہے) کے بارے میں پیشین گوئی کی۔[۶۴]

⊛ رہبانیت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم نہیں تھی بلکہ آپ کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے بعد لوگوں نے خود اسے وضع کر لیا تھا۔[۶۵]

⊛ مسیح علیہ السلام کی زبانی یہودیوں پر (بوجہ ان کے انکار) لعنت کی گئی تھی۔[۶۶]

ردّ الوہیت و ابنیت:

⊛ مسیح ابن مریم علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ تھے (اللہ تعالیٰ نے ان کی پیدائش میں اپنی خصوصی قدرت کا مظاہرہ فرمایا تھا)[۶۷]

⊛ وہ اللہ تعالیٰ کا منہ بولا یا صلبی بیٹا نہیں تھے۔[۶۸]

⊛ انہیں ابن اللہ ماننے کا عقیدہ قدیم بت پرستوں سے لیا گیا ہے۔[۶۹]

---

۵۸ توبہ: ۱۱۱
۵۹ اعراف: ۱۵۷
۶۰ الفتح: ۲۹
۶۱ الزخرف ۶۳تا۶۴
۶۲ آل عمران: ۵۱، مائدہ: ۷۲، مریم: ۳۶
۶۳ آل عمران: ۵۰
۶۴ الصف: ۶
۶۵ الحدید: ۲۷
۶۶ المائدۃ: ۷۸
۶۷ النساء: ۱۷۱
۶۸ مریم: ۸۸تا۹۲
۶۹ التوبۃ: ۳۰

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- مسیح ابن مریم علیہ السلام پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ایک رسول تھے۔[۰]
- اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ (نہ کہ بیٹا یا تثلیث کا تیسرا اقنوم) کہلانا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے لئے مقام عار نہیں تھا۔[۱]
- عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دونوں ماں بیٹا عام انسانوں کی طرح کھانے پینے کے محتاج تھے۔[۲]
- لہٰذا ان کی الوہیت کا عقیدہ غلط اور قابل مؤاخذہ ہے۔[۳]
- مسیح علیہ السلام کو اللہ سمجھنا کفر ہے۔[۴]
- تثلیث پرستی ممنوع ہے۔[۵]
- اللہ تعالیٰ اور مسیح علیہ السلام تثلیث کے اقانیم (اشخاص) نہیں ہیں یہ عقیدہ کفریہ ہے۔[۶]

رفع وصلیب:

یہودی دشمنوں کا مسیح علیہ السلام کے بارے میں دعویٰ قتل یا تصلیب بے سروپا ہے نہ انہوں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو قتل کیا ہے اور نہ ہی وہ صلیب پر سولی دیئے گئے تھے بلکہ جب مسیح علیہ السلام گرفتار ہوئے تو اللہ قادر و حکیم نے اپنی قدرت اور حکمت سے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا لیکن یہودی شبہ میں پڑ گئے اب مسیح علیہ السلام کے بارے میں یہودیوں اور عیسائیوں کی محض اٹکلیں، ظن، وتخمین اور قیاسات ہیں (جب کہ رفع آسمانی کی حقیقت قرآن نے بیان کر دی۔[۷]

مسیح علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں۔[۸]

اہل کتاب (مسیح علیہ السلام کے نزول آسمانی کے بعد) ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔[۹]

مسیحیت سینٹ پال:

"یروشلم" رومی حکومت کا ایک صوبہ تھا جس کو رومی یہودیہ کے نام سے یاد کرتے تھے۔ رومی حکمران آگسٹس سیزر کی بادشاہت اور "یہودیہ" کے حاکم "ہیرودیس" کے عہد میں عیسیٰ پیدا ہوئے۔ اس کے عہد میں یہودی آزاد اور قابل احترام نہ تھے۔ اگسٹس سیزر (۲۷ق م تا ۱۴ء) کے بعد "ٹائبرس" بادشاہ روم بنا۔

---

۰ المائدۃ: ۷۵ ۱ النساء: ۱۷۲
۲ المائدۃ: ۷۵ ۳ المائدۃ: ۱۱۶
۴ المائدۃ: ۷۲ ۵ النساء: ۱۷۱
۶ المائدۃ: ۷۳ ۷ النساء: ۱۵۷ تا ۱۵۸
۸ الزخرف: ۶۱ ۹ النساء: ۱۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کے عہد میں یہودیوں کے اصرار پر حاکم یہودیہ "پلاطوس" نے ۲۹ء کے لگ بھگ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکانے کا حکم دیا۔ مسیح علیہ السلام کے بارے میں بائبل میں لکھا ہے کہ وہ یہودی تھے اور یہودیوں (بنی اسرائیل) ہی کی طرف بھیجے گئے تھے۔[50] آپ یہودی شریعت توریت کی پیروی اور تبلیغ و اشاعت کے داعی تھے۔(☆) قوم یہود نے مجموعی طور پر مسیح علیہ السلام کو ماننے سے انکار کر دیا اور (بزعم خود) صلیب پر سولی دلوا کر دم لیا۔[51]

سینٹ پال کا مشن:

یہودی مسیح علیہ السلام کے پیروکاروں پر انتہا درجہ کے مظالم ڈھاتے تھے ایک یہودی جس کا نام ساؤل تھا (جو بعد میں پولوس رسول سینٹ پال کے نام سے مشہور ہوا) ان پر ظلم کرنے میں پیش پیش تھا اس نے ایک دن یہ دعویٰ کیا کہ مسیح علیہ السلام نے ایک رؤیا میں مجھے اپنا بنا لیا ہے۔[52] اس یہودی متعصب کٹر مسیح دشمن کو جب کھلم کھلا مخالفانہ سرگرمیوں سے اصلی عیسائی تعلیمات کے خلاف کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اس نے یروشلم سے دمشق جاتے ہوئے اپنے آپ کو یسوع کا پیروکار ثابت کرنے اور اصلی عیسائی تعلیمات کو مسخ کرنے کے لئے ایک داؤ کھیلا اور یکایک یہ ڈرامائی فریب دیا کہ "جب میں سفر کرتا کرتا دمشق کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہوا کہ دوپہر کے قریب یکایک ایک بڑا نور آسمان سے میرے گرداگرد آ چمکا اور میں زمین پر گر پڑا اور یہ آواز سنی کہ اے ساؤل اے ساؤل تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اے خداوند تو کون ہے؟ اس نے مجھ سے کہا میں یسوع ناصری ہوں جسے تو ستاتا ہے اور میرے ساتھیوں نے نور تو دیکھا لیکن جو مجھ سے بولتا تھا اس کی آواز نہ سنی۔[53] کہ "جو آدمی اس کے ہمراہ تھے وہ خاموش کھڑے رہ گئے کیونکہ آواز تو سنتے تھے مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے"[54] کہ "انہوں نے آواز تو سنی مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے" کہ بولنے والے یسوع نے ساؤل سے اس موقعہ پر کہا کہ "مگر اٹھ شہر میں جا اور جو تجھے کرنا چاہیے وہ تجھ سے کہا جائے گا"[55]

سینٹ پال کی سازش:

بنیادی بات وہی ہے جو قرآن نے کہی تھی کہ جن لوگوں نے یہ کہا تھا کہ ہم نصاریٰ ہیں وہ اصل میں نصاریٰ نہیں تھے، یہ صرف ان کا دعویٰ تھا۔ نصاریٰ تو اصل میں شمعون رضا کے ماننے والے تھے، جس کی

---

۵۰ انجیل متی ۱۰:۵تا۸، ۱۵:۲۵ (☆) متی ۵:۱۷تا۱۸

۵۱ متی ۲۷:۲۲تا۲۶، مرقس ۱۵:۱۵، لوقا ۲۳:۲۳تا۲۵، یوحنا ۱۹:۱۵؛ ۱۶

۵۲ اعمال ۹:۱تا۲، اعمال ۲۲:۴تا۵، ۲۶:۹تا۱۱ ۵۳ اعمال ۲۲:۶تا۹

۵۴ اعمال ۹:۷ ۵۵ اعمال ۹:۶، (اعمال ۲۲:۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے خود تعمیر کی اور انہیں عیسائیت سے نکال دیا۔ آج بھی اور صدیوں سے، عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے تشریف لے جانے کے کئی سالوں کے بعد عیسائیت کا جو ایک نیا ایڈیشن تیار ہوا، اس کا بانی "سینٹ پال" تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو دعوت پیش کی تھی، اُس دعوت کو ان کے حواریوں نے آگے بڑھایا اور جس طرح انہوں نے اللہ کی کتاب کو پیش کیا، سینٹ پال نے اس کی بالکل تحریف کر دی اور عقیدے تک بدل ڈالے۔ یہ دیکھ کر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خارق عادت کے طور پر دنیا میں تشریف لائے ہیں (ان کا کوئی باپ نہیں ہے) اور یہ کہ خود انجیل نے انہیں روح اللہ قرار دیا ہے، ان تمام چیزوں کو یکجا کر کے اس نے لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی کہ مسیح ابن مریم جس کو تم ایک انسان اور پیغمبر سمجھتے ہو، وہ کوئی انسان یا پیغمبر نہیں، بلکہ خود اللہ کی ذات ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ انسان ہوتے تو ان کا کوئی باپ ہوتا، وہ اپنے اندر دوسرے انسانوں کی سی صفات رکھتے۔ یہ جو ہم ان میں غیر معمولی باتیں دیکھتے تھے، خاص طور پر یہ جو ان کی پیدائش کا معاملہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ انسان نہیں ہیں اس طرح سینٹ پال نے اُنھیں اللہ قرار دے دیا۔

اور یہ تصور کہ مذہب یا دین بندے اور اللہ کے درمیان ایک پرائیویٹ تعلق ہے، اس کا پبلک زندگی سے کوئی واسطہ نہیں عیسائیت کی بگڑی ہوئی شکل ہی سے آیا ہے جیسا کہ میں نے ثابت کیا ہے کہ یہ سینٹ پال جو کہ اصلاً ایک یہودی تھا اور سازشی طور پر عیسائی ہوا موجودہ عقیدہ اس کی ایجاد ہے، جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات سے وابستہ جھوٹ گھڑا کہ وہ مجھے بادلوں میں نظر آئے اور مجھے اپنا جانشین بنا گئے ہیں۔ اس نے دیگر بہت سے عقیدوں کے ساتھ ساتھ یہ عقیدہ بھی گھڑا کہ تمہیں صرف چند عقیدے دیئے گئے ہیں، رہی شریعت تو تمہیں اس سے آزاد کر دیا گیا ہے اور تم پر کسی شریعت کی پابندی لازم نہیں۔ ساری انسانی تاریخ میں، سینٹ پال کی اس اختراع سے پہلے یہ تصور آپ کو کسی بھی مذہب میں نہیں ملے گا۔ بلکہ روز اول سے انبیاء کرام ہمیشہ یہ عقیدہ سکھاتے رہے کہ "قولوا لا الٰہ الا اللہ" کہ اللہ اور بندے کا تعلق جلوت وخلوت ہر حال میں رہنا چاہیے۔ علامہ اقبالؒ نے بڑی خوب بات کہی:

کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی
سماتی کہاں اس فقیری میں میری
سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا
چلی کچھ نہ پیر کلیسا کی پیری
یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشین کا
کہ بشیری ہے آئینہ دار نذیری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا کہ یہ تو ایک سرور ثقلین (آنحضرت ﷺ) ہی کا کمال ہے کہ وہ بشیر بن کر بھی آئے اور نذیر بھی۔ انہوں نے دنیا کو نیک عملی پر جنت کی بشارت بھی دی اور بدعملی پر درے بھی لگائے۔ عیسائیت کے پاس کچھ نہیں۔ اس کی تو مجبوری ہے کہ اس نے کلیساء پادری اور پبلک لائف کو شیطان کے حوالے کر دیا امت محمدیہ ﷺ کے افراد، تم کس غلط فہمی میں مبتلا ہو؟

رسالت خانہ ساز:

پولس (سابقہ ساؤل یہودی) کو مسیحؑ کی تعلیمات سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ تھا بلکہ اس نے اپنی نبوت کا اعلان کر کے اپنی طرف سے ایک نئی خوشخبری کا اعلان کر دیا۔[۵۶] پطرس حواری کو مسیحؑ نے اپنی دنیاوی زندگی میں اپنا خاص جانشین اور نمائندہ مقرر کر دیا تھا کہ "میں آسمان کے بادشاہی کی کنجیاں تجھے دوں گا" [۵۷] جس کے نتیجے میں پطرس نے کلیسا کی بنیاد قائم کی "پطرس نے ان سے کہا کہ توبہ کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیحؑ کے نام پر بپتسمہ لے تو تم روح القدس انعام میں پاؤ گے" [۵۸] اس بنیاد پر پادریوں اور گرجاؤں کا نظام قائم ہوا مگر تعجب کی بات ہے کہ مسیحؑ آسمان پر جا کر بھول گیا اور پطرس کی بجائے پولس کو اپنا پیارا جانشین مقرر کر دیا[۵۹] اس لئے بات عجیب سی لگتی ہے کہ آخر مسیحؑ کو پولس کی کیوں ضرورت پڑی؟ پس ثابت ہوا کہ اصلی عیسائی تعلیمات کو کھوکھلا کر کے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے پولس نے اپنی جانشینی کی کہانی گھڑی تا کہ بچے عیسائیوں میں مؤثر اور اہم مقام پر فائز ہو کر اپنا اثر ونفوذ استعمال کرتے ہوئے اصلی تعلیمات میں رد و بدل کرنے کے لئے راہیں تلاش کی جائیں۔ قبولیت مسیحیت پولس کی دراصل ایک چال تھی تا کہ پیغام مسیحؑ کو ختم اور آپ کے پیروکاروں کو بت پرست قوموں کی طرف راغب کیا جا سکے تو اس نے یہودیوں کو کہا کہ چونکہ تم خدا کے کلام کو رد کرتے ہو اس لئے ہم غیر قوموں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔[۶۰] اس لئے اس نے گلتیوں کے نام خط میں اپنے بارے میں بتایا کہ "لیکن جس خدا نے مجھے میری ماں کے پیٹ ہی سے مخصوص کر لیا اور اپنے فضل سے بلا لیا جب اس کی یہ مرضی ہوئی کہ اپنے بیٹے کو مجھ میں ظاہر کرے تا کہ میں غیر قوموں میں اس کی خوشخبری دوں تو نہ میں نے گوشت اور خون سے صلاح لیا اور نہ یروشلم میں ان کے پاس گیا جو مجھ سے پہلے رسول تھے بلکہ فوراً عرب کو چلا گیا پھر وہاں سے دمشق کو واپس آیا پھر تین برس کے بعد میں کیفا سے ملاقات کرنے کو یروشلم گیا اور پندرہ دن اس کے پاس رہا مگر اور رسولوں میں سے

---

۵۶ گلتیوں ۱:۱۱تا۱۲ ۔ ۵۷ متی ۱۶:۱۸تا۱۹

۵۸ اعمال ۲:۳۸ ۔ ۵۹ اعمال ۲۶:۱۶تا۱۸

۶۰ اعمال ۱۳:۴۴تا۴۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

خداوند کے بھائی یعقوب کے سوا کسی سے نہ ملا"[۹۱]

سینٹ پال کی تعلیمات:

سینٹ پال پولس رسول عبرانیوں کے نام خط میں لکھتا ہے کہ "پس آؤ مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتیں چھوڑ کر کمال کی طرف قدم بڑھائیں اور مردہ کاموں سے توبہ کرنے اور خدا پر ایمان لانے کی اور بپتسموں اور ہاتھ رکھنے اور مردوں کے جی اٹھنے اور ابدی عدالت کی تعلیم کی بنیاد دوبارہ نہ ڈالیں اور خدا چاہے تو ہم یہی کریں گے"[۹۲]

"مسیح نے مجھے بپتسمہ دینے کو نہیں بھیجا بلکہ خوشخبری سنانے کو اور وہ بھی کلام کی حکمت سے نہیں تاکہ مسیح کی صلیب بے تاثیر نہ ہو"[۹۳]

اب مسیح علیہ السلام نے جس شریعت کے بارے میں لوگوں سے کہا "میرا جوا اپنے اوپر اٹھا لو اور مجھ سے سیکھو"[۹۴]

یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا"[۹۵]

شریعت سے چھٹکارہ بوجہ کفارہ:

سینٹ پال پولس نے کہا "ایمان کے آنے سے پیشتر شریعت کی ماتحتی میں ہماری نگرانی ہوتی تھی اور اس ایمان کے آنے تک جو ظاہر ہونے والا تھا ہم اسی کے پابند رہے پس شریعت مسیح تک پہنچانے کو ہماری استاد بنی تاکہ ہم ایمان کے سبب سے راستباز ٹھہریں مگر جب ایمان آ چکا تو ہم استاد کے ماتحت نہ رہے کیونکہ تم سب اس ایمان کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے خدا کے فرزند ہو اور تم سب میں سے جس نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا نہ کوئی یہودی رہا نہ کوئی یونانی نہ کوئی غلام نہ آزاد کوئی مرد نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو اور اگر تم مسیح کے ہو تو ابرہام کی نسل اور وعدہ کے مطابق وارث ہو"[۹۶]

---

۹۱ گلتیوں ۱: ۱۵ تا ۱۹
۹۲ عبرانیوں ۶: ۱ تا ۳
۹۳ نمبر ۱ کرنتھیوں ۱: ۱۷
۹۴ متی ۱۱: ۲۹
۹۵ متی ۵: ۱۷ تا ۱۹
۹۶ گلتیوں ۳: ۲۳ تا ۲۹

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اس نے احکام کی شریعت جو ضوابط پر مشتمل تھی اپنے جسم کے وسیلے سے موقوف کر دی۔"[97]

لیکن اپنے بارے میں پولس نے یہ دعوے کرنے شروع کر دیے کہ میں تو اپنے آپ کو ان افضل رسولوں سے کچھ کم نہیں سمجھتا"[98] پھر کہا کہ "مسیح مجھ میں بولتا ہے اور وہ تمہارے واسطے کمزور نہیں بلکہ تم میں زور آور ہے ہاں وہ کمزوری کے سبب مصلوب کیا گیا۔"[99] جب کچھ لوگوں نے یہ تسلیم کر لیا تو اس نے دعویٰ کیا کہ "میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا ہوں اور اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے۔"[100] حالانکہ اس نے زندگی بھر مسیح علیہ السلام سے ملاقات تک نہ کی تھی بلکہ ان کے پیروکاروں کا جانی دشمن تھا پھر یہ مغالطہ دینا کہ میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہو گیا کتنا بڑا جھوٹ ہے۔

شریعت اور مسیح کو لعنتی کہا:

مزید طرفہ تماشا یہ بھی ساتھ ہے کہ لوگوں کو شریعت سے نفرت دلانے اور مسیح کی شان گھٹانے کے لئے اس حد تک آگے بڑھ گیا کہ "جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ جو کوئی ان سب باتوں کے کرنے پر قائم نہیں رہتا جو شریعت کی کتاب میں لکھی ہیں وہ لعنتی ...... مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔"[101] اس سے پہلے پطرس حواری (جانشین مسیح علیہ السلام پر لعنت کی جبکہ اب سینٹ پال پولس نے بھی تثلیث کے تین متحد اقنوموں میں سے ایک اقنوم خدا کے بیٹے (مسیح) کو لعنتی کہہ کر اپنے آپ کو شریعت (توریت) کی رو سے سنگساری کا مستحق بنا لیا۔[102]

ختنہ کی ممانعت:

- ختنہ کا حکم ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے چلا آتا ہے توریت میں لکھا ہے "اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے...... اور میرا عہد تمہارے جسم میں ابدی عہد ہو گا اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اپنے لوگوں میں کاٹ ڈالا جائے کیونکہ اس نے میرا عہد توڑا"[103]
- اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی خطاب کرتے ہوئے خداوند نے کہا "اور آٹھویں دن لڑکے کا ختنہ کیا جائے"[104]

---

[97] کیتھولک اردو، افسیوں ۲:۱۵
[98] نمبر ۲ کرنتھیوں ۱۱:۵
[99] نمبر ۲ کرنتھیوں ۱۳:۳-۴
[100] گلتیوں ۲:۲۰
[101] گلتیوں ۳:۱۰ تا ۱۳
[102] احبار ۲۴:۱۱ تا ۱۵
[103] پیدائش ۱۷:۱۰ تا ۱۴
[104] احبار ۱۲:۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- خود عیسیٰ علیہ السلام کا بھی آٹھویں دن ختنہ ہوا۔[۱۰۵]
- اس کے بعد مسیح علیہ السلام کا کوئی ایسا حکم درج نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ ختنہ کا حکم منسوخ ہو گیا ہے لیکن سینٹ پال پولس نے گلتیوں کے نام خط میں لکھا ”دیکھو میں پولس تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیح سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہو گا“۔[۱۰۶]
- ”کیونکہ نہ ختنہ کچھ چیز ہے نہ نامختونی بلکہ سرے سے مخلوق ہونا“[۱۰۷]

کچھ بھی حرام نہیں:

بہت سے حیوانات کا استعمال شریعت موسوی میں حرام تھا لیکن پولس نے رومیوں کے نام خط میں لکھا ”مجھے معلوم ہے بلکہ خداوند یسوع میں مجھے یقین ہے کہ کوئی چیز بذاتہ حرام نہیں لیکن جو اس کو حرام سمجھتا ہے اس کے لئے حرام ہے“[۱۰۸] مسیحیت کی تاریخ میں عروج وزوال کی داستانیں رقم ہیں مگر ”بت پرستی“ دینِ مسیحیت کا ہمیشہ جزو لاینفک رہی۔ جہاں سینٹ پال پولس نے مسیح کی تعلیمات کو مسخ کیا تو وہاں عہد مجالس کی کانفرنسوں میں مسیح کو ”خدا بنایا“ پھر ”روح القدس“ کو خدا قرار دیا تو پھر مریم کو شامل کیا تو پھر بارھویں کانفرنس میں ”کلیسا“ کو مغفرت کے پروانے دینے کا حق دے دیا۔ پھر ۳۱۳ء سے ۵۲۹ تک سینٹ پالی بت پرست مسیحیت روما پر چھا چکی تھی اس دور کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ ”سینٹ ازم“ یعنی رہبانیت نے جنم لیا۔ جس کا بنیادی تصور یہ تھا کہ خدا کی رضامندی صرف دنیا کے جھمیلوں کو خیر باد کہہ کر ہی حاصل کی جا سکتی ہے نفس کو جس قدر تکلیف پہنچائی جائے گی انسان خدا سے اسی قدر قرب ہو گا اس رجحان کے آثار چوتھی صدی عیسوی سے ہی پیدا ہونے لگے تھے مشرقی اور مغربی سلطنتوں کی باہمی رقابت اور کشمکش سے تنگ آئے ہوئے لوگوں نے اسے پروان چڑھایا جس کے نتیجہ میں پانچویں صدی عیسوی میں برطانیہ اور فرانس میں بہت سے خانقاہیں قائم ہو گئیں۔ اسی طرح شرک سے لیکر کھانے پینے کی اشیاء تک کوئی بھی چیز ان لوگوں میں حرام نہ رہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مخصوص نظریات کے لوگ:

یہ لوگ رومن کیتھولک کے سخت خلاف ہیں اپنے ملکی قومی جھنڈوں کو سلامی نہیں دیتے امریکہ میں انہیں اس سے مستثنٰی قرار دے دیا گیا ہے جوا بازی، شراب نوشی، سگریٹ نوشی، ہم جنس پرستی، بدکاری، اسقاط حمل،

۱۰۵ انجیل لوقا ۲: ۲۱ ۱۰۶ گلتیوں ۵: ۲

۱۰۷ گلتیوں ۶: ۱۵ ۱۰۸ رومیوں ۱۴: ۱۴

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انتقال خون، تعویذ، ارواح پرستی، فالگیری، دست شناسی، غیب دانی کے دعوے "مردہ پرستی" جادو گری، علم جوتش، جنات سے یاری، شگون، بچاناٹز، مریم اور مسیح کے بتوں کی پرستش، ہمہ قسم بت پرستی، مقدسین پرستی، صلیب پرستی، یوم منانا خصوصاً ایسٹر اور کرسمس جیسے تہواروں کا رد کرتے ہیں کلیسا کو لاخطا (معصوم) نہیں مانتے تین خداؤں کی تثلیث کے بھی منکر ہیں مسیح کو یہوواہ کی پہلی مخلوق اور خدا باپ سے چھوٹا مانتے ہیں دعا بھی صرف "یہوواہ" سے مانگتے ہیں مریم کو "خدا کی ماں" کہنا گستاخی سمجھتے ہیں مخلوقات کی تخلیق میں مسیح کو یہوواہ کا رفیق کار سمجھتے ہیں مسیح کی جسمانی نہیں بلکہ روحانی آمد ثانی کے قائل ہیں آخری جنگ "آرمیگاڈون" میں مسیح کی قیادت کو تسلیم کرتے ہیں سبت کے دن تبلیغ کرتے ہیں مسیح کے فدیے کو مانتے ہیں پادری سسٹم کے خلاف ہیں کنگڈم ہال میں میٹنگیں کرتے ہیں پانی میں غوطہ لگا کر "بپتسمہ" لیتے ہیں روح القدس کو ایک خدائی شخصیت کے بجائے خدا باپ کی محبت مانتے ہیں۔ [١٠٩]

جہاد اسلامی، دہشت گردی......؟:

جہاد "جہد" سے مشتق ہے جس کے معنی "کوشش" ہیں۔ اسلام میں "جہاد" وسیع تر مفاہیم اور معنوں میں مستعمل ہے لہٰذا ہر مسلمان کا دینی و اصلاحی تمام تر عمل جہاد کے زمرے میں آتا ہے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے "قتال" آخری چوٹی کا عمل ہے۔ قرآن حکیم فرقان حمید نے یوں وضاحت فرمائی:

﴿ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ...... ﴾

ترجمہ: جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے اُن کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ اُن پر ظلم ہو رہا ہے اور اللہ (اُن کی مدد کریگا وہ) یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے ہیں (انہوں نے کوئی قصور نہیں کیا) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ [١١٠]

قرآن نے اجازت جہاد میں سب سے اہم بات یہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ جہاد کی اجازت اس لئے عنایت فرما رہا ہے کہ "مظلوموں کو ظالم کے پنجہ استبداد سے نجات دلانا مقصود ہے" کہ وہ اپنے گھروں سے ناحق دیس نکالا دیے گئے اور یہ ظلم اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں "کہ ہمارا پروردگار صرف اکیلا اللہ ہی

١٠٩ تفصیلات "سچائی جو باعث ابدی زندگی ہے۔ علم جو ہمیشہ کی زندگی کا باعث ہے" یہوواہ کے گواہ واچ ٹاور بائبل اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی پوسٹ بکس نمبر ۲۳۲ مکان نمبر ۳۰ بلاک ٹے ہلال ٹاؤن فیروز پور روڈ لاہور، پاکستان

١١٠ الحج: ۳۹، ۴۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے"۔ اس طرح جہاد ایک مقدس فریضہ ہے، امن ہے، دعوت و ارشاد ہے اور مظلوموں کیلئے "حفظ و امان" ہے۔ فتنہ و فساد کے خاتمے کا ذریعہ اور "مذاہب باطلہ" کی عبادت گاہوں کی حفاظت کا ضامن ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ مسیحی مشنوں کی سرگرمیوں کا ایک بڑا اہم مقصد سادہ لوح تعلیمیافتہ مسلمانوں کو اپنے دین سے برگشتہ کرنا ہے کہ اگر وہ اسلام سے بدظن ہو جاتے ہیں تو یہ "باطل قوتیں" اس میں اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ آج کل خاص طور پر (امریکہ میں 11 ستمبر 2001ء کے واقعہ کے بعد) "جہاد" کے خلاف زہریلا اور گمراہ کن پروپیگنڈہ مسلسل کر رہے ہیں کہ (خاکم بدہن) اسلام نے جہاد کے ذریعے دنیا میں دہشت گردی پھیلا رکھی ہے۔ اس سفید جھوٹ کا جواب ہم آئندہ سطور میں دیتے ہیں:

- مسلمان صرف "اعلائے کلمۃ اللہ" یعنی اُن کی جنگ صرف دین کے لئے ہوتی ہے نہ کہ حصول دنیا و جاہ و حشمت کے لئے بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے مال کا بہترین حصہ اور اپنی قیمتی جانیں رضائے الٰہی کے لئے خرچ کیں۔ اور جو قوم اس عظیم مقصد کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتی ہیں اُسے قرآن و سنت میں فتح و نصرت کا وعدہ اور بشارتیں دی گئیں ہیں۔ جہاد میں نصرت الٰہی کا وعدہ دوسرے تمام وعدوں کی طرح برحق ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں نے عہد رسالت مآبؐ میں عرب کی فتوحات میں دیکھا اور بعد کی فتوحات جو خلافت راشدہ میں ہوئیں یا اس کے بعد قیامت تک ہوں گی۔
- اسلام کے سوا دنیا کے کسی اور مذہب میں اللہ کی راہ میں جنگ کرنے کا تصور مفقود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے مذاہب نے شہید کا لفظ مسلمانوں سے مستعار لے رکھا ہے۔ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے جنگ کرتے ہوئے مسلمان مارا جائے تو شہید اور زندہ رہے تو غازی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فتنہ و فساد قتل سے برتر ہے اس لئے جہاد ان لوگوں سے کیا جاتا ہے جو فتنہ و فساد پر مائل ہوں اور اسلام کو ختم کر دینے کی سازشیں اور تدبیریں کرتے ہوں۔ اور جنگ سے باز نہیں آتے۔ حالت جنگ میں دشمن اور تدبیریں کرتے ہیں اور جنگ سے باز نہیں آتے۔ اسی لئے حالت جنگ میں دشمن کے قتال کا حکم ہے۔ جنگی قیدیوں کو صلح ہو جانے کے بعد احسان رکھ کر یا فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا حکم ہے۔ دشمن کے ہتھیار ڈال دینے پر مفتوحہ علاقے میں امن و امان بحال کرنے کے لئے شہری آبادی کے جان و مال کو امان ملتی ہے۔ بلکہ ان کی حفاظت کا ذمہ فاتح مسلمان لے لیتے ہیں۔ اس کے عوض مفتوحہ رعایا سے جو ذمی کہلاتی تھی قابل برداشت حد تک معاوضہ لیا جاتا ہے۔ اس ٹیکس کو جزیہ کہتے ہیں ذمی رعایا کی حفاظت کی ذمہ داری نہ لے سکنے کی صورت پیدا ہونے پر جزیہ کی وصول کی گئی رقم واپس کر دی جاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ قرآن مجید میں جنگی احکام اس طرح ہیں۔

۱۔ ''جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو۔ مگر زیادتی نہ کرنا خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا''۔ اور ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔ اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے وہاں سے تم بھی ان کو نکال دو۔ اور فساد قتل و خونریزی سے بڑھ کر ہے۔ اور جب تک وہ تم سے مسجد محترم کے پاس نہ لڑیں تم بھی وہاں ان سے نہ لڑنا۔ ہاں اگر وہ تم سے لڑیں تو تم انکو قتل کر ڈالو۔ کافروں کی یہی سزا ہے۔ اور اگر وہ باز آ جائیں تو خدا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے اور ملک میں خدا کا ہی دین (امن و سلامتی) ہو جائے۔ اور اگر وہ فساد سے باز آ جائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔ [۱]

۲۔ ''جب تم کافروں سے بھڑ جاؤ تو ان کی گردنیں اڑا دو یہاں تک کہ جب ان کو خوب قتل کر چکو تو جو زندہ پکڑے جائیں ان کو مضبوطی سے قید کر لو۔ پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دینا چاہیے یا کچھ مال لے کر، یہاں تک کہ فریق مقابل لڑائی کے ہتھیار رکھ دے یہ حکم یاد رکھو اور اگر خدا چاہتا تو اور طرح سے اُن سے انتقام لیتا لیکن اس نے چاہا کہ تمہاری آزمائش ایک دوسرے سے لڑوا کر کرے۔ اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ان کے عملوں کو خدا ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ [۲]

ان آیات میں ''تمہاری آزمائش ایک دوسرے سے لڑوا کر کرنے سے مراد یہ معلوم کرنا ہے کہ جنگ میں فتح حاصل کر لینے پر مسلمان مغلوب دشمن کے ساتھ ظلم و زیادتی کا سلوک کرتے ہیں یا خدا کا حکم مانتے ہوئے امن و آشتی کا پیغام دیتے ہیں۔ نیز لونڈی غلام بنانے کے برعکس جنگی قیدیوں کو چھوڑ دینے کی ہدایت کی گئی ہے۔

۳۔ ''دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت صاف طور پر ظاہر اور گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔ تو جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور خدا پر ایمان لائے اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں۔'' [۳]

آج دنیائے مسیحیت امن عالم کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے حالانکہ دشمن سے کوئی انتقام نہ لینے کی درج ذیل دردمندانہ نصیحت کرنے والا یسوع کہ ''تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت

[۱] البقرۃ: ۱۹۳، ۱۹۰
[۲] محمد: ۴
[۳] البقرۃ: ۲۵۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کے بدلے دانت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کُرتا لینا چاہے تو چوغہ بھی اُسے لے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا"[113]

لیکن شاگردوں کو تبلیغی مشن پر بھیجتے وقت یہ نصیحت کی کہ "یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں کیونکہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آدمی کو اُس کے باپ سے اور بیٹی کو اس کی ماں سے اور بہو کو اس کی ساس سے جُدا کر دوں"[115] میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں اور اگر آگ لگ چکی ہوتی تو میں کیا ہی خوش ہوتا[116] "کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں میں کہتا ہوں نہیں بلکہ جدائی کرانے"[116] تو معلوم ہوا کہ مسیحیت اقوام عالم میں بائبل کی رو سے جنگ و جدل کرانے کا نام ہے جیسا کہ آج اُن کے عمل سے واضح ہے۔[117]

انکار جہاد پر بنی اسرائیل کو سزا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ﴾

"فرمایا کہ یہ سرزمین ان پر چالیس سال کے لئے حرام ٹھہری یہ لوگ زمین میں بھٹکتے پھریں گے پس تو ان نافرمان لوگوں کا غم نہ کھا۔"[118]

توراۃ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے "اور خداوند نے موسیٰ اور ہارون سے کہا میں کب تک اس خبیث گروہ کو جو میری شکایت کرتا رہتا ہے برداشت کروں۔ بنی اسرائیل جو میرے برخلاف شکایتیں کرتے رہتے ہیں "میں نے سب شکایتیں سنیں" سو تم ان سے کہہ دو خداوند کہتا ہے مجھے اپنی حیات کی قسم ہے کہ جیسے تم نے میری سنتے کہا میں تم سے ضرور ایسا ہی کروں گا۔ تمہاری لاشیں اس بیابان میں پڑی رہیں گے اور تمہاری ساری تعداد میں سے یعنی بیس برس سے لے کر اس سے اوپر اوپر کی عمر کے تم سب جتنے گنے گئے اور مجھ پر شکایت کرتے رہے اُن میں سے کوئی اس ملک میں جس کی بابت میں نے قسم کھائی تھی کہ تم کو وہاں بساؤں گا،

[113] متی ۵: ۳۸-۴۲ — [115] متی ۱۰: ۳۴،۳۵
[116] لوقا ۱۲: ۴۹ — [117] الفسوید ۱: ۱۰ تا ۱۱ [illegible] (لوقا ۱۰: ۱۹)
[118] المائدۃ: ۲۶

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانے نہ پائے گا، سوائے یفنہ کے بیٹے کالب اور نون کے بیٹے یشوع کے اور تمہارے بال بچے جن کی بابت تم نے یہ کہا کہ وہ تو لوٹ کا مال ٹھہریں گے، ان کو میں وہاں پہنچاؤں گا اور جس ملک کو تم نے حقیر جانا وہ اسکی حقیقت پہچانیں گے اور تمہارا یہ حال ہو گا کہ تمہاری لاشیں اس بیابان میں پڑی رہیں گی۔ اور تمہارے لڑکے بالے چالیس برس تک بیابان میں پھرتے اور تمہاری زناکاریوں کا پھل پاتے رہیں گے"۔ [۱۱۹]

دراصل قتل و غارت گری اور ظلم و زیادتی کے ذریعے مسیحیت پھیلنے کی حقیقت کو نظروں سے اوجھل رکھنے اور مسیحیوں کو اسلام قبول کرنے سے باز رکھنے کے لئے مسیحیت کے پیروکاروں کا یہ شیوہ رہا ہے کہ اپنے بد اعمال کو مسلمانوں کے ساتھ منسوب کر دیا جائے۔ اور کثرت کے ساتھ اور تسلسل کے ساتھ جھوٹ بولنے کے فن سے اسے سچ بنا دیا جائے۔

صلیبی جنگیں:

آج کے گلوبل دور میں مسیحیت کی مسلمانوں کے خلاف فکری اور ثقافتی یلغار کی تباہی جنگوں اور گولہ بارود کی تباہی سے کہیں زیادہ خوفناک ہے۔ یہی وہ سب سے بڑا چیلنج ہے جو اس وقت عالم اسلام کو درپیش ہے۔ اب عیسائی قوتوں کی ساری جدوجہد کا رخ اس طرف ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کر کے انہیں ان کے دین سے متنفر کر دیا جائے۔ انہیں ذہنی طور پر اس قدر مرعوب کر دیا جائے کہ وہ عیسائیت قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں گویا آج عیسائیوں کا سب سے بڑا ہدف مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہے!

عیسائی مشنری دین اسلام کو سب ادیان سے پہلے اپنا نشانہ بناتے ہیں کیونکہ ان کی تاریخ انہیں بتاتی ہے کہ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے انہیں ہمیشہ شکست و ریخت سے دوچار کیا اور انہیں اپنا مغلوب بنایا۔ تاریخ شاہد ہے کہ صلیبی عیسائیوں نے اسلام کا سامنا کرنے اور مسلمانوں سے ٹکر لینے سے ہمیشہ گریز کیا، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ مسلمان جب ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں گھوڑے کی لگام تھام کر گھوڑے کی پشت پر سوار ہو جاتا ہے تو پھر وہ اس عزم سے نکلتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے شکست نہیں دے سکتی۔

جب بھی کفر اور اسلام کی جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے اپنے مقصد کو سامنے رکھا، اللہ کی نصرت پر بھروسہ کیا تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں ہزیمت سے دوچار نہ کر سکی۔ جب بھی مسلمان اپنے دین کی طرف لوٹے تو وہ ایک ناقابل شکست قوت بن کر ابھرے اور صلیبی اس حقیقت کو خوب سمجھتے تھے۔

[۱۱۹] گنتی باب ۱۴: ۲۷، ۲۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسائی منصوبہ سازوں نے اسلامی ممالک میں اپنی سازشوں کے جال بچھا رکھے ہیں کیونکہ وہ تنہا اسلام کو اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہیں اس لیے انہیں بدھ مت، ہندو مت اور یہودیت سے کوئی خطرہ نہیں درحقیقت یہ تمام مذاہب قومیت پرستی سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ اپنی قوم اور اپنے ماننے والوں کے حصار سے باہر نکلنا ان مذاہب کی فطرت میں شامل نہیں ہے۔ ویسے بھی یہ تمام مذاہب ترقی کے لحاظ سے نصرانیت سے بہت پیچھے ہیں۔ لیکن اسلام کو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک عالمگیر متحرک دین ہے۔ عیسائیوں کی ذہنیت کا نقشہ قرآن حکیم نے یوں کھینچا ہے:

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ﴾[1]

"اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں، اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر (تمہارے لئے ان کی یہ خواہش ہے)"

اسلام کو پھیلنے سے روکنے کے لئے رکاوٹیں کھڑی کرنا:

عیسائی مشنری کا قلم اور زبان اسلام کے خلاف زہر اگل رہے ہیں، کیونکہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے سے زیادہ انہیں یہ فکر لاحق ہے کہ کہیں ان کی اپنی قوم اسلام کی حقانیت سے آشنا ہو کر دائرہ اسلام میں داخل نہ ہو جائے۔ (اسلام سے خوف) ہر وقت ان کے ذہنوں پر سوار رہتا ہے اور وہ ہمیشہ یہ شور مچاتے ہیں کہ دین اسلام ان کے لئے خطرہ ہے اور وہ اسلام کو اس قدر بدنما بنا کر پیش کر رہے ہیں کہ مغربی معاشرہ، لادینیت، الحاد اور کلیسا سے شدید نفرت کے باوجود عیسائی ہونا اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہے۔

اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو روکنے کے علاوہ وہ ایمان و ہدایت کی بنیادوں کو بھی متزلزل کر رہے ہیں اور مغرب جس چیز پر سب سے زیادہ اسلام کو ملعون ٹھہراتا ہے، وہ یہ الزام ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اسلام نے بڑی خونریزی کی ہے۔ حالانکہ یہ سراسر دروغ گوئی اور بددیانتی ہے اور اس خلاف حقیقت پروپیگنڈے اور جعل سازی کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ خود تلوار سونت کر مسلمانوں کو تہ تیغ کرنے کا قانونی جواز پیدا کیا جا سکے۔ مغرب اسلام کی وسعت کے روکنے کو اتنی اہمیت نہیں دیتا جتنی اس بات کو اہمیت دیتا ہے کہ لوگوں کو عیسائی بنانے کے پردہ میں قتل و غارت کا بازار گرم کرنے کا قانونی جواز پیدا

[1] البقرة:۱۰۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے۔ درحقیقت مغرب یہ سمجھتا ہے کہ خواہ کتنے ہی عیسائی مراکز قائم کر لئے جائیں لیکن تلوار استعمال کئے بغیر لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے نہیں روکا جا سکتا کیونکہ لوگوں کے سامنے اسلام میں داخل ہونے کے مواقع عیسائیت کی نسبت بہت زیادہ ہے۔

عیسائی مشنریز جس طرح آج، سیاسی وحدت، کے نظریہ کے زیر سایہ نصرانیت کی نشر و اشاعت میں کوشاں ہیں، اسی طرح اس سے پہلے انہوں نے یورپی عسکری استعماریت کے ذریعے نصرانیت کو پھیلایا۔ اور اس سے پہلے صلیبی جنگوں میں انہوں نے مسلمانوں کو عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کیا اور وہ حربے استعمال کئے جس کے ذکر سے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ یہ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ اب صلیبی جنگیں ختم ہو چکیں۔ ایسا ہرگز نہیں، صلیبی جنگیں ختم نہیں ہوئیں۔ صرف ان جنگوں کا انداز اور طریق کار تبدیل ہو گیا ہے۔ میدان جنگ میں عیسائیوں کو ہونے والی مسلسل ناکامیوں نے ان کی جنگ کا رخ ثقافتی اور علمی و تہذیبی انقلاب کی طرف موڑ دیا ہے۔ صلیبیوں نے اسلامی ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت کو ہمیشہ جاری رکھا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو شکوک و شبہات کا شکار کرنا عیسائی مشنریوں کا خاص ہدف ہے۔ اب وہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے یا انہیں عیسائیت کی ترغیب دینے کی بجائے اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ بس انہیں دین اسلام سے بیگانہ کر دیا جائے۔ کیونکہ ان کا غالب نظریہ یہ ہے کہ عیسائیت کو قبول کرنا اس قدر بڑا شرف ہے جس کا مسلمان مستحق نہیں ہو سکتا۔ دنیائے مسیحیت کے سرخیل یہ لوگ شاطرانہ طریقوں سے سینٹ پالی عیسائیت کو دلکش بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اس کام کے لئے میڈیا کے تمام جدید ذرائع کو بروئے کار لاتے ہیں وہ کھلم کھلا شعائر اسلام پر ناروا تنقید کرتے اور انکا مذاق اڑاتے ہیں اور اسلام کو رجعت پسندی اور دہشت گردی کا طعنہ دیتے ہیں حالانکہ دہشت گرد دراصل وہ خود ہیں۔ امریکہ اور اس کے حواری جو "Humen Rights" کے نام نہاد چیمپئن بنے ہوئے ہیں ان کے ہاتھ انسانی خون سے رنگین ہیں۔ ناگاساکی، ہیروشیما، افغانستان اور عراق ان کی خونخواری کی زندہ مثالیں ہیں۔ عیسائیوں کی یہ حکومتیں چند مٹھی بھر یہودیوں کے مکمل کنٹرول میں ہیں۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ عیسائی حکومتیں ڈرپوک اور کند ذہن ہیں کہ حکومتیں انکی ہیں اور ریموٹ کنٹرول یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔ افغانستان اور عراق کو تباہ و برباد کرنے کے بعد اب ان کی نگاہیں عالم اسلام کی زندہ مملکتوں پر ہیں۔ ان کے نشریاتی ادارے CNN، BBC، Zee News اور Fox News و دیگر ادارے وسیع پیمانے پر یہی راگ الاپ رہے ہیں کہ اسلام ایک "False and Terrioreat Religion" ہے اور پورے عالم کے لئے شدید خطرے کا باعث ہے۔ ان اداروں نے مساجد و مدارس میں مسلمانوں کو نماز پڑھتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور درس و تدریس کرتے ہوئے دکھاتے ہیں اور تبصرہ کچھ یوں کرتے ہیں کہ "دہشت گردی کا اڈا" اسلامی ممالک میں مراکز اسلامی کے خلاف یہ مہم چلائی کہ یہ "مذہبی جنگ کے منصوبہ بندی" کے مراکز ہیں اور یہ کہ یہودیت و عیسائیت کے مظالم کی داستان اوائل اسلام سے جاری ہے۔ خاص طور پر یہودیوں نے آنحضرتؐ کو متعدد مرتبہ قتل کرنے کی بار بار سازشیں کیں جن میں وہ ناکام ضرور ہوئے مگر اپنی ان کاروائیوں کبھی بھی بند نہیں کیا اور اہل کلیسا بھی اس "ظلم" کے کاروبار میں شامل ہو گئے جس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

لا اکراہ فی الدین:

تاریخ عالم شاہد ہے کہ مسلمان فاتحین نے کبھی دوسری اقوام کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ جب تک وہ مسلمانوں کے زیر نگیں رہے، انہیں مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی۔

بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ یہ صرف حکمت و دانش ہی نہیں تھی بلکہ ایک اللہ کی طرف سے ایک (دستورِ حیات) تھا جو ان سے تقاضا کر رہا تھا کہ ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ﴾ "دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے"[131] ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اہل حمص پر جزیہ فرض کرنے کے بعد یرموک کی طرف بڑھے تو حمص کے عیسائیوں نے روتے ہوئے کہا کہ

> "اے مسلمانوں کی جماعت! رومی اگرچہ ہمارے ہم مذہب ہیں لیکن اس کے باوجود آپ ہمیں ان سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ عہد وفا کرتے ہیں، نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں، انصاف و مساوات برتتے ہیں۔ آپ کی حکمرانی خوب ہے لیکن رومیوں نے ہمارے اموال پر قبضہ کیا اور ہمارے گھروں کو لوٹا"[132]

اللہ کا فرمان ہے "کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا" اگر کوئی حکم سب سے زیادہ لائق اتباع ہو سکتا ہے تو وہ اللہ کا ہی حکم ہے۔ اگر کوئی وصیت سب سے زیادہ حفاظت و نگہبانی کی مستحق ہے تو وہ رسول اللہ کی ہی وصیت ہے۔ چنانچہ پیغمبر ﷺ کا فرمان۔ "جو کسی ذمی پر ظلم کرے گا، اس کی طاقت سے زیادہ اسے تکلیف دے گا، میں روز قیامت اس سے جھگڑوں گا"[133]

جب عیسائیوں نے مسلمانوں سے اندلس چھینا تو ان کے لئے عیسائیت کو قبول کرنا لازمی قرار دیا اور ارض اندلس سے مسلمانوں کو وجود مٹانے کے لئے انہیں لرزہ خیز مظالم سے دوچار کیا۔ پھر صلیبی جنگوں میں

[131] البقرۃ:۲۵۶

[132] از بلاذری، فتوح البلدان ص:۱۳۷

[133] صحیح سنن ابو داؤد:۲۶۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے خلاف وحشت و بربریت کی وہ داستانیں رقم کیں جن کا اعتراف یورپ کی آئندہ نسلوں کو بھی کرنا پڑا۔ اس کے بعد استعمار کا زمانہ آیا جس میں مسلمانوں کو سامراجیت کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا......مذکورہ بالا تمام تاریخی حقائق یہ ثابت کرتے ہیں کہ اگر دنیا کا کوئی قانون انصاف و امن مہیا کر سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے اس سے انحراف کرہ ارض کے چپہ چپہ کو ظلم و فساد سے بھر دے گا۔

ہندوستان میں اسلامی حکومت کی مثال:

انگریزوں سے پہلے مسلمانوں نے برصغیر پاک و ہند میں ایک ہزار برس تک حکومت کی تھی۔ آگرہ اور دہلی پایہ وتخت تھے۔ اس کے باوجود نہ صرف ان شہروں میں بلکہ سارے ہندوستان میں مسلمان اقلیت کی صورت ہی میں رہے۔ جس طرح سے سات سو سال تک حکومت کرنے کے باوجود سپین میں مسلمان اسلامی رواداری کی وجہ سے اکثریت نہ بن سکے۔ قرآن حکیم کا حکم ہے کہ "دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے"۔ اس حکم اور جہاد کے احکام کی پیروی میں ہر جگہ مسلمانوں نے اپنی غیر مسلم رعایا پر وسیع القلبی، رواداری اور حسن سلوک کے ساتھ حکومت کی تھی۔

غزوہ ہند:

جیسا کہ اس بات کی وضاحت ہم کر چکے ہیں کہ جہاد کا مقصد نہ حکومت و دولت کا حصول ہے اور نہ دنیاوی اقتدار و بالا دستی کے لئے جنگ کرنا ہے بلکہ اس کا مقصد وحید دنیا کی قوموں کو اللہ تعالیٰ کی نعمت اسلام کو عام کرنا اور انسانوں کو فلاح و نجات کی دعوت دینا ہے۔ اسی حوصلہ اور جذبہ کے ساتھ مجاہدین اسلام اپنے جان و مال کی بے دریغ قربانی کر کے غزوات و فتوحات میں شریک ہوتے ہیں۔ اور اسے افضل عبادت سمجھتے ہیں۔ اور اس راہ کی موت کو شہادت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اسلامی فوجیں جس قوم کے پاس جاتی تھیں۔ انھیں اسلامی اصول حرب کی رو سے تین باتیں پیش کرتی تھیں سب سے پہلی بات یہ کہ وہ اسلام قبول کر کے ان کے بھائی بن جائیں اور جو حقوق و مراعات ہر مسلمان کے لئے ہیں وہی ان لوگوں کے لئے بھی ہوں گی، اسی طرح ذمہ داری بھی یکساں ہوگی، اور اسلامی عقائد و اعمال کے تسلیم کرنے سے انکار ہے۔ تو دوسری بات یہ کہ تم جزیہ ادا کر کے ہماری امان و حفاظت میں آ جاؤ۔ نابالغ بچے عورتیں اور معذور قسم کے لوگ اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ اگر اس حقیر رقم پر ہماری خطیر خدمت بھی نامنظور ہے تو پھر تیسری اور آخری بات یہ ہے کہ جنگ ہمارا تمہارا فیصلہ کرے گی۔ اور ہم تم سے مقابلہ کریں گے اور دیگر ممالک کی طرح ہندوستان کے تمام غزوات و فتوحات ان ہی اصولوں کے ماتحت ہوئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ امام نسائی نے سنن کے باب غزوہ الہند میں امام طبرانی نے معجم میں سند جید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِيْ أَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُوا الْهِنْدَ ، وَ عِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ)) [۱۳۴]

"میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے نار جہنم سے محفوظ رکھا ہے ایک وہ گروہ جو ہندوستان میں جہاد کریگا اور دوسرا وہ گروہ جو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ ہوگا۔"

امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اسی حدیث کے بارے میں لکھا ہے۔

"قَدْ وَرَدَ فِيْ غَزْوَةِ الْهِنْدِ حَدِيْثٌ رَوَاهُ الْحَافِظُ ابْنُ عَسَاكِرَ وَ غَيْرُهُ"

"غزوہ ہند کے بارے میں ایک حدیث وارد ہوئی ہے جسے حافظ ابن عساکر وغیرہ نے روایت کیا ہے۔" [۱۳۵]

اور اسی غزوہ ہند کی پیشین گوئی اور نار جہنم سے آزادی کی بشارت کو سن کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس میں شرکت کی آرزو بایں الفاظ کی تھی۔ کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ ہند کا وعدہ فرمایا ہے، اگر میں اس میں شریک ہو سکا تو اپنے جان و مال کو خرچ کروں گا اس کے بعد اگر شہید ہو گیا تو افضل شہداء قرار پاؤں گا، اور اگر واپس ہوا تو میں نار جہنم سے آزاد ابو ہریرہ رہوں گا۔ [۱۳۶]

دعوت توحید و رسالت:

ہندوستان میں مجاہدین اسلام کی آمد توحید و رسالت کی تبلیغ کے لئے تھی۔ ان کو خوب معلوم تھا کہ مکران و طوران اور سندھ کا علاقہ زندگی کے وسائل سے محروم ہے چہ جائیکہ وہاں سے مال غنیمت کی توقع کی جائے۔ اس لئے یہاں کے غیر متمدن اور قبائلی انسانوں کو دولت اسلام دیکر ایک جوان بخت اور بلند اقبال قوم میں شامل کرنا ان کا اصلی مقصد تھا چنانچہ مجاہدین اسلام نے اپنے ان دینی و اسلامی جذبات کا اظہار بھی کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ نے داور کو فتح کر کے اس کے بت خانہ زور میں رکھے ہوئے سونے کے بت کا ایک ہاتھ توڑ دیا اور اس کی یاقوت کی دونوں آنکھیں نکال کر وہاں کے حاکم سے کہا:

"تَرَكْتُ الذَّهَبَ وَالْجَوَاهِرَ وَ إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أُعَلِّمَكَ لَا يَضُرُّ وَ لَا يَنْفَعُ" [۱۳۷]

[۱۳۴] سنن نسائی، باب غزوۃ الہند [۱۳۵] البدایہ والنہایہ ج ۹ ص:۱۰۵
[۱۳۶] سنن نسائی/ ایضاً
[۱۳۷] فتوح البلدان ص:۳۸۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یہ سونا اور جواہر تم لے لو، میں نے صرف اس ارادہ سے اس کو توڑا ہے کہ تم کو دکھا دوں کہ یہ بت نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔"

اس واقعہ میں اہل ہند کو دکھایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز میں نفع یا نقصان پہونچانے کی طاقت نہیں ہے اور معبود صرف اللہ تعالیٰ ہے، یہ کام ایک مسلمان مجاہد و مبلغ ہی کر سکتا ہے کہ یاقوت و جواہر اور سونے چاندی سے مٹھی بھر کر اسے پھینک دے اور ان کے پجاریوں سے کہے کہ تم اسے لے لو مجھے تو تمہاری چیز سے اپنا عقیدہ ثابت کرنا تھا مال و دولت کی حریص قوم سے ایسے بلند کردار کا ظہور نہیں ہو سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم

سابقہ پیشینگوئیاں اور عیسائیت

محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دُعا ابراہیم اور نوید مسیحا بنا کر بھیجا جیسا کہ سورۃ الصف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئیاں کو یوں نقل کیا: ﴿وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ﴾ [1]
سابقہ کتب تورات و انجیل میں حضرت موسیٰ و عیسیٰ کی جو پیشین گوئی مذکور ہیں وہ بھی محمدؐ پر صادق آتی ہیں لیکن اس حقیقت کو چھپانے کے لئے اور لوگوں کو مسیحی بنانے کے لئے کئی ایک پادریوں خصوصاً پادری فنڈر نے میزان الحق میں اور پادری عمادالدین نے اپنی کتاب تحقیق الادیان میں یہ سعی لاحاصل کی ہے اور ان پیشین گوئیاں کا مصداق حضرت عیسیٰ اور ان کے حواریوں کو ٹھہرانے کی لایعنی کوشش ہے اور حضرت موسیٰ کی پیشین گوئیوں کو حضرت عیسیٰ کے متعلق ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اس کے لئے حضرت موسیٰ و عیسیٰ میں مماثلت و موافقت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جو تار عنکبوت سے زائد کوئی حیثیت نہیں رکھتی اسی طرح حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی جو پانچ اجزاء پر مشتمل ہیں۔

۱۔ تسلی دینے والا ۲۔ مجرموں کو سزا دینے والا

۳۔ حکمرانی ۴۔ اپنی نہ کہنے والا بلکہ وحی والہام سے بولنے والا۔

۵۔ مسیح کی تعلیم یاد دلانے والا

مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ نے دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے حقیقتاً اور الزاماً کئی انداز سے یہ بات ثابت کی ہے کہ ان پیشین گوئیوں کا مصداق محمد ﷺ ہیں نہ کہ کوئی اور۔ پس مولانا قرآن مجید سورۃ الاعراف کی آیت کے تحت لکھتے ہیں

سابقہ پیشنگوئیاں اور عیسائی:

﴿یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ﴾ [2]

اس مقام پر ہم کتب سابقہ کی پیشگوئیوں کا کسی قدر ذکر کریں گے۔

پہلی پیشین گوئی توریت کی پانچویں کتاب استثناء کے ۱۸ باب کے پندرہویں فقرے میں مرقوم ہے اُس

---

[1] الصف:۶
[2] الاعراف:۱۵۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی عبارت یہ ہے:

"خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اُس کی طرف کان دھریو اُس سب کی مانند جو تو نے اپنے خداوند اپنے خدا سے حورب میں مجمع کے دن مانگا اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سنوں اور ایسی شدت کی آگ پھر دیکھوں تا کہ میں مر نہ جاؤں اور خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا میں اُن کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ اسے میں فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا۔ اور ایسا ہو گا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سنے گا تو میں اُس کا حساب اُس سے لوں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے"[ع]

کچھ شک نہیں کہ یہ پیشین گوئی پیغمبر اللہ محمد مصطفٰی کی عبادت واحد مطلق فداہ ابی و امی علیہ الصلوۃ والسلام کے حق میں ہے کیونکہ حضرت موسٰیؑ سے آنجناب کو جو مشابہت ہے وہ دونوں کے کاموں اور کارگزاریوں سے واضح ہوتی ہے۔ حضرت موسٰیؑ صاحب شریعت تھے۔ ایسے ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب شریعت مستقلہ ہیں حضرت موسٰیؑ نے کفار سے جہاد کیے پیغمبر خدا نے بھی جہاد کیے۔ حضرت موسٰیؑ نے بتوں کو توڑا پیغمبر خدا نے بھی بتوں کو توڑا بلکہ بُت پرستی کو معدوم کیا۔ حضرت موسٰیؑ کو کوہ طور پر معراج ہوا اور آنحضرتؐ کو بھی ہوا۔ غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو حضرت محمدؐ رسول اللہ اور حضرت موسٰی علیہما السلام میں مشترک ہیں پس جب آنحضرت موسٰیؑ کی مانند ہیں تو پیشین گوئی آپ ہی پر چسپاں ہے نہ کسی اور پر۔ عیسائیوں نے اس کے متعلق کئی طرح سے کوشش کی ہے پادری فنڈر کا اس پر زیادہ زور ہے کہ نبی موعود خود بنی اسرائیل میں سے ہی ہوگا۔ کیونکہ آیات مذکورہ میں تیرے ہی درمیان سے" کا لفظ بھی ہے جس سے مراد (بقول پادری صاحب) بنی اسرائیل ہیں اور پیغمبر اسلام فداہ روحی چونکہ بنی اسمٰعیل میں سے ہیں اس لئے وہ اس پیشگوئی کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تیرے ہی درمیان سے" کا لفظ چونکہ یونانی ترجمہ میں نہیں اس لئے غلط ہے موجودہ نسخوں کا اختلاف بھی اس فقرہ کے غلط ہونے کی تائید کرتا ہے۔ ایک نسخہ عربی میں جو ۱۶۷۱ء کے نسخہ سے نقل ہو کر ۱۸۵۷ء میں بمقام لندن چھپا ہے۔ یوں مرقوم ہے"

[ع] استثناء: ۱۸، باب ۱۵ تا آیت ۲۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"فَإِنَّ نَبِيًّا مِّنْ شَعْبِكَ وَ مِنْ إِخْوَتِكَ مِثْلِيْ يُقِيْمُهُ لَكَ الرَّبُّ إِلٰهُكَ فَاسْمَعْ مِنْهُ"

دوسرے عربی نسخے میں جو ۱۸۷۹ء میں چھپا ہے یُوں مذکور ہے

"يُقِيْمُ لَكَ الرَّبُّ إِلٰهُكَ نَبِيًّا مِّنْ وَّسَطِكَ مِنْ إِخْوَتِكَ مِثْلِيْ لَهٗ يَسْمَعُوْنَ"

غرض ایک نسخہ میں واؤ عاطفہ کے ساتھ اور دُوسرے میں بغیر واؤ کے مرقوم ہے جس سے بظاہر دونوں عبارتوں کے معنے میں فرق آتا ہے اُردو ترجموں میں بھی واؤ عاطفہ نہیں ہے اور اگر اس فقرے کو صحیح مانا جاوے تو یہی نسخہ بدون "واؤ" کے صحیح نظر آتا ہے پس ہم اِس فقرہ کو مان کر بھی جواب دیں گے کہ بغیر واؤ کی صورت میں "من اخوتک" بدل ہے "من وسطک" سے اور "واؤ" کی صورت میں عطف تفسیری ہوگا تو پس دونوں صورتوں میں "تیرے ہی درمیان" کے لفظ سے "تیرے ہی بھائیوں میں سے مراد ہوگا۔

دلیل یا قرینے اس توجیہ کے کئی ہیں۔ اوّل یہ کہ حضرت موسیٰؑ نے خدا سے جو کلام نقل کیا ہے اُس میں تیرے ہی درمیان" کا لفظ نہیں بلکہ صرف اتنا ہے کہ میں اُن کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اعمال کے ۳ باب کے بائیسویں فقرے میں بھی اس پیشگوئی کو نقل کیا ہے۔ اُس میں بھی "تیرے ہی درمیان سے" کا لفظ نہیں ہے بلکہ صرف اس طرح ہے کہ:

"موسےٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے ایک نبی میری مانند اُٹھائے گا جو کچھ وہ تمہیں کہے اُس کی سب سنو"۔ ؎

پس ثابت ہوا کہ "تیرے ہی درمیان سے" کا لفظ الحاقی ہے یا ماول چنانچہ ہم نے اُس کی تاویل کر دی ہے ہماری تاویل کے خلاف اگر پادری فنڈر کی بات حق جاوے اور یہ کہا جاوے کہ من اخوتک کا لفظ مـــن وســطك کی تابع ہے یعنی مـــن وســطك کے جو معنی ہیں وہی "مـِنْ إِخْـوَتِكَ" سے لئے جائیں تو صریح خلاف محاورہ ہوگا کیونکہ کلام ثانی کو اوّل کی تفسیر کے لئے لایا جاتا ہے نہ کہ اول کو ثانی کے لئے۔ چنانچہ کتب نحو میں تابع کی تعریف ہی ان لفظوں سے کی جاتی ہے

"اَلتَّابِعُ كُلُّ ثَانٍ بِإِعْرَابِ سَابِقِهٖ"

علاوہ اس کے یہ خرابی لازم آوے گی کہ دوسرے مقاموں میں جن سے ہم نے عبارات نقل کی ہیں کلام ثانی ہی پر اکتفا کرنا صحیح نہ ہوگا۔ حالانکہ مقصود اوّل کلام ہے۔ پس نتیجہ صریح ہے کہ مـن وسطك بغیر واؤ کے

؎ اعمال ۳:۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مبدل ہے اور من اخوتك بدل ہے اور واؤ کے ساتھ عطف تفسیری ہے یعنی حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کی غلط فہمی رفع کرنے کو من وسطك کہہ کر من اخوتك سے تفسیر کر دی کہ مبادا یہ لوگ غیر مراد کو مراد سمجھ لیں۔ پادری فنڈر سے بڑھ کر بعض جلد بازوں نے اس پیشگوئی کو حضرت مسیح کے حق میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:۔

''حضرت مسیح محمدؐ صاحب کی پیدائش سے چھ سو برس پیشتر اس خبر کو اپنے حق میں بتلا چکے ہیں اور حواری بھی اس خبر کو بار بار مسیح کے حق میں بیان کر چکے ہیں۔ چنانچہ یوحنا[1] میں ہے اگر تم موسیٰ پر ایمان لاتے تو مجھ پر بھی لاتے اس لئے کہ اُس نے میرے حق میں لکھا ہے۔ لیکن جب تم اُس کی لکھی ہوئی بات پر ایمان نہیں لاتے تو میری باتوں پر کیوں کر ایمان لاؤ گے پھر یوحنا[4] میں ہے فلپوس نے نتھنل سے کہا کہ جس کا ذکر موسیٰ نے توریت میں اور اور نبیوں نے کیا ہے ہم نے اُسے پایا وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے۔ پھر لوقا[2] میں ہے اور موسیٰ سے لے کر سب نبیوں کی وہ باتیں جو سب کتابوں میں اُس کے حق میں ہیں اُن کے لئے بیان کیں۔ پھر اعمال[5] میں ہے یہ وہی موسیٰ ہے جس نے بنی اسرائیل کو کہا کہ خداوند تمہارا خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میرے مانند اٹھاوے گا اُس کی سنو۔ پھر اعمال[3] میں ہے موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میرے مانند اٹھاوے گا۔ پس اب ہم ان سب نبیوں کو غلط ٹھہرا کے مولوی صاحب کی بے دلیل بات کیونکر تسلیم کریں کیونکہ ہم کو کتب الہامیہ سے بڑی سند مل چکی ہے کہ یہ آیات ضرور حضرت مسیح کے حق میں ہیں نہ محمدؐ صاحب کے اور لفظ برادران جس سے مولوی صاحب بنی اسمٰعیل مراد لیتے ہیں، یہ بھی خلاف ہے کیونکہ بنی اسماعیل بلکہ بنی آدم بھی برادران میں نہیں ہیں اور بنی اسرائیل آج تک بنی اسمٰعیل کو اپنا بھائی قرار نہیں دیتے غیر قوم جانتے ہیں۔

اب رہی تشبیہ سو حضرت مسیح کو حضرت موسےٰ سے کمال درجہ کی تشبیہ ہے۔ مولوی رحمت اللہ و آل حسن صاحب جو احکام شرعیہ میں محمدؐ صاحب کو تشبیہ دیتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ وہ سب احکام جو محمدی تعلیم میں مذکور ہیں سب موسیٰ ہی کی شریعت ہے اور توریت سے ہی انتخاب ہو کر قرآن میں لکھے گئے ہیں یہ تشبیہ موسیٰ سے نہیں ہو سکتی، تشبیہ کمالات میں دینا چاہیے پس دیکھو کہ کمالات میں موسےٰ کی مانند محمدؐ صاحب ہیں یا حضرت مسیح

---

[1] ۵باب آیت ۴۶ — [4] باب:۱، آیت ۴۵
[2] ۲۴باب آیت ۲۷ — [5] ۷باب ۳۷
[3] ۳باب آیت ۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں موسےٰ جب پیدا ہوا تو فرعون بچوں کو مار رہا تھا مسیح جب پیدا ہوا ہیرو دو نے بیت لحم کے لڑکوں کو قتل کیا تھا۔ موسیٰ چالیس دن پہاڑ پر بھوکا رہا مسیح بھی چالیس دن پہاڑ پر بھوکا رہا۔ موسیٰ کا منہ خدا کے جلال سے چمکنے لگا، مسیح کا چہرہ بھی خدا کے جلال سے چمکنے لگا پھر موسےٰ ایک آسمانی شریعت لایا اور مسیح اُس سے بڑھ کر خدا کا فضل اور روحانی شریعت لایا اور موسوی شریعت کا حاصل دکھلایا موسیٰ نے عجیب وغریب معجزے دکھلائے مسیح نے اُس سے زیادہ عجیب معجزات دکھلائے۔ الغرض کمالات ذاتیہ میں مشابہت درکار ہے سو مسیح میں کما حقہ موجود ہے۔ محمدؐ صاحب میں ہرگز مشابہت موسوی ثابت نہیں ہوتی اور احکامات شرعیہ کی تشبیہ بالکل ناقص ہے۔

علاوہ ازیں اُسی باب کی [۱۰] آیات میں خود موسیٰ نے اس مشابہت کا ذکر کر دیا ہے کہ وہ آئندہ نبی کس طرح مشابہت رکھے گا یعنی وہ آدمیوں کے اور خدا کے درمیان بچولا ہو گا جیسا کہ میں حوریب کے مقام پر ہوا تھا۔ رہا مطالبہ اگر تمہارے قول کے مطابق مطالبہ دنیاوی مراد لیں تو بھی یہ صفت مسیح میں ہے نہ محمدؐ صاحب میں۔ کیونکہ جن لوگوں نے مسیح کی نہ سُنی اُن سے خدا نے بڑا مطالبہ کیا۔ چنانچہ قیامت کا نمونہ یروشلم کی تباہی میں دکھلایا اور یہودی جو مسیح کے خلاف تھے برباد ہوئے آج تک پراگندہ اور بے عزت مارے مارے پھرتے ہیں اور سوائے اُن کے اور لوگ بھی جو مسیح کے برخلاف ہیں بالکل جہان سے گھٹتے اور بحالت تنزل تباہ ہوتے جاتے ہیں، خداوند تعالیٰ مسیح کے لوگوں کو جہان میں ایسی ترقی اور رونق دے رہا ہے کہ اٹھارہ سو برس میں دیکھو کیا کچھ ترقی ہوئی۔ یہ خبر کسی طرح محمدؐ کی شان میں نہیں ہو سکتی ضرور مسیح کے حق میں ہے"۔[۱۱]

"چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد" کی مثل بھی ہے اور دلائل تو بجائے خود ہی تھے پادری صاحب نے غضب کیا کہ اعمال کی آیات [۱۲] کو بھی اپنے ثبوت میں کہ یہ پیشگوئی مسیح کے حق میں ہے پیش کر دیا۔ اس لئے سب سے پہلے ہم اسی گواہ سے کہلوانا چاہتے ہیں کہ معاملہ کیا ہے۔ ابتدائی بیان اس گواہ کا یُوں ہے:

"پس توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں تا کہ خداوند حضور سے تازگی بخش ایام آویں اور یسوع مسیح کو پھر بھیجے جس کی منادی تم لوگوں کے درمیان آگے سے ہوئی ضرور ہے کہ آسمان اُسے (مسیح کو) لئے رہے اُس وقت تک کہ سب چیزیں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع کیا اپنی حالت پر آویں کیونکہ موسےٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا

[۱۰] ۱۹:۵

[۱۱] تحقیق الادیان مصنفہ پادری عمادالدین صفحہ ۳۵۲ تا ۵۶

[۱۲] اعمال ۳: ۲۰-۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میرے مانند اٹھاوے گا جو کچھ تمہیں کہے اُس کی سب سنو اور ایسا ہوگا کہ ہر نفس جو اُس نبی کی نہ سُنے وہ قوم میں سے نیست کیا جاوے گا بلکہ سب نبیوں نے سموئیل سے لے کے پچھلوں تک جتنوں نے کلام کیا ان دنوں کی خبر دی تم نبیوں کی اولاد اور اس عہد کے ہو۔ جو خدا نے باپ دادوں سے باندھا ہے جب ابرہام سے کہا کہ تیری اولاد سے دنیا کے سارے گھرانے برکت پاویں گے تمہارے پاس خدا نے اپنے بیٹے یسوع کو پہلے بھیجا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو اُس کی بدیوں سے پھیر کے برکت دیں"[۱۳]

شہادت مذکورہ صاف بتا رہی ہے کہ حواریوں کو حضرت مسیح کے بعد بھی اُس نبی مثیل موسےٰ کا انتظار لگا ہوا تھا اور وہ اس بات کو بھی مانتے تھے کہ جب تک مثیل موسےٰ پیغمبر نہ آلے حضرت مسیحؑ مکرر دنیا میں تشریف نہ لاویں گے۔ پس اب پادری صاحب خود ہی غور کریں کہ بمقابلہ حواریوں کے جن کو پادری صاحب الہامی اور نبی مانتے ہیں اُن کی رائے کیا وزن رکھتی ہے۔ گو بعد اس قطعی شہادت کے پادری صاحب کے کسی عذر اور شبہ کا جواب دینا ضروری نہیں تاہم بغرض مزید توضیح اُن کے ہر ایک شبہ کا جواب بھی مرقوم ہے۔

پہلا شبہ پادری صاحب کو یوحنا[۱۴] سے ہوا کہ فلپس نے نتھنی ایل سے کہا ہے کہ جس کا ذکر موسےٰ نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے ہم نے اِسے پایا وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے، لیکن پادری مذکور نے اتنا بھی غور نہیں کیا کہ فلپس نے یہ کلام اپنی رائے سے کہا، یا الہام سے۔ اگر الہام سے کہا تو ثبوت اس کا دیویں اور اگر رائے سے کہا تو حواریوں کے الہام کے مقابل جو اعمال ۳ باب سے نقل ہوا ہے کیا وقعت رکھتا ہے؟

ایسا ہی لوقا[۱۵] سے بھی پادری صاحب کا مدعا دربطن ہے کیونکہ اُس کا مضمون بھی صرف اتنا ہے کہ حضرت مسیح نے پہلی کتابوں کی توضیح اور تفسیر اُن کو سنائی۔ غالباً وہ تفسیر اتباع انبیاء کی بابت ہوگی کیونکہ پہلے اس سے یہ ذکر ہے:

"کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح یہ دُکھ اٹھائے اور اپنے جلال میں داخل ہو اور موسےٰ اور سب نبیوں سے شروع کرکے وہ باتیں جو سب کتابوں میں اُس کے حق میں ہیں اُن کے لئے تفسیر کیں"[۱۶]

پادری صاحب کو اتنا بھی خیال نہیں کہ میری دلیل بازی کو کوئی مخالف دیکھ کر کیا رائے لگائے گا یُوں تو ہر ایک مخالف دوسرے کی بات کو رد کرتا ہے مگر کمال یہ ہے کہ مدعی کے دل سے مخالف آواز نکلے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس عبارت کو پادری صاحب کے دعویٰ سے کہ (توریت کی مثل پیشینگوئی سے حضرت مسیح مراد

[۱۳] اعمال ۳: ۱۹ تا ۲۶ [۱۴] یوحنا ۱: ۴۵

[۱۵] لوقا ۲۴: ۲۷ [۱۶] لوقا ۲۴: ۲۶

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں) کیا تعلق ہے۔ اعمال ۳ باب کی ۲۲ آیت والی عبارت بھی جو پادری مذکور نے نقل کی ہے یہ حکم رکھتی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر چنانچہ ہماری منقولہ عبارت سے یہ امر بخوبی واضح ہے ہاں وجوہ تشبیہ میں غور کرنا ضروری امر ہے۔ پادری صاحب نے وجوہ تشبیہ بھی عجیب بیان کی ہیں اُن کے جواب دینے سے پہلے ہم اس کی تحقیق لکھتے ہیں کہ ایسے موقعوں پر ایسی تشبیہ سے مراد کیا ہوتی ہے۔

کچھ شک نہیں کہ تشبیہ ہمیشہ کسی وصف مشہور میں دی جاتی ہے جسے مخاطب بھی جانتا ہو۔ مثلاً کسی کو شیر سے تشبیہ دیتے ہوئے زَیْدٌ کَالْاَسَدِ کہیں گے تو شیر کی بہادری میں زید کو تشبیہ ہوگی۔ اور اگر کسی کو گدھے سے تشبیہ دیتے ہوئے "زَیْدٌ کَالْحِمَارِ" کہیں گے تو گدھے کی بے وقوفی میں جو عام طور پر زبان زد خلائق ہے تشبیہ ہوگی اور اگر کوئی شخص پہلی صورت میں وجہ تسمیہ حماقت اور دوسری میں شجاعت سمجھے تو کہا جائے گا کہ یہ شخص خود تابلد کَالْحِمَارِ ہے۔ اگر وجہ تشبیہ کسی عبارت میں صریح طور پر مذکور ہو تو اُس کے وجہ تشبیہ ہونے سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا لیکن اس کا مذکور ہونا دو طرح سے ہو سکتا ہے۔ ایک تو یوں ہوتا ہے، کہا جائے کہ زید علم میں عمر کی مانند ہے۔ دوسرے یہ کہ زید عمرو جیسا عالم ہے۔ اس دوسری صورت میں گو "علم میں" کا لفظ جو وجہ تشبیہ تھا مذکور نہیں مگر عالم وجہ تشبیہ بتلانے میں اُس سے کم نہیں۔ جیسا اہل زبان پہلے کلام سے وجہ تشبیہ علم کو سمجھتے ہیں دوسرے سے بھی برابر سمجھیں گے۔

﴿اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ﴾ لے "مگر بے وقوف"

پس بعد اس تمہید کے ہم اس پیشگوئی کی تشبیہ پر غور کرتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ حضرت موسیٰ اپنے وصف نبوت میں ایسے مشہور ہیں جیسے شیر شجاعت میں۔ پس اگر اس پیش گوئی میں "نبی" کا لفظ نہ بھی ہوتا تو بھی حسب قاعدہ اس تشبیہ کی بنیاد اُس مشہور وصف پر ہوتی جیسی زَیْدٌ کَالْاَسَدِ والی صورت میں شجاعت پر تھی جبکہ حضرت موسیٰ نے اس وجہ تشبیہ کا ذکر بھی کر دیا ہے اور "میری مانند ایک نبی" کے فقرہ سے اس کی توضیح بھی کر دی ہے تو اب تو یقینی بات ہے کہ وجہ تشبیہ صرف نبوت ہے اور یقیناً یہی ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ جو کام حضرت موسیٰ نے بحیثیت نبوت و رسالت کیے ہوں گے ویسے ہی وہ موعود نبی کرے گا۔ پس پادری صاحب کا حضرت مسیح کو حضرت موسیٰ سے تشبیہ دیتے ہوئے کہنا کہ موسیٰ (علیہ السلام) جب پیدا ہوا تو فرعون بچوں کو مار رہا تھا مسیح جب تولد ہوا ہیرودو نے بیت لحم کے لڑکوں کو قتل کیا تھا وغیرہ وغیرہ بے بنیاد کلام ہے اس مدعی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ فرعون کا یا ہیرودو کا بچوں کو مارنا وصف نبوت میں داخل نہیں حالانکہ آگے

لے البقرۃ: ۱۳۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقل کر خود ہی لکھتے ہیں کہ "الغرض کمالات ذاتیہ میں مشابہت درکار ہے"۔ بھلا فرعون اور ہیرودوکا بچوں کو قتل کرنا موسیٰ اور مسیح کے وصف ذاتی میں کیا اثر رکھتا ہے۔ ایک تو یہ قتل غیر کا فعل دوم فعل بھی ایسے وقت کا کہ صاحب کمال ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے۔ یہ تشبیہ تو ایسی ہے جیسے کوئی کہے کہ زید بھی عمرو کی طرح عالم ہے کیونکہ جس طرح عمرو زمانہ قحط میں پیدا ہوا تھا زید بھی ایام قحط میں پیدا ہوا ہے اس لئے یہ ضروری نتیجہ ہے کہ زید بھی عمرو کی طرح علم میں کامل ہو۔ تو جیسے اس تشبیہ کے نتیجہ پر دانا ہنسیں گے ایسے ہی پادری مذکور کی وجہ تشبیہ سن کر مسکرا دیں گے۔

تعجب تو یہ ہے کہ عیسائیوں کے عقیدے میں جب مسیح خدا معبود برحق "حضرت موسےٰ کو کوہ طور پر ﴿إِنِّي رَبُّكَ﴾ کہنے والا"[۱۸] پھر جب مطلب ہو تو اس کی عزت کو ایک بندے (موسیٰ) کی عزت سے تشبیہ دیں (حیرت!) مگر سچ بھی کیا ہی جادو ہے کہ بلا اختیار منہ سے نکل جاتا ہے کہ "موسیٰ ایک جسمانی شریعت لایا مسیح اس سے بڑھ کر خدا کا فضل اور رُوحانی شریعت لایا"۔ چہ خوش کیا ہی اچھی تشبیہ ہوئی۔ پادری صاحب تو جی میں بہت ہی خورسند (یا شرمندہ) ہوں گے کہ ہم نے بہت ہی عجیب وجہ تشبیہ بیان کی۔ کاش کہ اس روحانی شریعت کی کوئی تفصیل بجز کفارہ مسیح کے جو بنیاد ارتداد و الحاد ہے آج تک ہمارے گوش گزار بھی ہوئی۔ علاوہ اس کے حضرت موسیٰ جب جسمانی شریعت لائے اور حضرت مسیح رُوحانی تو یہ تو مباینت اور مخالفت ہوئی یا مشابہت و موافقت۔ اُس کو مشابہت کہنا بجز پادری صاحب اور دیگر ان کے ہم مشربوں کے کسی کا کام نہیں۔ یہ ایسی مشابہت ہے جیسے ایک پہلوان جسیم کو پادری صاحب جیسے عالم فاضل سے تشبیہ دی جائے "چہ نسبت خاک را با عالم پاک" کہنا نہایت موزوں ہے ہاں پادری صاحب نے یہ بھی خوب کہا کہ "موسےٰ نے اس مشابہت کا ذکر کر دیا ہے کہ وہ آئندہ نبی کس طرح مشابہت رکھے گا یعنی وہ آدمیوں کے اور خدا کے درمیان بچولا ہوگا"۔ بہت ٹھیک ذرا قرآن شریف کو پڑھیے:

❁ ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾[۱۹]

"اس رسول کی جو اطاعت کرے اسی نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔"

❁ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ﴾[۲۰]

"جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ یقیناً اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔"

---

۱۸ دیکھو مفتاح الاسرار دفعہ۵ص:۱۳

۱۹ النساء ۸۰

۲۰ الفتح ۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴾[21]

"سو یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔"

عیسائیوں کی ایک حیرت انگیز کارروائی پر اطلاع دینی بھی ضروری ہے جس سے ناظرین کو حافظہ نباشد کی تصدیق کامل ہوگی۔ انجیل یوحنا باب اوّل کی ۱۹ میں مرقوم ہے:

"اور یوحنا کی گواہی یہ تھی جب کہ یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اُس سے پوچھیں کہ تو کون ہے اور اُس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ تب انہوں نے اُس سے پوچھا تُو اور کون ہے۔ کیا تو الیاس ہے اُس نے کہا میں نہیں ہوں پس تو وہ نبی ہے؟ اُس نے جواب دیا نہیں۔"[22]

عربی بائبل میں وہ نبی کی جگہ النبی معرف بلام العہد ہے۔ بائبل کے حاشیہ میں اس نبی کا حوالہ استثناء پر دیا گیا ہے[23] پس ان دونوں مقاموں کے ملانے سے خود باقرار خصم ثابت ہوتا ہے کہ استثناء کے ۱۸ باب کی ۱۵ والی پیشنگوئی کے مصداق نہ حضرت مسیح تھے نہ الیاس نہ یوحنا بلکہ کوئی اور ہی ذات ستودہ صفات ہے۔ فداہ ابی وامی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہودیوں کو اُس نبی کے آنے کی ایسی انتظار تھی کہ ہر ایک راست گو سے یہ سوال کرتے تھے کہ تُو وہی نبی تو نہیں۔ جو استثناء میں موعود ہے۔ منصفو! ہتلاؤ اس سے بڑھ کر بھی کوئی ثبوت ہوسکتا ہے کہ خود باقرار بائبل ثابت ہوا کہ مسیح اور ہے اور وہ نبی جو استثناء میں موعود ہے اور ہے (فداہ روحی علیہ افضل الصلوۃ والسلام)[24]

مسلمان صرف ایک پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے کہنے پر حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کو اللہ کے پیغمبر مانتے ہیں۔ اور اس وقت کرہ ارض پر ایک ارب سے زائد مسلمان بغیر کسی بائبل یا عیسائیوں کی تبلیغ اور وعظ و نصیحت کے حضرات موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کو اللہ کے نبی مانتے ہیں اور ان کی عزت کرتے اور ان سے محبت رکھتے ہیں۔ کیا یہودی اور عیسائی اپنے پیغمبروں کی پیشگوئیوں کو کچھ بھی وقعت نہیں دیتے؟ (جو آپ کے بارے میں ہیں)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ اپنی امت کے لئے نئے قانون لے کر آئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے نہ صرف احکام عشرہ (اللہ کے دس احکام) اسرائیلی قوم کو دیئے بلکہ اپنے لوگوں کو مکمل آداب قانونی رہنمائی کے لئے دیئے۔ حضرت محمد ﷺ رشوت لینے والوں اور دوسروں کا استحصال کرنے والی قوم کے درمیان میں آئے۔ یہ لوگ اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ شادیاں کرتے تھے اور اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ دنیا کی ہر برائی، شراب، جواء، زنا، لوگوں کو لوٹنا، ڈاکے ڈالنا حتی کہ سب بُرائیاں ان لوگوں میں تھیں۔ کہ یہ لوگ انتہائی بے حس، ظالم دوسرے الفاظ میں صرف انسان تھے باقی سب عادات جانوروں کی سی

[21] الانعام: ۳۳ [22] یوحنا: ۱۹، ۲۱

[23] ۱۸ باب کی ۱۵ [24] تفسیر ثنائی: ۸۹، ۹۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔ وہ حقیقت میں انسان نما جانور تھے۔

اس انتہائی پستی کی حالت سے حضرت محمد ﷺ نے کس طرح انھیں نیک سیرت لوگوں کی طرح بنایا۔ ﴿ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴾ (یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے) (٭) اہل عرب کے لئے یہ ایک ایسی پیدائش تھی جو کہ اندھیرے سے روشنی کی طرف تھی۔ عرب دنیا میں پہلی بار گنج طرح سے زندہ ہوا۔ وہ غریب لوگ تھے دنیا کے بسنے کے بعد اس صحرا میں الگ تھلگ رہنے والے تھے جن کی طرف کوئی دیکھنا بھی گوارہ نہ کرتا تھا۔ وہ لوگ دنیا کے ممتاز ترین لوگ بن گئے۔ صرف ایک سو سال کے اندر ان کی حکومت کا ایک سرا اسپین سے جا ملا جب کہ دوسرا ہندوستان سے جا ملتا تھا۔ صرف ایک نگاہ پڑنے سے ہی پتہ چل جاتا تھا کہ یہ عرب کتنے اچھے، مہذب اور عظیم تر انسان بن گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ایک ایسا قانون دنیا کو دیا جو اس سے پہلے دنیا میں کبھی نہ آیا اور نہ آئندہ آ سکے گا۔

جبکہ مسیح کے بارے میں ہے کہ جب یہودیوں کو ان پر اس بات کا شبہ ہوا کہ یہ تو ان کی عبادات کو بدلنے میں لگا ہوا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے (ان کے شبے کو دور کرنے کے لئے) بڑے درد کے ساتھ ان کو بتایا اور یقین دلایا کہ وہ ان کے لئے کوئی نیا مذہب نہیں لے کرآئے اور نہ ہی کوئی نیا قانون یا ضابطہ لائے ہیں۔[45] دوسرے الفاظ میں وہ کوئی نیا قانون یا ضابطہ لے کر نہیں آئے تھے بلکہ پرانے قانون کو پورا کرنے آئے تھے۔ یہی چیز انہوں نے یہودیوں کو سمجھانے کی کوشش کی۔ وہ تو صرف ان یہودیوں کو یہی بتاتے رہے کہ میں تو صرف اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں اور انہیں پیغمبر خدا تسلیم کر لیا جائے۔ پھر ۱۶ باب کے فقرہ ۷ میں ہے:

"لیکن میں تمھیں سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تمہارے پاس نہ آوے گا۔ پر اگر جاؤں تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آن کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے ملزم ٹھہرائے گا۔ گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائے۔ راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس دنیا کے سردار پر حکم کیا گیا ہے میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ تم سے کہوں پر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے ہو۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آوے تو تمھیں ساری سچائی کی راہ بتادے گی کیونکہ وہ اپنی نہ کہے گی بلکہ جو کچھ سنے گی سو کہے گی اور تمھیں آئندہ کی خبریں دے گی۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گی کیونکہ میری چیزوں سے لے گی اور تمھیں بتادے گی۔ سب کچھ جو باپ کا ہے میرا ہے اس لئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لے گی اور تمھیں بتادے گی۔"[46]

اس پیشگوئی میں حضرت مسیح نے علاوہ توضیح کرنے آنے والے نبی یا رُوحِ حق کی اُس کے کاموں کی

(٭) آل عمران:۱۶۴ [45] متی ۵:۱۷تا۱۹ [46] یوحنا:۱۶:۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفصیل بھی کر دی ہے اوّل یہ کہ وہ تسلی دے گا۔ دوم وہ حضرت مسیح کی تصدیق کرے گا بلکہ آپ کے منکروں کو مجرم ٹھیرائے گا بلکہ سزا بھی دے گا سوم وہ سردار ہوگا۔ چہارم وہ اپنی نہ کہے گا بلکہ خدا سے جو الہام پائے گا کہے گا پنجم مسیح کی تعلیم عیسائیوں کو یاد دلائے گا۔ اب ہم ان سب باتوں کا ثبوت ہادی برحق فداہ روحی میں دکھانا ہمارے ذمہ ہے جسے ہم بفضلہ تعالیٰ پورا کرتے ہیں اوّل وہ تسلی دے گا قرآن کو غور سے پڑھو:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ [۶۲]

"تم میرے بندوں سے جو اپنے نفسوں پر زیادتی کر چکے ہیں کہو کہ خدا کی رحمت سے نہ امید نہ ہو۔ تم یہ توبہ کرو گے تو خدا تمہارے سب گناہ معاف کردے گا کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا ہے۔"

اندوہگین کو اس سے زیادہ تسلی کیا ہو سکتی ہے۔ دوسرا کام حضرت مسیح علیہ السلام کی تصدیق ہے۔ یہ تو قرآن اور پیغمبر قرآن نے ایسا کیا ہے کہ تا قیامت عیسائیوں کی گردن اس احسان سے جھکی رہے گی۔ اللہ اللہ داوری سچائی ایک طرف مشرکین عرب کی کثرت اور یہودیوں کی شرارت اور ایک طرف حق کا پاس مگر اس رُوح حق نے ان سب مشکلات کی کوئی پرواہ نہ کر کے صاف صاف اور کھلے کھلے لفظوں میں:

⊛......﴿وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴾ [۶۳]

"(مسیح کو) خدا نے بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔"

⊛......اور ﴿وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ﴾ [۶۴]

"(مسیح) دنیا و آخرت میں بڑی عزت والا اور خدا کے مقربوں میں سے تھا۔"

کی منادی کرا دی۔ عیسائیو! اس احسان کو مانو۔ اس محسن کی قدر کرو ورنہ بتلاؤ اگر قرآن مسیح کے حق میں نیک شہادت نہ دیتا تو آج مسیح کے بدگوؤں کی کتنی ترقی ہوتی۔ اے احسان فراموشو! باز آؤ کب تک شکران نعمت کو کفران سے بدلتے رہو گے۔ سچ ہے

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں
اُن میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہیں خودکام بھی ہیں

تیسرا کام سرداری ہے یعنی حکمرانی غور سے پڑھو۔

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ [۶۵]

---

[۶۲] الزمر: ۵۳ [۶۳] آل عمران: ۴۹
[۶۴] آل عمران: ۴۵ [۶۵] النساء: ۶۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"سو قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ ایماندار نہیں ہو سکتے، جب تک تمام آپس کے اختلافات میں آپ کو حَکم نہ مان لیں پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان میں اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔"

﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ [1]

چوتھا کام وہ اپنی نہ کہے گا سنو ﷺ کان لگا کر سنو:

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾ [2]

"رسول اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ وہ خدا کے الہام سے بولتا ہے۔"

﴿ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴾ [3]

"اور اگر رسول ہمارے ذمہ کوئی بات لگا دے جس کے کہنے کی اسے اجازت نہ ہو تو ہم اس کو فوراً ہلاک کر ڈالیں۔"

پانچواں کام حضرت مسیح کی تعلیم کا عیسائیوں کو یاد دلاتا ہے اُس کی طرف خاص توجہ مطلوب ہے ذرا دل سے متوجہ ہو کر غور سے سنو!

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○﴾ [4]

"جو لوگ کہتے ہیں اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے وہ خدا کے منکر ہیں حالانکہ مسیح نے خود کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل میرے رب کی اور اپنے رب کی عبادت کرو جو کوئی شرک کرتا ہے خدا نے اس پر جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ جن لوگوں کا قول ہے کہ خدا تینوں میں سے ایک ہے وہ کافر ہیں، خدا صرف ایک ہے اگر یہ اپنے قول سے باز نہ آئے تو ان کو عذاب الیم ہوگا۔"

"سب حکموں میں اوّل حکم یہ ہے کہ اے اسرائیل سن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے" [5]

مضامین خمسہ مذکورہ تو قرآن شریف کی عموماً ہر سورۃ اور ہر پارہ میں مل سکتے ہیں۔ اس لئے بجائے اس تفصیل کے عیسائیوں کے شبہات کا جواب ضروری ہے پادری فنڈر میزان الحق میں لکھتے ہیں:

---

[1] النساء:۸۰
[2] النجم ۳،۴
[3] الحاقہ ۴۴ تا ۴۶
[4] المائدہ ۷۲ تا ۷۳
[5] مرقس ۱۲:۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"علمائے محمدی آیات کے باقی کلمات اور مطالب پر کچھ متوجہ نہیں ہوتے حالانکہ اُسی باب کی ۲۶ آیت میں بھی موعود تسلی دینے والا رُوح القدس کہلایا ہے اور اُس کے حق میں کہا گیا ہے کہ وہ سب چیزیں حواریوں کو سکھائے گا اور مسیح کی بات اُنھیں یاد دلائے گا اور پھر ۱۶۔۱۷ آیت میں مسیح حواریوں سے کہتا ہے کہ وہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا اور تم میں ہووے گا اور دُنیا اُسے نہیں دیکھتی الی اصل ظاہر و آشکار ہے کہ محمدؐ کسی مقام پر رُوح القدس اور رُوح حق نہیں کہلایا اور کیونکر ہو سکتا تھا کہ محمدؐ جس کا خروج حواریوں سے پانچ سو برس بعد ہوا پھر وہ مسیح کی بات اُنھیں یاد دلائے اور اُنھیں سکھائے اور ہمیشہ اُن کے پاس رہے اُن میں رہے ظاہر ہے کہ ایسی بات تو کوئی عقلمند نہ کہے گا اور محمدؐ کو تو سب لوگوں نے آنکھوں سے دیکھا مگر پارا قلیت کے حق میں مسیح نے کہا ہے کہ دنیا اُسے نہیں دیکھ سکتی اور اگر تو کوئی اور بھی دلیل چاہتا ہے جس سے بخوبی ظاہر ہو جائے کہ وہ تسلی دینے والا جس کا حواریوں سے وعدہ ہوا تھا محمدؐ نہیں ہے تو یہ بات بھی سُن لے جو اعمال کے پہلے باب کی ۴۔۵ آیتوں میں مذکور ہے کہ مسیح نے اپنے صعود سے پہلے اپنے شاگردوں سے ملاقات کر کے بڑی تاکید سے کہا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اُس وعدہ کی جس کا ذکر تم مجھ سے سُن چکے ہو راہ دیکھو۔ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا۔ پر تم تھوڑے دنوں بعد رُوح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔ اور مسیح کا یہی حکم لوقا کے آخر باب کی ۴۹ آیت میں بھی مرقوم ہے اور درحالیکہ مسیح نے حواریوں کو یہ حکم دیا تھا کہ جب تک وہ مدد کرنے والا موعود یعنی رُوح القدس تمہارے پاس نہ آئے یروشلم سے الگ مت ہونا سو اگر وہ مدد کرنے والا محمدؐ ہوتا جیسا کہ محمدی لوگ کہتے ہیں تو ضرور ہوتا کہ حواری بھی مسیح کی عدول حکمی نہ کر کے نہ صرف چند روز بلکہ چھ سو برس تک اُسی یروشلم میں زندہ رہ کر محمدؐ کا انتظار کرتے کیونکہ محمدؐ نے تو مسیح سے چھ سو برس بعد خروج کیا"۔ خلاصہ ظاہر ہے کہ ایسی باتیں باطل ہیں اور ان آیات کو محمدؐ سے منسوب کرنا عقل و انصاف سے باہر ہے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ مدد کرنے والا جس کا مسیح نے حواریوں کو وعدہ دیا تھا رُوح القدس تھا چنانچہ مسطورہ آیتوں سے صاف و آشکار و یقین ہوتا ہے اور رُوح القدس جو انجیل کی تعلیم کے موافق اقنوم ثالث سے مراد ہے۔ مسیح کے وعدہ کے بموجب مسیح کے عروج سے دس دن بعد حواریوں پر نازل ہوا جیسا کہ اعمال کے ۲ باب میں مفصل بیان ہوا ہے اور جب کہ رُوح القدس حواریوں پر نازل ہو چکا اور رسالت کا مرتبہ اور معجزہ کی قوت انھیں دے چکا تو انھوں نے یروشلم سے نکل کر سارے جہان میں انجیل کا وعظ کیا چنانچہ ان مطالب کا ذکر اِس کتاب کے دوسرے باب کے آخر میں ہو چکا ہے"[26]

---

[26] جلد۲ ص۲۲۵ پادری فنڈر، میزان الحق

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ یہ کہ بقول پادری صاحب جس رُوح کی بابت مسیح نے پیشگوئی فرمائی ہے وہ آنحضرت ﷺ سے صدیوں پیشتر حواریوں پر نازل ہو چکی تھی جس کا بیان اعمال ۲ باب میں مفصل مذکور ہے۔ پادری صاحب کے حوالہ کے بموجب ضروری ہے کہ ہم اعمال ۲ باب کی پوری عبارت نقل کریں۔ یہ واجب اُن پر تھا جو انہوں نے ادا نہیں کیا۔ وہ یہ ہے:

"اور جب عید پنتکوست کا دن آ چکا۔ وے سب ایک دل ہو کے اکٹھے تھے اور یکا یک آسمان سے آواز آئی جیسی بڑی آندھی چلے اور اُس سے سارا گھر جہاں وے بیٹھے تھے بھر گیا اور اُنہیں آگ کی سی جدی جدی زبانیں دکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر بیٹھیں اور وے سب رُوح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں جیسے رُوح نے اُنہیں تلفظ بخشا بولنے لگے اور خدا ترس یہودی ہر قوم میں سے جو آسمان کے تلے میں یروشلم میں آ رہے تھے۔ سو جب یہ آواز آئی تو بھیڑ لگی اور دنگ ہوئے کیونکہ ہر ایک نے اُنہیں اپنی بولی بولتے سُنا اور سب حیران اور متعجب ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ دیکھو یہ سب جو بولتے ہیں کیا گلیلی نہیں۔ پس کیونکہ ہر ایک ہم میں سے اپنے وطن کی بولی سنتا ہے۔ پارتھی اور میدی اور علامی اور رہنے والے مسوپوتامیہ یہودیہ اور کپادوکیہ پنطس اور اسیا فروگیہ اور پمفیلیہ مصر اور لبیہ کے اطراف کے جو قورینہ کے قریب ہے اور رُومی مسافر اصلی اور داخلی یہودی کریتی اور عرب ہم اپنی زبانوں میں اونکو خدا کی عمدہ باتیں بولتے سنتے ہیں اور سب حیران ہوئے اور شبہ میں پڑے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے یہ کیا ہوا چاہتا ہے اوروں نے ٹھٹھے سے کہا کہ یہ شراب کے نشہ میں ہیں جب پطرس نے گیاروں کے ساتھ کھڑا ہو کے اپنی آواز بلند کی اور اُنہیں کہا۔ اے یہودی مردو اور یروشلم کے رہنے والو! یہ تمہیں واضح ہو اور کان لگا کے میری بات سنو! کہ جیسا تم سمجھتے ہو متوالے نہیں کیونکہ دن کی تیسری گھڑی ہے بلکہ یہ وہ ہے جو یوئیل نبی کی معرفت کہا گیا ہے کہ خدا کہتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہو گا۔ میں اپنی روح میں سے ہر جسم پر ڈالوں گا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بیٹیاں نبوت کریں گی اور تمہارے جوان رویا اور تمہارے بڈھے خواب دیکھیں گے ہاں آن دنوں میں اپنے بندوں اور بندیوں پر اپنی رُوح میں سے ڈالوں گا اور نبوت کریں گے۔"[۲۷]

پس ناظرین خود ہی انصاف فرما دیں کہ جس رُوح کے آنے کی حضرت مسیح نے خبر دی ہے وہ یہی ہے؟ کیا مسیح کے بتلائے ہوئے آثار اس رُوح میں پائے جاتے ہیں کیا مسیح کی بڑائی اور تصدیق اس رُوح نے کی؟ کیا منکروں پر سزا کا حکم لگایا مسیح کی بھولی ہوئی تعلیم لوگوں کو اور خصوصاً حواریوں کو یاد دلائی؟ تعجب تو یہ

۲۷؎ اعمال باب ۲، ۱:۱۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ خود حواری بھی اس رُوح کو حضرت مسیح کی بتلائی ہوئی رُوح نہیں بتلاتے کیا اگر حواری بھی اُس کو حضرت مسیح کی بتلائی ہوئی رُوح جانتے تو بجائے یوئیل نبی کے مسیح کا حوالہ نہ دیتے۔ جس کا منکروں کے سامنے ذکر کرنے سے اور فائدہ اُن کے ایمان کا بھی ہوتا ہاں پادری صاحب کا یہ شبہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو حواریوں سے پیچھے ہوئے پھر کیونکر ممکن ہے کہ اُن کو بھولی ہوئی باتیں یاد دلائے۔ پادری صاحب اور اُن کے ہم مشربوں کی تحریریں کتب مذہبی سے عدم واقفیت پر مبنی ہیں۔ پادری صاحب ہمیشہ کتب مقدسہ میں بلکہ عموماً کتب قومی میں صیغہ خطاب سے خاص مخاطب مراد نہیں ہوتے بلکہ عام خواہ اُن سے بعد سینکڑوں نہیں ہزاروں سال ہوں ورنہ بتلایئے کہ انجیل متی باب ۵ کا تمام پہاڑی وعظ کس کے لئے ہوگا جس میں تم، تم کے لفظ سے حضرت مسیح فرما کر احکام بتلاتے ہیں اس سے زیادہ وضاحت منظور ہو تو متی [۳۸] کو غور سے پڑھو جہاں سردار کاہن سے مسیح فرماتے ہیں کہ:

اس کے بعد تم ابن آدم کو قادرِ مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔ بتلایئے اس سردار کاہن کو آج تک بھی بادلوں میں مسیح کی زیارت نصیب ہوئی ہاں یہ خوب کہی کہ محمد (ﷺ) کو سب لوگوں نے دیکھا مگر بابا فلٹ کے حق میں مسیح نے کہا کہ دنیا اُسے نہیں دیکھ سکتی۔ پادری صاحب! مسیح کو بھی سب نے دیکھا بلکہ (بقول آپ کے) پکڑ کر سولی بھی دیا۔ اور کہتا رہا کہ

"وَالْعَالَمُ لَيْسَ يَرَوْنَنِيْ وَ اَنْتُمْ تَرَوْنَنِيْ۔" [۳۹]

یعنی جہان کے لوگ مجھے نہیں دیکھتے اور تم (اے حواریو) مجھے دیکھتے ہو۔ شاید اسی پیش بندی کے لئے اُردو میں اس کے ترجمہ میں کچھ لفظ زائد کر کے یوں ترجمہ کیا گیا ہے "اب تھوڑی دیر ہے کہ دنیا مجھے پھر نہ دیکھے گی پر تم مجھے دیکھتے ہو"۔ جس پر ادنیٰ توجہ کرنے سے غلط معلوم ہوتا ہے۔ پس جس طرح مسیح کو دنیا نہیں دیکھتی تھی اُسی طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دنیا نے نہیں دیکھا سچ ہے اگر دیکھتے تو ظالم مکہ سے کیوں نکال دیتے۔ بے شک حواریوں نے یعنی حواریوں جیسے ایمانداروں نے اُس کو دیکھا اور دیکھ بھی رہے ہیں اور آئندہ کو دیکھیں گے مگر کافروں نے دونوں (محمدؐ اور مسیحؑ) کو نہیں دیکھا اور نہ دیکھ سکتے ہیں حضرت مسیح کے قول سے قرآن کی مطابقت چاہتے ہو تو سنو:

﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴾ [۴۰]

"بعض کفار تیری طرف نظر کر رہے ہیں مگر حقیقتاً اندھے ہیں تجھے نہیں دیکھتے۔ کیا پھر تو اندھوں کو راہ دکھا سکے گا گو وہ دانستہ نہ دیکھیں۔"

[۳۸] متی ۲۶ باب فقرہ ۶۴
[۳۹] عربی بائیبل انجیل یوحنا ۱۴/۱۹ مطبوعہ لندن
[۴۰] یونس ۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاں پادری صاحب کا یہ کہنا کہ مسیح نے اپنے صعود سے پہلے اپنے شاگردوں سے ملاقات کر کے بڑی تاکید سے کہا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اُس وعدے کے موافق جس کا ذکر تم مجھ سے کر چکے ہو راہ دیکھو وغیرہ حیرت افزا ہے کہ پادری صاحب ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والی مثل صادق کر رہے ہیں یہ وہی رُوح القدس ہے جس کا ذکر اعمال ۲ باب والی عبارت میں ہے اور جس کا جواب پہلے ہو چکا کہ یہ رُوح یوحنا کے ۱۴ باب والی رُوح نہیں۔ ہاں پادری صاحب نے سردار کے متعلق جو توجیہ گھڑی ہے واقعی اُس نے سب کو مات کر دیا جو بالکل ایجاد بندہ اگرچہ گندہ کی مصداق ہے آپ لکھتے ہیں:۔

"علمائے محمدی اس آیت کو محمدؐ سے نسبت دیتے ہیں حالانکہ الفاظ" اس جہان کے سردار" جو اس آیت میں مذکور ہیں اُن سے شیطان مراد ہے چنانچہ انجیل کی اور آیتوں سے صاف معلوم و یقین ہوتا ہے اور سارے مفسرین نے بھی یہی تفسیر کی ہے جاننا چاہیے کہ انجیل کے مضمون کے بموجب لوگ جو گناہ کرتے ہیں گناہ ہی کے بندے ہو جاتے ہیں اور گناہ اُن کا مالک ہو جاتا ہے (اس میں کوئی انجیل کی ہی خصوصیت نہیں قرآن مجید بلکہ کل کتب مقدسہ کا یہی محاورہ ہے۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝﴾[1] کو غور سے پڑھو)

"شیطان ان پر غالب ہے پس وہ اللہ کا ذکر ان بھلا دیتا ہے یہی لوگ شیطان کا گروہ ہیں اور شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھائے گا۔"

رومیوں کے ۶ باب کی ۱۶ آیت اور گناہ اور جھوٹ کا باپ شیطان ہے یعنی گناہ اور سزا اُسی سے ہے۔ یُوحنا ۸ باب کی ۴۴ آیت اور ہوا کا سردار یعنی شیطان کے سبب نافرمانبرداروں میں تاثیر و حکم کرتا ہے چنانچہ افیسوں کے باب ۲ کی پہلی اور دوسری آیتوں میں مرقوم ہے۔[2]

جی نہیں چاہتا کہ پادری صاحب کے اس قول کا رد کیا جاوے بلکہ اس کو بحال خود چھوڑ کر ناظرین سے انصاف چاہا جاوے کہ وہ خود ہی یوحنا ۱۴ باب کو جو ہم نے نقل کر دیا ہے پڑھ کر پادری صاحب سے سمجھ لیں مگر اس خیال سے کہ پادری صاحب اور دیگر اُن کے ہم مشرب ناراض نہ ہو جاویں کہ ہمارے محنت کی داد نہیں ملی کچھ عرض کی جاتی ہے۔ بے شک ہم مانتے ہیں کہ قرینہ سے گنہگاروں اور بدکاروں کا سردار بلکہ معبود بھی اگر شیطان کہا جاوے تو ممکن ہے اور صحیح ہے لیکن جہان خدا کا سچا رسول بلکہ (بقول آپ کے) خود خدا یوں کہے کہ بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا اِس لئے کہ اِس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اُس کی

[1] المجادلۃ: ۱۹

[2] میزان الحق جلد ۲ صفحہ ۲۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی چیز نہیں تو مقامِ غور ہے کہ یہ سردار شیطان ہو سکتا ہے؟ کیا کسی حواری کو شبہ ہوا تھا کہ مسیح بھی (معاذ اللہ استغفر اللہ) کوئی شیطانی حرکت اور شرارت ہے جس کے دفعیہ کو حضرت مسیح نے فرمایا کہ مجھ میں اُس کی کوئی چیز نہیں۔ عیسائیو! مقام مدح اور مقام ذم میں بھی تو فرق ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے پادری صاحب نے "اضافت الی البعض اور اضافت الی الکل" میں فرق نہیں کیا۔ شیطان کی سرداری کا اظہار باضافت گنہگاروں کے تو صحیح ہے لیکن باضافت کل بندگان یا باضافت مطلقہ صحیح نہیں۔ مثلاً یوں اگر کوئی کہے کہ شیطان مشرکوں کا سردار ہے تو صحیح ہے لیکن اگر یوں کہے کہ شیطان دنیا کا سردار ہے تو دُنیا کے لفظ سے بجز یورپ مراد لینے کے کوئی وجہ صحت کلام کی نہیں ناقہم ناانصاف عیسائیو! کیونکہ شریروں کی ماتحتی پسند کرتے ہو۔ باز آؤ

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ مادرگہ نومیدی نیست
صدر بار اگر توبہ شکستی باز آ[۳۳]

مسیحی عقائد پر تحقیقی نظر

تثلیث:

مسلمان یہ محکم اور ٹھوس عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ واحد لاشریک ہے اُس کی ذات و صفات، اقوال و کمالات، جلال و جمال اور کسی خوبی میں اُس کا کوئی شریک نہیں وہ "الصمد" (بے نیاز) ہے ساری کائنات اُس کی محتاج ہے مگر وہ کسی کا محتاج نہیں وہ ازلی اور ابدی ہے نہ اُس کی ابتداء ہے اور نہ انتہا اس پر موت و فناء طاری ہو سکتی ہے اور نہ اُونگھ اور نیند نہ اُس کی کوئی ماں ہے اور نہ باپ نہ ہی اُس کی کوئی بیوی ہے اور نہ ہی اولاد وہ "لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ" ہے۔

اس کے برعکس مسیحیت اس کلیہ کی قائل اور اس کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتی ہے کہ خدائی کے تین اجزاء ہیں جن کو وہ اقنوم ثلاثہ کہتے ہیں۔ (باپ، بیٹا، روح القدس) اور بعض کے نزدیک بجائے روح القدس کے مریم علیہا السلام بھی اقنوم کا ایک جز ہیں۔ ان تینوں سے مل کر جمہوری نظام اور پالیمنٹ کی طرح اُلوہیت اور خدائی نظام چلتا ہے اور باوجودیکہ ان میں سے ہر ایک کی ذات جدا اور الگ ہے اور ایک دوسرے سے

[۳۳] تفسیر ثنائی، ص: ۹۳، ۹۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالکل ممتاز ہے مگر تینوں کچھ ایسے انداز سے ایک دوسرے میں گڈمڈ ہیں کہ یہ توحید کے منافی بھی نہیں اور "التوحید فی التثلیث و التثلیث فی التوحید" کہ ایک تین اور تین ایک کی لائنحل چیستان اور نرالہ معمہ خود پادری صاحبان کی سمجھ سے بالاتر ہے اور وہ بے چارے خود بھی اس کے سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں ان کا یہ عقیدہ نقلاً اور عقلاً ہر لحاظ سے سراسر باطل اور بالکل بے بنیاد ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اتمام حجت کے لئے نقل کو صرف کتاب مقدس بائبل تک محدود رکھیں تاکہ دنیائے مسیحیت کو بھی سوچنے سمجھنے کا موقع ملے اور ٹھنڈے دل کے ساتھ وہ اس پر غور کر سکیں کہ وہ کن بھول بھلیوں میں مبتلا ہو کر خالص شرک کو توحید کا نام دے کر اپنی عاقبت ضائع اور برباد کر رہے ہیں بائبل میں کہیں بھی تثلیث کا لفظ اور اس کا عقیدہ رکھنا یا ایک تین اور تین ایک کا ذکر نہیں آیا بخلاف اس کے آج کی محرف بائبل سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ خداوند صرف اکیلا اور واحد خدا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔

عہد نامہ عتیق (پرانے) میں توحید باری تعالیٰ کا اس طرح اقرار کیا گیا ہے کہ "رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ

☆ "میں ہی اول ہوں اور میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں" [44]

☆ "سن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے" [45] "کیونکہ خداوند کے سوا اور کون خدا ہے؟" [46]

☆ "کیا ایک ہی خدا نے ہم سب کو پیدا نہیں کیا؟" [47]

☆ "اے خداوند تیرا کوئی نظیر نہیں" [48] "تیرا ہمتا کوئی نہیں" [49]

☆ نئے عہد نامہ میں یسوع کہتا ہے کہ "اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے" [50]

☆ "تم جو ایک دوسرے سے عزت چاہتے ہو اور وہ عزت جو خدائے واحد کی طرف سے ہوتی ہے نہیں چاہتے کیونکر ایمان لا سکتے ہو" [51]

☆ "اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں" [52] یسوع نے اُس سے کہا اے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اُسی کی عبادت کر" [53]

---

[44] یسعیاہ ۴۴:۶ [45] استثناء ۶:۴
[46] ۲-سموئیل ۲۲:۳۲ [47] ملاکی ۲:۱۰
[48] یرمیاہ ۱۰:۶ [49] یرمیاہ ۱۰:۷
[50] مرقس ۱۲:۲۹ [51] یوحنا ۵:۴۴
[52] یوحنا ۱۷:۳ [53] متی ۴:۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عجیب بات ہے کہ بائبل میں اس کا بھی ذکر موجود ہے کہ یسوع مسیحؑ جو اقانیم ثلاثہ کا ایک جز ہیں پر تھوکا بھی جاتا ہے اور اُن سے ٹھٹھا بھی کیا جاتا ہے وہ اس ذلت اور رسوائی کو برداشت بھی کرتے ہیں مگر اُن کی اُلوہیت اور خدائی کو ذرا بھی جوش نہیں آتا کہ اپنے دشمنوں اور موذیوں کا بیڑا ہی غرق کر دیتے اور اپنے آپ کو اس سزا سے بچا لیتے۔ انصاف سے فرمایئے کہ جب وہ اپنی لئے بچاؤ کا انتظام نہ کر سکے اور بالآخر بقول مسیحیت مصلوب ہو گئے تو مسیحیوں کے لئے بھلا وہ کیا اور کیوں کر انتظام کر سکتے ہیں؟

ان تمام واضح اور صریح آیات میں واحد اور اکیلے خدا کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے اور اس آخری حوالے سے صاف طور پر یہ بات واشگاف ہو جاتی ہے کہ یسوع مسیحؑ خدا نہ تھے ورنہ وہ خدا ہو کر مصلوب ہوتے وقت کسی دوسرے خدا کے سامنے دامن سوال اور دست دعا کیوں پھیلاتے اور خدا ہو کر بقول مسیحیت مصلوب کیوں ہوتے۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر خدا اور مسیحؑ میں پورا اتحاد اور یگانگت تھی تو جب یسوع مسیحؑ مصلوب ہوئے تو ساتھ ہی خدا بھی مصلوب ہو گیا حالانکہ خدا غالب ہوتا ہے مغلوب کبھی نہیں ہو سکتا تو اب مسیحیت خدا کے وجود سے محروم ہو گئی اور اگر خدا اور یسوعؑ ذات کے لحاظ سے الگ الگ اور جدا جدا تھے تو پھر ایک تین اور تین ایک یعنی "اَلتَّوْحِیْدُ فِی التَّثْلِیْثِ وَالتَّثْلِیْثُ فِی التَّوْحِیْدِ" کی رٹ جو دنیائے مسیحیت لگاتی ہے بالکل باطل ہو گئی۔

پھر یہ بات بھی سوچنے کے لائق ہے کہ جب یسوع مسیحؑ کی ولادت نہیں ہوئی تھی تو کیا اُس وقت خدا کی خدائی ناقص اور ناتمام تھی کیونکہ ایک اقنوم اور خدائی جزو تو ابھی پیدا نہیں ہوئی تھی پھر تکمیل خدائی کیسی؟ اور اس طرح مریم علیہا السلام یا روح القدس کے اس عالم وجود میں آنے سے پہلے کیا خداوند کی خدائی نامکمل تھی؟ اگر نامکمل تھی تو خداوند نے زمین آسمان اور دیگر کائنات کیسے پیدا کر لی؟ بلکہ اس ناقص اور ناتمام خداوند نے (العیاذ باللہ) روح القدس مریم علیہا السلام اور یسوع مسیحؑ کو کیسے پیدا کر لیا؟ اور اگر اُس کی خدائی اُس وقت بھی کامل اور مکمل تھی اور وہ تمام اختیارات کا مالک تھا اور اُس نے اُسی قدرت اور اختیار سے سب کائنات کو پیدا کیا تو پھر اُس کی خدائی روح القدس، مریم علیہا السلام اور یسوع مسیحؑ کی محتاج کیوں ہو گئی اور اس احتیاج کی ضرورت اور حاجت کیا پڑی؟ اور کیوں پڑی؟ اور پھر اقانیم ثلاثہ میں سے یسوع مسیحؑ کو تو مصلوب کیا گیا (بقول مسیحیت کے) اور مقدس مریم یعنی "سچ مچ خدا کی ماں"[۶۴] انتقال کر گئیں تو فرمایئے کہ

۶۴ (مسیحی تعلیم صفحہ ۷ شائع کنندہ پنجاب ورنیکلر کیتھولک سوسائٹی لاہور)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب اکیلا خداوند بندوں کے کیا کام آئے گا"

اہل اسلام کا مبنی بر انصاف عقیدہ ہے کہ مسیح صرف اللہ کے نبی تھے اور ان کی والدہ محترمہ پاک اور صالحہ عورت تھی۔ خدائی صفات سے وہ ہرگز متصف نہ تھے بلکہ انسانی تمام لوازمات ان کے ساتھ بھی تھے اور وہ دونوں کھانا بھی کھایا کرتے تھے۔﴿وَ كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ ﴾ [55] جبکہ اللہ تعالیٰ تو وہ ہے جس کی قدرت ذرہ ذرہ میں ہے چنانچہ لکھا ہے "اور تاثیریں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خدا ایک ہی ہے جو سب میں ہر طرح کا اثر پیدا کرتا ہے" [56]

مسیح ابن اللہ:

دوسرا اہم سوال یہ ہے کہ انجیل یوحنا کے مطابق ابتداء میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ [57] معلوم ہوا کہ خدا کے مجسم کلام کا نام یسوع مسیح ہے تو کیا مسیح کی پیدائش کے بعد خدا کے کلام کرنے کی صفت ختم ہو گئی؟

اگر یسوع مسیح واقعی خدا کا کلام تھے تو درج ذیل مندرجات کا کیا مطلب نکالا جائے۔ جو کلام تم میرا سنتے ہو وہ میرا نہیں بلکہ باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے" [58] "اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" [59]

جب مسیح خدا کا کلام ہے تو مسیح کو اے میرے خدا اے میرے خدا کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ گویا بات کرنے والا کوئی اور ہے اور سننے والا کوئی اور ہے (اور وہ خدا ہے) یعنی ایک خدا نے دوسرے خدا سے کہا "اے میرے خدا اے میرے خدا" اس سے ایک اور بات مترشح ہوتی ہے کہ یسوع مسیح کسی اور ذات و ہستی کے محتاج ہیں اور جو محتاج ہو وہ خدا نہیں ہوسکتا۔

سب سے پہلے سینٹ پال نے یسوع مسیح کو (ابن اللہ) کا مرتبہ دیا۔ حالانکہ بائبل میں اکثر مجازی طور پر خدا کے لئے باپ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اس نسبت سے سب انسان "ابن اللہ" ٹھہرتے ہیں نہ کہ تنہا یسوع مسیح۔ مثلاً

☆ "جب تم دعا کرو تو کہو اے باپ تیرا نام پاک مانا جائے" [60]

---

[55] المائدہ: 75
[56] کرنتھیوں ۱۲: ۶
[57] یوحنا ۱: ۱، ۲
[58] یوحنا ۱۴: ۲۴
[59] متی ۲۷: ۴۶
[60] لوقا ۱۱: ۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ "ہمارا ایک باپ ہے یعنی خدا یسوعؑ نے ان سے کہا اگر خدا تمہارا باپ ہوتا تو تم مجھ سے محبت رکھتے۔"[21]

☆ "کیا وہ تمہارا باپ نہیں جس نے تم کو خریدا ہے؟"[22] "یقیناً تو ہمارا باپ ہے"[23]

صرف نئے عہد نامہ میں تقریباً اکیس دفعہ خدا کو انسانوں کا باپ کہا گیا ہے اور یسوعؑ نے خود کو ابن آدم (سن آف مین) کہا ہے نہ کہ خدا کا بیٹا (سن آف گاڈ) مثلاً

☆ "لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی جگہ بھی نہیں"[24]

☆ "ابن آدم کھاتا پیتا آیا"[25]

☆ "جیسے یوناہ تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا"[26]

صرف نئے عہد نامہ میں تقریباً ۶۵ مرتبہ یسوعؑ نے خود کو ابن آدم کہا ہے۔

اب اس حسن عقیدت کو کیا کہیئے کہ ایک طرف تو یسوعؑ کو خدا کا بیٹا قرار دیا جاتا ہے اور دوسری طرف پشت ہا پشت تک اس کا سلسلہ نسب بیان کیا جاتا ہے مثلاً[27] ملاحظہ فرمائیں جو اس حقیقت کا کھلا ہوا اعتراف ہے کہ یسوع ابن اللہ نہیں بلکہ ابن آدم تھے اگر یسوعؑ خدا کے بیٹے ہیں تو کیا مریم علیہا السلام خدا کی بیوی ہے؟

دراصل یسوع کی تمثیلی گفتگو میں استعاروں کو حقیقت قرار دے دینے سے مسیحیت ابن اللہ کے کافرانہ عقیدے کا شکار ہوئی کیوں کہ یسوعؑ صرف خود کو ہی نہیں بلکہ سب کو ہی تمثیلی انداز میں خدا کا بیٹا کہتا ہے۔

اسی لئے قرآن مجید بائبل کی تمام باتوں کی تصدیق نہیں کرتا اور نہ ہی یہ باتیں منزل من اللہ ہوسکتی ہیں نام نہاد پادریوں نے انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی اولاد کی طرف بہت سی بے سروپا باتیں نقل کر کے اپنے لئے تکمیل خواہش کا چور دروازہ تیار کرلیا ہے تاکہ ان پر کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت اور ہمت نہ ہو۔

"لعنت اس پر جو اپنی بہن سے مباشرت کرے خواہ وہ اس کے باپ کی بیٹی ہو خواہ ماں کی اور وہ اپنے باپ کے دامن کو بے پردہ کرتا ہے اور سب لوگ کہیں آمین"[28]

کفارہ:

مسیحی تعلیمات میں یہ بھی بڑا اہم عقیدہ ہے مگر جتنا اہم ہے اتنا پیچیدہ بھی ہے یہ عقیدہ اس غلط مفروضے پر قائم کیا گیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے انحراف کیا ایک عظیم گناہ کے مرتکب ہوئے یہ گناہ

---

21 یوحنا ۸: ۴۱،۴۲ — 22 استثنا ۳۲: ۶

23 یسعیاہ ۶۳: ۱۶ — 24 متی ۸: ۲۰

25 متی ۱۱: ۱۹ — 26 متی ۱۲: ۴۰

27 متی ۱: ۱ تا ۱۶ — 28 استثنا ۲۷: ۲۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معمولی نہ تھا بلکہ بہت بڑا تھا آدمؑ کا یہ گناہ ان کی نسل کی سرشت میں بھی داخل ہو گیا ور اُن کیوجہ سے تمام نسل انسانی میں گناہ منتقل ہو گیا اس گناہ کی وجہ سے آدمؑ کی تمام اولاد اور پوری نسل اپنے باپ کی طرح دائمی عذاب کی مستحق ہو گئی۔ اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کا ایک راستہ یہ تھا کہ خدا اس نسل انسانیت پر رحم کرے اور انہیں معاف کر دے لیکن بقول مسیحیت یہ صورت اس وجہ سے ناممکن ہے کہ خدا عادل اور منصف ہے وہ اپنے اٹل قوانین کی مخالفت نہیں کر سکتا حالانکہ وہ قادر مطلق ہے دوسری طرف خدا رحیم بھی ہے وہ اپنے بندوں کو اس حالت زار میں چھوڑنا بھی پسند نہیں کرتا اس لئے اس نے ایک ایسی تدبیر اختیار کی کہ قانون بھی نہ ٹوٹے اور بندوں پر رحم بھی ہو جائے اس مقصد کے لئے اس نے اپنے بیٹے کو منتخب کیا ور اس کو انسانی قالب عطاء کیا اور دنیا میں بھیجا پھر بیٹے نے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کیا سولی پر موت پائی اور اس کی یہ موت تمام انسانوں کی طرف سے کفارہ ہو گئی اُس کی وجہ سے تمام انسانوں کے اصلی گناہ معاف ہوئے۔

تمام انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے ایک معصوم اور بے گناہ انسان (یسوع مسیحؑ) کو پھانسی پر چڑھا دینا کہاں کا انصاف ہے اگر آدمؑ پر رحم کھانا اور گناہ معاف کرنا خدائی انصاف کے خلاف تھا تو یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کیا عدل کا تقاضا یہ نہیں تھا کہ خود آدمؑ سے کفارے کے طور پر صلیب پر چڑھنے کا مطالبہ کیا جاتا کیا آدمؑ کی جگہ بلا سبب یسوعؑ کو سُولی پر چڑھانا ظلم نہیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عام لوگوں سے تو اُن کے باپ آدمؑ کی لغزش کے بارے میں پوچھ گچھ ہو لیکن یہودیوں نے مسیحؑ کے بارے میں جن جرائم کا ارتکاب کیا ہے اُن پر ان کی گرفت نہ ہو؟ گناہ تو ماں باپ نے کیا تھا تو پوری نسل انسانیت گناہ گار کیسے ہوئی؟

اب ایک طرف تو یسوع مسیحؑ کی شان میں اس قدر غلو کیا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں خدا میں سے نکل کر آئے ہیں روح القدس کی قدرت سے مجسم ہو کر کنواری مریم علیہا السلام سے پیدا ہوئے اور اپنی مرضی اور ارادہ سے اس لئے صلیب پر "لعنتی موت" مرے تا کہ اس طرح گناہ گاروں کے لئے فدیہ عظیم بن کر اُن کے گناہوں کا کفارہ بن جائیں۔ دوسری طرف اُسے صلیبی موت سے اس قدر گھبرایا ہوا اور مایوس و غمگین دکھایا ہے کہ سخت پریشانی اور دلسوزی کے عالم میں گھٹنے ٹیکے ہوئے اپنی جان بچ جانے کے لئے وہ یہ دعا کرتا ہے کہ "اے باپ اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے"[۵۹] "اور پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو اپنے ساتھ لے کر نہایت حیران اور بے قرار ہونے لگا اور اُن سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے"[۶۰] اور زمین پر گر کر دعا کرنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ پر سے ٹل جائے اور کہا اے ابا اے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا

[۵۹] لوقا ۲۲ : ۴۲ [۶۰] مرقس ۱۴ : ۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اس پیالہ کو میرے پاس سے ہٹا لے"[41] یہی نہیں بلکہ سولی کا پھندا دیکھ کر بڑی آواز سے چلاتا ہے "اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ اور پھر بڑی آواز سے چلا کر دم دے دیتا ہے"[42]

اگر انسان میں ذرا سی بھی عقل سلیم ہو تو سوچے کہ اپنے ارادہ اور قدرت سے اپنے عظیم مقصد کے لئے قربان ہونے والا ازلی الوہیت کا حامل مصلوب ہونے کی گھڑیوں میں یوں مایوس بے قرار اور غمگین ہو کر اس صلیبی موت سے بچنے کے لئے اتنی پریشانی اور دلسوزی سے گڑگڑا کر دعائیں کیوں مانگتا رہا؟ اور جب دعا قبول نہ ہوئی تو برضا و رغبت جان خدا باپ کو دینے کی بجائے سولی کا پھندا دیکھ کر اُس نے یہ واویلا کیوں کیا؟ کہ "اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ بالآخر چیختے ہوئے جان کیوں دی۔

پھر جب اس خدا کے بیٹے (یسوعؑ) نے اپنی رضا و رغبت سے جان ہی نہیں دی تو گناہوں کا کفارہ کیوں کر ہوا؟ اور کیا وہ بھی خدا ہو سکتا ہے جسے موت آ جائے خواہ تین دن کے لئے ہی مرے۔ اُس کی ذات تو حی و قیوم ہونی چاہیے جو نہ صرف خود زندہ رہے بلکہ اوروں کی حیات کا دارومدار بھی اس کی حی و قیوم ذات پر ہو جیسا کہ دنیائے اسلام کا عقیدہ ہے۔

عقیدہ ابن اللہ کا ردّ

حقیقی الٰہ کے اوصاف اور عیسیٰؑ کے ابن اللہ ہونے کی حقیقت:

عیسائیوں کا اوّل عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰؑ خدا کے فرزند ہیں اور عقیدہ عیسیٰؑ کے بعد پیدا ہوا اور پولس نے اس کو رواج دیا چنانچہ پولس اور اس کے شاگرد کی کتابوں میں جن کو عیسائی انجیل اور کلام اللہ کہتے ہیں اور بزعم خود اپنے دل خوش کرتے ہیں برگشتہ عقیدہ ابتک موجود ہے جیسا کہ عرب کے مشرک فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے ﴿أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ﴾[43]

مسیح کا مقام:

مولانا عبدالحق حقانی سورۃ النساء کی آیت[44] ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ﴾ کے تحت

---

[41] مرقس ۱۴ : ۳۶

[42] مرقس ۱۵ : ۳۴ تا ۳۷

[43] النجم : ۲۱

[44] النساء : ۱۷۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الوہیت مسیح و عقیدہ تثلیث کے ابطال پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جب کہ یہود کے متعلق کلام ہو چکا تو اب نصاریٰ کی طرف التفات کیا جاتا ہے کیونکہ جس قدر یہود کو حضرت مسیحؑ کی نسبت تفریط تھی اُسی قدر عیسائیوں کو اُن کی نسبت افراط تھی اُن کو خدا تعالیٰ اور خدا کا بیٹا کہتے تھے۔

فرماتا ہے کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو اور تعصب نہ کرو سب سے اول یہ ایک ایسی بات فرمائی کہ جس کے تسلیم کرنے میں کسی کو بھی تردد نہیں ہو سکتا کس لئے کہ غلو اور تعصب عقلاً ممنوع ہے۔ یہ تمہید تھی اور بلاغت کا بھی مقتضیٰ و کمال بھی ہے اور اسی کو حسن الاستدلال کہتے ہیں کہ اوّلاً ایک ایسا مقصود مقدمہ پیش کیا جاوے کہ جس کا مخاطب انکار نہ کر سکے پھر اُسی مسلمہ مقدمہ سے اس کو قائل کر دیا جاوے اس کے بعد دوسرے جملہ کی تائید میں بطور تمہید کے ارشاد ہوتا ہے کہ ﴿وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ﴾ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی بابت حق بات کے سوا اور کوئی بات نہ کہا کرو کس لئے کہ خدا تعالیٰ اور اُس کی صفات غیر محسوس ہیں وہاں وہم و خیال کو رسائی نہیں اس کا مخلوق پر قیاس کرنا غلط قیاس ہے اس کے بعد اصل مقصد میں کلام شروع ہوتا ہے اور اُن کو ان عقائد فاسد سے روکا جاتا ہے جو وہم و خیال پر بنے تھے جس لئے ان میں غلو بھی تھا اور حق کے بھی خلاف بھی تھا اس جملہ میں یہود و نصاریٰ دونوں کی طرف رُوئے سخن ہے ان کو خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا کرشمہ نہ سمجھنا اور عادت کے خلاف توالد سے حرامی سمجھ لینا بھی خلاف حق اور غلو ہے اور اسی بات سے اُن کو خدا تعالیٰ کا بیٹا سمجھ لینا بھی خلاف حق اور غلو ہے بلکہ ﴿إِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ......﴾ مسیح جس کو عیسیٰ کہتے ہیں وہ مریم کے بیٹے ہیں نہ کہ خدا تعالیٰ کے اور وہ اسکے رسول ہیں اور نہ خدا تعالیٰ اور نہ اُس کے فرزند نہ حرامی اور اس کا کلمہ بھی ہیں جس کو مریم کی طرف بھیجا تھا اور اسی کی طرف کی رُوح بھی ہیں۔ اس جگہ حضرت مسیحؑ کے چند وصف بیان فرمائے:

پہلا وصف یہ کہ وہ ابن مریم ہیں یہ بات چونکہ سب کے نزدیک مسلم تھی مگر باپ کا نام نہ بیان کیا کس لئے کہ یہ امر متنازع فیہ تھا یہود ان کو معاذ اللہ حرامی کہتے تھے عیسائی ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے اور یہ عقیدہ حواریوں کے بعد عیسائیوں میں غالباً پولوس کے اشارات سے پیدا ہوا تھا۔ دوسری صدی عیسوی میں اکثر کلیسائیوں میں یہ عقیدہ ذہن نشین ہو گیا تھا اور ان میں ہزاروں تھے دیندار جو قدیم طریق حواریوں کے پابند تھے اس کو نہیں مانتے تھے چنانچہ آریوس وغیرہ محققین نے اسکندریہ میں اس عقیدہ کا بڑے زور سے بطلان کیا اور اس کے بعد بھی یونی ٹیرین وغیرہ فریق منکر ہیں مگر زیادہ تر گروہ پولوس کے مریدوں کا پھیل گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن کا یہ عقیدہ تھا (اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کلیسائی عرب کا بھی یہی عقیدہ تھا) قرآن مجید نے دونوں قوموں کو غلط ٹھہرایا اور امر حق کو ظاہر کر دیا کہ نہ وہ حرامی تھے نہ خدا تعالیٰ کے فرزند بلکہ وہ اس کے کلمہ اور اس کی طرف کی رُوح تھے جو محض کلمۂ کُن کے کہنے سے پیدا ہو گئے تھے اور اس نے اپنی قدرت کاملہ سے انکو مریمؑ کے پیٹ سے بے باپ کے پیدا کر دیا تھا۔ کلمۃ و روح منہ کے یہی معنی ہیں۔

دوسرا وصف رسول اللّٰہ کہ وہ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس میں یہود کا بھی ردّ ہے کہ وہ ان کو خدا تعالیٰ کا رسول نہیں سمجھتے تھے بلکہ معاذ اللہ جُھوٹا اور جادوگر کہتے تھے اور نصاریٰ کا بھی ردّ ہے کیونکہ وہ اُن کو خدا کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے مریمؑ کے پیٹ میں حلول کیا ہے اور وہ انسانی صورت میں ظاہر ہوا ہے جس طرح کہ ہنود اوتاروں کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ ردّ اس لئے ہوا کہ رسول ہونا تو عیسائی بھی تسلیم کرتے ہیں اور تمام بشریت کی باتیں کھانا پینا' عبادت کرنا سب ان میں مانتے ہیں اور یہ بدیہی بات ہے کہ صفات بشریہ خواہ محمودہ ہوں جیسا کہ رسالت و عبادت خواہ ادنیٰ ہوں جیسا کہ کھانا پینا اوصاف الوہیت کے برخلاف ہیں جیسا کہ غلامی من حیث غلامی اور خاوندی من حیث خاوندی دونوں وصف ضد ہیں جس طرح کہ آگ اور پانی کی اوصاف حرارت و برودت اور یہ بھی بدیہی ہے کہ اوصاف متضادہ ایک ذات میں جمع نہیں ہو سکتے جس سے لازم آیا کہ وہ خدا نہیں ہو سکتے کس لئے کہ انتفاء لازم سے انتفاء ملزوم ہو جایا کرتا ہے۔

تیسرا وصف کلمتہ کہ وہ خدا تعالیٰ کا کلمہ ہیں۔ انجیل یُوحنا کے اوّل میں یوں ہے ا تا ۳ ابتداء میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔

یہی ابتداء میں خدا کے ساتھ تھا سب چیزیں اس سے موجود ہوئیں۔ اس کے معنے جس طرح عیسائی سمجھتے ہیں اس سے تو یہ کلام بے معنے ہو جاتا ہے کیونکہ وہ تھا کی ضمیر حضرت مسیحؑ کی پھیرتے ہیں جس کے معنی کہ ابتداء میں مسیحؑ کلام تھا اور یہ ظاہر ہے کہ کلام خدا خدا نہیں ہو سکتا۔ چوتھا وصف روح منہ اس کے چند معانی ہیں:

(۱) عرب کی عادت تھی کہ جب وہ پاکیزگی اور طہارت و لطافت میں کسی چیز کی صفت کرتے تھے تو اس کو روح کہتے تھے یعنی چونکہ مسیحؑ کو بغیر باپ کے محض نفخ جبرئیل علیہ السلام سے خدا تعالیٰ نے پیدا کیا تھا تو اس لطافت کے واسطے اُن کو روح اللہ کہتے تھے اور منہ اضافت تفصیل کے لئے ہے جیسا کہ بولتے ہیں نعمة من اللّٰه اور بادشاہ جس نوکر کی مدح کرنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں ہمارا نوکر یعنی خاص اور معزز نوکر ورنہ یوں سب ہی روح اللہ ہیں۔

(۲) چونکہ حضرت مسیحؑ لوگوں کی حیات اُخرویہ کا باعث تھے اس لئے اُن پر روح کا اطلاق ہوا جس طرح کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کو روح کہا گیا: ﴿وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا﴾ [۵۵]

(۳) روح و ریح عرب کی زبان میں قریب المعنی ہیں جس کو ہندی میں پھونک کہتے ہیں یا سانس چونکہ جبرئیل علیہ السلام کے پھونکنے سے مسیح پیدا ہوئے تھے اس لئے اُن کو روح کہتے ہیں۔ ان چاروں اوصاف کے بعد پھر تصریح کرتا ہے کہ امنوا باللہ و رسولہ کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مسیح پر ایمان لاؤ (جو اُن کو خدا کہتے ہیں دراصل وہ رسالت کے منکر ہیں اسی طرح جو حرامی کہتے ہیں وہ بھی رسالت کے منکر ہیں ان سب کے بعد امر حق کی تصریح کرتا ہے ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ﴾ کہ تثلیث سے باز آؤ کیونکہ ﴿اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ کہ وہ ذات واحد لاشریک ہے جب تثلیث کے قائل ہوئے کہ خدا اور روح القدس اور عیسیٰ مل کر ایک خدا ہو تو توحید کہاں رہی کس لئے کہ اگر یہ تینوں ذوات مستقل ہیں تو پھر ایک ہونا گویا جمہوری خدائی قائم کرتا ہے اگر غیر مستقلہ ہیں تو ان تینوں میں سے جس کو اب یعنی باپ کہتے ہو جس سے خدا تعالیٰ مراد ہے وہ بھی معاذ اللہ غیر مستقل ہو جاوے گا تثلیث کے بطلان کے بعد مسیح کی ابنیت کو باطل کرتا ہے ﴿سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ﴾ وہ اس بات سے پاک ہے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو کس لئے ابطال ابنیت کہ ﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ﴾ کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب اُسی کا ہے۔ [۵۶]

مسئلہ اُلوہیت مسیح

مولانا ثناء اللہ نے قرآن کی آیت کے تحت بڑی تفصیل سے اُن کے نظریات کو اُن کی تردید دلائل عقلیہ و نقلیہ سے کی ہے مولانا لکھتے ہیں:

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ﴾ [۵۷] اس مسئلہ میں قرآن شریف نے کئی دلائل بیان کئے ہیں مگر ان دلائل کے بیان سے پہلے عیسائیوں کا عقیدہ مذکورہ جو ان کے نزدیک مدارِ نجات ہے بیان کر دینا بھی ضروری ہے عیسائیوں کی مشہور کتاب "دعائے عمیم" میں مسئلہ عقیدہ مقدس اتھاناسیس کا یوں لکھا ہے "جو کوئی نجات چاہتا ہو اس کو سب باتوں سے پہلے ضرور ہے کہ عقیدہ جامعہ رکھے اس عقیدہ کو جو کوئی کامل اور بے داغ نگاہ نہ رکھے وہ بیشک عذاب ابدی میں پڑے گا عقیدہ جامعہ یہ ہے، کہ ہم تثلیث میں واحد خدا کی اور توحید میں تثلیث کی پرستش کریں نہ اقانیم کو ملائیں نہ ماہیت کو تقسیم کریں کیونکہ باپ ایک اقنوم اور القدس

۵۵ الشوریٰ: ۵۲

۵۶ تفسیر حقانی ص: ۲۵۳، ۲۵۲ ۵۷ آل عمران: ۷۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اقنوم ہے مگر باپ بیٹے اور روح القدس کی الوہیت ایک ہی ہے جلال برابر عظمت ازلی یکساں جیسا باپ ہے، ویسا بیٹا اور ویسا ہی روح القدس ہے باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق اور روح قدس غیر مخلوق بیٹا غیر محدود اور روح قدس غیر محدود باپ ازلی بیٹا ازلی اور روح قدس ازلی تاہم تین ازلی نہیں بلکہ ایک ازلی اسی طرح تین غیر محدود نہیں اور نہ تین غیر مخلوق بلکہ ایک غیر مخلوق اور ایک غیر محدود یونہی باپ قادر مطلق بیٹا قادر مطلق روح القدس قادر مطلق تو بھی تین قادر مطلق نہیں بلکہ ایک قادر مطلق ہے ویسا ہی باپ خدا بیٹا خدا اور روح قدس خدا ہے پر بھی تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا اسی طرح باپ خداوند اور روح قدس خداوند تو تین خداوند نہیں بلکہ ایک خداوند۔[۸]

پس انہی دلائل غلط کی طرف قرآن شریف نے ارشاد کر کے فرمایا ہے:

﴿ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝ ﴾[۹]

''کہ مسیح تو صرف اللہ کا رسول ہے اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے ہیں اور اس کی ماں صدیقہ (نیک بندی) تھی دونوں (ماں بیٹا) کھانا کھایا کرتے تھے دیکھو تو ہم کیسے دلائل بیان کریں پھر بھی یہ کیسے بہکے جا رہے ہیں''

اس لفظ میں کہ مسیح تو صرف ایک اللہ کا رسول ہے تمثیل کی طرف اشارہ ہے یعنی جیسے اور رسول ہیں جن کو بندگی سے بڑھ کر خدائی میں ذرہ دخل نہیں اسی طرح مسیح بھی فقط رسول ہی ہے نہ کہ اللہ اور اس لفظ میں کہ اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے استقرا کی طرف اشارہ ہے یعنی کل رسول جو اللہ کی طرف سے آئے ہیں ان کے لئے بجز بندگی کے اور مرتبہ نہیں ہوتا پھر مسیح کا کیونکر ہونے لگا اور اس لفظ میں کہ اُس کی ماں نیک بندی تھی اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ اس بڑی زبردست دلیل کی طرف اشارہ ہے جس کو دلیل خُلف کہتے ہیں یعنی جب اُس کی ماں تھی اور وہ بھی پھر اللہ کی نیک بندی اور وہ دونوں کھانے کے بھی محتاج تھے تو ایک دو وجہ سے نہیں بلکہ کئی وجہ سے مسیح کی عبودیت ثابت ہوئی ایک تو یہ کہ اُس کی ماں ہے جس نے اس کو جنا۔ دوم یہ کہ اس کی ماں اللہ کی نیک تابعدار بندی تھی تو بیٹا بھی ضرور بالضرور بحکم ﴿اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِّاَبِیْهِ﴾ اللہ کا بندہ ہو گا۔ سوم یہ کہ وہ دونوں ماں بیٹا طعام کے محتاج بھی تھے ایسے کہ جیسے اور لوگ محتاج ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ جو کوئی محتاج الی الغیر ہو وہ مخلوق ہے کیونکہ اگر اللہ بھی طعام وغیرہ کا محتاج ہو تو اس میں شک نہیں کہ طعام بلکہ کل

[۸] دعائے عمیم ص ۲۴ مطبوعہ اشاعتِ دہلی
[۹] المائدہ: ۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا کی چیزیں حادث ہیں ایک وقت سے ان کی ابتدا ہوئی ہے جس سے پہلے نہ تھیں پس جس وقت نہ تھیں تو خدا کا گزارہ کیسے چلتا ہوگا یا تو خدا بھی اس وقت نہ تھا تو خدا بھی حادث ہوا یا تھا تو بڑی وقت میں گزارہ کرتا ہوگا۔

چونکہ یہ دلیل قرآنی ایسی بدیہی اور پُر زور ہے کہ ادنیٰ عقل کا آدمی بھی اس سے انکار نہ کرے اس لئے عیسائیوں نے بھی صریح انکار تو نہیں کیا لیکن ایک عذر بارد اس کے متعلق یوں کیا۔

"مسیح بندہ بھی ہے اور مالک بھی ہے اور آدمی ہے اور خدا بھی ہے اسی سبب سے بعض آیتوں میں اسکی بشریت اور بعض میں الوہیت بیان وعیاں ہوئی ہے"۔ [۸۰]

کیونکہ ایمان صحیح یہ ہے کہ ہم اعتقاد اور اقرار کریں کہ خدا کا بیٹا ہمارا خداوند یسوع مسیح خدا اور انسان بھی ہے خدا ہے باپ کی ماہیت سے عالموں کے پیشتر مولود اور انسان ہے اپنی ماں کی ماہیت سے عالم میں پیدا ہوا کامل خدا اور کامل انسان نفس ناطقہ اور انسان جسم کے ساتھ"۔ [۸۱]

ناظرین غور فرما سکتے ہیں کہ کہاں تک اجتماع ضدین ہے۔ اس پر بھی یہ سوال ہے کہ کیا مسیح بشریت اور الوہیت سے مرکب تھا اگر مرکب تھا تو حادث ہوگا کیونکہ ترکیب حدوث کو ملزوم ہے پس پھر بھی خدا نہ ہوا بلکہ حادث بنا جو اپنی ترکیب اور حدوث میں ترکیب دہندہ اور پیدا کرنے والے کا محتاج ہے علاوہ اس کے اگر مسیح میں بھی خدا تھا اور دوسرے دو حصوں میں بھی خدا ہے تو تین خدا ہوئے تو پھر شرک کس کا نام ہے جس کے ماننے والے کو تم بھی عیسائی مذہب سے خارج جانتے ہو۔ [۸۲]

عیسائی اس پیش بندی کے لئے ایک اور چال چلتے ہیں جس سے صریحاً تثلیث کی بیخ کنی ہوتی ہے وہ یہ کہ شرک تو جب ہو کہ تم مسیح روح القدس اور خدا کو مستقل خدا جانیں بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خدا باپ خدا بیٹا اور خدا روح القدس کہنا یعنی ہر نام کے اول لفظ خدا کا استعمال کرنا دراں حالانکہ کوئی ان تینوں میں سے بغیر دوسرے کے خدا نہیں ہو سکتا درست نہیں ہے۔ الوہیت کے اقانیم (حصے) ثلثہ کے ایسے استعمال سے عیسائیوں کو محتاط رہنا چاہیے کیونکہ یہ ہمارا عقیدہ نہیں کہ صرف بیٹا یا روح القدس یا فقط باپ خدا ہے ہم اکیلے باپ (خدا) کو بھی خدا نہیں کہتے۔ [۸۳]

ناظرین ! ذرا غور سے ان تعلیم یافتہ لوگوں کی باتیں سنئے انہیں کچھ بھی اپنے مذہب میں تخالف یا تناقض کا خوف ہے؟ پہلی عبارتیں عقیدہ اتھاناسیس اور پادری فنڈر کی عبارت صاف بتلا رہی ہیں کہ تینوں خدا مستقل ہیں جس سے صاحب تشریح کو انکار ہے۔ خیر ہمیں اس سے بھی بحث نہیں کہ آپس میں مخالف ہیں یا موافق ہم اس پہلو پر بھی نظر کرتے ہیں بھلا جب خدا تین اجزا سے مل کر مرکب ہوا تو حادث پھر کس کو کہتے

۸۰ مفتاح الاسرار ص: ۱۹ دفعہ پنجم
۸۱ دعائے عمیم ص ۵ مطبوعہ المغار دہلی
۸۲ مفتاح مذکور ص: ۲۱
۸۳ تشریح التثلیث ص: ۸۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اس کا ترکیب دہندہ پھر کون ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو حادث ہو وہ ایک وقت پر پہنچ کر فنا بھی ہو گا جس سے لازم آتا ہے کہ خدا بھی ایک وقت میں فنا ہو۔ کیا پھر عجیب نہیں کہ اپنے پرستاروں کو بدلہ دینے سے پہلے ہی چل دے جس سے اُن کی حق تلفی کا الزام بھی اُس پر عائد رہے گا۔ ایسے خدا سے تو ہر وقت اندیشہ ہے کہ ہم سے بیگاری ہی نہ لیتا ہو دینے دلانے کا شاید اسے موقع ہی نہ ملے۔ علاوہ اس کے جب چل دے گا تو اُس وقت خدا کا قائم مقام کون ہو گا اور اس کو قائم مقام کرنے والا بڑا خدا کون ہو گا تو پہلے ہی سے اسے ہی کیوں نہیں خدا مان لیتے اس ''تثلیث'' کی کیا حاجت ہے اور اگر اُس کا قائم مقام کرنے والا کوئی نہیں بلکہ جس کا زور چلے گا وہ ہو جائے گا تو دنیا کی بربادی کا کیا انتظام؟ سچ ہے اللہ کا سچا فرمان بے شک حق ہے:

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ [۸۳]

''کہ اگر دنیا میں چند معبود ہوتے تو مدت کی خراب ہو چکی ہوتی''

اس پہلو سے بچنے کو عیسائیوں نے ایک مفر نکالا ہے وہ بھی قابل ساع ہے کہ مسیح خود وہی خدا تھا جو آسمان و زمین کا مالک ہے کوئی دوسرا نہیں تھا جس نے موسیٰ کو کوہ طور پر درخت میں جلوہ دکھایا وہ مسیح تھا۔[۸۵]

شاباش عیسائیوں کے حال پر کہ ''ملا آں شد کہ چپ نہ شود'' پر انہوں نے عمل کر کے دکھا دیا اب کوئی اپنا سر تا حق پھوڑے جبکہ یہ مدار نجات ہی سمجھ میں نہیں آتا اور نہ آنے کی امید ہے تو پھر کسی بحث مباحثہ سے کیا فائدہ؟ بھلا وہ تعلق مانا کہ مجہول الکیفیت ہی ہے لیکن اس سے مسیح کی الوہیت کا ثبوت کیونکر ہوا کیا تمام مخلوق سے خدا کا تعلق نہیں؟ علاوہ اس کے عیسائیوں کو اس میں غلطی لگی ہے کہ وہ دوراز عقل اور خلاف از عقل میں فرق نہیں کرتے بعید از عقل تو اسے کہتے ہیں کہ عقل اس کی کیفیت کو پا نہیں سکتی جیسے خدا کے کاموں (مثلاً انسان کا دیکھنا سننا، زبان سے ذائقہ چکھنا اور کسی چیز سے یہ کام نہ ہونا) سے عموماً حیران رہتی ہے ایسے تو سب کام خدا کے ہوتے ہی ہیں خلاف از عقل یہ ہے کہ عقل ایک امر دریافت کرے اور بڑی تحقیق سے ثابت کر دے جس میں کوئی شبہ نہ رہے لیکن خدا کی شریعت اس امر ثابت شدہ کے خلاف کہے مثلاً دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ دو دونے چار ہوتے ہیں مگر خدائی تعلیم ہم سے دو دونے پانچ کہلوا دے تو ایسی تعلیم خدا کی طرف سے نہ ہو گی مسیح کی الوہیت کا مسئلہ بعید از عقل نہیں بلکہ خلاف عقل ہے اس لئے خدائی تعلیم نہیں ہو سکتا۔ مختصر یہ کہ اگر مسیح روح القدس خدا تینوں مستقل معبود ہیں جیسا کہ مفتاح[۸۶] سے مفہوم ہوتا ہے تو شرک صریح لازم آتا ہے جو کسی نزدیک بھی جائز نہیں جس کو عیسائی بھی قبیح مانتے ہیں[۸۷] (دیکھو مفتاح ص:۴۱)اور

---

۸۳ الانبیاء: ۲۲
۸۵ مفتاح الاسرار مصنفہ پادری فنڈر دفعہ ۵ ص:۳۸
۸۶ مفتاح ص:۳۵
۸۷ مفتاح ص:۴۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر تینوں مل کر ایک خدا بنتا ہے جیسا کہ تشریح التثلیث کا مضمون ہے تو ترکیب الٰہ ضروری ہوگی جس سے خدا کا حادث ہونا لازم آئے گا مسیح وہی خدا ہے جو تمام جہان کا مالک ہے تو مسیح کی بشریت اور الوہیت مرکب ہوکر حدوث لازم آئے گا اگر الوہیت میں بشریت کو دخل نہیں بلکہ مسیح سے خدا کا تعلق ظرف مظروف کا سا ہے جیسا کہ پانی کا برتن سے تو حلول لازم آیا جس کو تم بھی ناجائز سمجھتے ہو[58] (دیکھو مفتاح ص:۲۰) اور اگر مسیح سے خدا کا کوئی خاص تعلق ہے جو عام افراد انسانی سے نہیں تو اس کا انکار کس کو ہے بے شک خدا کا اپنے نیک بندوں سے جو تعلق خاص اور نظر عنایت ہے وہ عام لوگوں سے نہیں ہوتا اللہ کی پاک کتاب بتلاتی ہے کہ:

﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ﴾[59]

''اللہ ایمان داروں کا والی ہے اندھیروں سے ان کو نور کی طرف لے جاتا ہے''

﴿ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴾[60]

''اور وہ نیکوکاروں کا ہمیشہ متولی ہوا کرتا ہے''

لیکن اس سے مسیح کی الوہیت کو کیا علاقہ نظر عنایت سے مخصوص ہونے سے الوہیت کا ثبوت نہیں ہوسکتا نہیں تو بہت سے اللہ کے نیک بندے خدا بنیں گے اور اگر کوئی تعلق ہے جو ہم نہیں جانتے اور نہ جان سکتے ہیں جیسا کہ مفتاح ص:۲۰ سے مفہوم ہے تو جب ہم اس تعلق کی کیفیت ہی نہیں جانتے تو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اس تعلق سے مسیح کی الوہیت ثابت ہے نیک بندوں کا خدا سے تعلق ہوتا ہے ویسا ہی ہوگا اس سے بڑھ کر ایسا تعلق کہ اس سے الوہیت کا ہو چونکہ بلطبہ محال ہے اس لئے اس مجہول تعلق کی تعین بھی ایسے تعلق سے نہ کی جاوے گی جو مثبت الوہیت ہو ورنہ وہ تعلق بھی محال ہوگا کیونکہ مستلزم محال، محال ہے فَتَدَبَّرُوْا۔ بعض عیسائیوں نے مجھ سے بالمواجب یہ کہا کہ صفات (مثلاً توحید محض کے مدعی ہو حالانکہ تم بھی کثرت فی الوحدت مانتے ہو کیونکہ ذات باری کی صفات مثلاً صفت علم، صفت خلق، صفت حیات وغیرہ وغیرہ) کو تم بھی مانتے ہو بس یہ بھی کثرت ہے محض وحدت تو تب ہو جب ذات بحث کو بلا صفات ہی مانو ایسا ہی مفتاح سے بھی مفہوم ہے سو اس کا جواب دو طرح سے ہے الزامی اور تحقیقی الزامی تو یہ کہ اگر صفات سے بھی تعدد آتا ہے تو تمہارے بھی تین خدا ہیں صفاتی کئی خدا ثابت ہوں گے کیونکہ صفات خداوندی کے تم بھی قائل ہو پھر تثلیث ہی پر بس کیوں کرتے ہو آگے بھی چلو اور اگر آگے کے عدد میں کوئی خلل ہے تو بتلاؤ کیوں؟ کونسی چیز تعدد صفات سے تعدد آلہ کو روکتی ہے جو تم بتلاؤ گے وہی ہماری طرف سے ہوگی تحقیقی جواب یہ ہے کہ تعدد صفات

[58] مفتاح ص:۲۰
[59] البقرۃ:۲۵۷ [60] الاعراف:۱۹۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے تعدد حقیقی موصوف کا نہیں آیا کرتا۔ اگر کوئی شخص مثلاً زید چار پیشے سوت کاتا کپڑا بنا کپڑے سینا، کپڑا رنگنا جانتا ہے تو کیا ایک زید سے چار زید ہو گئے؟ کوئی دانا یہ کہے گا؟ اسی طرح صفات خداوندی کا معاملہ ہے ہاں اعتباری تعدد ضرور ہے یعنی اس لحاظ سے کہ خدا علیم ہے اور ہے اس لحاظ سے کہ خدا قدیر ہے اور ہے مگر ایسے اعتبارات بالکل اس قصہ کے شاہد ہوں گے جو دو منطقی بھائیوں کا مشہور ہے کہ آپس میں گالی گلوچ ہو پڑے مگر چونکہ دونوں کی ماں بہن ایک تھی اس لئے گالی دیتے ہوئے قید اعتباری لگا دیں کہ تیرے ماں کو اس حیثیت سے کہ تیری ماں ہے دوسرا بھی اسی ماں کو گالے دے مگر بقید حیثیت اس حیثیت سے کہ تیری ماں ہے پس جیسا اُن کی ماں میں حقیقتاً تعدد نہ تھا بلکہ یہ انکی جہالت کا ثبوت تھا۔ اسی طرح صفات کے اعتبار سے خدا میں تعدد پیدا کرنا ایک نادانی کا اظہار ہے۔ پادری فنڈر بھی اسی کے قریب قریب نئی طرز پر چلے ہیں کہ قائلین وحدت الوجود کے اقوال کو سنداً بیان کر کے اپنا مطلب نکالنا چاہا ہے کہ جس طرح یہ لوگ تجلی اول اور تجلی ثانی جناب باری کے مراتب مختلفہ مانتے ہیں اسی طرح ہم بھی ثبوت فی التوحید کے قائل ہیں چنانچہ مفتاح [۱] سے مفہوم ہے ہمارے خیال میں عیسائیوں کو پادری صاحب کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے اس تثلیث جیسے ناقابل ثبوت مسئلہ کو حتی الامکان پوری کوشش سے بتایا ہے بھلا پادری صاحب یہ تو غور کیا ہوتا کہ وحدت الوجود کے قائلوں کے نزدیک درجہ وحدت میں تعدد کہاں ہے تعدد تو درجہ شخصیت میں ہے جو مخلوق ہے اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ جیسے ان کے خیالات الٰہی ویسے ہی اُن کی جاہی۔ علاوہ اس کے اس میں پادری صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ وحدۃ الوجود والے مرتبہ تحقق کو اور مخلوق جانتے ہیں صرف مرتبہ تجلی اول کو معبود برحق مانتے ہیں باقی کو نہیں اور آپ تو دونوں تینوں کو درجہ الوہیت دے رہے ہیں اگر کہو کہ تم مسلمان بھی جبکہ انجیل تورات کو کلام الٰہی مانتے ہو پھر مسیح کی الوہیت جبکہ ان میں صاف مرقوم ہے تو کیوں نہیں تسلیم کرتے۔
اس کا جواب یہ ہے ہم جلد اول میں زیر آیت وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ثابت کر آئے ہیں کہ تورات انجیل موجودہ کو ہم کلام الٰہی نہیں مانتے بھلا کیونکر مانیں حالانکہ جس کے ذریعہ سے ہمیں ان کو ماننا تھا وہ تو اپنے مضامین کی صاف صاف الفاظ میں تردید کرتا ہے اور ایسی مضامین کو تمہارے ہی ساتھ بتلا کر صاف کہتا ہے کہ:

﴿يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ﴾ [۲]

[۱] مفتاح ص:۵۸
[۲] النساء:۱۷۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اے کتاب والو! اپنے دین میں زیادتی مت کرو اور نہ کہے خدا کے ذمہ بجز سچی بات ہی کہو (یہ نہ کہو کہ مسیح خدا یا اُس کا بیٹا ہے) مسیح تو فقط اللہ کی بندی مریم کا بیٹا اور اس کا رسول اور اُس کے حکم سے جو مریم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور اللہ کی طرف سے ایک معزز روح ہے۔ پس اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین خدا مت کہو۔

قرآن شریف جبکہ صریح الفاظ میں تثلیث اور الوہیت مسیح کا رد کرتا ہے تو پھر مسلمانوں پر الزام کیسا ہے کہ تم تورات انجیل کو مانتے ہو حالانکہ خود ہی عیسائی انکار الوہیت سے مسیح کو تورات و انجیل کا انکار لازم جانتے ہیں دیکھو مفتاح مذکور طبع ۵ص:۲۵ پس جبکہ مسلمان اور مسلمانوں کی الہامی کتاب الوہیت مسیح کی انکاری ہے تو ان سابقہ کتابوں کو جن میں الوہیت مسیح واقع میں یا بقول تمہارے مذکور ہوگی ان کو کیسے تسلیم کریں گے۔

تقریر بالا سے نہ صرف الوہیت مسیح کا بطلان ہوا بلکہ تورات انجیل کا جن میں الوہیت مسیح مذکور ہے بھی اعتبار نہ رہا اور کلام اللہ ہونے کے مرتبہ سے ساقط الاعتبار ہوگئیں پس حقیقی عیسائیوں پر واجب ہے کہ یا تو الوہیت مسیح اور تثلیث کے عقیدہ سے باز آئیں اور جن مقامات میں مسیح کی الوہیت مذکور ہے ان کی تاویلات حسب بہتر (مسیح کی الوہیت مجھی چاہے صرف نبی مانتے ہیں) کے کریں اور اگر وہ قابل تاویل نہ ہوں تو اسے گورکھ دھندے سے باز آئیں اور سیدھی اور صاف تعلیم کو مانیں جس میں کوئی اینچ پیچ نہیں۔

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌO اَللّٰهُ الصَّمَدُO لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْO وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌO﴾ [۹۳] (سورۃ اخلاص)

"اللہ ایک ہے اللہ سب سے بے نیاز ہے نہ کسی کو اُس نے جنا۔ نہ اُس کو کسی نے جنا نہ اس کا کوئی ہم قوم ہے۔"

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ [۹۴]

"نہ اس جیسا کوئی اور ہے اور وہ سنتا اور دیکھتا ہے۔"

نہ پرستش کا محتاج نہ محتاج عبادت
نہ عنایت تجھے درکار کسی کی نہ حمایت
نہ شراکت ہے کسی سے نہ کسی سے ہے قرابت
نہ نیابت نہ ولادت نہ بفرزند تو حاجت
تو جلیل الجبروتی تو امیر الامرائی [۹۵]

[۹۳] سورۃ الاخلاص
[۹۴] الشوریٰ: ۱۱
[۹۵] تفسیر ثنائی ص: ۱۷۷، ۱۷۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُن کے تین عقیدے یہ تھے۔ اوّل تثلیث کہ خدا و عیسٰی اور روح القدس تینوں مل کر ایک خدا۔ بعض حضرت مریم کو تیسرا اقنوم قرار دیتے تھے۔ دوم حضرت عیسٰی خدا ہے انسان کی شکل میں خدا نے ظہور کیا تھا۔ سوم حضرت عیسٰی خدا کا بیٹا ہے۔ آج کل کے عیسائی بھی بجز چند فرقوں کے یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

اس آیت میں ان تینوں عقیدوں کو باطل کر دیا۔ ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں صرف اس توحید حقیقی سے تینوں عقائد کا ابطال ہو گیا۔ اولاً اس لئے کہ جب خدا تثلیث اور توحید حقیقی میں صریح تضاد ہے۔ اگر ہر ہر جز کو خدا مستقل مانا جائے تو تین خدا ہوتے ہیں اگر تینوں سے مرکب کو خدا کہا جائے تو وہ مرکب اعتباری واحد ہے حقیقی طور پر۔ علاوہ اس کے وہ حادث بھی ہو گا۔ پھر وہ قیوم نہیں ہو سکتا کیونکہ قیوم حقیقی وہی ہے جس نے سب کو قائم و موجود کیا ہو اس کو کسی نے موجود نہ کیا ہو اور حادث کے لئے محدث قیوم ہوتا ہے۔ دوسرے کا ابطال اس طور سے کہ اگر عیسٰی کو بھی خدا مانا جائے تو دو خدا ہو جاتے ہیں توحید نہیں رہتی۔ اسی طرح تیسرے عقیدے کا ابطال بھی ظاہر ہے کہ بیٹا قیوم نہیں ہو سکتا اس کے لئے باپ قیوم ہے۔ رہی یہ بات کہ وہ ایک ہے اس کی کیا دلیل؟ اس کی دلیل یہ ہے ﴿اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ حی کے معنی زندہ کے ہیں جس کو واجب الوجود کہتے ہیں اور اس کے سوا جو کچھ ہے ممکن الوجود ہے۔ اسکی ذات کے لحاظ سے وہ معدوم ہے نہ حی ہے نہ قیوم ہے۔ اس جملہ میں (عیسائیت کے ساتھ) اور جملہ مذاہب باطلہ کا بھی ابطال ہو گیا۔ کس لئے کہ جس قدر مشرک گروہ ہیں وہ غیر اللہ کو پوجتے ہیں ضرور ان کو حی و قیوم سمجھتے ہیں خدائی کارخانہ میں نفع و نقصان کا مالک و مختار بھی جانتے ہیں۔ عرب کے مشرک بتوں کو ارواح غیر مرئیہ کو جنوں کو۔ ایرانی عناصر کو اور سیارات کو بعض فرشتوں اور خدا کے برگزیدہ بندوں کو پوجتے پکارتے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں۔ اسی اعتقاد سے کہ وہ کارساز ہیں۔ جب آیت نے یہ ثابت کر دیا کہ وہی حی یعنی زندہ ہے تو یہ جملہ اشیاء مرتبہ ذات میں سرے سے موجود ہی نہیں معدوم ہیں پھر جب معدوم ہیں تو کیوں کر قیوم یعنی کارساز ہیں۔

وفدِ نجران کو دعوتِ مباہلہ:

حضرت عیسٰیؑ کا ذکر فرما کر عیسٰی پرست قوم کی طرف یعنی نصاریٰ کی طرف (جو اُن کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اس لئے کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے) روئے سخن کیا جاتا ہے اُن کے عقیدہ کا ابطال فرما کر ان کو مباہلہ کیلئے بلایا جاتا ہے کہ خدا کے نزدیک عیسٰی کا ویسا ہی حال یعنی پیدا کرنا ہے جیسا کہ آدم کا تھا ان کو بھی بغیر باپ کے پیدا کیا۔ بلکہ آدم کی ماں بھی نہ تھیں ان کو مٹی سے پیدا کر دیا تھا اور وہ پیدا کرنا کیونکر تھا صرف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"دعمن" کہا تھا وہ ہو گئے۔ اے پیغمبرؐ اگر آپ سے کوئی حجت کرے اور ان کو خدا یا خدا کا بیٹا کہے تو صاف کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اپنی صداقت پر بھروسہ ہے تو آؤ مباہلہ کرلیں دنیا ہی میں جھوٹے پر خدا کی مار پڑ جائے گی اور مباہلہ کس طرح کریں کہ تم بھی اپنی اولاد اور عورتوں کو لاؤ اور ادھر ہم بھی لیں اور خود تم بھی شریک ہو اور ہم بھی پھر ہر ایک شخص نہایت عاجزی سے دعا کریں کہ الٰہی جھوٹوں پر خدا کی مار۔ مدینہ میں آنحضرت ﷺ کے پاس نجران کے نصاریٰ تحقیق حق کے لئے حاضر ہوئے جب وہ مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے سے باز نہ آئے تو آنحضرت ﷺ نے مباہلہ کی درخواست کی جس پر وہ بھی تیار ہو گئے جب آنحضرتؐ امام حسن و حسین اور بی بی فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیکر قسم کھانے کیلئے نکل آئے تو نصرانیوں پر با خدا چہرہ کا ایک اثر پڑا تو مباہلہ کرنے کی جرأت نہ کی [۹۰] اور آپس میں کہنے لگے کہ اگر یہ نورانی چہرے یہ دعا کریں کہ پہاڑ ٹل جائے تو بیشک ٹل جائے۔ قرآن جو فرماتا ہے کہ یہ بیان عیسیٰ کی نسبت بھی ہے جو بیان ہوا اور یہ کہ خدا ایک ہی خدا ہے اور اللہ زبردست ہے اُس کو بیٹے بیوی کی کوئی حاجت نہیں اور یہ بھی ہے اپنی حکمت بالغہ سے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہی اگر اس پر بھی نہ مانیں تو خدا مفسدوں سے خوب واقف ہے اس جرم کی سزا دے کر رہے گا۔(*)

﴿بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ﴾ (**) کے بعد محمد ﷺ اہل کتاب کو ﴿لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰةَ وَالْإِنْجِيْلَ﴾ کہہ کر پھر تفصیلاً ہر ایک عقیدہ فاسدہ پر کلام کرتا ہے۔ چونکہ عیسائی اپنے دین کو حضرت موسیٰ کے دین کا عطر اور پچھلے نبی کا آراستہ کردہ اور روحانی مذاہب خیال کرتے تھے۔ یہ خیال اس وقت تک صحیح تھا جس وقت کہ اُس مقدس مذہب میں تحریف و تبدیل نہ ہوئی تھی مگر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد پولوس اور اُس کے مُریدوں کی افراط و تفریط سے اس دین میں ایسا خلط ہوا کہ کچھ کا کچھ ہو گیا جس کی اصلاح اور درستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر منحصر تھی اس لئے سب سے اوّل اُن کی اوّل غلطی اعتقاد ظاہر فرمائی۔ اور یہ اعتقاد صد درجہ کی تاریکی روح کا باعث تھا اس لئے اس کو لفظ کفر سے تعبیر کیا (الوہیت مسیح کو) ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ [۹۱] عیسائیوں کے اکثر فریق خصوصاً کلیسائے عرب بلکہ آج کل کی رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ حضرت مسیح علیہ السلام کو اِلٰہ یعنی خدا کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کے گناہ معاف کرنے کے لئے حضرت مریم کے پیٹ سے بشکل مسیح ظہور

۹۰ وهكذا رواه الحاكم في مستدركه عن علي بن عيسى ثم قال: صحيح على شرط مسلم. تفسير ابن كثير ج: ۱ ص: ۳۷۱
(*) حقانی ج:۳ ص:(۹۳-۹۲/۱۸/۳) (**) المائدة:۶۷
۹۱ المائدة: ۷۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ جیسا کہ ہندوؤں کا اعتقاد اوتاروں کی نسبت ہے کہ ایشر یعنی خدا تعالیٰ شیر اور انسانوں کی صورت میں ظاہر ہوا۔

اس لغو اعتقاد کے ابطال پر دلائل کی ضرورت نہ سمجھ کر صرف مسیح علیہ السلام کے قول پر بس کیا کہ جس سے الوہیت کی نفی اور عبودیت کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ وقال المسیح الخ کہ مسیح نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور جو میرا اور تمہارا دونوں کا خدا ہے کیونکہ جو اُس کے سوا اور کو پوجے گا وہ مشرک ہو گا کہ جس پر جنت حرام اور جہنم اُس کا ٹھکانا ہے۔ انجیل مرقس [۹۷](۱۲ باب ۲۹ ورس) میں ہے یسوع (مسیح) نے اُس سے جواب میں کہا کہ سب حکموں سے اوّل یہ ہے کہ اے اسرائیل سُن! وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے اور تو اپنے خداوند کو سارے دل و جان و عقل و قوت سے پیار کر (یعنی اُس کی خالص عبادت کر) اِنَّمَا من یشرک باللہ دوسرے مواضع سے ثابت ہے اور ممکن ہے کہ ناقل انجیل نے یہ جملہ سہواً ترک کیا ہو، یہ نقل کلام مسیح نہ ہو اور اس مطلب کے مؤید اور بھی جملے اناجیل موجودہ میں پائے جاتے ہیں جن سے مسیح کا بندہ ہونا پایا جاتا ہے بلکہ خود اُن کا عبادت کرنا' روزہ رکھنا ان اناجیل میں مذکور ہے۔ پس اگر خدا ہوتے تو عبادت کس کی کرتے؟ اور اپنا خدا واحد کیوں بتلاتے؟ بلکہ خود خدائی کے مدعی ہوتے سو ایسا کہیں نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ قول غلط ہے لوگوں نے افراطِ محبت سے پیدا کر لیا ہے۔ عیسائیوں کا دوسرا عقیدہ جو تثلیث کا تھا اور اب بھی ہے کہ جس کو وہ موجب نجات سمجھتے ہیں اس کو بھی خدا تعالیٰ نے بلفظ کفر تعبیر کیا ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ﴾ [۹۸] عیسائی (نہیں بلکہ پولوی) کہتے ہیں کہ جو ہر واحد کے تین اقنوم (حصے) ہیں۔ اب' ابن' روح القدس' اور یہ تینوں مل کر ایک خدا ہوا۔ جیسا کہ آفتاب کا اطلاق قرص اور شعاع اور حرارت پر ہوتا ہے۔ "اب" سے مراد اللہ اور "ابن" سے کلمہ یعنی حضرت مسیح اور "رُوح" سے حیات یا جبرئیل اور عرب کے عیسائی بجائے رُوح القدس کے تیسرا اقنوم حضرت مریم کو قرار دیا کرتے تھے۔ اس کو تثلیث کہتے ہیں۔ اس سے خدا تعالیٰ منع کرتا اور عذاب الیم کا خوف دلاتا ہے۔

<u>خراب اور فاسد عقیدے کے بُطلان پر چند ادلہ:</u>

(۱) ﴿وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ......﴾ یہ بات کہ خدا ایک ہے تمام انبیائے سابقین اور عقل اور خود مسیح کی شہادت سے ثابت ہے جو اناجیل مروجہ میں بھی ابتک پائی جاتی ہے اور تثلیث اس توحید کی صرف نقیض ہے پس اس کے بطلان میں اب کیا کلام باقی ہے؟ اس کے جواب میں بعض پادری کبھی ان تینوں

---

[۹۷] مرقس ۱۲:۲۹ [۹۸] المائدۃ: ۷۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقانیم کو صفات کہتے ہیں کبھی مراتب اجمال و تفصیل قرار دیتے ہیں قرآن کے وجود مستقل ماننے اور باہم علت و حلول قدر دینے سے سب توجیہات کو باطل کر رکھا ہے۔

(۲) ﴿مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ﴾ [99] کہ اور رسولوں سے مسیح میں کوئی بات زائد نہ تھی پھر جب وہ خدا یا خدائی کا جزو نہیں تو یہ کیونکر ہو گئے؟ اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا تو آدم بغیر باپ اور ماں پیدا ہوئے تھے۔ اگر مردہ زندہ کرنا تو حضرت الیاس کا لڑکے کو زندہ کرنا۔ [100] اور حضرت الیشع کے معجزات [101] کتاب السلاطین میں بہت کچھ موجود ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا بندہ کہلانا تو اس لفظ کا اطلاق اور بھی سینکڑوں پر بائبل میں ہوا ہے جیسا کہ انجیل متی باب۶ و دیگر مقامات سے ثابت ہے اگر آسمانوں پر اٹھایا جانا تو حنوخ کا کتاب پیدائش کے ۵ باب [102] میں اور الیاس کا کتاب دوم السلاطین کے باب [103] میں اور کوئی وجہ خصوصیت پائی نہیں جاتی۔

(۳) ﴿وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ﴾ جس کی ماں ہوگی تو وہ ضرور حادث ہوگا۔ اور حادث نہ خدا ہے نہ خدائی کا وجود۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں مریم تھی۔ دوم دونوں کا کھانا کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھوک اور پیاس کو دفع نہ کر سکتے تھے' کھانے کے محتاج تھے' اور اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔ اور یہ تاویل کچھ مفید نہیں کہ مسیح میں الوہیت اور انسانیت جمع تھی۔ [104]

اہل کتاب کو دعوت اسلام:

جب عیسائی الوہیت مسیح اور تثلیث وغیرہ عقائد فاسدہ میں ہر طرح سے ملزم قرار دیے جاتے ہیں تو عاجز ہو کر یہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ باتیں گو دلائل عقلیہ سے ثابت نہیں مگر نقل سے ثابت ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی تئیں خدا اور خدا کا بیٹا کہا ہے اور وہ کلمات بھی ذکر کرتے ہیں کہ جن سے اُن کا خدا ہونا ثابت ہوتا ہے اور روح القدس کا بھی کہ جس سے شریک الوہیت ہونا پایا جاتا ہے اُس کے فرمانے سے ان باتوں پر یقین رکھتے ہیں اس کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: [105] ''کہ یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ وہ بشر تھے اور ان کو کتاب و نبوت سے سرفراز کیا گیا پھر ایسے برگزیدہ بشر کسی کو حکم دے سکتا ہے کہ بجائے خدا کے مجھ ہی کو خدا سمجھ کے پوجو؟ ہرگز نہیں بلکہ یہی حکم دیتا ہے کہ تم اپنی کتاب کی تعلیم و تدریس کی موافق ربانی یعنی رب پرست

---

[99] المائدہ: ۷۵
[100] کتاب السلاطین ۱۷: ۲۲، ۲۳
[101] کتاب السلاطین ۲، ۴: ۳۲-۳۵
[102] پیدائش ۵: ۲۴
[103] کتاب السلاطین ۲، ۱۱، ۱
[104] تفسیر حقانی، ج۲، ص: ۳۸۰-۳۸۲
[105] سورۃ آل عمران: ۷۹، ۸۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی رب کو ماننے والے خدا پرست ہو رہو نہ وہ یہ حکم دیگا کہ تم ملائکہ روح القدس اور انبیاء کو رب بنالو اُن کی پرستش کرو کیا وہ تم کو اس کے بعد کہ تم مسلمان خدا کے فرمانبردار موحد تھے کتاب کی تعلیم و تدریس کرتے تھے کفر کا حکم دے سکتا ہے ہرگز نہیں یہود و نصاریٰ اپنے ہادیوں کی تعلیم اور ان کی کتابوں سے برخلاف خدا پرستی چھوڑ کر انبیاء ملائکہ پرستی کیا کرتے تھے اُن پر الزام دیا جاتا ہے کہ یہ تمہارے انبیاء نے ہرگز نہیں فرمایا تھا اس کے بعد نبی آخر الزماں ﷺ کا جو وہ انکار کرتے تھے اس کی بابت ان پر سرزنش کی جاتی ہے کہ تم اس عہد کو بھی تو یاد کرو جو تم سے آنیوالے انبیاء کی بابت لیا گیا تھا اس وقت تم کو کتاب اور حکمت دی گئی تھی کہ جب تمہارے پاس کوئی رسول اصول ملت کا مصدق آئے تو تم اُس پر ایمان لانا اور اُس کی مدد بھی کرنا اس پر خدا نے تم سے یہ پوچھ بھی لیا کہ تم کو اقرار ہے اور تم اس پر میرے عہد قبول کرتے ہو تو تم نے کہہ دیا تھا کہ ہم نے اقرار کر لیا تب خدا نے فرمایا تھا کہ دیکھو تم بھی گواہ رہو اور میں بھی گواہ ہوں باوجود اس عہد موکد کے پھر تم نے کیا کیا عیسیٰ کا انکار کیا اور اُن کے بعد جبکہ تلافی آفات کا وقت باقی تھا محمد ﷺ انکار کیا اور اپنے عہد سے پھر گئے پھر جو اپنے ایسے عہد سے پھرے تو وہ فاسق نہیں تو اور کون ہے۔ اس عہد کا پتہ توریت سفر استثناء سے بھی لگتا ہے کہ اسرائیلیوں کو جمع کر کے موسیٰ نے آنے والے نبی کی بابت وصیت کی تھی۔[۱۰۶]

پہلی آیتوں میں تھا کہ جو نبی تمہارے دین کی تصدیق کرنے والا آئے تو تم پر ضرور ہے کہ اس پر ایمان لاؤ اس پر یہود و نصاریٰ یہ اعتراض کرتے تھے کہ یہ "مُسَلَّم" لیکن یہ نبی ہمارے دین اور کتاب کا مصدق نہیں کیونکہ الوہیت مسیح اور تثلیث ہمارے دین کا اصل الاصول ہے سو یہ اُس کا ردّ کرتے ہیں پھر ہم کیونکر ان پر ایمان لاویں (چنانچہ اب بھی پادری یہی اعتراض کیا کرتے ہیں) اسکا جواب دیا جاتا ہے کہ یہ باتیں تمہارے دین کے اُصول نہیں بلکہ یہ افراط و تفریط انبیاء علیہم السلام کے بعد تمہارے دین میں پیدا ہوئی ہے جس کے دور کرنے کے لئے اس اخیر نبی کی ضرورت ہوئی ورنہ انبیاء سے باوجود مرتبہ شہود کے یہ ممکن نہیں کہ وہ ایسی خلاف فطرت باتیں کہیں اور کسی کو شریک خدائی ٹھہرائیں کیونکہ وہ مقام شہود میں دیکھ رہے ہیں کہ آسمان و زمین کی ہر چیز ملائکہ و بنی آدم اہل ایمان تو از خود اور فجرہ و کفار جبراً اُس ہی کے آگے سرنگوں ہیں۔ ہر انسان زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ دراصل الٰہ حق وہی ہے جو مجھ کو مجبورانہ میدان وجود میں کھینچے لا رہا ہے بے اختیار جوانی پر بڑھاپا مرض و تندرستی آتی ہے اسی طرح ہر چیز عالم ہستی سے پھر اُس کی طرف چلی جارہی ہے اُس سے صاف ثابت ہے کہ وہی پیدا کرتا ہے اور وہی فنا کرتا ہے اس کے سوا کسی کو حق نہیں کہ وہ

۱۰۶ آل عمران ۳: ۸۱، استثناء ۱۸: ۱۵ تا ۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معبود بنایا جائے یہی دین اصلی ہے اس کے برخلاف دین الٰہی نہیں ہوسکتا پھر کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ غیر دین الٰہی مانا جاوے؟ دین اللہ کے اُصول میں سے یہ بھی ہے کہ جملہ انبیاء پر ایمان لایا جاوے اس لئے آنحضرت ﷺ کو فرماتا ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوبؑ اور اُن کی نسل کے انبیاء خصوصاً موسیٰ اور عیسیٰ پر جو کچھ نازل ہوا اور ہم پر جو کچھ نازل ہوا سب پر ایمان لائے کسی میں فرق نہیں کرتے اور ہم خدا کے جملہ احکام ماننے کے لئے بھی گردن جھکائے ہوئے ہیں اور اسی کا نام مذہب اسلام ہے پھر جو کوئی اس دین کے برخلاف جو تمام سلسلہ انبیاء کا مذہب ہے دوسرا دین اختیار کرے گا ہرگز مقبول نہ ہوگا گو دنیا میں وہ اس غلط مذہب پر اعتماد کر کے اس میں ہزار کوشش کرے مگر آخرت میں کامیاب نہ ہوگا بجائے نفع کے خسارہ اُٹھائے گا۔ [۱]

[۱] آل عمران: ۸۵، ۸۴، /حقانی، ج ۳ ص: ۱۲۳، ۱۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم

تحویل قبلہ
عیسائیت اور آریہ سماج کی غلطی کا رد

مسلمان کعبہ کے پرستار نہیں:

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مسلمان کعبۃ اللہ میں اور پورے کرۂ ارض پر مساجد میں صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں کعبہ یا مساجد کی عبادت نہیں کرتے اس لئے کہ اسلام بت شکن مذہب ہے بت فروش نہیں یہ دین دین ابراہیمی ہے اور ابراہیمؑ کا اعلان تو واضح تھا۔

﴿وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ﴾[1]

"واللہ میں تمہارے معبودوں سے ایک داؤ کروں گا"

اور خود اس دین اسلام کے علمبردار اوّل مجسم رحمت محمدؐ نے بیت اللہ کو بتوں سے پاک کیا اور یہ صدا بلند کی۔

﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾

(کہ حق آ چکا ہے اور جھوٹ نیست و نابود ہو چکا کیونکہ باطل نابود ہونے والا ہے۔"[2]

لیکن اسکے باوجود بعض اندھے متعصبین عیسائی و آریہ سماج نے یہ انکشاف عجیب کیا ہے کہ اسلام بت پرستی کا حکم دیتا ہے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا گویا بت پرستی ہے۔

دوسرا اعتراض یہ کہ نسخ یعنی پہلے احکام کو اٹھا لینا یہ (معاذ اللہ) اللہ کی لاعلمی و جہالت پر دلالت کرتا ہے۔

مثلاً ایک ڈاکٹر اپنے مریض کی بیماری کی شدت کے پیش نظر ایک دوائی تجویز کرتا ہے پھر جب بیماری کنٹرول ہو جاتی ہے۔ تو وہ نئی کیفیت کے مطابق نئی دوا تجویز کر دیتا ہے۔ تو بتایئے یہ ڈاکٹر کی عقلمندی و دانشمندی کی علامت ہے یا جہالت و لاعلمی کی۔

اسی لئے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے ان متعصبین کی جہالتوں کا علاج کرنے کے لئے سب سے پہلے توجہ قبلہ کی حکمت کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے واضح کیا پھر مسئلہ نسخ کے متعلق شکوک و شبہات پر مخالفین اعتراض کا تسلی بخش جواب دیا۔ مولانا قرآن مجید کی آیت:

---

[1] الانبیاء:۵۷

[2] بنی اسرائیل:۸۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب میں اس نماز کا مضمون سناتا ہوں جس کے لئے یہ اعلان تجویز ہے۔

کھڑے ہوتے ہی اس خیال کے میں اس وقت دنیا اور ماسوائے اللہ سے علیحدہ ہوں دونوں ہاتھ اٹھا کر کہتا ہوں کہ خدا سب سے بڑا ہے۔ یہ کہہ کر نوکروں اور غلاموں کی طرح دونوں ہاتھ باندھ کر اقرار کرتا ہے۔ اے خدا تو سب عیوب سے پاک ہے۔ میں تیری تعریف کرتا ہوں بڑی برکت والا ہے نام تیرا اور بلند ہے ذات تیری اور سوا تیرے کوئی معبود نہیں۔ شیطان مردود سے پناہ میں ہو کر اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اس بات کو صریح لفظوں میں اقرار کرتا ہوں کہ سب تعریفوں کا مستحق خدا ہی ہے جو سب جہان کا پالنہار ہے۔ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان، انصاف کے دن کا حاکم اور اس کے بعد مخاطب ہو کر اپنی آرزو کا اظہار کرتا ہے کہ ہم تیری ہی اے مولا: بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے اپنے اڑے کاموں میں مدد چاہتے ہیں تو ہی ہم کو سیدھی راہ پر پہنچا۔ ان لوگوں کی راہ پر پہنچا کہ جن پر تو نے بڑے بڑے انعام و اکرام کئے اور ان کی جن پر غصہ ہوا اور نہ گمراہوں کی۔ اس کے بعد کوئی سورت قرآنی بغرض ربط مخلوق بخالق پڑھ کر اللہ اکبر خدا سب سے بڑا ہے کہہ کر رکوع میں جاتا ہے۔ اور اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ میرا مالک مربی خدا بڑی بزرگی والا ہے (کم سے کم تین دفعہ) پھر سر اٹھاتے ہوئے خدا کی عام قدرت کا اقرار کرتا ہے۔ یعنی خدا سنتا ہے ان کی پکار کو جو اس کی تعریف کرتے ہیں۔ پھر ساتھ ہی اس کے یہ بھی اظہار ہے کہ اے ہمارے مولا تو ہی سب تعریفوں کا مالک ہے۔ پھر اللہ اکبر خدا سب سے بڑا ہے) کہتا ہوا سجدہ میں جاتا ہے وہاں تو خوب ہی من آتی ہے من مانی دعائیں جی میں آئیں عرضیں کرتا ہے۔﴿سبحان ربی الاعلیٰ﴾ (پاک ہے رب میرا سب سے بلند) (کم سے کم تین دفعہ) کہہ کر اللہ اکبر کہتا ہوا سر اٹھاتا ہے۔ پھر دوسرا سجدہ میں اسی کیفیت سے کرتا ہے۔ یہاں پہنچ کر ایک رکعت ختم ہوئی۔ اسی کیفیت کی دو تین چار جیسا وقت ہو پڑھتا ہے۔ سب سے اخیر بیٹھ کر اپنے مالک کی تعریف کے کلمات کہہ کر اور اپنے پیرو مرشد سچے رسول کے حق میں نیک دعا کر کے اور اپنے حق میں بھی کچھ کہہ سن کر نماز سے فارغ ہوتا ہے پس یہ ہے وہ نماز اور وہ عبادت جس کو ایک ناخواندہ (مگر خواندوں کے معلم) جنگلی ملک کے رہنے والے (فداہ روحی) نے بالہام الٰہی تجویز کیا ہے۔ کیا اس میں کوئی کلمہ بھی ایسا ہے کہ جس میں کعبہ کی مدح یا تعظیم ہو۔ پھر اس نماز کو بھی ہمارے نافہم مخالف شرک اور بت پرستی کہیں گے تو اسکے جواب میں ہم سے یہی سنیں گے

پس تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد اس کے ہم اپنے مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ اگر اسلام کو کعبہ پرستی منظور ہوتی اور شرک اور بت پرستی کا رواج مدنظر ہوتا تو کیا وجہ ہے کہ ساری نماز میں کعبہ کا ذکر تک بھی نہیں۔ نہ اس کو خطاب ہے۔ نہ اس سے استمداد نہ اس کا ذکر نہ اس کا نام۔ پھر کعبہ پرستی ہے تو کہاں ہے؟ میں نہیں جانتا کہ کوئی منصف مزاج اس معروضہ تقریر پر غور کر کے اسلام پر کعبہ پرستی کا الزام لگا سکے رہا یہ سوال کہ نماز میں تو بے شک شرک کی بو تک نہیں مگر اس کی کیا وجہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم آیا ہے۔ انسان کو اس امر میں ممتاز کیوں نہیں کیا گیا کہ جس طرف منہ کر کے چاہتا اپنے مالک کی عبادت کرتا۔ سو اسکا جواب بعد ایک تمہید کے ہم دیتے ہیں وہ یہ ہے۔

ہمیشہ قاعدہ ہے کہ ایک امر مقصود اصلی کے ساتھ کوئی مقصود تبعی بھی ہوا کرتا ہے مثلاً علم کا پڑھنا مقصود اصلی ہے تو حروف ابجد کا سیکھنا غیر اصلی لازم ہے گو بعد حصول علم حروف ابجد کا خیال تک بھی نہیں رہتا۔ اسی طرح دفع دشمن کے لئے تلوار بندوق کا اٹھانا لازم ہو جاتا ہے حالانکہ ان کے اٹھانے سے بجز تحمل بوجھ کوئی فائدہ نہیں۔ مگر بایں لحاظ کہ یہ بوجھ ایک ضروری کام (دفع دشمن) کے لئے ذریعہ ہے یہی عمدہ اور احسن ہو جاتا ہے اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو امر کسی دوسرے امر کا ذریعہ ہوا کرتا ہے۔ اس کا حسن و قبح اصل ذی ذریعہ کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ یہی تلوار کا اٹھانا جو بلحاظ اس امر کے کہ یہ تلوار دفع دشمن کے لئے ایک ذریعہ ہے۔ احسن اور عمدہ ہے اور اس لحاظ سے کہ کسی بے کس مظلوم پر چلائی جائے تو قبیح ہوتا ہے۔ ہاں اس امر کی پہچان بعض وقت مشکل ہو جاتی ہے کہ مقصود اصلی کیا ہے۔ اور تبعی کیا۔ سو اس کے لئے عام قاعدہ یہ ہے کہ ان دونوں میں سے جو امر ایسا ہو کہ اس کے حصول کے بعد دوسرے کے لئے تردد کرنا باقی رہے۔ اور مقصود سے فارغ البالی نہ ہو تو وہ مقصود اصلی نہیں اور جس کے حصول کے بعد دوسرے کی تلاش نہ رہے تو وہ امر مقصود اصلی ہوگا۔ مثلاً دوا کا بنانا اور گھوٹنا ایک ایسا امر ہے کہ اس کے حصول پر قناعت نہیں کی جا سکتی۔ جبتک کہ بیمار کو بھی شفا نہ ہو لے ہاں اگر بغیر دوا نوشی کے مرض سے عافیت ہو جائے تو دوا کا مطلق خیال بھی نہیں ہوتا۔ ہماری اس تقریر سے یہ امر بھی بخوبی واضح ہوتا ہے کہ مقصود اصلی کسی حال میں متروک اور مفروغ عنہ نہیں ہو سکتا۔ پس اب ہمیں پہلے یہ دیکھنا ہے کہ تعیین جہت کو اسلام نے کوئی مقصود اصلی قرار دیا ہے یا تبعی بعض مواقع پر اس حکم کا ساقط ہو جانا صاف دلیل ہے کہ یہ کوئی امر اصلی نہیں۔ مثلاً جنگ کی حالت میں بحدت خوف جدھر رخ ہو نماز پڑھتے جانا خواہ کعبہ کی طرف پیٹھ بھی ہو۔ اس امر کو ثابت کر رہا ہے کہ کعبہ کی طرف توجہ کرنا مقصود اصلی نہیں۔ بلکہ صرف اس امر کے لئے کہ مسلمانوں میں جیسا کہ معنوی اتحاد ہے۔ صوری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

موافقت بھی حاصل رہے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے جو اختیار دینے کی صورت میں متصور نہ تھا کیونکہ جب ہر ایک کو اختیار ملتا اور اس بات کا مجاز ہوتا کہ دوسرے کے منہ کی طرف منہ کرے یا پیٹھ ایک مشرق کو رخ کرے دوسرا مغرب کو تیسرا جنوب کو چوتھا شمال کو تو یہ فائدہ جو یکجہتی سے حاصل ہے نہ ہوتا۔ پس یہی وجہ اس کی تعین مقصود ہونے کی ہے۔ یہ تقریر بالخصوص اس وقت بخوبی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ نماز کے معانی و مطالب ذہن نشین کر کے یہ دیکھا چاہئے کہ اس میں تو کسی جہت یا کعبہ کا نام تک بھی نہیں پس اگر یہ مقصود اصلی ہوتا تو اصلی عبادت کے طریق اور اس کے الفاظ میں اس کا ذکر ہوتا۔ کیونکہ بغیر مقصود کسی کام کا کرنا کون نہیں جانتا کہ علاوہ لغو ہونے کے تضیع اوقات اور بیہودہ پن ہے۔ پس ہماری ہمسایہ قوم آریہ اور عیسائی وغیرہ اسلام کے مخالف ہماری اس تقریر پر غور کریں اور نتیجہ سے ہمیں اطلاع دیں۔ اگر کچھ شبہ ہو تو تمام قرآن میں تلاش کر کے کوئی آیت اس مضمون کی نکالیں جس سے ثابت ہو کہ نماز میں کعبہ کی پرستش ہے۔ نہ ملنے پر ہم آپ سے صرف ایک چیز چاہتے ہیں جو نہایت آسان ہے گو کسی مخالف حق کے حق میں مشکل اور گراں سے گراں ہے وہ وہی ہے جس کا پیارا نام "انصاف" ہے جو انسان کو ہر ایک جگہ عزت دلاتا ہے اور اعزاز سے یاد کراتا ہے۔ رہا یہ سوال کہ کعبہ کی جہت کیوں مقرر ہوئی اور طرف کیوں نہ ہوگئی؟ مانا کہ نماز میں شرک نہیں اور نہ تعین جہت شرک ہے لیکن اتنا تو ہے کہ اور اطراف بھی اس کے مساوی ہیں آخر اس میں کیا ترجیح ہے جو اسکو اختیار کیا گیا۔ کیا ترجیح یا بلا مرجح محال نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جہت میں سب سے بڑھ کر ایک ایسی ترجیح پائی جاتی ہے جو ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ہے یعنی یہ کعبہ ایک بڑے نامور سیّد الموحدین اس نیک بندے کا بنایا ہوا ہے جس نے خدا کی محبت اور توحید کے اختیار کرنے کی وجہ سے اپنے بیگانے سے وہ تکالیف دیکھی تھیں جن کا نمونہ آج کل تمام دنیا میں نہ مل سکے۔ پس ایسے شخص کی یادگاروں میں قائم رکھنے کی غرض سے کعبہ مقرر کیا گیا۔ تا کہ اور لوگوں کو بھی اخلاص مندی اور توحید کا اس سے سبق حاصل ہو۔ اسی حکمت سے حضور اقدس (فداہ روحی) کا دل تڑپتا تھا کہ میں کعبہ ابراہیمی کی طرف نماز پڑھوں ورنہ اس میں کچھ شک نہیں کہ کعبہ بھی مثل اور جہات کے ایک جہت ہے۔ ہاں کوئی وصف ہے تو یہ ہے۔

بگنتا من گے ناچ بدم
دیکھن دے پاگل نصنتم ؏

؏ تفسیر ثنائی ص: ۷۵۰۔۷۵۱

www.KitaboSunnat.com

حقیقت مسئلہ جہاد:

عیسائیوں اور آریوں نے اپنی کج فطری اور زیغ نظری کے تحت جہادی احکامات کو بلا سوچے سمجھے کم فہمی کی بنیاد پر اپنی تنقید نشانہ بنایا اور عام لوگوں کو یہ باور کروایا کہ اسلام زبردستی لوگوں کو مسلمان بناتا ہے اور کبھی یہ گل کھلائے کہ اسلام ایک ظالمانہ اور وحشیانہ مذہب ہے۔ حالانکہ حقیقت اس برعکس کچھ اور ہے۔ کہ اسلام میں جہاد جبر وظلم کے لئے نہیں ہے بلکہ دفعہ مظالم کے لئے ہے اور آزادی کے راستوں کو کھولنے کے لئے ہے۔ اور امن عامہ کو قائم کرنے کے لئے ہے۔ اور ایسا جہاد صرف اسلام ہی میں نہیں بلکہ عیسائیوں اور ہندوؤں کی کتب مقدسہ ایسے ہی جہادی احکامات سے بھری پڑی ہیں بلکہ اس کے برعکس ظلم کی داستانوں کو رقم کرنے کی بھی داعی ہیں لیکن آنکھیں ہی اگر بند ہوں تو پھر دن بھی رات ہے۔ بھلا قصور کیا ہے اس میں آفتاب کا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری ﷫ نے قرآن مجید کی آیت: ﴿وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا﴾[1] "اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم اُن سے اللہ کی راہ میں لڑو اور زیادتی نہ کرنا" کے تحت سب سے پہلے فلسفہ جہاد بیان کیا اور بتایا کہ اسلام کی ابتدائی حالت اور کافروں کا رویہ کیا تھا اور یہ جہاد کے احکامات کیوں آئے۔ یہ کافروں کو ان کے کفر کی سزا دینے کے لئے یا جبراً کسی کو مسلمان بنانے کے لئے نہیں تھے بلکہ یہ تحفظ و دفاع اسلام کے لئے تھے۔ اور ایسی لڑائیوں کے احکامات بائبل اور ویدوں میں عام ہیں۔

اور مولانا کا یہ انداز انتہائی قابل تحسین ہے کیونکہ حقیقت منوانے کے لئے حریف کے گھر سے اس کے ثبوت مہیا کرنا۔ ایک انتہائی موثر اقدام ہوتا جس کے بعد مخالف کو بولنے کی جرات نہیں ہوتی۔

اسلامی جہاد بالکل طبیعت انسانی کے موافق اور انصاف کے مطابق ہے۔ اس کا بیان کرنے سے پہلے ہم کس قدر اُس زمانہ کی آزادی کا مختصر ذکر مناسب سمجھتے ہیں جس وقت مسلمانوں کو جہاد کا حکم ہوا تھا۔ اس لئے کہ واقعات کو ملحوظ رکھ کر رائے لگانا ہی انصاف ہے۔ آنحضرت (فداہ روحی) نے جب تک دعویٰ نبوت نہ کیا تھا تمام ملک آپ کی نسبت حُسن ظن رکھتا تھا اور آپ کو نہایت ہی راست باز جانتے تھے اس پر کل مورخین (مسلم کافر) متفق ہیں کہ آپ کی نسبت پہلے دعویٰ نبوت کے کسی کو بھی کوئی اعتراض نہ تھا بلکہ بعد دعویٰ نبوت کے بھی آپ کے معاملات کی صفائی کے قائل تھے۔ اور آپ کو امین جان کر اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جس روز آپ انہیں کفار کے ستائے ہوئے اپنا وطن مالوف چھوڑ کر مدینہ

[1] البقرۃ: ۱۹۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منورہ میں مسافرانہ تشریف لے گئے اُس روز بھی آپ کے پاس امانتیں رکھی تھیں۔ جن کے ادا کرنے کو آپ اپنے چچازاد بھائی علی رضی اللہ کو وکیل کر گئے انہوں نے تین روز میں سب امانتیں ادا کر دیں۔ باوجود اس صفائی حال اور صدق مقال کے آپ کو اور آپ کے اتباع کو جس قدر تکالیف شدیدہ مخالفین نے پہنچائیں کتب تواریخ اُن سے پُر ہیں کسی کو انکار مجال نہیں امام مسلم) کے مشتے نمونہ خروار حالات اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ ابوذر صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"جب میں نے آنحضرت کی رسالت کی خبر سنی تو میں نے اپنے بھائی اُنیس کو جو بڑا شاعر تھا دریافت حال کے لئے بھیجا۔ اس نے آکر بتایا کہ لوگ اس کو شاعر کہتے ہیں مگر میں نے اُس کا کلام شعرا کے کلام سے مقابلہ کیا اور شعرا کے سامنے پیش کیا لیکن چہ نسبت خاک را با عالم پاک ابوذرؓ کہتے ہیں میں نے اس تحقیق کو ناکافی جان کر مکہ کا قصد کیا۔ میں نے سُن رکھا تھا کہ آنحضرت کا نام لینے سے لوگ بگڑتے ہیں اور آپ کا نام بے دین (صابی) رکھا ہوا ہے میں نے مکہ میں آکر ایک شخص کو نہایت کمزور غریب طبع کم حیثیت سمجھ کر اُس سے پوچھا کہ جس کو لوگ بے دین کہتے ہیں وہ کہاں ہے؟ اُس نے فوراً سب کو جمع کر لیا۔ ان لوگوں نے میری ایسی گت بنائی کہ میرا تمام جسم خون آلود سرخ ہو گیا۔ پھر میں نے کسی کے پاس آپ کا پتہ بھی ظاہر نہ کیا۔ یہاں تک کہ قریباً میں پندرہ روز کعبہ شریف کی مسجد میں پڑا رہا اور ڈرتا ہوا کسی سے اتنا بھی نہ پوچھتا کہ یہ بے دین کہاں رہتا ہے۔ ایک روز آپ کے چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (جو اس وقت کم سن لڑکے تھے) مسافر جان کر یہ کہا کہ ابھی مسافر کو اپنی منزل معلوم نہیں ہوئی کہ یہاں سے جائے مگر نہ تو میں ان سے ڈرتا ہوا کچھ کہہ سکتا تھا اور نہ انہوں نے از خود مجھے کچھ کہا۔ یہاں تک کہ تین روز پے در پے ایسا ہوا آخر کو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم یہاں اتنی مدت سے کیوں ٹھہرے ہو میں نے کہا اگر بتلانے کا وعدہ کرو تو کہتا ہوں اُن سے پختہ وعدہ لے کر میں نے حضور اقدسؐ کا ٹھکانہ پوچھا اُنہوں نے کہا میرے ساتھ آؤ۔ لیکن چونکہ میں حضورؐ کے خدام سے مشہور ہوں میرے ساتھ چلنے سے لوگ تمہیں تکلیف دیں گے۔ اس لئے میں جب کسی موذی کو دیکھوں گا تو پیشاب کے بہانہ ٹھہر جاؤں گا۔ تو آگے چلا جائیو۔ چنانچہ خدا خدا کر کے دونوں اسی طرح در دولت تک پہنچے۔ حضور اقدسؐ نے مجھے تلقین اسلام کر کے فرمایا کہ تو اپنی قوم میں چلا جا۔ میں نے عرض کیا کہ ایک دفعہ تو ضرور اُن میں با آواز بلند حقانیت ظاہر کروں گا۔ چنانچہ میں آ کر کعبہ شریف میں بلند آواز سے کلمہ پڑھا تو سنتے ہی سب نے مجھ پر ہجوم کیا اور خوب ہی خبر لی اتنے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کے چچا عباس (جو ابھی تک مشرف باسلام نہ ہوئے تھے) آئے اور انہوں نے مجھے چھڑایا۔ اس وجہ سے نہیں کہ انہوں نے میرے اسلام کی حمایت کی بلکہ یہ کہ تم (مشرکین عرب) شام کے ملک کو تجارت کے لئے جاتے ہوئے اس کی قوم سے ہو کر جاتے ہو۔ اگر اس کو ایسا تنگ اور بے عزت کرو گے تو نقصان تجارت کا اندیشہ ہے آخر میں وہاں سے اپنے وطن چلا گیا''[ے]

تنگی معاش کا یہ حال تھا کہ سب قریش نے اتفاق کر لیا تھا کہ مسلمانوں اور اُن کے حامی ابو طالب بلکہ کل آپ کے خاندان بنی ہاشم سے خرید و فروخت، ناطہ و نکاح وغیرہ بند کر دیے اور اس پر ایک مجمع عام میں بعد منظوری دستخط ہوئے جس پر تین سال تک عمل درآمد ہوتا رہا۔ حضور اقدسؐ معہ چند مسلمانوں اور ابو طالب کے ایک پہاڑی میں بیٹھے رہے کوئی قریش ان لوگوں سے لین دین تو کجا گفتگو تک بھی نہ کرتا تھا آپ رستہ میں چلے جائیں تو کنکر پتھر کے علاوہ پاخانہ آپ کے بدن مبارک (فداہ ابی وامی) پر ڈالا جاتا۔ آخر نوبت بآں رسید کہ آپؐ نے اپنا وطن مالوف چھوڑ کر طائف کی راہ لی وہاں بھی جو سلوک خدام والا سے ہوا اُس کے بیان سے قلم عاجز ہے۔ اینٹیں پتھر برساتے گئے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو پیچھے لگا کر تالیاں پٹوا کر شہر سے باہر نکال لے گئے۔ پھر وہاں سے لوٹتے ہوئے مکہ شریف کو آئے۔ جہاں آپ کے جدی مکانات تھے اور جہاں کے آپ خاندانی رئیس تھے۔ اسی شہر میں آپ کو (فداہ روحی) قدم رکھنے کی اجازت نہیں۔ اللہ اکبر آخر (عربوں میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی کسی کی پناہ میں آتا تو اس کو کچھ نہ کہتے) ایک معمولی آدمی کی پناہ لے کر اندر آئے تو آ کر بھی کونسی عافیت تھی۔ ادھر مسلمانوں کا یہ حال کہ کفار لوگوں سے تنگ آ کر گھر بار بیوی بچے چھوڑ کر حبشہ کو چلے گئے تھے۔ آخر یہ ہوا کہ خود وردولت بھی مکہ شریف کو جو آپ کا وطن مالوف تھا چھوڑ کر سب سے چھپ کر چلے گئے مکہ کے لوگ اس پر بھی راضی نہ ہوئے۔ مدینہ تک بھی پیچھا کیا۔ سو سو اونٹ پکڑنے والے کے لئے مقرر کئے۔ چنانچہ ایک بڑا بہادر ڈاکو مدینہ کی راہ میں جا ہی ملا لیکن

ہو گا کیا دشمن اگر سارا جہاں ہو جائیگا
جب کہ وہ باصبر ہم پر مہرباں ہو جائے گا

تھوڑی ہی دور تھا کہ اس کا گھوڑا بحکم الٰہی زمین میں دھنس گیا۔ یہاں تک کہ مجبور ہو کر اس نے خود ہی درخواست کی کہ آپ میرے لئے دعا کر کے مجھے چھڑائیں میں آپ تک کسی کو آنے نہ دوں گا اور وہ اپنے تجربہ سے یہ بھی جان گیا کہ آپ کی ضرور ترقی ہو گی چنانچہ اس نے ایک امان بھی اُسی وقت ایک چمڑے کے

ے صحیح مسلم، ج: ۲، ص: ۲۹۵، باب فضائل ابی ذر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹکڑے پر لکھوالی اور اپنے وعدہ کے موافق لوٹتے ہوئے جو تلاش کنندہ اُس کو ملا اُس نے پتہ نہیں بتلایا۔ پھر اس پر بھی بس نہیں کی بلکہ مدینہ پر بھی فوج لائے اور منہ کی کھا کر گئے۔ آخرکار جنگ میں تو تمام ملک کو جن میں مشرکین عرب اور ہمارے جنٹل مین اہل کتاب (باوجود معاہدہ امن اور عہد صلح کے) بھی شریک تھے۔ آ کر تمام مدینہ کو گھیر لیا اور قریباً ۱۸۔۱۹ روز تک گھیرے رہے تمام شہر میں دہلی کے غدر سے کچی جیسے یہ بربادی اور گھبراہٹ رہی۔ آخرکار خائب اُخاسر ہو کر واپس ہوئے۔ دیکھو اور غور سے پڑھو ﴿ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ﴾[8] اس پر تے پر بھی اعتراض ہیں کہ پیغمبر اسلام نے جہاد کئے اور جہاد کی تعلیم دی ہے۔

اللہ رے ایسے حُسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نوازا آپ کسی کے خدا نہیں

اب سوال یہ ہے کہ یہ اور اس کے سوا اور تکالیف جن کے لکھنے سے قلم کو رعشہ ہوتا ہے آنحضرت اور آپ کے خدام کو کیوں پہنچائی گئیں اسلام کے مخالفو! ہمارے علاتی بھائی عیسائیو! ہمارے مہربان پڑوسی ہندوؤ! اور آریو! ذرا انصاف سے اس سوال کو سوچو اور اللہ سے ڈر کر اس کا جواب صاف اور صحیح لفظوں میں دو۔ مگر آپ لوگ تو اپنے بھائیوں کے لحاظ سے حق کس لئے کہیں گے ہم ہی اس کی صحیح وجہ بتلاتے ہیں وہ یہی تھی کہ ؎

کشتہ بہ تیغ ستم والہان ملت را
نہ کردہ اند بجز پاس حق گناہ دگر

سب جھوٹے خداؤں کو چھوڑ کر ایک ہی مولا کریم سے لو لگائی تھی ذرا غور سے پڑھو اور خوب سمجھو!

﴿ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ﴾[9]

''وہ لوگ رسول کو اور تم کو نکالتے تھے اس وجہ سے کہ تم اللہ پر جو سب کا پروردگار ہے خاص ایمان رکھتے تھے''

کیا آپ یا آپ کا کوئی اور بھائی ثابت کر سکتا ہے کہ ان مظلوموں کا بجز اس کے کوئی اور گناہ بھی تھا کیا حضور مقدسؐ (فداہ روحی) یا آپ کے خدام نے مکہ میں کسی پر ظلم کیے تھے۔ کیا کسی کا مال کھایا تھا، جاگیر دبائی تھی؟ یا کسی کے باپ یا بیٹے کا قتل کیا تھا یا کم سے کم کسی مشرک کا پانی چھوڑ دیا تھا کچھ نہیں کیا اور ہرگز نہیں کیا۔ پھر کیا اُن (مشرکین اور اہل کتاب) کا حق تھا؟ کہ ان کو بھی بوجہ تبدیل مذہب ایسے تنگ کریں کہ (جس کا ذکر شتے نمونہ از خروارش چکے ہو جس کا اونے اثر یہ ہوا کہ وہ بیچارے مظلوم بے جان آ کر اپنا وطن

[8] الاحزاب: ۹
[9] الممتحنۃ: ۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مالوف اور بیوی بچے بھی چھوڑ کر غیر وطن میں جا بسے۔ اگر اُن کا یہ حق تھا کہ ان ظالموں سے علاوہ بدلہ لینے کے اس حق کے لحاظ سے بھی جنوبی پیش آویں مگر واقعہ یہ ہے کہ اُنہوں نے ایسا نہ کیا۔ اگر اُن مشرکوں کا حق نہ تھا تو جو کچھ اُنہوں نے کیا اسے انصافاً بے جا تو کہو اور اپنے بھائیوں کی بے جا حمایت تو چھوڑ دو۔ پھر بتلا یئے کہ ایسے ظالم پر ظلم کی کہاں تک برداشت ہو سکتی ہے اور کہاں تک طبیعت انسانی متحمل ہے اور ساتھ ہی اس کے مذہبی رکاوٹ کے اٹھانے کا جوش بھی اندازہ کر کے بتلاؤ۔ سنو! اس جنگ جہاد کی وجہ قرآن کریم نے خود ہی بتلائی ہے:

﴿ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ﴾ [1]

ترجمہ: ”جن لوگوں سے لڑائی کی جاتی ہے اُن کو اجازت دی گئی کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ اُن کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ یہ لوگ وہی تو ہیں جو ناحق اتنا کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اپنے گھروں سے نکالے گئے“

اس آیت کو ذرا آنکھیں کھول کر پڑھو اور دل لگا کر سمجھو کہ اس جہاد کے بانی مبانی آپ ہی کے بھائی صاحبان تھے یا کوئی اور میں سچ کہتا ہوں اگر مسلمانوں کو آزادی اور امن ہوتا اور کفار نابکار کی طرف سے وہ سلوک جو پیش آئے نہ آئے ہوتے تو اُن کو جہاد کی بھی ضرورت نہ ہوتی اور نہ وہ اس طرف خیال کرتے بلکہ اپنی صفائی حال اور صدق مقال سے ایسی ترقی کرتے اور آسائش میں رہتے جو اس جنگ و جہاد سے اُن کو میسر نہ ہوئی تھی۔ اس آیت میں بھی جس کا حاشیہ ہم لکھ رہے ہیں جہاد کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور باوجود اس کے کہ اب ایک موقع بدلہ لینے کا ہے اور بدلہ بھی ایسے لوگوں سے جن کے ظلم و ستم کی کوئی حد ہی نہ رہی ہو۔ پھر بھی زیادتی کرنے سے روک دیا نہ صرف روک دیا بلکہ اس پر وعید شدید فرمایا کہ زیادتی کرنے والے اللہ کو کسی طرح بھی نہیں بھاتے۔ پھر اسی آیت میں بانیان جہاد پر الزام لگایا ہے کہ فتنہ و فساد کرنا جو تم کر رہے ہو جس سے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں قتل سے بھی بُرا ہے اس وقت لکھتے ہوئے مجھے اسکی وجہ کہ یہاں پر ﴿ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ﴾ [2] ”اور فتنہ قتل سے بھی بدتر ہے“ جناب باری نے کیوں فرمایا سمجھ میں آئی ہے کہ آجکل حال کے عیسائیوں اور آریوں وغیرہ کو الزام دیا جاتا ہے کہ تم اسلام پر تو منہ پھاڑ پھاڑ کر اعتراض کرتے ہو کہ اس نے جہاد کی تعلیم کی ہے مگر یہ نہیں دیکھتے کہ تمہارے بھائیوں نے کیا کچھ نہیں

[1] الحج: ۳۹، ۴۰

[2] البقرۃ: ۱۹۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ سب فتنوں کی جڑ تو وہی ہیں جو فتنہ پردازی کرتے ہیں ایک اور آیت میں بھی اس امر کی طرف کہ مسلمان مجبوری سے لڑتے ہیں اشارہ ہے : ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً﴾[۱۱] "اور مشرک جیسے تم سب سے لڑتے ہیں تو تم بھی ان سب سے لڑو" مگر افسوس کہ مخالفین اسلام بجائے اس کے کہ اس آیت پر غور کر کے نادم اور خجل ہوتے۔ اُلٹے اُلجھے ہیں کہ صاحب یہاں پر تو قرآن نے فیصلہ ہی کر دیا کہ سب کافروں کو مار ڈالو۔ مگر وہ اس کو نہیں دیکھتے کہ ﴿كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً﴾[۱۱] کے بھی تو کچھ معنی ہیں۔ بھلا اگر اسلام اور قرآن کا یہی منشا ہوتا کہ کوئی کافر بھی دنیا میں زندہ نہ رہے تو ذمی کافروں کو رکھنے کا حکم اور اُن کی حفاظت مثل مسلمانوں کے ہونے کا ارشاد کیوں ہوتا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کو دفع فساد منظور ہے نہ کہ کشت و خون چنانچہ قرآن میں صریح ارشاد ہے ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا﴾[۱۲]

جس جس آیت میں قتل قتال کا ذکر ہے سب میں نہیں تو اکثر میں ضروری ہوگا کہ اس جہاد سے مقصود دفع مظالم ہیں۔ سنو!

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا﴾[۱۳]

اس آیت نے اور بھی واضح کر دیا کہ جہاد سے مقصود اصلی دفع مظالم اور آزادی کا کھولنا ہے ورنہ اسلام کی اصلی غرض تو منادی اور اعلائے کلمۃ الحق ہے اگر کوئی اس میں خلل انداز نہ ہو اور بلا وجہ مزاحمت نہ کرے تو اسلام نے بھی اس سے تعرض کی اجازت نہیں دی میں سچ کہتا ہوں کہ ہمارے زمانہ کے مخالفین عیسائی اور ہندو (آریہ) اعتراض کرتے ہوئے اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے کہ جس جہاد پر ہم منہ پھاڑ پھاڑ کر اعتراض کر رہے ہیں وہ ہمارے ہی بھائیوں کی مہربانی کا ثمرہ ہے افسوس ہے کہ ہم نے کسی مخالف سے زبانی نہ تحریری یہ سنا کہ بیشک جو کچھ مشرکین عرب اور اس زمانہ کے جنٹل مین اہل کتاب نے حضور مقدس (فداہ روحی) اور آپ کے خدام سے سلوک کیے واقعی حد سے متجاوز تھے۔ حیرانی ہے کہ ان مظلوم صحابہؓ کی نسبت عام اخلاق انسانی بھی بھول گئے کسی کلیۂ استوئی کو بھی ان پر آ رہیا کی نسبت سے عشر عشیر بھی رنج نہ ہوا سچ ہے "اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ" جانب داری ایسی ہی بلا ہے کہ آنکھوں پر پٹی بندھوا دیتی ہے سب سے زیادہ تعجب

[۱۱] التوبۃ: ۳۵
[۱۲] الحج: ۴۰
[۱۳] النساء: ۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو عیسائیوں کے حال پر ہے کہ اسلام پر تو منہ پھاڑ پھاڑ کر معترض ہیں حالانکہ اُن کی کتب عہد عتیق ایسے ہی جہادوں سے پُر ہیں۔ اسے تو جانے دیجیے۔ حال ہی میں جو کچھ یورپ کے عیسائیوں نے کیا ہے وہی دیکھیے کہ چین میں چند مشنریوں کو جو خواہ مخواہ لوگوں کے گھروں میں حسب دستور خویش ہندوستان پنجاب ہی سمجھ کر گھسے ہوں گے کسی قدر تکلیف پہنچنے پر تمام یورپ برانگیختہ ہو گیا۔ ملکہ معظمہ بھی اپنی تقریر افتتاح پارلیمنٹ 15 اگست 1895ء میں اس طرف توجہ دلاتی ہیں لارڈ سالیری وزیر اعظم انگلستان بھی گورنمنٹ چین کو لکھ رہے ہیں کہ اس کا کامل انتظام نہ ہوا تو انگلستان مزید کاروائی کرنے پر مجبور ہو گا۔ آرمینیا کا جھگڑا جو بات سے بتنگڑ بنایا گیا تھا قابل دید ہے کہ ان روشن ضمیر عیسائیوں اور مقدس ماآب مشنریوں نے کہاں تک قوم کی حمایت جی کھول کر نہیں کی اور کس قدر ان کے امن اور عافیت کے اسباب مہیا کرنے میں کوششیں نہیں کیں اور کہاں تک ممکنات سے گزر کر محالات تک نہیں پہنچے جو ناظرین اخبارات 1895ء سے پوشیدہ نہ ہوں گے۔ انہوں نے تو سب کچھ کیا اور امن عامہ اور ہمدردی قومی کے نام لینے سے نہ صرف بری ہوئے بلکہ قابل قدر بھی جانے گئے مگر اسلام نے ﴿وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ [1] اگر کہہ دیا تو چاروں طرف سے گونج آ رہی ہے کہ یہ کیا وہ کیا۔ ظلم کیا، ستم کیا، کوئی نہیں پوچھتا۔ کیوں صاحب چین کے مشنریوں اور آرمینا کے مفسدوں کو جس قدر تکلیف ہوئی مکہ کے معزز رؤسا ابوبکرؓ، عمرؓ اور دیگر صحابہؓ اور خود سید الانبیاء فداہ ابی وامی کو کیا کم ہوئی تھی؟ ان روشن ضمیر عیسائیوں کو تو مقدس ماآب پادریوں نے یہاں تک بھی سمجھا رکھا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب میں فرض ہے کہ ساری عمر میں ایک آدھ عیسائی کو ضرور ہی ماریں۔ مسٹر وہب تو مسلم امریکن لکھتے ہیں۔ کہ مجھے ایک عیسائی نے پوچھا کہ کیا سچ ہے مسلمانوں کو جنت میں جگہ نہ ملے گی جب تک وہ ایک آدھ عیسائی کا خون نہ کریں افسوس ہے کہ اس روشنی کے زمانہ میں بھی مذہبی روشنی کے لحاظ سے یورپ اندھیر نگری ہے۔ ہندوستان میں مشنری لوگ ایسے خیال ظاہر کرنے سے اس لئے رُکتے ہیں کہ اُن کو ڈر ہے کہ یہاں بھانڈا پھوٹ نہ جائے گا اور علماء اسلام ہماری جہالت کی قلعی کھول دیں گے۔ خلاصہ یہ کہ اسلامی جہاد جس قدر ہے صرف امن عامہ اور آزادی کے قائم کرنے اور وسعت سلطنت کے لئے ہے نہ کہ کافروں کو کفر کی سزا دینے یا جبراً مسلمان بنانے کو ان دونوں اوہام کو ذمیوں کے حقوق اور حفاظت پورے طور سے دفع کر رہے ہیں فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ۔

---

[1] البقرۃ:۱۹۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احکام جہاد از کتب مسیحیہ و آریہ سماج:

اب ہم مخالفین اسلام (عیسائیوں اور آریوں) کی کتابوں سے بتلانا چاہتے ہیں کہ اُن میں کس قسم کا جہاد بھرا ہے اور وہ کس قسم کے جہاد کی تعلیم دیتے ہیں۔ عیسائیوں کی مقدس کتاب توریت میں لکھا ہے:

"پھر خداوند نے موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا کہ اہل مدیان سے بنی اسرائیل کا انتقام لیں تب موسیٰ نے لوگوں کو فرمایا کہ بعضے تم میں سے لڑائی کے لئے تیار ہوویں اور مدیانیوں کا سامنا کرنے جاویں۔ انہوں نے مدیانیوں سے لڑائی کی۔ جیسا کہ خداوند نے موسیٰ کو فرمایا تھا اور سارے مردوں کو قتل کیا اور بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتوں اور ان کے بچوں کو اسیر کیا اور اُن کے مویشی اور بھیڑ بکری اور مال و اسباب سب کچھ لوٹ لیا۔ اور اُن کے سارے شہروں کو جن میں وہ رہتے تھے اور اُن کے سب قلعوں کو پھونک دیا اور انہوں نے ساری غنیمت اور سارے اسیر انسان اور حیوان کے لئے تم اُن کے بچوں کو جتنے لڑکے ہیں سب کو قتل کرو اور ہر ایک عورت کو جو مرد کی صحبت سے واقف ہیں جان سے مارو لیکن وہ لڑکیاں جو مرد کی صحبت سے واقف نہیں ہوئیں ان کو اپنے لئے زندہ رکھو۔[۱۱] اور جب کہ خداوند تیرا خدا انہیں تیرے حوالے کر دے۔ تو تُو انہیں ماریو اور حرم کیجو۔ نہ تو ان سے کوئی عہد کریو نہ ان پر رحم کریو نہ اُن سے بیاہ کرنا۔ تم ان سے یہ سلوک کرو تم ان کے مذبحوں ذبح کی جگہ کو ڈھا دو ان کے بتوں کو توڑ دو۔ اُن کے گھنے باغوں کو کاٹ ڈالو اور ان کی تراشی ہوئی مورتیں اگر ہیں جلا دو کیونکہ تو خداوند اپنے خدا کے لئے پاک قوم ہے۔ خداوند تیرے خدا نے تجھے چن لیا۔ کہ تو سب گروہوں کی بہ نسبت جو زمین پر ہیں اس کی خاص گروہ۔[۱۲]

ان حوالہ جات سے مسئلہ صاف ہے۔ عیاں را چہ بیاں، مگر ناظرین اس کی پوری تفصیل ہمارے رسالہ تقابل ثلاثہ میں دیکھ سکتے ہیں۔ اب سنیے ہمارے لالہ صاحبان کی کتھا۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ وید جس کو مخزن علوم و فنون کہا جاتا ہے جس کو بہت کچھ تجلی کر کے نادانوں کے ہاتھ سونے کے بھاؤ بیچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس وید میں بھی جہاد کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے پس سنئے:

"اے دشمنوں کے مارنے والے اصول جنگ میں ماہر بے خوف و ہراس پر جاہ و جلال عزیز و اور جوانمردو! تم سب رعایا کے لوگوں کو خوش رکھو پرمیشور کے حکم پر چلو اور بدفرجام دشمن کو شکست دینے

[۱۱] گنتی، ۳۰:۲۱

[۱۲] استثناء: ۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لئے لڑائی کا سرانجام کرو۔ تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا ہے تم نے حواس کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے (کب) شاید سلطان محمود کے زمانے میں تم روئیں تن اور فولاد بازو ہوا پنے زور شجاعت سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو تا کہ تمہارے زور بازو اور اندور کے لطف وکرم سے ہماری ہمیشہ فتح ہو۔"[۱۸]

گو نمونہ تو اسی ایک ہی منتر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وید ہاں وید مقدس میں جہاد کے متعلق (نہیں نہیں بلکہ تمام دنیا پر سلطنت کا سکہ جمانے کے لئے یہ حکم ہے، جس نے مفصل بحث دیکھنی ہو وہ ہمارے رسالہ حق پرکاش، ترک اسلام اور جہاد وید وغیرہ میں ملاحظہ کریں۔ فاقہم وا۔[۱۹]

آج دنیائے مسیحیت امن عالم کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے حالانکہ دشمن سے کوئی انتقام نہ لینے کی درج ذیل دردمندانہ نصیحت کرنے والا یسوع کہ "تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کرتا لینا چاہے تو چوغہ بھی اُسے لے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔"[۲۰]

لیکن شاگردوں کو تبلیغی مشن پر بھیجتے وقت یہ نصیحت کی کہ "یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلوانے آیا ہوں کیونکہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آدمی کو اُس کے باپ اور بیٹی کو اس کی ماں اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کر دوں"[۲۱] میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں اور اگر لگ چکی ہوتی تو میں کیا ہی خوش ہوتا"[۲۲] "کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں میں کہتا ہوں نہیں بلکہ جدائی کرانے"[۲۳] تو معلوم ہوا کہ مسیحیت اقوام عالم میں بائبل کی رو سے جنگ و جدل کرانے کا نام ہے جیسا کہ آج اُن کے عمل سے واضح ہے کہ فتنہ وفساد بھڑکاؤ اور "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی روش اپنا چکے ہیں۔[۲۴] (مسیحی جنگ۔

مسیحی مشن تجارتی کمپنیوں، مشن ہسپتالوں، خدمت خلق کے اداروں اسکولوں اور کالجوں کے بہانے چور دروازوں سے چھپ چھپ کر مکاری اور چالبازی سے دوسرے ملکوں میں داخل ہونے اور اُن میں داخلی

---

۱۸ اتھروید کانڈ ۱۹ انوواک ۱۱ ورگ ۔۹ منتر ۳
۱۹ تفسیر ثنائی ص: ۴۳۳،۲۵۹۴۲
۲۰ متی ۵: ۳۸–۴۲
۲۱ متی ۱۰: ۳۴–۳۵
۲۲ لوقا ۱۲: ۴۹
۲۳ لوقا ۱۲: ۵۱
۲۴ افسیوں ۶: ۱۰–۲۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتشار پیدا کر کے سیاسی انحطاط سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چپکے چپکے اپنے قدم جما لیئے مسلمان مسیحیت کی صداقت کی وجہ سے نہیں بلکہ اسلام سے ہٹ جانے کی وجہ سے کمزور ہوتے چلے گئے ان میں بھی مسیحی مشنوں کا بڑا ہاتھ تھا اور ہے انہوں نے ماڈرن ازم کی آڑ میں دل کش تعلیمی ادارے قائم کر کے محکوم ممالک میں سرمایہ دار طبقہ کو ان اداروں میں ایسی تعلیم دی کہ اگر وہ سینٹ پالی مسیحی نہ بنیں تو وہ مسلمان بھی نہ رہ سکیں یہ مسیحیت زدہ طبقہ تعلیمی سہولیات اور دولت کے بل بوتے پر رفتہ رفتہ ان ممالک میں برسر اقتدار آتا چلا گیا اور کلیسائی بازی گران کے ذریعے پورے علاقوں پر حکومت کرتے رہے۔

لیکن اب جب کہ اس دجل (پھیلائی جائے سینٹ پالی مسیحیت اور نام لیا جائے عیسائیت کا اور اس طرح ایک وار کر کے دو شکار کرتے ہوئے عیسائیت اور اسلام دونوں کی جڑوں پر کلہاڑا چلایا جائے وہ بھی علمی درسگاہوں، ہسپتالوں، دستکاری سکولوں، یتیم خانوں، گونگے بہرے اور نابیناؤں کے سکولوں، خیراتی اور فلاحی اداروں بائبل کارسپانڈنس اسکولوں کا بھیس بدل کر، مشنری سرگرمیوں کے لئے اُستادوں کا روپ دھار کر غریب کی بھوک، مریض کی بیماری، ضعیف کی لاغری، نوجوانوں کی بے راہ روی یا علمی تڑپ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ملکوں کو سودی قرضے اور جدید ٹیکنالوجی کا جھانسہ دلا کر) کا زور ٹوٹ چکا ہے اور اسلامی افکار کو ابھرنے کا موقع مل رہا ہے جبکہ مسیحیت ہر گوشہ میں راہ فرار ڈھونڈ رہی ہے بہر حال یسوع مسیح نے اپنے بارہ حواریوں کو بھی اس پر سختی سے پابند اور کاربند رہنے کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ کہا گیا کہ ''ان بارہ کو یسوعؑ نے بھیجا اور اُن کو حکم دے کر کہا غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا'' [۱۵]

نہایت حیرت اور صد افسوس کی بات ہے کہ اسرائیل کی یہ کھوئی ہوئی بھولی بھالی بھیڑیں اسلام کے ماننے والوں کی سرسبز و شاداب اور لہلہاتی ہوئی کھیتی چر گئیں اور دن رات اسی فکر میں ہیں کہ کس طرح باقی چراگاہوں کو بھی چر لیا جائے۔ اکبرالٰہ آبادی نے کیا خوب کہا:

> عیسیٰ سے جا کے کہہ دو اپنے گدھوں کو باندھے
> کھیتی تمام حضرت آدمی کی چر گئے

اور ان کھوئی ہوئی بھیڑوں نے غیر قوموں کے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں داخل ہو کر خونخوار بھیڑیوں کی طرح اُن کے ایمان و اخلاق کے نازک جسموں کو مجروح کیا ہے۔ عالمی چودھراہٹ کے حصول

---

[۱۵] متی ۱۰: ۵۔۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے جنون میں سب سے پہلے ایٹم بم بنا کر اور دنیا بھر کے جدید ترین تباہ کن ہتھیاروں کی ایجاد کر کے اور نہتی کمزور انسانیت پر اتنی بربریت کی کہ صرف لاؤس کے محاذ پر ۲۰ تیس لاکھ ٹن بارودی مادہ گرایا اور ناگاساکی، ہیروشیما نام کے دو جاپانی شہروں پر ایٹم بم گرا کر اور افغانستان پر ڈیزی کٹر بم گرا کر انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا انہی بھیڑیا نما مسیح بھیڑیوں کا امن اور محبت کا شاہکار ہو سکتا ہے اسی کو کہتے ہیں کہ ''بغل میں چھری اور منہ میں رام رام'' اب تک مسیحیت ہی دنیا کی واحد خونخوار ظالم قوم ہے جنہوں نے نہتی اور کمزور انسانیت پر ایٹم بم گرایا اگرچہ کمیونسٹوں نے بھی یہ مہلک اور تباہ کن ایٹم بم تیار کر لیے ہیں لیکن تادم تحریر مسیحی کہلانے والی بھولی بھالی بھیڑوں کے علاوہ کسی نے مخلوق خدا پر ایٹم بم نہیں گرائے۔

جہاد پر اعتراض کا جواب

مولانا عبدالحق حقانیؒ نے ارکان اسلام کی توضیح وتشریح کے ضمن میں جہاد کی فضیلت کے بیان میں فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اپنے بندوں پر ہے کہ اُس نے قیامت تک کے لئے اپنے بندوں پر جہاد فرض فرما کر ''مجاہد'' کو ''غازی'' اور ''شہید'' کے رتبے پر سرفراز فرمایا ہے۔ عیسائیوں نے بالخصوص جہاد پر اعتراضات اُٹھائے ہیں یہ اُن کی جہالت کا بین ثبوت ہے۔ پادری صفدر علی بالخصوص تعصب میں بالکل غرق ہیں اُن کو یہ راز معلوم نہیں اس لئے نیاز نامہ کے صفحہ ۳۹ میں غل مچاتے ہیں کہ اسلام نے جھوٹ بولنے کی اجازت دی حالانکہ جھوٹ پر پادریوں کے مذہب کی بناء ہے جیسا کہ پولوس مقدس فرماتے ہیں کہ [۴۶] اس لئے ان کو ہر جگہ جھوٹ ہی نظر آتا ہے۔ ان سب امور کے انتظام اور قیام کے لئے ایک حکم جہاد کا دیا یعنی جس طرح ہر گورنمنٹ اپنے احکام وقوانین کو اپنی سطوت اور زور سے نافذ کرتی ہے خواہ چور مانے یا نہ مانے مگر سلطنت ضرور اس کو زبردستی سے قید کرتی ہے علیٰ ہذا القیاس اور کیونکر نہ کرے اگر گورنمنٹ ایسا نہ کرے تو اس کا ظلم ہے پس اس عقیدہ کو سوائے جاہل اور کم اندیش کے کوئی شخص گورنمنٹ کا ظلم نہیں کہہ سکتا۔ اس طرح خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ سب سے پچھلے رسول ﷺ کو بھیجے اور علاوہ صدہا معجزات وآیات بینات اور پُر اثر وعظ کے اُس کو دنیا میں اپنا نائب بنائے اور اپنے احکام حیات بخش کی کہ جن سے خاص بندوں ہی کا نفع اور بھلائی ہے اس رسول کی معرفت بزور تعمیل کرائے اور سر اس کا یہ ہے کہ اس نبی آخرالزماں کا وجود تمام عالم پر خدا تعالیٰ کی رحمت ہے پس مقتضاء رحمت یہ ہوا کہ اخیر زمانہ میں کہ جب قوت بہیمیہ اور شیطان کا غلبہ زیادہ ہو ماں باپ مہربان یا طبیب شفیق جس طرح اپنے بچہ کو زبردستی دوا پلاتے اور گھرک کر مضر چیزوں

---

[۴۶] رومیوں۳:۷تا۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے روکتے ہیں اسی طرح اُن احکام پر ان کو چلائے ایسا نہ ہو کہ گناہ میں پڑ کر ہلاک ہوں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ جس قدر لوگ گستاخی کرتے ہیں، شرک کرتے ہیں، پتھروں کو پوجتے ہیں ان چیزوں کو مٹا کر دنیا کو پاک و صاف کر دے، مظلوم کی اعانت کرے ظالم کے شر کو دفع کرے، اعلاناً فحش سے مانع آئے، چوری اور حرامکاری اور رہزنی کو روکے اور دنیا میں عدالت قائم کرے سو اس بات کو خدا تعالیٰ نے جس کا زبور، زبور میں وعدہ کیا تھا پورا کر دیا کہ جزیرہ عرب میں ایک شخص یتیم و بے کس کو کہ جس کے پاس نہ فوج نہ ملک نہ مال و زر تھا پیدا کیا اور روم و ایران وغیرہ (حاشیہ ۳) اس وقت کی بڑی سلطنتوں کو اُس کے پیروؤں کے ہاتھ میں دے دیا اور اس نے اور پھر اُس کے جانشینوں نے اس حکم کی نہایت عمدہ طور پر تعمیل کی۔ اور اس کا نام جہاد ہے سو اس کا بھی قرآن میں چند سورتوں میں ذکر ہے اور مختلف الفاظ سے اس کو طلب کیا ہے۔ ﴿جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ﴾ [۲۷] فرمایا، کہیں ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ﴾ [۲۸] کہا وغیرھا من الآیات، مگر باوجود اس کے اسلام کے قبول کرنے پر کسی مجبور نہیں کیا اور ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ [۲۹] فرمادیا ﴿فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾ [۳۰] سنا دیا اور یہ جہاد بھی حضرت موسیٰ اور انبیاء بنی اسرائیل میں جاری تھا۔ چنانچہ کتاب یشوع وغیرہ میں بھی حضرت موسیٰ اور یشوع وغیرہ انبیاءؑ کا جہاد مذکور ہے اور بزور احکام پر چلنے کی بھی توراۃ میں صراحت ہے چنانچہ سفر خروج [۳۱] (خروج ۲۲ باب ۱۸:۲۰) میں یہ حکم ہے۔ تو جادوگرنی کو جینے مت دے جو کوئی چارپائے سے مباشرت کرے مار ڈالا جائے۔ جو کوئی فقط خداوند کے سوائے کسی معبود کے لئے قربانی کرے وہ عذاب سے مار ڈالا جائے۔ خروج [۳۲] (۲۱ باب خروج: ۱۷) میں ہے اور وہ جو اپنے باپ یا ماں پر لعنت کرے البتہ مار ڈالا جائے۔ پھر سفر احبار [۳۳] (۲۰ باب ۲۱: ۱۹) میں زانی کے قتل کا حکم ہے اور لونڈے باز اور چارپائے سے جماع کرنے والے کو قتل کا حکم دیا ہے۔ اب بعض ناانصاف پادریوں نے جو شریعت موسوی کے دشمن ہیں آنحضرت ﷺ کے جہاد پر طعن کیا ہے اُن کو لازم ہے کہ پہلے توراۃ اور حضرت موسیٰ پر طعن کریں ورنہ وہ کیا بات نئی ہے جو حضرت ﷺ نے خلاف عقل و نقل جاری فرمائی۔

---

۲۷ التوبہ: ۷۳ — ۲۸ البقرہ: ۲۱۶
۲۹ البقرہ: ۲۵۶ — ۳۰ الغاشیہ ۲۲-۲۱
۳۱ خروج ۲۲:۲۰:۱۸ — ۳۲ خروج ۲۱:۱۷
۳۳ احبار ۲۰:۲۱:۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاشیہ۱: نیاز نامہ کے صفحہ ۵۳ میں پادری صفدر علی کہتے ہیں کہ موسیٰؑ اور یوشعؑ کے قتال کو اپنے جہاد پر قیاس نہ کریں کیونکہ کتاب مقدس میں کسی جگہ موسیٰ و یوشعؑ کو یہ نہ فرمایا کہ تم کفار سے دعوتِ ایمان کرو اور اگر نہ مانیں تو قتل کرو۔ یہ عذر بدتر از گناہ ہے اگر موسیٰ اور یوشعؑ کا کنعانیوں وغیرہ ہم کو قتل کرنا خدائی حکم سے نہ تھا اور اس کے لئے نہ تھا تو معاذ اللہ خدا تعالےٰ نے کی۔ عدالت اور موسیٰ کی رسالت کیا تھی ایک ظلم تھا جو بلاوجہ بندگانِ خدا کو بے رحمی کے ساتھ قتل کیا۔[۴۴]

مخالفین اسلام کے جہاد پر اعتراضات

﴿وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾[۴۵] فرما کر حکم دے دیا ﴿وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ﴾[۴۶] قرآن مجید میں یہ اوّل آیت ہے کہ جس میں جہاد وقتال کا حکم دیا گیا ہے۔ آنحضرتؐ جب مکہ میں تھے تو کفار قریش نے خود آنحضرتؐ پر اور مسلمانوں پر نہایت ظلم وستم کیے تھے یہاں تک کہ مکہ سے نکال دیا اور بہت لوگ ملک حبش میں چلے گئے اور خود آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور مسلمانوں کو ادائے فرائض اور عبادات الٰہی سے روک دیا تھا ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد وقتال کی اجازت دی۔ مخالفین اسلام محض تعصب وعناد سے جہاد کے بارے میں یہ اعتراض کر کے اسلام پر دھبہ لگایا کرتے ہیں۔

اعتراضات:

(۱) یہ کہ بردباری اور فروتنی اور باہمی محبت اور عفو کا مسئلہ جو اور کتب انبیاء بالخصوص انجیل میں ہے (کہ جو تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے تو اس کی طرف دوسرا گال کر دے اور جو تیرے لئے بُرا چاہے تو اس کی بھلائی چاہو) قرآن واسلام اس سے خالی ہے بلکہ برخلاف ہے۔

(۲) برخلاف تمام انبیاء سابقین کے لوگوں پر بزور شمشیر اسلام میں لانے کی تاکید ہے اور جو اسلام نہ لاوے اس کو بے رحمی سے قتل کرنا اور اس کی جورو اور معصوم بچوں کو لونڈی وغلام بنانا اور اس کے گھر بار کو لوٹنا عام دستور اہل اسلام کا ہے۔

(۳) اس جہاد کے مسئلہ نے مسلمانوں کو ہر ایک قسم کے ظلم وزیادتی کی غیر مذہب والوں کے ساتھ اجازت

[۴۴] تفسیر حقانی مقدمہ ص: ۸۲،۸۱

[۴۵] البقرہ: ۱۹۳

[۴۶] البقرۃ: ۱۹۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیدی یہاں تک کہ جو مسلمان غیر مذہب بادشاہوں کے ملک میں امن پا کر رہتے اور اُنکے سایہ حفاظت میں پرورش پاتے ہیں ان کے ساتھ بدعہدی کرنا اور جس غیر مذہب والے پر قابو پانا اس کو مار ڈالنا اور بادشاہ کے ساتھ بغاوت کرنا بدخواہی کرنا اسلام میں باعث ثواب ہے حالانکہ یہ وہ باتیں ہیں کہ جن کو نہ الہام قبول کرتا ہے نہ عقل تسلیم کرتی ہے بلکہ یہ امور تمدن کے بھی صریح برخلاف ہیں پھر ایسی باتوں کے مروج کو کیونکر نبی کہا جاوے؟ اور اسی لئے اس وقت کے جس قدر روشن دماغ ہیں وہ بھی انتظام مملکت میں شریعت کو دخل نہیں دیتے۔ اور جو اس پرانے وحشیانہ قانون پر چلتے ہیں تو ان کے ملک بھی برباد اور متزلزل پڑے ہیں۔

جواب:

مخالفین بالخصوص یورپ کے ملحد اور ان کے مرید مشنری ان اعتراضات پر بڑے نازاں ہیں

(۱) واضح ہو کہ علم اخلاق کے احکام دو قسم ہیں ایک وہ کہ جن کی پابندی ہر شخص کے لئے ضروری ہے دوسری وہ کہ جن کی پابندی کے مستحق خاص خاص لوگ بوجہ حصول مزید درجات ہیں۔ عام لوگوں سے ان پر عمل ہو نہیں سکتا مثلاً جو کوئی کسی کو قتل کرے یا چوری یا غصب سے کسی کا مال لے لیوے یا اور کسی قسم کی تعدی کرے اس کا معاف کر دینا خاص لوگوں کا کام ہے لیکن کوئی شریعت اور کوئی نبی اس حکم کو عام نہیں کر سکتا کیونکہ اگر ایسا ہو تو دنیا میں ظلم و ستم کا دروازہ کھل جاوے۔ کبھی ایسی باتوں پر عمل کیا ہے! ہرگز نہیں بلکہ یہ مکارم اخلاق خاص لوگوں کا خاص وقت میں دستور العمل ہو سکتا ہے قانون عام نہیں ہو سکتا۔

ہندو اپنے مذہب کو بڑا ہی رحیم کہتے ہیں آدمی تو کیا کسی جاندار کا قتل کرنا بھی روا نہیں رکھتے پھر کوئی دہرماتما ہندو یہ بتلا سکتا ہے کہ اس قانون کا فائدہ اور اثر سوا اس کے صرف زبانی جمع خرچ ہو اور بھی کچھ کسی زمانہ میں ہوا ہے؟ جن زمانوں کو یہ ست جگ اور دوا پر کہہ کے ان کے متبرک ہونے پر بڑی خوشی ظاہر کرتے ہیں کیا انہیں ان کے انہیں بزرگوں کے ہاتھوں سے کہ جن کے یہ مقولے ہیں سینکڑوں آدمیوں کی جانیں تلف نہیں ہوئیں؟ مہابھارت سے کوئی ہندو ناآشنا نہیں۔ اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ ایسی عفو اور رحم دلی اور بردباری کی باتیں جس مذہب میں ہیں وہ خاص لوگوں کے لئے ہیں نہ یہ کہ عموماً قوم کے لئے قرآن مجید میں بھی یہ مکارم اخلاق بہت کچھ مذکور ہیں سورۂ حم سجدہ میں فرماتا ہے:

﴿ وَ لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝﴾ [۴۷]

بھلائی اور برائی دونوں برابر نہیں تو برائی کے جواب میں بھلائی کر پھر جو تیرا دشمن بھی ہے وہ بھی نہایت دوست ہو جاوے گا۔ یہ خصلت صابرین اور بڑے نصیب والوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اب دیکھئے اس میں بلا لحاظ مومن و کافر ہم قوم و غیر قوم و بلا قید یگانہ و بیگانہ کس قدر رحمدلی و بردباری اور عفو کی تعلیم ہے کہ جو دوسرے گال پھر دینے کے اندر نہیں کیونکہ اس میں تو دشمن کے ساتھ بجائے صبر کے نیک سلوک کی بھی تعلیم ہے ایک جگہ فرماتے ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ [۴۸]

"خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ تم عدل و انصاف کرو۔"

اور اسی پر بس نہ کرو بلکہ بلا قید مومن کافر یگانہ و بیگانہ سب کے ساتھ نیک سلوک کرو پھر نیک سلوک میں کوئی قید نہیں بلکہ عام رکھا ہے ایک جگہ فرمایا:

﴿وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ﴾ [۴۹]

اس آیت میں بلا قید مومن و کافر اپنے بیگانوں سب کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم ہے۔ ایک جگہ فرماتا ہے:

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ [۵۰]

اور اسی طرح بیشمار آیات ہیں اور احادیث صحیحہ اس بارہ میں بکثرت ہیں علاوہ اس کے جناب پیغمبر خدا ﷺ کی رحمدلی اور فروتنی اور بردباری اور جاہلوں کے ساتھ قدرت پا کر نیک سلوک کرنا ضرب المثل ہو گیا ہے ایسے صدہا واقعات فن سیرت میں موجود ہیں کہ جن سے ثابت ہے کہ اسلامی رحمدلی اور خود پیغمبر علیہ السلام کی نرم دلی بردباری تواضع عفو کا کچھ انتہا نہ تھا۔ آپ کے جانشینوں کے اخلاق و عادات بھی باوجودیکہ وہ بڑی بڑی سرسبز اور عالیشان سلطنتوں کے مالک ہو گئے تھے۔ نہایت رحیمانہ عفو و حلم کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے مسلمانوں کے لیے نظیر فتوحات کا جو ان کو قرن اوّل میں نصیب ہوئیں یہ بھی ایک بڑا سبب تھا الحاصل جس نے قرآن و احادیث کو پڑھا ہے وہ مکارم اخلاق سے جو اعلیٰ سے اعلیٰ پیمانہ پر ہو قرآن اور اسلام کو خالی رہنے کا الزام نہیں لگا سکتا مگر اس کے ساتھ قوانین معدلت اور سرکشوں اور گمراہوں اور گمراہ کنندوں کے سرنگوں کرنے کا مسئلہ بھی ضرور قرآن میں ہے جس کا سلسلہ انبیاء ہمیشہ سے خوشخبری دیتا آیا ہے

[۴۷] حم السجدہ ۳۵-۳۴
[۴۸] النحل: ۹۰
[۴۹] البقرۃ: ۱۷۷
[۵۰] الشوریٰ: ۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جس کی بلحاظ ادا کرنے فرض شخصی مذہب کو از حد ضرورت ہے۔

(۲) اسلام میں کہیں بزور شمشیر مسلمان کرنے کا حکم بھی نہیں چہ جائیکہ تاکید بلکہ اس کے برعکس حکم ہے تاکید نہیں بلکہ علانیہ ﴿لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی﴾ یعنی دین میں کسی پر کچھ زبردستی نہیں گمراہی اور ہدایت میں فرق ظاہر ہو گیا۔ اسلام کسی کو مجبور نہیں کرتا کہ زبردستی مسلمان ہو جاوے زنا، شراب خوری، قمار بازی وغیرہ رسوم کو کیوں بزور مٹایا اور کیوں بت پرستی کو جرم قرار دیا تو یہ محض بیہودہ اعتراض ہے کیا اس وقت کے روشن دماغ جرائم کو بزور نہیں مٹاتے؟ اور بعد جنگ کے مخالفوں کے مال و اسباب ضبط نہیں کرتے اور ان کو قید میں نہیں ڈالتے اس طرح اسلام آسمانی باغیوں کے ساتھ کرتا ہے اور ان کو قید غلامی کی سزا دیتا ہے اگر اس پر اعتراض ہے تو پھر دیندار عیسائی انبیاء بنی اسرائیل پر بھی اعتراض کریں کہ جنھوں نے زن و بچہ بلکہ جانوروں تک بھی مخالفوں کا زندہ نہ چھوڑا!! تورات اور کتاب یوشع وغیرہ کو ملاحظہ فرمایئے۔

(۳) اسلام نے غیر مذہب والوں کے ساتھ ظلم و زیادتی قتل و بدعہدی کی ہرگز اجازت نہیں دی۔ جس بادشاہ کے امن میں آرام پائیں اور نہ فرائض مذہبی کو بہ آزادی ادا کریں اس کے ساتھ بدعہدی اور بدخواہی کی رخصت دی ہے بلکہ عہد پورہ کرنے کی نہایت تاکید ہے ﴿وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ﴾ ابھی آیت سابقہ میں آ چکا ہے اور متعدد مواضع میں آیا ہے اور احادیث میں بکثرت وارد ہے۔ ہرقل شاہ روم اور دیگر مخالفین اسلام شاہوں کے ملک میں جب صحابہ تجارت یا کسی کام کو گئے انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا اور جو یہ اعتراض کرتا ہے وہ اسلام اور قرآن پر بہتان باندھتا ہے۔ یا ناواقف ہے۔

اسلام صرف ان چند صورتوں میں جہاد کی اجازت دیتا ہے اور حسب ضرورت تاکید بھی فرماتا ہے اول یہ کہ مخالفین اسلام مسلمانوں کے ملک اور معابد پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے حملہ آور ہوں اور مسلمانوں پر چڑھائی کریں جیسا کہ احزاب کا واقعہ۔ دوسرے یہ کہ کسی جگہ مسلمان اور کافر قدیم سے ملے جلے رہتے ہیں۔ اور پھر کفار ان کو ادائے مراسم مذہبیہ سے منع کریں اور جلا وطنی پر مجبور کریں اور محض اسلام کیوجہ سے ظلم و تعدی کرنا شروع کریں جیسا کہ کفار قریش نے مکہ میں مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا اس صورت میں اگر وہاں کے لوگوں کو مقابلہ کی طاقت نہیں تو اسلام کو تخلی نہ کریں اور مراسم اسلامیہ سے باز رہنا اختیار نہ کریں بلکہ وطن چھوڑ کر کسی دارالسلام میں چلے جاویں اور اس کو ہجرت کہتے ہیں۔ یہ ایسی حالت میں فرض ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور خود نبی ﷺ نے کیا اور ضرورت میں باہر جا کر جمعیت بہم پہنچا کر ضرور مخالفین کو مغلوب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں، جس طرح کہ آنحضرتؐ نے مدینہ سے آ کر مکہ فتح کیا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ مسلمان اپنی قوت وشوکت اور سامان حرب وقتال بہم پہنچا کر اپنی آس پاس کے بادشاہوں اور قریب و بعید کے ملکوں کو دین حق کی منادی کریں اور بت پرستی اور دیگر رسوم قبیحہ ترک کرنے اور امور فطرت کے اختیار کرنے کا حکم دیویں (کس لئے کہ دنیا میں خدا تعالیٰ نے راستی اور آسمانی سلطنت قائم کرنے کے لئے جناب نبی ﷺ کو بھیجا ہے جیسا کہ کتب مقدسہ سے بھی ثابت ہے اور آپ کے بعد الی یوم القیامۃ آپ کے جانشین اس کام پر مامور ہیں اگر وہ لوگ امر حق اختیار کرلیں اور فساد سے باز آویں تو ان سے کچھ نہ کہیں ورنہ ان کو ماتحتی اسلام پر مجبور کریں اور اگر یہ بھی نہ مانیں تو اخیر درجہ جس طرح آجکل مہذب حکومتیں دفع فساد کے لئے فوج کشی کرتی ہیں شاہ اسلام لشکر کشی کرے جیسا کہ شام وایران وغیرہ بلاد پر صحابہ نے لشکر کشی کی مگر لڑ کے عورتوں بڈھوں کو نہ مارے کھیتیاں نہ اجاڑے۔ پس ان صورتوں میں جب کہ طرفین سے جنگ قائم ہوئی ہے تو سوائے ﴿وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ اور ﴿وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ﴾ کے اور کیا ہوتا ہے؟ جس قدر کفار پر سختی اور قتل میں سعی کرنے اور ثابت قدم رہنے کی تاکید ہے سو وہ خاص ان صورتوں میں ہے اور انجیل کے لئے قرآن میں جا بجا تاکید ہے اور انجیل میں مارے جانے سے شہادت ملتی ہے۔

اور جو نا انصاف یہود و نصاریٰ اب بھی اعتراض سے باز نہ آئیں اور لعنانہ طور سے کہیں قرآن نے ریلجس لبرٹی اور کانشنس کا ستیاناس کر دیا اور مذہبی آزادی کو باقی نہ رکھا اور آسمانی حقوق کے لئے کیوں تلوار اٹھائی اور کیوں کافروں پر قہر و غضب ظاہر کیا تو اس سے پیشتر وہ بائبل اور اپنے دینی پیشواؤں پر بھی اعتراض جما دیں کہ جنہوں نے مذہبی جنگ قائم کی اور جنہوں نے کفار سے عہد باندھنے کی بھی سخت ممانعت کر دی۔ چنانچہ توراۃ سفر خروج کے ۲۲ باب ۱۸ ورس میں ہے تو جادوگرنی کو جینے مت دے جو کوئی چارپائے سے مباشرت کرے مارا جائے جو کوئی خدا کے سوا اور معبود کے لئے قربانی کرے مارا جاوے عذاب دے کر۔ پھر ۱۷ باب میں قوم عمالیق سے جنگ کی اور نسل درنسل ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ پھر ۲۳ باب میں خدا کا کفار سے دشمنی رکھنا اور تمام کفار کی ہلاکت کا وعدہ کرنا۔ اور ان سے معاہدہ کرنے کی سخت ممانعت مذکور ہے۔ پھر ۳۲ باب میں بسبب گوسالہ پرستی کے بھائی کو بھائی اور دوست کو دوست کے ہاتھ سے قتل کرنے کا حکم اور نیز ہزاروں کا قتل ہونا مندرج ہے۔ پھر کتاب استثناء کے باب ۲ میں جسبون کے بادشاہ اموری سے جنگ کرنے کا حکم ہے۔ پھر ۳ باب میں عوج کو اس کی تمام قوم سمیت قتل کرنا مذکور ہے جس میں ان کی عورتیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معصوم بچے بھی بحکم خدا قتل کیے گئے۔ اسی طرح سینکڑوں مقامات میں۔ پھر کتاب یشوع کو دیکھئے کہ اس میں کافروں کے ساتھ کیا بے رحمانہ برتاؤ لکھا ہے اور زن و مرد جانداروں تک کو نبی نے تہ تیغ بے دریغ کیا ہے اب عیسائیوں کے بزرگوں کی طرف آئیے قسطنطین اعظم نے عیسوی چوتھی صدی میں مذہبی قتل عام کیا پھر ایران چرچ نے مقلدین اتناسیس کو کس بے رحمی سے افریقہ میں قتل کیا اور رومی چرچ نے جرمن و برطانیہ و فرانس میں اور اٹلی کے شمال میں الپس کے پہاڑوں میں دریائے خون خاص مذہب کے لئے بہائے۔ آسٹریا میں تیس برس تک مذہبی جنگ رہی۔ ملک فرانس میں چارلس نہم عیسائی نے تین لاکھ پراٹسٹنٹ کو بے رحمی سے قتل کیا بلکہ کوئن میری اور لوئیس چہاردہم نے کیسا قتل عام مذہب کے لئے کیا اور ہنری ششم شاہ انگلستان نے کاتھولیک لوگوں کو قتل کر کے پراٹسٹنٹ مذہب پھیلایا پھر انگلستان میں ایک سو تیس برس تک پراٹسٹنٹوں نے اپنا مذہب جاری کرنے کے لئے کیسے کیسے ظلم و ستم کئے۔ پھری جان کالون نے شاہ سرونٹس کو ترغیب دی کہ جو ہمارے مذہب کو نہ مانے قتل کیا جاوے۔ پھر اسپین میں مسلمانوں پر پادریوں نے کیا کچھ جور و ستم نہ کئے۔ ہندوؤں میں ویدیوں اور بدھ مذہب والوں میں سالہا سال تک کیسے کیسے قتل عام ہوئے؟ پس اگر مذہبی آزادی خدائی حکم ہے تو یہ ان رحم دل لوگوں نے کیوں کیا؟ اور اب روشن دماغ حکومتیں دنیاوی حقوق کے لئے اور محض انسانی آزادی مٹانے اور بنی نوع کو غلامی کی قید میں لانے کے لئے کیسی کیسی خونریزی کیا کرتی ہیں اور کیسے کیسے مکر و فریب اور بدعہدی و بے رحمی کا استعمال کرتی ہیں جو انسانی سیرت کے لئے بڑا بدنما دھبہ ہے۔①

① حقانی ج۳ ص ۳۰-۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل چہارم

سید الانبیاء سند الاصفیاء محمد مصطفی علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام کی نبوت کا ثبوت

دلیل اوّل:

مقتضائے عقل ہے کہ جو شخص کل جہان سے مخالف ہو کر منجانب اللہ (یہ قید اس لئے ہے کہ مطلق مخالفت تین شقوں میں منحصر نہیں بسا اوقات انسان اپنی سمجھ میں ایک بات کو صحیح جان کر سب سے مخالف ہو جاتا ہے حالانکہ وہ غلطی پر ہوتا ہے نہ وہ سچا نہ دنیا ساز نہ مجنون بلکہ سمجھ کا پھیرا سے مخالفت پر آمادہ کرتا ہے مگر یہ احتمال اسی صورت میں ہوسکتا ہے جو فہم کے متعلق ہو نبوت کا مسئلہ فہم سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ امر قریب رو یت کے ہے اس میں تین شقوق کے علاوہ چوتھی شق ممکن ہی نہیں۔ جو شخص مامور اور نبی ہونے کا مدعی ہوتا ہے اس کی حالت تین باتوں میں منحصر ہوتی ہے یعنی یا تو وہ سچا ہی ہوتا ہے یا دُنیا ساز یا مجنون۔ پس اسی قاعدہ سے ہم آپ کی نبوت کی جانچ کرتے ہیں چونکہ آپ نہ دُنیا ساز تھے نہ مجنون اس لئے شق اوّل ثابت ہوگی ورنہ چوتھی صورت نکالنی ہوگی جو ممکن نہیں۔

اس اجمال کی تفصیل ہم دو فصلوں میں کریں گے فصل اوّل میں آپ کے انتظام ملکی کا ذکر ہوگا جس سے احتمال جنون آپ کی ذات ستودہ صفات سے رفع ہوگا فصل دوم آپ ﷺ کے زہد اور توکل علی اللہ کے متعلق ہوگی جس سے الزام دنیاداری آپ کے اعدا سے دُور ہو جائے گا۔

آپ کے انتظام ملکی سے ثبوت نبوت:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کے کمالات خداداد پر نظر کرنے سے ہر فصل کی ابتدا میں میں اس شعر کے لکھنے پر مجبور ہوں۔ یہ احتمال جنون، جس کے رفع کرنے کو یہ فصل تجویز ہے ایسا احتمال ہے کہ اس کا قائل کوئی دشمن بھی آپ کی نسبت نہیں مگر چونکہ ہماری دلیل کسی کے مسلمات پر مبنی نہیں اس لئے اس احتمال کا دُور کرنا بھی مناسب ہے۔

پس سنو! اس میں شک نہیں کہ آپ ﷺ جب پیدا ہوئے تھے تو عرب کا ملک ایک سخت جہالت میں پھنسا ہوا تھا۔ شراب خوری، جوا بازی، غارت گری، لڑکیوں کا زندہ گاڑنا وغیرہ وغیرہ بداخلاقیوں کا تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

عام رواج تھا ان عیوب سے پاک کرنے والا ان کو کون تھا؟ وہی ستودہ صفات فداہ روحی ﷺ ہمیشہ ہر سال بلکہ کبھی متعدد دفعہ بھی مخالفوں سے کس نے جہاد کیے؟ (مسئلہ جہاد کی بحث تو اپنے موقعہ پر آوے گی) یہاں صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ آپ ﷺ میں کوئی دماغی فتور نہ تھا بلکہ آپ بڑے جنرل پولیٹکن (منتظم ملک) تھے اور اپنی حُسن تدبیر سے کون ان پر غالب آتا رہا؟ وہی صاحب کمالات ﷺ فداہ ابی وامی۔ تمام عرب کو جاہل سے عالم بلکہ استاد عالم کس نے بنایا؟ رعایا سے حاکم بلکہ درندوں سے انسان کس کی صحبت سے ہوئے؟ اسی فداہ روحی کے ادنیٰ اثر خدمت سے قرآن کریم میں بھی ایک جگہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ آپؐ جیسے کہ زاہد اور دنیا و مافیہا سے بے رغبت تھے ویسے ہی عقل خداداد سے بھی اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے جہاں فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَآ أَعِظُكُم بِوَٰحِدَةٍ ۖ أَن تَقُومُوا۟ لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَٰدَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا۟ ۚ مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ۝ قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ ۝﴾[1]

کہ میں تمہیں ایک بات ایسی بتلاتا ہوں جس سے تمہارے ہمارے سب جھگڑے ہی طے ہو جائیں وہ یہ کہ تم سب مل کر یا علیحدہ علیحدہ ہو کر سوچو اور غور کرو کہ میں جو تمہاری ہر بات ملکی اور تمدنی اور خانگی میں مخالف ہو رہا ہوں) مجھ میں کسی طرح کا جنون تو نہیں۔ بلکہ میں تو تمہیں بڑے "ریفارمروں" کی طرح ایک مصیبت قومی اور شخصی کے آنے سے پہلے ہی ڈراتا ہوں اور اس کی مزدوری بھی تم سے نہیں مانگتا بلکہ اللہ ہی پر چھوڑتا ہوں۔ سب چیزیں اسی کے پاس حاضر ہیں۔"

چونکہ اس امر کو ہر ایک واقف تاریخ سابقہ خوب جانتا ہے بلکہ کسی اعلیٰ ادنیٰ پر بھی یہ امر مخفی نہیں کہ آپ ﷺ بڑے مقنن، مصلح اقوام، دُور اندیش، ریفارمر تھے۔

آپؐ کے زُہد سے ثبوت نبوت:

حُسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پہلے آپ ﷺ کی آمدہ کتاب قرآن کریم سے معلوم کرنا ضروری ہے کہ اس کتاب نے دنیا کی محبت کی نسبت کی تعلیم دی ہے ایک جگہ مختصر الفاظ میں بیان ہے کہ ﴿مَتَاعٌ قَلِيلٌ﴾[2] "دنیا کا اسباب بہت تھوڑا ہے"

---

[1] سباء ۴۶ تا ۴۷ [2] آل عمران : ۱۹۷

www.KitaboSunnat.com
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر ایک جگہ فرمایا: ﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَّالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى﴾ [1] کہ دنیا کا گزارہ تو بہت ہی تھوڑا اور آخرت کا بدلہ جو پرہیزگاروں کے لئے ہے سب سے بہتر ہے"۔

ایک جگہ فرمایا: ﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ﴾ [2] "دنیا تو صرف کھیل کود ہے"۔

ایک جگہ دُنیا پر خوش ہو کر اللہ کو بھول جانے والوں کے حق میں بطور ناراضی فرمایا کہ کیا

﴿وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ﴾ [3]

"آخرت کے عوض میں دنیا پر ہی راضی ہو بیٹھے ہیں۔ حالانکہ دنیا کا گزارہ آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی قلیل ہے"۔

ایک جگہ فرمایا:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ○﴾ [4]

"لوگوں کو کھیتی باڑی، گھوڑا گاڑی، بیوی بچے بھلے معلوم ہوتے ہوں حالانکہ یہ سب اسباب دنیاوی زندگی کے ہیں تو ان کو کہہ دے کہ میں تم کو ایک بھلی بات بتلاؤں جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں ان کے لئے اللہ کے ہاں باغ ہیں اور بڑی خوشی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔"

ایک جگہ فرمایا

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا﴾ [5]

کہ "دنیا کا مال اور بال بچے یہ سب دنیا کی ہی زینت ہیں اور ہمیشہ کو باقی رہنے والی نیکیاں ہی اللہ کے ہاں نیک عوض رکھتی ہیں"۔

ایک جگہ فرمایا:

﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَفِي

[1] النساء: ۷۷
[2] العنکبوت: ۶۴
[3] الرعد: ۲۶
[4] آل عمران: ۱۴، ۱۵
[5] الکہف: ۴۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۝﴾ [۵]

کہ ''دنیا کی چیزوں کا حاصل کھیل کود، ایک دوسرے پر فخر اور تعلّی کرنا اور ظاہری آراستگی ہے اور پھر اسکو بارش سے تشبیہ دے کر فرمایا کہ ''اس دنیا میں آگے چل کر یا تو بھلے کاموں پر انعام ہے یا بدکرداری پر سزا''۔

دنیاداروں کی خدمت میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى﴾ [۶]

''کہ تم دنیا کو سب پر ترجیح دیتے ہو حالانکہ دنیا فانی ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے اور بہت اچھی ہے۔''

علیٰ ہذاالقیاس اس مضمون کی اگر ساری آیتیں جمع کی جائیں تو ایک کامل کتاب بن جائے لیکن ہم اسی قدر پر قناعت کر کے آپؐ کے خصائل حمیدہ ''مشتے نمونہ خروار'' صحیح صحیح روایتوں سے بیان کرتے ہیں تاکہ معترض ''چوں بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند'' کا الزام نہ لگائیں۔

۱۔ ((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ)) [۷]

''آپ کی بیوی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو آپ کے خانگی اُمور سے بخوبی واقف تھیں بیان کرتی ہیں کہ آپؐ اور آپؐ کے گھر والوں نے دو روز پے در پے جو کی روٹی سے بھی سیری نہیں کی۔''

۲۔ ((عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَشَيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَ اِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رُهِنَ لَهٗ دِرْعٌ مَعَ يَهُوْدِيٍّ بِعِشْرِيْنَ صَاعًا)) [۸]

''آپ ﷺ کے خادم خاص انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کی سخت بھوک معلوم کر کے جو کی روٹی کے ٹکڑے اور سڑی چربی جو اس وقت گھر میں میسر ہوئی تھی لے آپ ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کے پہننے کی زرع جو بوجہ قلت گزارہ چند سیر جو کے عوض میں ایک یہودی کے پاس گروی تھی۔''

۳۔ ((عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَ اَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَ احْشُرْنِيْ

---

۵ الحدید: ۲۰ ۶ سورة الاعلیٰ: ۱۶

۷ شمائل ترمذی باب ماجاء فی صفۃ خبز رسول اللہ ﷺ حدیث نمبر ۲

۸ جامع ترمذی ابواب البیوع عن رسول اللہ ﷺ باب نمبر ۷ جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۴۶ طبع میر محمد آرام باغ کراچی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فِی زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) [١٢]

"سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ ہمیشہ دُعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے زندگی میں بھی مسکین رکھ اور مرتے ہوئے بھی مسکین ہی مار اور قیامت کے دن بھی مسکینوں میں اٹھائیو۔"

آپ ﷺ کے خلیفہ ثانی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو خالی چٹائی پر لیٹے ہوئے دیکھا جس سے آپؐ کے بدن مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے یہ تکلیف حضور مقدس ﷺ کی دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ آپؐ دعا کریں کہ مسلمانوں پر اللہ فراخی کرے۔ کسریٰ اور قیصر جو مشرک ہیں ان پر کیسی فراخی ہے آپ ﷺ نے بڑے طیش میں آ کر فرمایا کیا تو بھی (باوجود) دانا ہونے کے یہ بات کہتا ہے کیا تو اس سے خوش نہیں؟ کہ ان (کافروں) کے لئے دنیا میں جو چند روزہ ہے، عیش و عشرت ہو اور ہم کو آخرت میں (جو ہمیشہ رہنے والی ہے) عیش و آرام ملے۔

۵۔ ((يَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّيْ الْمِسْكِيْنَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ يَا عَائِشَةُ اَحِبِّيْ الْمَسَاكِيْنَ وَ قَرِّبِيْهِمْ فَإِنَّ اللّٰهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) [١٣]

"اپنی بیوی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسکین کو اپنے دروازہ سے خالی نہ پھیرا کر اگرچہ ایک ہی کھجور دے دے۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا مسکینوں سے محبت کیا کر اللہ تجھے مقرب بنا دے گا۔"

۶۔ ((قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ فَقَالَ انْظُرْ مَا تَقُوْلُ وَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ إِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِيْ فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا)) [١٤]

علاوہ اپنے زہد اور خاکساری کے اپنے اتباع کو بھی یہی تعلیم فرماتے ایک شخص نے عرض کیا حضرت میں آپؐ سے محبت رکھتا ہوں آپؐ نے فرمایا سنبھل کر بول۔ اس نے مکرر عرض کیا حضرت میں واقعی سچ کہتا ہوں مجھے آپؐ سے بہت محبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا اب سے تو فقر و فاقہ کے اٹھانے کو تیار رہ۔

۷۔ ((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ)) [١٥]

حصول سلطنت کے زمانہ کا حال آپ ﷺ کی بیوی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ نے تین روز تک بھی پے در پے پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔

۸۔ ((عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخَذَ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ

١٢ جامع ترمذی ابواب الزھد عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی معیشۃ النبی ﷺ و اھلہ جلد ۲ صفحہ ۵۸
١٣ ایضاً
١٤ جامع ترمذی ابواب الزھد عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی فضل الفقر جلد ۲ صفحہ ۵۸
١٥ ایضاً باب ماجاء فی معیشۃ النبی ﷺ و اھلہ صفحہ ۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ كَخْ كَخْ أَمَا تَعْرِفُ إِنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ))[۱۶]

سب سے بڑھ کر آپؐ کے زہد اور دنیا و مافیہا سے بے رغبتی کا ثبوت یہ ہے کہ آپؐ نے ایک بڑی آمدنی کہ جس کے برابر اسلام میں کوئی آمدن نہیں نہ صرف اپنے ہی لئے حرام کی بلکہ ہمیشہ کے لئے اپنی اولاد کو بھی اس سے روک دیا۔ وہ کیا ہے مدِّ زکوٰۃ آپ ﷺ کے نواسہ امام حسینؓ نے سہ سالہ عمر میں ایک دفعہ صدقہ کی کھجور اٹھا کر منہ میں ڈالی آپؐ نے اسی وقت منہ سے نکلوا دی اور فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ ہم زکوٰۃ نہیں کھایا کرتے؟

۹۔ ((عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ أَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ يَعْنِي الْحُوَّارَى فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ حَتَّى قُبِضَ فَقِيلَ لَهُ هَلْ كَانَتْ لَكُمْ مَنَاخِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَتْ لَنَا مَنَاخِلُ قِيلَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ بِالشَّعِيرِ قَالَ كُنَّا نَنْفُخُهُ فَيَطِيرُ مِنْهُ مَا طَارَ ثُمَّ نُثَرِّيهِ فَنَعْجِنُهُ))[۱۷]

سہل بن سعدؓ سے کسی نے پوچھا کہ آنحضرت نے میدہ کی روٹی بھی کھائی تھی؟ اس نے کہا کہاں میدہ تو آپ نے آنکھ سے بھی نہیں دیکھا۔ پھر اس نے کہا تمہارے زمانہ میں چھلنیاں بھی ہوتی تھیں؟ اس نے کہا کوئی نہیں سائل نے لوٹ کر سوال کیا کہ تمہارے زمانہ میں تو آٹا اکثر جو کا استعمال ہوتا تھا۔ پھر ایسے آٹے کو چھلنیوں کے بغیر تم کیونکر کھایا کرتے تھے اس نے جواب دیا کہ پھونک مار لیتے تھے جس قدر اڑنا ہوتا اڑ جاتا باقی کو گوندھ لیتے۔

۱۰۔ ((سُئِلَتْ حَفْصَةُ مَا كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِكِ قَالَتْ مِسْحًا نَثْنِيهِ ثِنْيَتَيْنِ فَيَنَامُ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ قُلْتُ لَوْ ثَنَيْتَهُ أَرْبَعَ ثِنْيَاتٍ كَانَ أَوْطَأَ لَهُ فَثَنَيْنَاهُ بِأَرْبَعِ ثِنْيَاتٍ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ مَا فَرَشْتُمُونِي اللَّيْلَةَ قَالَتْ قُلْنَا هُوَ فِرَاشُكَ إِلَّا إِنَّا ثَنَيْنَاهُ بِأَرْبَعِ ثِنْيَاتٍ قُلْنَا هُوَ أَوْطَأُ لَكَ قَالَ رُدُّوهُ لِحَالَتِهِ الْأُولَى فَإِنَّهُ مَنَعَتْنِي وَطَاءَتُهُ صَلَاتِي اللَّيْلَةَ))[۱۸]

"آپ ﷺ کی بیوی حضرت حفصہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے آپ ﷺ کے لئے ایک بستر ٹاٹ کا جو دوہرا کر کے بچھایا کرتے تھے چارتہ کر کے بچھا دیا۔ اس روز صبح ہوتے ہی آپؐ نے فرمایا کہ آج رات تم نے میرے نیچے کیا بچھایا تھا؟ ہم نے عرض کیا! حضرت آپ ﷺ ہی کا بستر تھا مگر ہم نے اُسے نرم کرنے کو بجائے دو تہہ کے چارتہ بچھا دیا۔ یہ سُن کر

[۱۶] صحیح بخاری کتاب الجهاد والسیر باب ۱۸۸ جلد ۲ صفحہ ۹۶ طبع مکتبہ اسلامیہ استنبول، ترکی
[۱۷] جامع ترمذی ابواب الزهد باب ماجاء فی معیشة النبی ﷺ و اهله صفحہ ۵۹
[۱۸] شمائل ترمذی باب ماجاء فی فراش رسول اللهﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپؐ نے فرمایا کہ اسی طرح حسبِ معمول دو تہہ بچھایا کرو۔ اس نے تو مجھے بوجہ آرام کے نمازِ تہجد سے رات غافل کر دیا۔ اللہ اکبر حق ہے۔"

تواضع ز گردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

بھلا اگر اور چیزوں کی نسبت شبہ ہو تو ہو کہ ملتی نہ ہوں گی اس لئے بحکم "عصمت بی بی است از بے چادری" اپنے آپ کو زاہد بناتے تھے۔ اس ٹاٹ کی نسبت تو کوئی شبہ نہیں یہ تو آپ ﷺ ہی کی ملک تھا اور آپ ﷺ ہی کے قبضہ میں دوہرہ بچھاتے خواہ چوہرہ پھر باوجود اس کے کہ اپنے اس آرام کو بھی بایں لحاظ کہ یہ آرام قلیل بھی مجھے نمازِ تہجد سے مانع ہے۔ ترک فرمایا۔

اس سے بڑھ کر زہد اور بے رغبتی کیا ہو گی کہ فوت ہوتے وقت آپ ﷺ کی زرع (باوجود حصول سلطنت) چند سیر جو کے عوض میں گرو تھی۔

۱۱۔ ((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُوْمِهِ فَوَافَقَتْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَآهُمْ وَقَالَ أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُوْمِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ وَأَنَّهُ جَاءَ بِشَيْءٍ قَالُوْا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَبْشِرُوْا وَأَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ))[1]

ایک دفعہ آپ کا تحصیلدار ابو عبیدہؓ بحرین کے شہر سے کچھ مال لایا لوگ اسکی آمد کا حال سُن کر آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے کہ ہمیں بھی کچھ اس میں سے ملے۔ آپؐ نے اُن کا غیر معمولی اجتماع دیکھ کر فرمایا تم نے سنا ہو گا کہ ابو عبیدہؓ آیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا ہاں حضرت آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ہرگز اس بات کا اندیشہ نہیں کہ فقر و فاقہ سے تم تنگ رہو گے بلکہ اندیشہ اس امر کا ہے کہ دنیا تم پر فراخ ہو گی پھر تم بھی پہلوں کی طرح اس میں مشغول ہو کر راہ سے بھول جاؤ گے۔ سبحان اللہ کتنی زہد کی تعلیم ہے۔

۱۲۔ ((عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا

[1] بخاری کتاب الرقاق باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا والتنافس فیھا جلد ۳ صفحہ ۱۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النَّبِیُّ الْعَصْرَ فَاَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَیْتَ فَلَمْ یَلْبَثْ اَنْ خَرَجَ فَقُلْتُ اَوْ قِیْلَ لَهٗ فَقَالَ کُنْتُ خَلَّفْتُ فِی الْبَیْتِ تِبْرًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَکَرِهْتُ اَنْ اُبَیِّتَهٗ فَقَسَمْتُهٗ)) [1]

پھر اُس جگہ تمام مال تقسیم کر کے اُٹھے اور ایک حبہ بھی ساتھ نہ لیا ایک دفعہ عصر کی نماز پڑھ کر خلاف عادت بہت جلد مکان کو تشریف لے گئے صحابہ کو اس خلاف عادت امر پر تعجب ہوا اتنے میں آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ فرمایا مجھے نماز میں یاد آیا تھا کہ میرے گھر میں ایک چاندی کا ٹکڑا پڑا ہے۔ مناسب نہیں کہ نبی کے گھر میں کچھ مال بھی بلا تقسیم پڑا رہے۔ اس لئے میں اسے جا کر للہ تقسیم کر آیا ہوں۔

۱۳۔ ((عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهٗ خَادِمًا فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَیْرٌ لَّكِ مِنْهُ تُسَبِّحِیْنَ اللّٰهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَتَحْمَدِیْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَتُکَبِّرِیْنَ اللّٰهَ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِیْنَ)) [2]

ایک دفعہ آپ ﷺ کی لخت جگر فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنی تکالیف شاقہ کا (جوان کو گھر کی محنت مشقت سے پہنچتی تھیں) آپ جناب ؐ کے حضور میں اظہار کر کے درخواست کی کہ مجھے ایک خادم مل جائے تو میرے گھر کے کاموں میں باعث راحت ہو۔ آپ نے بجائے خادم مرحمت کرنے کے بحکم ((کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ)) رات کو ان کے مکان پر جا کر لخت جگر کو سمجھایا کہ تم سوتے وقت تینتیس دفعہ سبحان اللہ، تینتیس دفعہ الحمد للہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو اس کے عوض جو اللہ کے ہاں سے تم کو ثواب ملے گا وہ کئی درجے غلام کی آسائش سے جو صرف دنیا میں چند روزہ ہے بہتر ہے اس نصیحت پدرانہ کو صاحبزادی نے بھی بسروچشم قبول کیا کیوں نہ ہو۔ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ۔

اس سے بڑھ کر بھی کوئی زاہد ہوگا کہ اپنی اولاد کی ایسی تکلیف شدید دیکھ کر بھی باوجود حصول سلطنت کے بجائے امداد مناسب کے ایسے کام بتلائے جو ہر طرح سے ان کو آخرت ہی میں کار آمد ہوں جن کا اثر بجز آخرت کے دنیا میں کسی طرح کا نہ ہو سکے۔ سچ ہے۔ "کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِهٖ" ان سب واقعات سے چشم پوشی کر کے آپؐ پر اتہام دنیا سازی لگانا اگر انصاف کا خون نہیں تو کیا ہے؟ سچ ہے۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است
گلست سعدی و در چشم دشمنان خار است

[1] صحیح بخاری باب فی احب تعجیل الصدقۃ من یومھا جلد ۱ صفحہ ۱۸۹
[2] صحیح بخاری کتاب النفقات باب ۶ خادم المراۃ جلد ۲ صفحہ ۱۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس ان دو فصلوں سے دونوں احتمال (جنون اور دنیا سازی) جناب ﷺ کی ذات ستودہ صفات سے بکلی مرتفع ہو گئے۔ اب احتمال ثلاثہ میں سے آپ ﷺ کی نبوت کے متعلق دو کے ابطال کے بعد ایک ہی رہا وہ یہ کہ آپ صادق مصدوق سچے رسول تھے ورنہ چوتھا احتمال قاعدہ عقلی میں زائد کرنا ہوگا جو ممکن ہی نہیں۔

فثبت المدعی۔

آپ کی تعلیم سے ثبوت نبوت:

دلیل دوم: توحید: آپ کی تعلیم کا مسئلہ بالکل صاف اور سیدھا ہے بشرطیکہ کچھ انصاف بھی ہو مثلاً توحید باری کو (جو اصل الاصول ہے) دیکھئے قرآن کریم نے کیسا صاف اور صریح لفظوں میں ایسے لوگوں کے سامنے جو اس توحید کے سخت منکر تھے بیان کیا نہ صرف بیان ہی کیا بلکہ مدلل کر کے منوا بھی لیا۔

ہماری ہمسایہ قوم آریہ اور برہمو تو اس کے تقاضائے عقل ہی سمجھتے ہوں گے مگر ملک کے واقعات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے رائے لگانا انصاف ہے کیا یہ سچ نہیں۔

پانی میں ہے آگ کا لگانا دشوار
دشوار تو ہے مگر نہ اتنا جتنا
بہتے دریا کو پھیر لانا دشوار
بگڑی ہوئی قوم کا بنانا دشوار

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۝ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ [۲۲]

"فرمایا تو کہہ دے خدا اکیلا ہے سب سے بے نیاز نہ کوئی اس کا بچہ ہے اور نہ کسی کا وہ اور نہ اس کا کوئی اس کا مثل اور برابر ہے۔"

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ [۲۳]

(ترجمہ) فرمایا: "خدا کے سوا کوئی معبود نہیں جو پوشیدہ اور حاضر کو برابر جانتا ہے وہی بڑا بخشنے والا نہایت مہربان سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔ جو سب جہان کا بادشاہ سب عیوب سے پاک اصل سلامتی کا مالک سب کا امن دینے والا، سب کا نگہبان، سب پر غالب، سب نقصانوں کو پورا کرنے

[۲۲] سورۃ اخلاص [۲۳] الحشر: ۲۲-۲۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا سب سے بڑا پاک ہے مشرکوں کی بیہودہ گوئی سے وہی پیدا کرنے والا ہے ہر جاندار کی تصویر بنانے والا اسی کی صفات حمیدہ ہیں زمین کی سب چیزیں اسی کی تعریف کر رہی ہیں سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔"

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ ﴾ [۲۳]

ایک جگہ فرمایا وہی خدا مالک ہے جس نے سات آسمان اور زمین بھی انہی کی طرح بنائے ان زمینوں میں (روئیدگی وغیرہ کے متعلق) اُسی کے احکام نافذ ہیں۔

﴿ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۝ ﴾ [۲۴]

(ترجمہ) فرمایا "سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں جو ہمیشہ زندہ اور قائم ہے نہ اس کو اونگھ آوے نہ نیند جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی کا ہے۔ وہ ایسی ہیبت کا بادشاہ ہے کہ بغیر اس کے اذن کے کوئی بھی اس کے آگے کسی کی سفارش نہیں کر سکتا۔ وہ سب لوگوں کے آگے اور پیچھے کے حالات جانتا ہے اور لوگ اس کی معلومات سے کچھ بھی دریافت نہیں کر سکتے۔ ہاں جس قدر وہ خود چاہے زمین و آسمان کو اس کے علم نے گھیر رکھا ہے اور وہ ان کی نگہبانی سے تھکتا نہیں اور وہ بہت بڑا اور بلند ہے، کیا اس سے بھی کچھ زیادہ تفصیل ہو سکتی ہے؟"

﴿ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ﴾ [۲۵]

(ترجمہ) فرمایا "تو ان کو کہہ دے کہ میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں ہاں میری طرف یہ پیغام الٰہی پہنچتا ہے کہ تمہارا (ہمارا) سب کا معبود ایک ہی ہے۔ پس اسی کی طرف سیدھے ہو کر چلو اور اپنے گناہوں پر بخشش مانگو اور افسوس ہے مشرکوں کے حال پر جو اپنے آپ کو شرک سے پاک نہیں کرتے اور قیامت کے منکر ہیں۔"

﴿ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا ﴾ [۲۶]

(ترجمہ) فرمایا: "تو (اے محمد ﷺ) ان کو کہہ دے اگر خدا کے ساتھ شریک اور ساجھی ہوتے جیسے کہ مشرک کہتے ہیں تو حسب عادت شرکا فوراً خدا کی طرف چڑھائی کرتے۔"

---

[۲۳] الطلاق:۱۲
[۲۴] البقرۃ:۲۵۵
[۲۵] حم السجدۃ:۶-۱
[۲۶] بنی اسرائیل:۴۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾[1]

ایک جگہ دلیل عقلی سے شرک کی نہ صرف نفی کی بلکہ اس کے محال ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ جہاں مذکور ہے کہ ان نادانوں نے بجائے توحید کے اور خدا مقرر کر لیے کیا وہ ان کو جمع کریں گے (بچ جاؤ) کہ دنیا میں دوسرا خدا نہیں۔ اگر سوائے خدا واحد کے اور خدا بھی ہوتے تو آسمان زمین بسبب ان کے تنازعات کے بالکل بگڑ جاتے یا بگڑنے کو ہوتے، وہ ذات پاک تو ایسی ستودہ صفات ہے کہ جو چاہے وہ کر سکتا ہے کوئی اسے پوچھنے والا نہیں اور مخلوق تو سب کے سب اسی کے غلام ہیں۔ سب کو ان کے کئے سے سوال کرے گا۔ کیا ایسے دانا ہو کر بھی خدا کے سوا اور معبود بناتے ہیں۔ تو کہہ دے کہ لاؤ اس کی کوئی دلیل عقلی یا نقلی کہ جہان میں دوسرا خدا بھی ہے یا ہو سکتا ہے۔"

ایک جگہ نہایت ہی مختصر مگر شستہ الفاظ میں شرک کی بے ثباتی اور مذمت بیان فرماتے ہیں:

﴿أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ﴾[2]

فرمایا کہ تم اے مشرکو! گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہیں (اگر وہ اس امر پر گواہی دیں بھی تو) تو کہہ دیجئے کہ میں تو ایسے صریح البطلان امر پر شاہد نہیں ہوتا تو یہ بھی کہہ دیجئے کہ چونکہ خدا ایک ہے اس لئے میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

﴿وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾[3]

(ترجمہ) فرمایا: "جب کفار ہماری کھلی کھلی آیتیں (توحید کے متعلق) سنتے ہیں تو بول اٹھتے ہیں۔ کہ کوئی اور قرآن اس کے سوا لایا اس میں سے آیات توحید کو بدل ڈال جس کی جواب میں ارشاد ہے کہ تو کہہ دے کہ میرے تو اختیار میں نہیں کہ اپنی طرف سے اسے بدل ڈالوں میں تو سوائے پیغام الٰہی کے کچھ کر سکتا ہی نہیں (نہ میں خدا کو کسی) امر کا مشورہ دے سکتا ہوں) بلکہ اس کی نافرمانی پر مجھے بھی عذاب کا ڈر ہے۔"

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ

---

[1] الانبیاء: ۲۲　　[2] الانعام: ۱۹
[3] یونس: ۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِلَیْلٍ تَسْکُنُوْنَ فِیْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ o وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْکُنُوْا فِیْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴾ [1]

ایک جگہ عظمت الٰہی ذہن نشین کرنے کو ارشاد ہے کہ تو ان سے کہہ دے اگر خدا تم پر ہمیشہ کو رات ہی رکھے تو بتلاؤ کون ہے جو دن کو تمہارے لئے پیدا کرے اور اگر دن بے حد دراز کر دے تو کون ہے کہ تمہارے آرام کے لئے رات بنا دے۔

﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ ﴾ [2]

(ترجمہ) فرمایا بتلاؤ اگر خدا تمہارا پانی خشک کر دے تو کون ہے کہ تمہارے لئے پانی پیدا کر سکے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ﴾ [3]

ایک جگہ تو صاف فیصلہ ہی کر دیا کہ خداوند تعالیٰ شرک کو ہرگز نہ بخشے گا۔ اسی قسم کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں جس نے ایک دفعہ بھی قرآن کریم کو خواہ بنظر سرسری دیکھا ہوگا وہ بھی جان گیا ہوگا کہ قرآن شریف کو شرک سے کس درجہ نفرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرکوں کو اس سے رنج ہوتا تھا۔

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ﴾ [4]

دیکھو تو جب انہوں نے اس چشمہ نور ﷺ منبع جود مظہر کرمؐ سچے رسولؐ (فداہ روحی) میں باوجود تلاش بسیار کوئی عیب نہ دیکھا تو بجز اس کے کچھ الزام نہ لگا سکے کہ یہ کیسا شخص ہے کہ جو سب خداؤں کو چھوڑ کا ایک ہی خدا کے پیچھے ہو لیا ہے۔ یہ تو ایک عجیب ہی بات بتلاتا ہے۔ اور جاتے ہوئے ایک جماعت اپنے ساتھیوں کو نصیحت کر گئی کہ اپنے اپنے معبودوں کو مت چھوڑو۔ یہ توحید تو یوں ہی بناوٹ ہے پہلے تو ہم نے کبھی نہیں سنا کہ خدا ایک ہے (ہمیشہ یہی سنتے آئے کہ فلاں شخص فلاں دیبی بھی کچھ خدائی میں حصہ رکھتے ہیں) اب تو یہ ایک نئی سناتا ہے کہ سب جہاں کا مالک ایک ہی ہے۔

((اِنَّ مَنْ صَنَعَ صُوْرَةً یُعَذَّبُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُقَوْلُ لَهُمْ اَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ)) [5]

حدیث صحیح میں ارشاد ہے کہ جو لوگ تصویریں بناتے ہیں انصاف کے روز ان کو کہا جائے گا کہ تم بھی ان میں جان ڈالو۔ جب تک وہ ان میں جان نہ ڈالیں گے تب تک عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

یہ الزام مشرکین کا چلا رہا ہے کہ ان کو بغیر اس تعلیم توحید کے جناب کی ذات ستودہ صفات میں کوئی

---

[1] القصص:۷۲-۷۱
[2] ملک:۳۰
[3] النساء:۴۸
[4] ص:۵
[5] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ۶ جلد ۲ صفحہ ۸۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیب نہیں ملا۔ سو اگر یہی ہے تو علی الراس والعین آہ

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں

ان میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہیں خود کام بھی ہیں

آپ کو شرک سے تو اس قدر نفرت تھی کہ شرک کے وہم و گمان پر بھی آپ نے تصویر کا رکھنا منع فرما دیا (کیا دور اندیشی ہے) اس لئے کہ جن قوموں میں اب صورت پرستی کا رواج ہے کیا عجب کہ پہلے ان میں اسی طرح رکھنے کا دستور ہوا ہو۔

علاوہ ان آیات صریحہ کے جو اپنا مفہوم بتلانے میں بالکل واضح ہیں دیگر آیات میں جناب کی نسبت صاف اور صریح لفظوں میں ان احتمالات کا جن سے غیر قومیں اپنے اپنے بزرگوں کی نسبت غلط گمانی میں پڑ گئیں۔ قلع قمع فرمایا۔

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾[۲۶]

(ترجمہ) فرمایا "تو بلند آواز سے کہدے میں اپنے نفع نقصان کا بھی مالک نہیں ہوں۔ اگر میں غیب کی باتیں جانتا تو اپنے بھلی کی بہت سی چیزیں جمع کر لیتا اور کبھی مجھے تکلیف نہ پہنچتی۔"

﴿وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾[۲۷]

(ترجمہ) فرمایا: "ہم نے تیری طرف اور تجھ سے پہلے نبیوں کی طرف پیغام بھیجا ہوا ہے کہ اگر تو بھی شرک کرے گا تو ہم تیرے سب عمل ضائع کر دیں گے اور تو سخت ٹوٹا پاوے گا۔"

﴿اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ﴾[۲۸]

(ترجمہ) فرمایا: "اگر تجھ کو خدا کوئی تکلیف پہنچاوے تو کوئی اس کے سوا نہیں جو اس کو ہٹا سکے اور اگر تجھ کو کچھ بھلائی پہنچانا چاہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا۔"

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾[۲۹]

ایک جگہ نہایت ہی عاجزی سے اقرار عبودیت کی تعلیم ہے کہ: "تو کہدے میری نمازیں اور میری دعائیں اور میرا جینا میرا مرنا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے جو سب جہان کا مربی ہے۔"

[۲۶] الاعراف: ۱۸۸ [۲۷] الزمر: ۶۵
[۲۸] یونس: ۱۰۷ [۲۹] الانعام: ۱۶۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَإِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴾ [۲۶]

ایک دفعہ کفار کی مختلف درخواستوں سے آپ کے دل پر کسی قدر گھبراہٹ ہوئی اور کفار ناہنجار کی گردن کشی سے طبیعت پر طبعی طور سے رنج پیدا ہوا تو ارشاد باری پہنچا کہ تجھ کو ان کے انکار کی تکلیف پہنچتی ہے اور تجھ پر بوجھ پڑتا ہے تو اگر تجھ کو طاقت ہے کہ زمین میں سرنگ نکال کر یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی نشان مطلوب ان کو دکھا سکے تو دکھلا دے خدا اگر چاہتا تو سب کو ایک جگہ ہدایت پر جمع کر دیتا تو ایسی گھبراہٹ کرنے سے نادان مت بن۔

﴿ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ○ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ○ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ○ قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ○ فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ ﴾ [۲۷]

فرمایا: ''تو کہہ دے کہ مجھے یہی حکم ہے کہ اللہ کی خالص عبادت کروں اور سب سے پہلے اس کا تابعدار بنوں (نہ شریک اور ساجھی) تو یہ بھی کہہ دے کہ اللہ کی نافرمانی کرنے پر مجھے بھی عذاب کا ڈر ہے یہ بھی کہہ دے کہ میں تو اللہ ہی کی خالص عبادت کروں گا۔ تم سوائے اس کے جس کی چاہو کرو (پڑے اپنا سر کھاؤ)۔

خلاصہ یہ کہ ان آیتوں اور نیز دیگر آیتوں سے یہ تو بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ بانئ اسلام ﷺ کے دل میں عظمت الٰہی نہایت ایسی جاگیر تھی کہ بمقابلہ تعظیم خداوندی کے اپنی عزت یا بڑائی، ہیچ جانتے تھے۔ ہر طرح سے خدا کی توحید اور تعظیم خداوندی کے اپنی عزت یا بڑائی ہیچ جانتے تھے ہر طرح سے خدا کی توحید اور تعظیم ہی کی تعلیم دیتے رہے یہاں تک کہ بمقابلہ خدا کے اپنا مرتبہ بجز عبودیت کے کوئی دوسرا تجویز نہیں فرمایا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسا شخص جو ہر طرح سے خدا کی عظمت کرتا ہو۔ اور اس کی توحید کا قائل خود بھی ہو بلکہ دوسروں کو بھی باوجود مخالفت شدیدہ کے بھی سکھاتا ہو اور اسی تعظیم الٰہی کے سبب سے ہی اپنے گھر بار سے نکالا جائے مگر وہ اس کی کچھ بھی پرواہ نہ کرے تو ایسا خدا کا بندہ ایسی جرأت کر سکتا ہے کہ خدا پر جھوٹا دعویٰ پیغمبری کرے جس کے معنی دوسرے لفظوں میں صریح یہ ہیں کہ گویا خدا کو وہ علیم و قدیر مالک الملک نہیں جانتا جب ہی تو اتنی دلیری کرتا ہے کہ ایک معمولی

---

[۲۶] الانعام: ۳۵

[۲۷] الزمر: ۱۵،۱۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آدمی ہو کر نہایت خداوندی کا مدعی ہوتا ہے۔ اس سوال کے جواب میں میں نہیں سمجھتا کہ کوئی منصف ہاں کہے بلکہ چہار طرف سے گونج آئے گی کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔"

پس آں حضرت فداہ روحی نے جو باوجود اس قدر تعلیم الٰہی کے دعوئی پیغمبری کیا تو یہ کس بنا پر تھا؟ بیشک الہام اور حقانی اعلام پر منحصر۔

آپ کے عملی طریق سے ثبوت نبوت

دلیل سوم:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کی کتاب قرآن کریم نے تو آپ کی لائف (سوانح) کو جس طرح صاف اور صریح لفظوں میں بیان کیا ہے اس کا ذکر "عیاں راچہ بیاں" مفصل کیفیت کی غرض سے ہم آپ کے واقعات روایات سے بیان کرتے ہیں تاکہ دونوں طریق علمی اور عملی آپ کے مطابق معلوم ہوں اور کسی بداندیش کو "چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنن" کہنے کا موقع نہ رہے۔

((عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جُهِدَتِ الْأَنْفُسُ وَضَاعَتِ الْعِيَالُ وَنُهِكَتِ الْأَمْوَالُ وَهَلَكَتِ الْأَنْعَامُ فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا فَإِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ أَتَدْرِي مَا تَقُولُ وَسَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتَّى عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وُجُوهِ أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ إِنَّهُ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ شَأْنُ اللّٰهِ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَيْحَكَ أَتَدْرِي)) [32]

ایک روایت میں آیا ہے: "کسی نے آپ ﷺ کے سامنے عرض کیا حضرت! ہم آپ کو اللہ کے آگے شفیع بناتے ہیں اور اللہ کو آپ کے آگے۔ چونکہ یہ کلمہ کج نہ تھا اس لئے کہ شفیع تو اسکو لایا کرتے ہیں جو خود نہ کر سکے اور خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے اس لئے آپ کو یہ کلمہ سن کر بہت رنج ہوا اور بڑے طیش میں آ کر آپ نے اس قائل کو ایسے کلمات سے کہ جن سے جناب باری کی شان میں کسی قسم کی بھی ہتک ہو اور اس کی توحید میں فرق آئے سخت منع فرمایا: (کیا یہ جھوٹوں کی شان ہے؟

---

[32] سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب ۱۸، فی الجھمیۃ ج ۴ ص: ۲۳۲، ح ۴۷۲۶، دار الکتاب العربی بیروت لبنان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰہُ وَ شِئْتَ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰہِ عِدْلًا بَلْ مَا شَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ)) [۲۳]

''ایک دفعہ آپ ﷺ کی خدمت شریف میں ایک شخص نے آ کر کہا جو خدا چاہے اور آپ چاہیں گے۔ وہی ہو گا آپ نے بڑے رنجیدہ ہو کر فرمایا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا۔ ایسے کلمات ہرگز نہ کہا کر بلکہ یہ کہا کرو کہ جو خدا اکیلا چاہے گا وہ ہو گا۔''

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِذَا سَافَرَ فَرَکِبَ رَاحِلَتَہٗ کَبَّرَ ثَلَاثًا وَ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ)) [۲۴]

''آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب آپ کسی سواری پر ہوتے تو پہلے یہ دعا کرتے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں اور وہ سب عیبوں سے پاک ہے جس نے ایسے بڑے جانور (گھوڑے، اونٹ، ہاتھی وغیرہ) کو ہمارے تابع کر دیا۔ ورنہ ہم تو ایسے شاہ زور جانور کے قریب بھی نہ جا سکتے تھے۔''

اور جب کبھی کسی بلندی پہاڑ وغیرہ پر چڑھتے تو چونکہ اس سے ایک قسم کا علو ہوتا ہے اور بہ نسبت سابق کے انسان اپنی اونچائی دیکھتا ہے اس لئے ایسے وقت میں آپ بڑی دور اندیشی سے نہایت بلند اور برتر کو دیکھتے اور ''اللہ اکبر'' کہتے یعنی میری بلندی جو اس وقت مجھے حاصل ہوئی ہے ہیچ ہے۔ اصل میں سب سے بڑا خدا ہی ہے اور جب آپ نیچے اترتے تو چونکہ یہ ایک قسم کا نقصان ہے کہ بلندی سے پستی میں آئے اس لئے یہ سب عیوب اپنے ذمہ لیتے اور خدا کی نسبت وہاں بھی سُبْحَانَ اللّٰہ ہی پکارتے۔ یعنی سب عیوب مخلوقات کا خاصہ ہیں خدا ان سب عیبوں سے پاک ہے۔ ہمیشہ خدا کی تعظیم آپ کے دل پر ایسی غالب رہتی کہ کوئی کام ایسا نہ کرتے اور نہ کرنے کی اجازت دیتے جس سے خدا کی عظمت میں فرق آئے۔

((عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ غَدَاۃَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِکَ مِنِّیْ وَ جُوَیْرِیَاتٌ یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ یَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِنَّ یَوْمَ بَدْرٍ حَتّٰی قَالَتْ جَارِیَۃٌ وَ فِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَا تَقُوْلِیْ ھٰکَذَا وَ قُوْلِیْ مَا کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ)) [۲۵]

ایک دفعہ آپ ایک مکان میں بیٹھے تھے کہ وہاں چھوٹی چھوٹی لڑکیاں حسب دستور اپنے باپ دادا کی مدح

[۲۳] مسند احمد، ج:۱، ص: ۲۱۴، ۲۲۴، ۲۸۳، ۳۴۷، طبع دار الفکر

[۲۴] سنن ترمذی، ابواب الدعوات، باب: ۴۶، ما جاء ما یقول اذا رکب دابۃ، ج:۲، ص: ۱۸۲، میر محمد آرام باغ کراچی

[۲۵] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: ۱۲، ج:۵، ص: ۱۵، مکتبۃ اسلامیۃ استنبول ترکی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر رہی تھیں۔ ان میں سے ایک نابالغ لڑکی نے یہ بھی کہہ دیا کہ ہم میں اس وقت وہ نبی ہے جو کل کی بات بھی جانتا ہے۔ چونکہ یہ کلمہ سوائے خدا کے کسی دوسرے کے حق میں کسی طرح سے جائز نہیں اور نیز اس میں سے ایک قسم کی شرک کی بو آتی ہے۔ اس لئے آپ نے اس لڑکی کو فوراً منع کر دیا کہ اسے چھوڑ کر پہلا راگ ہی گائی جا (کیا جھوٹے دنیا ساز اس طرح اپنی ہتک عزت کیا کریں؟ جن کو حصول دنیا ہی مقصود ہو وہ تو جس طرح ہو سکے اپنی مطلب سے مطلب رکھیں ایک خدا کی جگہ دو بنیں یا تین ان کی بلا سے انہیں تو راسخ الاعتقاد مرید ل جانے چاہئیں جو ان کے کمالات کے قائل و معترف ہوں جس سے ان کی چاندی کھری ہو۔

((عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ فَرَدَّدَهَا حَتّٰی اَصْبَحَ : اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ)) [۱]

سب سے بڑھ کر آپ کی منادی تو اس سے ثابت ہوتی ہے کہ آپ اپنی علیحدگی میں بھی خدا تعالیٰ کی ویسی تعظیم کرتے تھے جیسے کہ سب کے سامنے بلکہ اس سے بھی زائد ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے تہجد کی نماز میں ایک دفعہ یہ آیت پڑھی۔ اے خدا! تو اگر ان گنہگار بندوں کو ان کے گناہ کے سبب سے عذاب کرے تو بے شک کر سکتا ہے ممکن نہیں کہ کوئی تجھے مانع ہو اس لئے کہ وہ سب تیرے بندے ہیں اور اگر تو اپنی بخشش عامہ سے ان پر رحم کرنا چاہے تو یہ بھی کر سکتا ہے۔ کیونکہ تو سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے سارا وقت تہجد کا جو قریباً ڈیڑھ پہر رات کے تھا اسی آیت کے پڑھتے ہوئے گزار دیا۔ اس قدر تعظیم خداوندی نے دل پر اثر کیا کہا کسی قسم کا نہ تو تکان معلوم ہوا نہ ضعف حالانکہ سب سے علیحدگی کا وقت تھا۔

((حَدَّثَنَا زِیَادٌ اَنَّهٗ سَمِعَ الْمُغِیْرَةَ یَقُوْلُ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِیْلَ لَهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا)) [۲]

حدیث میں آیا ہے کہ تہجد کی نماز دراز پڑھنے سے آپ کے پاؤں پھول گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضرت! آپ اتنی تکلیف کیوں گوارا فرماتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ گناہوں سے پاک آپؐ نے کیا ہی عمدہ جواب دیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تعظیم الٰہی آپؐ کے دل میں گھر کر گئی ہوئی تھی فرمایا کہ میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اس پر مغرور ہو جاؤں کہ خدا نے مجھے بے گناہ بنایا ہے۔

کیا یہ سچ ہے کہ نماز تہجد کا وقت ایسا وقت ہے کہ جس میں اُٹھ کر خدا کی عبادت کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ مخالف موافق سب اس کی تکلیف سے آگاہ ہیں۔ علاوہ تکلیف کے لوگوں سے ہر قسم کی علیحدگی بھی ہوتی ہے

[۱] مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۱۵۶، دار الفکر

[۲] صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الفتح باب ۲ جلد ۶ صفحہ ۴۴، مکتبہ اسلامیہ استنبول ترکی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر ایسے وقت میں خدا کی یاد کرنا کیا ان لوگوں سے ہو سکتا ہے جو اس کو اپنے حال سے بھی ناواقف جانیں، یا ان لوگوں کا کام ہے جو خدا کو ہر طرح سے متصرف علیم حکیم جزا و سزا کا مالک جانتے ہوں بے شک اس کا جواب شق ثانی میں صحیح ہوگا۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ یہی شخص جو خدا کی ہر طرح تعظیم کرے۔ خلوت جلوت میں اسی کی عبادت میں معروف رہے اور اپنے آپ کو اسکے آگے ذلیل کرنا ہی باعث عزت سمجھے وہی ایسی جرأت کرے کہ ایک معمولی آدمی ہوکر دعویٰ نیابت الٰہی (پیغمبری) کا کرے ہرگز نہیں ﴿فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَلْبَابِ الْاَبْصَارِ﴾ (*)

شیخ سعدی مرحوم نے سچ کہا ہے:

قدیمان خود را بافزائے قدر
کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر

یہ تینوں دلیلیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے بالکل عقلی ہیں اگر ان میں کچھ نقل کو دخل ہے تو صرف واقعات بتلانے کے لئے ہے نہ کہ اصل مدعا کے لئے یہی وجہ ہے کہ ان دلائل کے مخاطب ہر فرقہ کے لوگ ہو سکتے ہیں اور ہیں۔ ان دلائل کے بیان میں جس قدر ہم نے مخالفوں کے اعتراضات اور منہ زوریوں سے سکوت کیا ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ ہم ان سے غافل اور بے خبر ہیں بلکہ اس وجہ سے کیا ہے کہ ان کا جواب تفسیر میں حسب موقع آوے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نیز اس امر کے لئے ہم چند رسالے شائع کر چکے ہیں جن میں ایسے سوالات کے جوابات مفصل دیئے گئے ہیں۔ اب ہم ایک دلیل ایسی بیان کرتے ہیں جس کے مخاطب خاص کر اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہوں گے۔ نہ کہ آریہ اور برہمو وغیرہ۔

بائبل سے ثبوت نبوت

دلیل چہارم، خطابی دلیل بائبل سے:

تورات کی پانچویں کتاب استثناء کے ۱۸ باب میں لکھا ہے:

"اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ (نبیؐ) میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا اس سے حساب لوں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے"۔ ؎

(*) سورۃ الحشر:۲ ؎ فقرہ:۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ عبارت حسب تعلیم بائبل واضح طور پر ہمیں ایک قانون الٰہی سے آگاہ کرتی ہے اور بتلاتی ہے کہ جھوٹا نبی جو مطلق کذب پر ہو یا اس کی اصلیت کچھ اور ہو۔ مگر کسی وقت وہ شرک کی تعلیم دے تو وہ قتل کیا جائے گا۔

اب سوال یہ ہے، کیا وجہ ہے کہ عبارت مذکورہ سے پیغمبر اسلام مستثنٰی رہے حالانکہ بقول اہل کتاب پیغمبر اسلام کاذب تھے۔ (معاذ اللّٰہ) پھر میں پوچھتا ہوں کیا وجہ ہے کہ توریت کی عبارت مذکورہ کے موافق آپ کے گلے پر تلوار نہ پھری؟ حالانکہ آپ لوگوں کی ہمشیرہ نے جناب والا کو دعوت کرکے کھانے میں زہر ملایا تھا آپ نے اس کا کھانا چھوڑ دیا اور فرمایا مجھے اس گوشت نے بتلایا ہے کہ اس میں زہر ہے۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا انھوں نے کہا ہم نے اس غرض سے کیا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ سے چھوٹ جائیں گے اور اگر سچے ہوں گے تو آپ بچ رہیں گے۔ (اس لفظ (ہمشیرہ) میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو خیبر میں ایک یہودیہ عورت نے زہر ملایا تھا) اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جھوٹا رسول زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ جان سے مارا جاتا ہے۔)

جناب والا کو دعوت میں زہر بھی دیا مگر وہاں بھی ﴿ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ [۴۹] بالکل سچا معلوم ہوا اور ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ [۵۰] نے پورا جلوہ دکھایا۔ کیا توریت کلام الٰہی نہیں؟ کیا اس میں برکت اور صداقت نہیں؟ آخر ہوا تو کیا جو اس کے مطابق حضور اقدس نہ مارے گئے۔ باوجودیکہ آپ کئی ایک لڑائیوں میں گئے۔ ان لڑائیوں میں آپ کو تکالیف شدیدہ بھی پہنچیں۔ مگر اس پیشگوئی کی تصدیق نہ ہونے پائے۔ پس اگر یہ کلام توریت کا سچ ہے تو آپ کی نبوت بھی بلا کلام حق ہے ورنہ عیسائیوں کو کم سے کم اتنا تو ضرور ہے کہ جب تک اس عبارت کی کوئی توجیہ ان کی سمجھ میں نہ آئے۔ سرور عالم سید الانبیاء سند الاصفیا محمد مصطفےٰ فداہ ابی و امی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو تسلیم کریں۔ ورنہ ان کی تکذیب سے توریت کی بھی تکذیب ہوگی۔ [۵۱]

---

۴۹ الصف: ۸

۵۰ المائدہ: ۶۷

۵۱ تفسیر ثنائی ص: ۲۰۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیرت رسول پر عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب

مولانا حقانی لکھتے ہیں: آنحضرتؐ کے ظاہر ہونے کے بارے میں تمام انبیاء بشارت دیتے چلے آئے ہیں اگرچہ یہود و نصاریٰ نے ضد کے مارے بہت سی بشارتیں نکال ڈالیں اور بہت کو تاویلات اور ترجموں کے ذریعے بدل دیا مگر پھر بھی جس طرح ٹوٹے پھوٹے مکان کے نشانات باقی رہ جاتے ہیں اسی قدر باقی اتنی بشارات اور کسی کے لئے ثابت نہیں ہیں توراۃ اور دیگر صحف انبیاء مثل کتاب دانیال وغیرہ زبور و انجیل و مکاشفات یوحنا میں کہیں بطور اجمال اور کہیں نام پاک محمدؐ یا احمدؐ کی تصریح ہے (کہ جس کا ترجمہ فارقلیط پھر اس کو بدل کر وکیل و معین اور پھر اس کو چھوڑ کر روح بنایا) بلکہ ہنود کی وید اور پارسیوں کی دساتیر میں بھی حضرت کے دین پاک کے ظہور کا ذکر ہے چنانچہ اس بارے میں بعض علماء نے نہایت تفصیل سے کتابیں لکھی ہیں اور کیوں نہ ہوتا آپؐ تمام انبیاء علیہم السلام کے سرتاج ہیں۔ ہم عیسائیوں کی طرح اور یہود کی مانند اس قدر مبالغہ نہیں کرتے کہ خدا پاک محمد ﷺ کی صورت میں ظاہر ہوا تھا کیونکہ کفر ہے مگر اس میں شک نہیں کہ آپؐ باعث ایجاد عالم ہیں (یہ مفسر کا اپنا خیال ہے) پس آپؐ کے انوار و برکات پشت در پشت ظاہر ہوتے چلے آتے تھے۔

كَمَا قَالَ تَعَالىٰ ﴿وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ۝﴾ [۵۲]

جس روز آپؐ پیدا ہوئے آتش کدۂ فارس کی آگ بجھ گئی، کسریٰ کے محل کے کنگورے گر پڑے عرب میں بت اٹھا تھا دفعۃً دور ہو گیا۔ حضرت آمنہ والدۂ ماجدہؓ کی خدمت میں روحانی لوگ آئے اور پھر بچپن سے لے کر چالیس برس کی عمر تک جس قدر خوارق عادات و معجزات لوگوں نے دیکھے اُن کا شمار نہیں۔ کفار قریش آپؐ کی عزت اور عظمت حد سے زیادہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی نیک چلنی اور بزرگی اور مکارم اخلاق کا جس قدر عرب میں شہرہ تھا۔ اُس کے لئے وہ قصائد جو اس وقت کے لوگوں نے لکھے تھے نمونہ ہیں اُن میں سے اس وقت مجھ کو ابوطالب کا ایک شعر یاد آیا وہ یہ ہے

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

یعنی آپؐ ایسے متبرک اور گوری شکل کے ہیں کہ خدا تو آپؐ چہرۂ انوار کی برکت سے بارش نازل کرتا ہے جب کہ اس کے ذریعہ سے بارش کی لوگ دعاء کرتے ہیں اور آپ ﷺ یتیم بے کسوں کی پناہ اور بیوہ اور مصیبت زدہ عورتوں کے چارہ ساز ہیں۔ اس عمر میں گو آپؐ پر وحی نازل نہ ہوئی تھی مگر خلق خدا کی

---

[۵۲] شعراء:۲۱۹

www.KitaboSunnat.com

بہبودی اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں شب و روز مصروف رہتے تھے۔ اصول فطرت میں سب انبیاء علیہم السلام ایک ہیں، ہاں بعض احکام شریعت جو ہر زمانے اور ہر قوم کی مصلحت کے موافق دیئے جاتے اُن میں اختلاف ہوتا تھا۔ پس جو طریقہ آدمؑ کا تھا وہی نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ و عیسیٰؑ کا تھا۔ پس جس طریقے پر یہ لوگ قبل نبوت عمل کرتے تھے اُسی فطرت الٰہی پر آپ کا بھی عمل درآمد تھا۔ حضرت ابراہیمؑ چونکہ آپؐ کے اور حضرت موسیٰ وعیسیٰؑ سب کے جد امجد بھی ہیں اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ آپؐ ملت ابراہیمیہ کے پابند بلکہ متمم اور مکمل تھے۔[۵۲]

مخالفین اسلام کے سیرت رسولؐ پر اعتراضات

پادری عمادالدین نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین کے باب ہفتم فصل اول میں[۵۳] جو آنحضرت ﷺ کا حال خلاف واقعہ بیان کیا ہے اُس کے رد کرنے کے لئے چند عیسائی محققین کے قول کافی ہیں اب میں پیشتر عمادالدین کی عبارت کو نقل کر کے لکھتا ہوں تا کہ اُن کی ایمانداری اور انصاف کا حال معلوم ہو جاوے۔ قولہ عرب میں ایک شہر مکہ ہے کہ جس میں ایک مندر یعنی بت خانہ تھا جس کا نام کعبہ ہے وہاں ہر سال میلہ لگا کرتا تھا۔ محمد صاحب کے باپ دادا وہاں کے پجاری تھے جب محمدؐ صاحب پیدا ہوئے اور جوان ہو گئے تو روزگار اور کمائی کی فکر میں کئی جگہ کا سفر اختیار کیا (بالکل جھوٹ) آخر کار خدیجہؓ کے نوکر ہو کر شام میں گماشتے کے طور تجارت کے لئے گئے چونکہ محمدؐ صاحب نے کئی جگہ کے عیسائیوں کی گفتگو سنی تھی اور بت پرستی کے عیوب اُن پر ظاہر ہو گئے تھے کیونکہ ذرا غور کرنے سے بت پرستی کے عیوب ظاہر ہو سکتے ہیں (افسوس) اس وقت کے عیسائی تو بقول آپ کے بت پرست ہی تھے مگر اب کے عیسائیوں پر بھی بت پرستی کے عیوب بڑے غور سے ظاہر نہ ہوئے بندے کو خدا بنا کے پوجنا اس سے زیادہ کیا بت پرستی ہو گی) پس محمدؐ صاحب نے کار تجارت اختیار کیا اور یہودیوں اور رومن کیتھولک عیسائیوں سے اور پارسیوں سے اور شہریوں اور بریوں اور بحریوں سے ملاقات کی اور اُن کے ساتھ معاملہ کیا اس لئے طبیعت کی وہ تاریکی جو بت پرستی کا سبب ہے دور ہو گئی اس لئے محمدؐ صاحب دین حق کے متلاشی ہوئے چنانچہ سورۂ والضحیٰ میں لکھا ہے:

﴿ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴾[۵۴]

"اے محمد (ﷺ) تو گمراہ تھا پس تجھے ہدایت دی۔"

---

۵۲ مقدمہ ص: ۵۳

۵۳ ہدایت المسلمین ۲۶۱،۲۵۱

۵۴ والضحیٰ: ۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(یہ بالکل جھوٹ اوّل تو آپ نے یہودیوں اور مصریوں اور پارسیوں سے ملاقات نہیں کی البتہ بقول یہود حضرت عیسیٰؑ تو مصر میں شعبدہ بازی سیکھنے گئے تھے۔العیاذ باللہ

دوم: بقول آپ کے یہ لوگ تو خود شرک میں گرفتار تھے چنانچہ تواریخ بھی اس کی شاہد عدل ہیں پھر اُن کی صحبت سے کیونکر بت پرستی سے نفرت ہوئی؟

سوم: بمقتضائے نورِ فطرت آپ کو ابتداء سے نفرت تھی اگر ان لوگوں کی صحبت سے ہوتی تو اُن کی صحبت سے پیشتر ضرور بت پرستی کرتے حالانکہ اس کا کوئی مخالف بھی قائل نہیں پھر اس پر اس آیت کو اس معنی پر محمول کرنا گمراہی نہیں تو اور کیا ہے؟) پس دھنِ حق کی تلاش میں آپ نے سب سے ملاقاتیں کیں مگر کسی کو پسند نہ کیا کیونکہ یہودی تو لائق قبولیت کے کسی طرح بھی نہیں ہیں عیسائی بھی وہاں کے رومن کیتھولک تھے وہ طرح طرح کی بت پرستیاں کرتے ہیں (سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد) علاوہ اس کے عیسائیوں اور یہودیوں میں سخت اختلاف تھا جس کی وجہ سے ان کو اور بھی نفرت ہوئی ان سب سے بیزار ہو کر ایک قسم کی فقیری صوفیاء کے طور پر انہوں نے کی چنانچہ غارِ حرا میں بیٹھنے لگے یہ کچھ تعجب کی بات نہیں کہ محمدؐ صاحب نے ایسا کیا (درحقیقت تعجب کی بات نہیں کیونکہ اہل اللہ اور انبیاء کو ہمیشہ جذبہ الٰہی خلوت کی طرف کھینچتا ہے مگر جب تمہارے نزدیک نبی اور موید من اللہ نہ تھے تو جس طرح اور صدہا لوگ بت پرستی کرتے کرتے مر گئے اسی طرح آپ بھی ہوتے پس ایسے تاریک زمانے میں کہ تمام عالم اُس وقت بت پرستی یا گناہ میں گرفتار تھا اس طرح انوارِ الٰہی سے منور ہوتا اگر داعیہ نبوت سے نہ تھا تو بڑے تعجب کی بات ہے) اب محمدؐ صاحب جو غارِ حرا میں سادھو عابد بن کر بیٹھے وہاں بیٹھے بیٹھے خیالات مصنوعہ بھی ضرور ہے کہ اُن کے دل میں گزرتے ہوں جیسے اکثر گوشہ نشین خصوصاً جاہل بیکار عابدوں کو گزرا کرتے ہیں چنانچہ بعض منہ چلے غوثیت اور قطبیت اور ولایت کے دعوے کر اٹھتے ہیں اسی طرح انہوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا (یہ ایسی بیہودہ گوئی اور جہالت ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جناب میں یہود جہالت اور تعصب اور بدگمانی کرتے ہیں کہ وہ چونکہ ویسے پیدا ہوئے تھے طبیعت میں شوخی تھی مصر جا کر کچھ شعبدے سیکھ آئے منہ چلی باتیں کرنے لگے خدا کا بیٹا بن بیٹھے شریعت انبیاء کی اور خود انبیاء کی اہانت کرنے لگے آخر کو اپنے کیے کی سزا کو پہنچے (والعیاذ باللہ) اور اس خیال سے کہ یہودی کہ جو کسی مسیح کے منتظر تھے میرے مرید ہو جاویں گے اس لئے یروشلم کی طرف عرب کے برخلاف نماز پڑھنا شروع کیا (اے متعصب مکہ میں یہود کہاں تھے اگر آپ کو مرید کرنے کا شوق ہوتا تو مقتضٰی وقت تو یہی تھا کہ عرب کو اوّل مرید کرتے اور اُن کے برخلاف نہ کرتے پس جب عرب کی پرواہ نہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور طرح طرح کی اذیتیں ان کے ہاتھ سے اٹھائیں تو یہ قطعی دلیل آپ کے برحق ہونے کی ہے مگر آپ کی آنکھوں پر کولہو کے بیل کی طرح تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے) چونکہ کوئی بھی نبوت کی نشانی ان میں نہ تھی نہ معجزہ کر سکتے تھے اور نہ پیشین گوئی کر سکتے تھے۔ اور نہ اچھی تعلیم کر سکتے تھے۔ (یہود بھی بعینہ یہی تقریر حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت کرتے ہیں بلکہ مسیح ہونے کا دعویٰ کرنا بالخصوص انہیں پر زیادہ صادق آتا ہے) کیونکہ جاہل آدمی تھے اور چال چلن اُن کا خراب تھا عورتوں کا نہایت شوق تھا مال کی طمع پر لوٹ مار کر کے لوگوں کو دُکھ دیتے تھے اور بہت سے کام بے رحمی کے اُن سے سرزد ہوئے تھے اس لئے یہود نے ہرگز قبول نہ کیا لاچار پھر عرب کے مندر یعنی کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے (یہ بالکل جھوٹ اور صریح کفر ہے اگر خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہی چال چلن خراب کرنا ہے پھر آپ کے نزدیک حضرت موسیٰؑ بڑے بدچلن ہیں جنہوں نے متعدد مقامات میں جہاد کیا:

(۱) رفیدیم میں قوم عمالقہ سے سفر خروج باب ۱۷۔

(۲) اموریوں کے بادشاہ سیحون شہر حسبون کے رہنے والے کو تہ تیغ کر کے اُس کا ملک و مال لیا۔[۵۶]

(۳) بسن کے بادشاہ عوج سے بمقام ادرائی جنگ کر کے اُس کو مع اہل و عیال قتل کیا۔ سفر عدد باب ۲۱[۵۷] بلکہ یہاں ایسی بے رحمی کی گئی کہ اُن کے مرد اور عورت اور لڑکے بالے سب کو بلا دعوت دین الٰہی قتل کیا اور ان کا مال و اسباب اپنے لئے لوٹ لیا۔[۵۸]

(۴) سفر استثناء باب ۱۳ میں حضرت موسیٰؑ کو صاف حکم ہے کہ بت پرستوں کو اپنی تلوار کی دھار سے ضرور قتل کرے گا بلکہ وہاں کی خورد و کلاں باشندوں اور بیگناہ مواشی کو بھی قتل کرے۔[۵۹]

بلکہ آپ کے حضرت یشوع بن نون کہ جو حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ تھے اور بنی اسرائیل کے پیغمبر نہایت خراب چال چلن کے تھے کہ جنہوں نے شہر کے شہر غارت کروائے اور مال لوٹا اور زن و مرد کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔ دیکھو شہر یریحو کی بابت کتاب یشوع باب ۶ میں یہ ہے اور ایسا ہوا کہ جب لوگوں نے نرسنگے کی آواز سنی اور جماعت نے زور سے للکارا تو دیوار سراسر گر پڑی یہاں تک کہ سب آدمی شہر میں گھس آئے اور شہر کو لے لیا اور انہوں نے ان سب کو جو شہر میں تھے کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بوڑھا کیا بیل اور گدھا کیا بھیڑ سب کو تہ تیغ کر کے حرم کیا۔

---

۵۶ گنتی ۲۱: ۲۱ تا ۳۲ ۵۷ گنتی: ۲۱ تا ۳۳
۵۸ استثناء ۲۰: ۱۵ تا ۱۸
۵۹ استثناء ۱۲-۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کیا اس سے بھی کوئی اور زیادہ بیرحمی حضرت نے کی تھی جو یشوع علیہ السلام نے عکن سے کی کہ جس نے کسی قدر غنیمت کا مال چھپا لیا تھا جس پر یشوع نے زارح کے بیٹے عکن کو اور روپے اور لبادے اور سونے کی اینٹ اور اس کے بیٹوں اور اس کی بیٹیوں اور اُس کے بیلوں اور اُس کے گدھوں اور اُس کی بھیڑوں اور اس کے خیمے اور اس کے سارے اسباب کو لیا اور وادی عکور میں لائے تب سارے اسرائیل نے اس پر پتھراؤ کیا اور انہیں سنگسار کر کے آگ میں جلایا پھر انہوں نے اس پر پتھروں کا بڑا تودہ گرایا۔ کتاب یشوع اور اسی کتاب کے ۸ باب میں عی کی نسبت یہ لکھا ہے کہ سو انہیں یہاں تک مارا کہ اُن میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا اور نہ کسی کو بھاگنے دیا۔ اور وہ جو اُس روز مارے گئے مرد و عورت بارہ ہزار تھے کیونکہ یشوع نے اپنا ہاتھ جس سے بھالا اٹھایا جب تک کہ عی کے سارے رہنے والوں کو حرم نہ کر دیا نہ اٹھایا۔ اسرائیل نے اس شہر کے فقط مواشی اور اسباب کو اپنے لئے لوٹا خداوند کے حکم کے مطابق جو اس نے یشوع کو فرمایا تھا اگر اس پر بھی دل شرمندہ نہ ہو تو کہو اور جہادات انبیائے بنی اسرائیل جو بائبل مقدس میں مذکور ہیں نقل کر دوں۔ بلکہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے جہاد کو اس قتل سے کچھ نسبت ہی نہیں آنحضرت کا جہاد محض مفسد اور شریروں کا فساد دفع کرنے کیلئے ہوتا تھا، کہ جس کو ہر گورنمنٹ عادل بھی پسند کرتی ہے اسی لئے اوّل اُن کو فرمائش کی جاتی تھی اگر وہ لوگ باز آتے تھے تب اُن کو معاف کیا جاتا تھا ورنہ مقابلہ ہوتا تھا مگر یہ بھی جب کہ وہ لوگ امن کے خواہاں نہ ہوتے تھے اور کسی شرط پر اطاعت قبول نہ کرتے تھے۔ اور اس جنگ میں تاکید ہوتی کہ عورتوں اور بچوں کو نہ مارو درخت نہ جلاؤ مواشی کو قتل نہ کرو بلکہ بعد غلبہ کے بھی وہ لوگ راہ پر آ جانے سے آزاد کئے جاتے اور مال واپس دیا جاتا تھا۔ اور عورتوں کی رغبت پر جس کو اعتراض ہو تو وہ پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام پر اعتراض کر لے کہ جو خدائے بنی اسرائیل کے پہلوٹھے بیٹے تھے جن کے پاس چار بیویاں تھیں جن میں آپس میں دو حقیقی بہن تھیں۔(*)

اور پھر حضرت لوط علیہ السلام پر اعتراض کرے کہ جس نے بقول ان کے شراب پی کر اپنی دونوں بیٹیوں سے زنا کیا جیسا کہ توراۃ میں موجود ہے۔[۱۰] اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی طعن کرے کہ جن کی دو بیویاں تھیں اور ایک کے کہنے سے ایک کو مع اس کے معصوم بچے کے مکے کے بیابان میں چھوڑا۔[۱۱]

اور پھر حضرت داؤد پر اعتراض کرے کہ جو عیسائیوں کے خدا کے جد امجد ہیں کہ جس نے باوجود متعدد

---

۱۰ پیدائش باب ۱۹: ۳۰ تا ۳۸

(*) پیدائش باب ۲۹ تا ۳۰

۱۱ پیدائش ا باب ۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیویوں اور لونڈیوں کے بچارے اوریا کی بیوی سے زنا کیا اور اُس کے خاوند کو فریب سے مروا ڈالا۔[۶۲]

اور پھر حضرت سلیمان کو بھی بُرا کہے کہ جس کے پاس بہت سی عورتیں تھیں۔[۶۳]

عماد الدین اور فنڈر یہ باتیں صرف آپ کے بائبل مقدس میں لکھی ہیں ہمارا اعتقاد نہیں پھر آپ ان کو نبی جانتے ہیں اور ہمارے حضرت پر چند نکاح کرنے سے کیا کیا جنہ آتے ہیں اور جھوٹی باتیں نکاح زینب اور ماریہ کی بابت بناتے ہیں علاوہ اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے حواریوں کے ساتھ جوان جوان عورتیں رہا کرتی تھیں۔[۶۴]......[۶۵]

جس پر یہود کو بدگمانی ہوئی تعجب ہے کہ یہود سے تو آپ کا دم بند ہوتا ہے اور مسیح علیہ السلام کے دوستوں کو بُرا کہتے ہو اور آپ کا یہ کہنا کہ یہود نے حضرت کو قبول نہ کیا بالکل غلط ہے عبد اللہ بن سلام اور کعب احبار کیسے جلیل القدر علماء یہود مشرف باسلام ہوئے۔[۶۶]

نکاح حضرت زینبؓ کا جواب:

﴿ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ﴾[۶۷]

کوئی اگر شبہ کرے کہ اس رسم کو نبیؐ سے کیوں تڑوایا کسی اور کا نکاح کر کے اس کو توڑ دیتا تھا۔ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ نبیؐ پر کیا عیب ہے اور کیا تنگی اور ممانعت ہے اس کام کے کر لینے میں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کر دیا یا اس کو اس پر مامور کر دیا۔ ﴿سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ﴾ اگلے انبیاء اور صلحاء میں بھی اللہ کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ وہ ان کے ہاتھ سے رسوم جاہلیت کو تڑوایا کرتا ہے انہیں کو اس کے توڑنے پر مامور کیا کرتا ہے۔ کیونکہ نشانہ ملامت بننا انہیں مردان خدا کا کام ہے ﴿وَ كَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا﴾ اور اللہ کی بات مقرر ٹھہرائی گئی ہوئی ہوتی ہے وہ ٹلتی نہیں ہو کر رہتی ہے۔ اور یہ دستور رسم شکنی کن لوگوں کا ہے؟ ﴿الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ﴾[۶۸] یعنی ان کا جو اللہ کے احکام پہنچایا کرتے ہیں اور اللہ کے سوا وہ کسی سے نہیں ڈرتے ہیں کسی کے طعن و تشنیع اور بُرا بھلا کہنے کی ان کو کچھ پروا نہیں ہوتی ہے۔ ﴿وَ كَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا﴾ اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو۔ جو ان پاکبازوں پر طعن کرتے ہیں۔ ان سے وہ ضرور حساب لے گا باز پرس کرے گا۔ یہ ہیں ان آیات کے صاف

---

[۶۲] سموئیل باب: ۱۱
[۶۳] سلاطین ۱۱:۱ تا ۳
[۶۴] لوقا ۱۰: ۳۸ تا ۴۲
[۶۵] یوحنا ۱۲: ۱ تا ۳
[۶۶] حقانی — مقدمہ ص ۵۸-۵۶
[۶۷] الاحزاب: ۳۸
[۶۸] الاحزاب: ۳۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاف معنی جن پر کوئی بھی خدشہ کسی مخالف کا وارد نہیں ہو سکتا۔ واضح ہو کہ اسلام میں ظاہر ہو کر مخالف ہمیشہ سے اپنی کاریگری کرتے ہیں انہوں نے بہت سی جھوٹی حدیثیں بھی گھڑی ہیں جن سے اسلام اور پیغمبر پر بدنما دھبہ لگانا مقصود ہوتا ہے اور قرآن مجید کی تفسیر کرنے میں بھی وہ ایسی روایات شامل کر دیتے ہیں کہ جن سے آیات کا مطلب اُلٹ پلٹ ہو جاتا ہے اور اسلام پر کوئی عیب لگے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر انہوں نے ایسا کیا ہے منجملہ ان کے یہاں بھی عجیب وغریب روایات گھڑی ہیں کسی نے کہہ دیا کہ زینبؓ اچھے کپڑے پہنیں کھڑی تھی پیغمبرؐ جو زیدؓ کے گھر میں گئے زینبؓ کو دیکھ کر فریفتہ ہو گئے اور ((اللھم مقلب القلوب)) پڑھ کر چلے آئے زینبؓ اس لگاوٹ کو سمجھ گئی اس نے زیدؓ سے کہہ دیا زیدؓ کو غیرت آئی طلاق دیدی آپ نے جھٹ پٹ نکاح کر لیا بلکہ نکاح کے شوق میں آ کر اُس کے گھر میں گھس گئے اور اُس سے ہمبستر ہوئے اور جو کسی نے پوچھا تو کہہ دیا کہ میرا نکاح اس سے آسمان پر ہو چکا ہے ((تخفی فی نفسک)) کے معنی زینب کی محبت اور اس کا عشق مُراد لیا ہے اور بعض نے کہا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ دل میں تو یہ تھا کہ زیدؓ اس کو چھوڑ دے لیکن اس کو لوگوں سے ڈر تھا کہ ظاہر نہیں کرتے تھے اور بظاہر زیدؓ کو کہتے تھے کہ اس کو طلاق نہ دے۔ معاذ اللہ نبی ﷺ پر کیا کیا بہتان باندھے ہیں۔ زینبؓ تو آپ کی پھوپھی زاد بہن تھی لڑکپن سے آپ کے سامنے ہوتی تھی اور کون عورت تھی کہ جو حضرت صلعم سے پردہ کرتی تھی پھر کیا آج ہی حضرت صلعم نے زینب کو دیکھا تھا اور اگر ابتدا سے محبت تھی تو زیدؓ سے کیوں نکاح کراوایا۔ جو بمشکل اُس کے ورثاء راضی ہوئے تھے آپ ہی کیوں نہ کر لیا جو بڑی خوشی سے اس کے وارث منظور کرتے ہیں بے دین لوگوں سے تو یہ بہتان باندھ دیا کچھ بھی تعجب نہیں مگر تعجب تو اپنے بعض سیدھے سادھے بھولے بھالے مفسرین سے ہے کہ جنہوں نے ان کی روایات کو اپنی تفاسیر میں نقل کر دیا اور اُن کے اس کہنے سے دھوکے میں آ گئے حدثنافلان من فلان۔ یہ حضرات تو بس ان حدثنا پر غش ہیں پھر نہیں دیکھتے کہ اس کی راوی کیسے ہیں اور یہ روایت کیسی ہے؟ جو مخالفین اسلام اِن روایات یا اِن سادہ لوح مفسرین کے اقوال سے آنحضرت صلعم پر عیب لگاتے ہیں وہ عیب دراصل آنحضرت ﷺ پر کچھ بھی نہیں لگتا۔ بلکہ اُن راویوں پر اور نہ ہم ان بیہودہ روایات کی صحت کے قائل ہیں نہ ان پر جو اعتراضات پڑتے ہیں اُن کے جواب کے ذمہ دار ہیں۔[۱۹]

علاوہ ان شہادات علمائے مسیحیین کے جو حضرت کے مقدس ہونے کی بابت ہم نقل کریں گے یہ بات اہل

---

۱۹ حقانی ج ۶ ص: ۴۸-۴۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انصاف کو کیا کم ہے کہ اگر معاذ اللہ بقول پادری صاحب آپ ایسے بد چلن اور طامع اور شہوت پرست اور بے رحم تھے تو پھر باوجود اس غریبی کے کہ نہ آپ کے پاس ملک تھا نہ فوج تھی نہ خزانہ بلکہ رہنے کے لئے پورا مکان بھی نہ تھا کس طرح ہزار ہا مقدس لوگوں کے سردار ہو گئے اور عرب نے اپنی جہالت اور سفا کی اور بت پرستی اور شہوت رانی کس معلم کی تعلیم سے چھوڑی؟ اور اگر آپ کی تعلیم اچھی نہ تھی نہ کوئی معجزہ آپ کے پاس تھا تو وہ وحشی لوگ کہ جن سے درندے بھی شرماتے تھے کس طرح سے آپ کے مطیع ہوئے کہ زن و فرزند گھر بار دین آباؤ چھوڑ کر فدوی خاص بن گئے اور پھر ان عرب میں کہ اس وقت تمام عالم کی آنکھوں میں حقیر تھے کس کی برکت سے وہ جوش اور وہ صلاحیت پیدا ہوئی کہ جس کی وجہ سے تیس برس کے عرصہ میں روم و مصر و ایران وغیرہ بلاد پر شرقاً غرباً قادر و مسلط ہو گئے کہ جس کی نظیر عہد آدم سے اب تک کہیں نہیں پائی جاتی اور پھر آج تک ہند اور یورپ اور دیگر بلاد باوجود اس ضعف کے جو اس زمانہ میں ہے ہزار ہا جلیل القدر لوگ مشرف باسلام ہوتے چلے جاتے ہیں کہ جن کی فہرست لکھنے کی یہاں گنجائش نہ ہے۔ آپ تو چال چلن کے بھی اچھے ہیں اور سچے عیسائی بھی ہیں اور سچے عیسائیوں میں بقول حضرت مسیح علیہ السلام یہ علامتیں ہیں (کہ وہ میرے نام سے دیوؤں کو نکالیں گے اور نئی زبانیں بولیں گے سانپوں کو اٹھا لیں گے زہر اُن پر اثر نہ کرے گا بیمار اُن کے ہاتھ لگانے سے تندرست ہو جائے گا)[1] اور اس پر آپ کی قوم کی حکومت بھی ترقی پر ہے اور اُلوالعزمی بھی ہے کہ جس کی وجہ سے کروڑہا روپیہ بطور چندہ کے جمع ہو کر پادری لوگوں کے مشنوں میں تقسیم ہوتا ہے کہ جس پر پادری صاحب گھوڑوں اور بگھیوں پر چڑھتے پھرتے ہیں اور جس کا روح القدس سن کر عماد الدین کو ایسی ایسی ناپاک اور گندی باتیں انبیاء علیہم السلام کی نسبت کہلاتا ہے۔ اس پر بھی سچا عیسائی کوئی نہیں دکھائی دیتا اور جھوٹے نئے عیسائی بھی باوجود اس کوشش کے دس میں چمار یا حلال خور یا بعض مسلمان و ہنود میں جو دنیا کی تنگی سے عاجز آ کر منافقانہ عیسائیوں میں جا ملتے ہیں عماد الدین کو دو مہینے تنخواہ نہ ملے تو دیکھئے پھر کیا کرتے ہیں؟ اس مالداری پر دین مسیحی کی یہ ترقی ہے کہ اتوار کے دن گرجے خالی پڑے رہتے ہیں اور اس عبادت کے روز بھی بیچارے عماد الدین کے سے دیسی کرسچین جب تک کہ انگریز لوگ گرجا میں رہتے ہیں جانے نہیں پاتے یہ آنحضرت ﷺ کی نبوت ہی کا فیض تو ہے کہ صفحہ دنیا پر توحید و پرہیزگاری خدا پرستی کی روشنی پھیل گئی اب بھی ممالک اسلامیہ و عیسویہ میں کوئی سیر کر کے دیکھ لے تو رات اور دن کا فرق نمودار ہوگا۔ اس زمانہ میں بھی ممالک اسلامیہ میں پرہیزگاری عبادت مہمان نوازی خدا پرستی کی چمک ہے

[1] مرقس ۱۶:۱۵ تا ۱۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برخلاف اُن کے عیسویہ ممالک بالخصوص یورپ میں باوجود ترقی علوم کے الحاد بدکاری عیاری کے دریا موجزن ہیں پھر آپ کی برکت سے صحابہؓ کی جو کایا پلٹ گئی اس کو بھی مؤرخین جانتے ہیں اُن میں سچا جوش روحانی زندگی کے آثار نمایاں تھے اگر یہ نبوت کا اثر نہیں تھا تو پھر کونسی شراب کا نشہ تھا؟ حضرت مسیحؑ کے بارہ حواریوں کو جو آپ کے نزدیک موسیٰؑ وغیرہ انبیاء سے ہزار درجہ بڑھ کر ہیں حضرتؐ کے صحابہؓ کیا بلکہ تابعین بلکہ بعد کے جان نثاروں سے ہی مقابلہ کر کے دیکھئے۔ یہود نے تو خود حضرت مسیح کو تیس روپے لے کر یہود کے ہاتھ گرفتار کرایا اور اعظم الحوار میں شمعون پطرس نے (کہ جن کو حسب مفاد [1] آسمانی کنجیاں اور اختیارات دیئے گئے تھے۔ایک عورت کے پوچھنے ہی اپنی رفاقت تو کیا بلکہ شناسائی کا بلفظ لعنت بڑے زور سے انکار کردیا [2]

اور وہ صدہا آدمی جو حضرت مسیحؑ پر ایمان لا چکے تھے سب تتر بتر ہو گئے کسی نے چوں بھی نہ کی کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی حالانکہ حضرت مسیحؑ علیہ السلام نے اس بارے میں تاکید بھی فرمائی تھی کہ دنیاوی تکالیف پر جو برداشت کرے گا وہی نجات پائے گا۔ [3] اور جو میرا انکار کریگا باپ کے روبرو میں بھی اسکا انکار کروں گا۔ [4]

اور اسی لئے حضرت مسیح نے آسمان پر چڑھتے وقت سب کو بے ایمانی کا لقب عطا کیا چنانچہ انجیل مرقس [5] میں موجود ہے۔ ولیم میور تاریخ کلیسا کے اول باب میں لکھتے ہیں مسیح کے حواریوں اور شاگردوں نے اب تک یعنی تاوقت عروج اُس کی تعلیم کی حقیقت اور مطلب بالکل نہیں سمجھا تھا اور اُن کا سست ایمان دنیوی نعمتوں اور فائدوں کی امید میں لگا ہوا تھا اس کے گرفتار ہوتے ہی وہ سب بھاگ گئے اور پطرس نے جو عدالت میں گیا وہاں اپنے خداوند کا انکار کیا پھر مسیح کے مصلوب ہونے کے بعد سب بالکل مایوس اور نا اُمید ہو گئے۔

حضرت موسیٰؑ کی تعلیم نے تو بنی اسرائیل پر باوجود صدہا معجزات دکھانے کے سواں حصہ بھی آپ کی تعلیم سے اثر نہ کیا بت پرستی اور گوسالہ پرستی سے باز نہ آئے آخر حضرت موسیٰ بھی اُن کی نحوست کی وجہ سے ارض مقدسہ میں داخل ہونے سے محروم رہے اور راستے ہی میں کام آئے۔اب فرمایئے دنیا میں جس قدر انبیاء آئے ہیں اُن میں سے سب سے زیادہ کس کی تعلیم کا اثر ہوا ہے

خنجر دل میں ترایا تو ہوتا

---

1. درس ۱۹ باب ۱۶ متی ۱۶: ۱۹
2. متی ۲۶: ۶۹تا ۷۳
3. متی ۱۰: ۲۲تا ۲۳
4. متی ۱۰: ۳۲تا ۳۳
5. مرقس ۱۶: ۱۴

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انصاف پسند عیسائی مبلغین کی شہادتیں:

گبن اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: محمد ﷺ کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک ہے۔ مکہ کے پیغمبرؐ نے بتوں اور انسانوں اور ستاروں اور سیاروں کی پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا۔ اس نے اپنی سرگرمی سے کائنات کے بانی کا ایک ایسا وجود تسلیم کیا ہے کہ جس کی نہ ابتداء ہے نہ انتہاء نہ کسی شکل میں محدود نہ کسی مکان میں نہ کوئی اس کا ثانی موجود ہے جس سے اس کو تشبیہ دے سکیں۔ ان بڑے بڑے حقائق کو پیغمبرؐ نے مشہور کیا اور اس کے پیرووں نے اُن کو نہایت مستحکم طور سے قبول کیا اور قرآن کے مفسروں نے معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی کے ساتھ ان کی تصریح اور تشریح کی۔ ایک حکیم جو خدا تعالیٰ کے وجود اور اُس کی صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانوں کے عقائد مذکورہ کی نسبت یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے ادراک موجودہ اور قویٰ عقل سے بہت بڑھ کر ہے وہ اصل الاصول جن کی بناء عقل اور وحی پر ہے محمدؐ کی شہادت سے استحکام کو پہنچے چنانچہ اُن کے معتقد ہندوستان سے لے کر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہیں اور بتوں کو ممنوع رکھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا ہے۔

اور ڈاکٹر اسپرنگر صاحب کہتے ہیں: محمد کو نکلتے ہوئے آفتاب برستے پانی اور اُگتی گھاس میں خدا ہی کا یدِ قدرت نظر آتا تھا اور غرش رعد اور آواز آب و طیور کے نغمہ میں حمد الٰہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان جنگلوں اور پرانے شہروں کی خرابات میں خدا تعالیٰ ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے۔ اور راڈویل صاحب دیباچہ قرآن میں لکھتے ہیں محمدؐ کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تھے کہ اپنے ملک کے لوگوں کو جہالت اور ذلت بت پرستی سے چھڑوا دیں اور یہ کہ نہایت مرتبہ کی خواہش آپ کی یہ تھی کہ سب سے بڑے مرام حق یعنی توحید الٰہی کا جو اُن کی روح پر بدرجہ غایت مستولی رہتی تھی اشتہار کریں اور مقتضائے حوادث اور بتدریج فوز و مرام اس امر کا باعث ہوا کہ انہوں نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا رسول امین یقین کامل کر لیا تاہم محمد ﷺ کی سیرت ایک عجیب نمونہ اس قوت اور حیات کا جو ایسے شخص میں ہوتی ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ اور قیامت پر اعتقاد کامل ہوتا ہے اس میں سے کچھ نتیجے نکالے جائیں۔ اُن کی ذات کریم اور سیرت صداقت مشحون سے ہمیشہ ان کو اُن لوگوں میں تصور کیا جاوے جن کو ایمان اور اخلاق اور اپنے ابنائے جنس کے تمام حیات دنیوی پر ایسا اختیار حاصل ہے جو حقیقت میں بجز کسی اولوالعزم کے اور کسی کو نہیں ہوتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور لارڈ ولیم میور اپنی کتاب سیرت محمدیہ میں لکھتے ہیں: ایک زمانہ نامعلوم سے مکہ اور جزیرہ عرب کی روحانی کیفیت بالکل بے حس ہو گئی تھی گو ایک ضعیف اور ناپائیدار اثر یہودیت ونصرانیت یا فلسفہ کا عرب پر ہوا تھا جیسے کہ ایک دریا چہ غیر رواں کے سطح کا ادھر اُدھر لہر کھاتا مگر تہ میں بے حس وحرکت رہتا تمام عرب توہمات وظلم وبدکاریوں میں غرق ہو رہے تھے۔ یہ عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیواؤں کو بیاہ لیتا تھا۔ اُن کے غرور اور افلاس سے رسم دختر کشی بھی جاری ہو گئی تھی جیسے ہندوؤں میں ہے۔ اُن کا مذہب حد درجہ کی بُت پرستی تھا اور ان کا ایمان ایک مسبّب الاسباب مالک علی الاطلاق پر نہ تھا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کی سی ہیبت کا اُن کا ایمان تھا قیامت اور جزا وسزا جو فعل یا ترک کا باعث ہو اُس کی انھیں خبر نہ تھی (جیسا کہ پادریان حال بالخصوص عماد الدین کو نہیں ہے) ہجرت سے تیرہ برس پیشتر (یعنی قبل نبوت) تو مکہ اس طرح سے ایسی ذلیل حالت میں بے جان پڑا ہوا تھا۔ مگر ان تیرہ برسوں نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا سینکڑوں آدمیوں کی جماعت نے بُت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد کی پرستش اختیار کی (بخلاف پادریوں کے کہ وہ اب بھی تین خدا کی پرستش کرتے ہیں) اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الٰہی کی ہدایت کے مطیع ومنقاد ہو گئے۔ اسی قادر مطلق سے بکثرت وحدت دُعا مانگتے اسی کی رحمت پر مغفرت کی اُمید رکھتے اور حسنات وخیرات و پرہیز گاری اور انصاف کرنے میں بڑی کوشش کرتے تھے۔ اب انھیں شب وروز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال ہے اور یہ کہ وہی رازق ہمارے ادنیٰ ادنیٰ حوائج کا خبر گیراں ہے۔ ہر ایک قدرتی یا طبعی کیفیت میں ہر ایک اُمور متعلقات زندگانی میں اور اپنی خلوت وجلوت کے ہر ایک حادثہ اور تغیرات میں وہ اُسی کے ید قدرت کو دیکھتے تھے اور اس کے علاوہ وہ لوگ اُس روحانی حالت کو جس میں وہ خوشحال اور خنداں رہتے تھے خدا تعالیٰ کے فضل خاص ورحمت یا اختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے کافر اہل شہر کے کفر کو خدا تعالیٰ کی تقدیر کیے ہوئے خذلان کا نشان جانتے تھے محمد کو وہ اپنی حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے۔ ایک سو مرد وعورت نے اپنے ایمان عزیز سے انکار نہ کر کے اپنا گھر بار چھوڑ کر حبشہ کو ہجرت کر لی تھی پھر اس سے زیادہ آدمی اور ان میں نبی بھی (دیکھو ہجرت کا اقرار ہے) اپنے عزیز شہر کو اور مقدس کعبہ کو چھوڑ کر مدینے کو ہجرت کر آئے اور یہاں بھی اس عجیب تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصہ میں ان لوگوں کے واسطے ایک برادری جو نبیؐ اور مسلمانوں کی حمایت میں جان دینے کو مستعد ہو گئے تیار کر دی اہل مدینہ کے کانوں میں یہودی حقانی باتیں عرصہ سے گوش گزار ہو چکی تھیں مگر وہ بھی اس وقت خواب خرگوش سے نہ چونکے جب تک کہ رُوح کو کپکپا دینے والی باتیں نبی عربی کی نہیں سُنیں تب البتہ ایک نئی اور سرگرم زندگانی میں دم بھرنے لگے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی کتاب میں لارڈ صاحب لکھتے ہیں "ہم بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام نے ہمیشہ کے واسطے اکثر توہمات باطلہ کو کالعدم کر دیا۔ اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور قدرت کاملہ کا مسئلہ حضرت محمدؐ کے معتقدوں کے دلوں اور جانوں میں ایسا ہی زندہ اصول ہو گیا ہے جیسے کہ خاص حضرت محمدؐ کے دل میں تھا۔ مذہب اسلام کی پہلی بات جو خاص اسلام کے معنے میں ہے یہ ہے کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیے بہ لحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں ہیں چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپس میں برادرانہ محبت رکھیں یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کریں غلاموں کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آویں۔ نشہ کی چیزوں کی ممانعت ہے۔ مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔

اب اگر ہمارے بھائی پادری صاحبان بھی انصاف پر آئیں اور سچے عیسائی ہو جائیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کی صداقت اور رسالت کی شہادت دینے والے یہودیوں کے جھوٹے الزامات سے بری کرنے والے فارقلیط۔ شیلا۔ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کی عداوت سے باز آئیں اور جس طرح یہود حضرت مسیح علیہ السلام کی گستاخی کر کے حیات ابدی سے محروم رہے نجات سے محروم نہ رہیں۔ [6]

---

[6] تفسیر حقانی مقدمہ ص: ۹۳، ۹۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل پنجم

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے عیسائیوں کے ساتھ مناظرے

مناظرہ کا لغوی معنی:

اس کا مادہ نظر ہے اور باب مفاعلہ ہے اور یہ طرفین کا متقاضی ہے۔دو اشخاص کا آپس میں مقابلہ کہ ہر ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہے یعنی غور و فکر کر رہا ہوتا ہے ایسا غور و فکر جو اُس کو علم یا ظن غالب تک پہنچا دے۔

مناظرہ کا اصطلاحی معنی:

دو مختلف آدمیوں کی آپس میں گفتگو جس میں ہر آدمی کا مقصد اپنی بات کو صحیح قرار دینا اور مدمقابل کی بات کو غلط قرار دینا اس کے باوجود ان کا مقصد حق کا اظہار ہوتا ہے۔[1]

مناظرہ کا مقصد:

مناظرہ کا اصل مقصد اظہار حق ہے کہ نہ خصم و جدال ولڑائی جھگڑا۔اسی طرح مناظرہ کا مقصد اپنی شخصیت کو منوانا بھی نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ تکبر ہے اسی طرح مناظرہ میں مدمقابل کی بات پر توجہ نہ دینا یہ بھی ایک معاندانہ انداز ہے جو شرعاً ایک مذموم چیز ہے۔[2]

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں مناظرہ کے لئے جو اخلاقی حدود اور اسلامی قوانین بیان ہوئے اُن کو ذکر کر دیا جائے۔جو اللہ تعالیٰ کے اسی فرمان سے ماخوذ ہیں۔

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾[3]

"اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو اللہ کی وحی اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجیے۔"

اسی لئے علماء نے بحث مباحثہ اور مناظرہ جیسی گفتگو کے لئے ان اخلاق و اصول کی پابندیوں کو لازم پکڑنے کی تاکید ہے کیونکہ یہ اصول و اخلاق اللہ کے تقرب و رضامندی اور حق کے اظہار و بیان کا مؤثر ذریعہ

---

1 الشیخ محمد امین الشنقیطی،آداب البحث والمناظرہ ص: ۰ ۳،دار ابن تیمیہ القاہرۃ۔
2 ایضاً
3 النحل: ۱۲۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ ہے۔ایک مناظر کیلئے ضروری ہے کہ

i. لمبی گفتگو سے گریز کرے۔

ii. غیر معروف الفاظ اور بغیر قرینہ کے بیان کرنے سے اجتناب کرے۔

iii. آداب کلام کا احترام رکھے۔

iv. طنز و مزاح اور مدمقابل کو استہزاء کا نشانہ بنانے سے گریز کرے۔

v. مدمقابل کی کلام کے مکمل ہونے کا انتظار کرے۔

vi. مناظر کو اپنے حریف کو کمزور حقیر نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ چیز آدمی کو محنت و کوشش اور ترقی علم کی راہ سے ہٹا کر سستی و غفلت کا شکار بنا دیتی ہے جس کے نتیجے میں مناظر کی گفتگو کا رخ جھگڑے و لڑائی طرف ہو جاتا ہے اور مناظرہ کا مقصد ختم ہو جاتا ہے۔[4]

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید نے جو مباحثہ و مجادلات ذکر کئے ہیں وہ ان عمدہ آداب اور اہم اسالیب سے مزین ہیں جس سے عقول کو بصیرت اور ذہنوں کو جلا و روشنی مہیا ہوتی ہے اور انسان تعصب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ مثلاً ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ آذر اور اپنی قوم سے مباحثہ اس کے علاوہ کئی ایک مناظرات و مجادلات ہیں۔

مناظرہ کے بارے میں اس مختصر گفتگو کے بعد ہم مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے مناظروں کی طرف آتے ہیں جو ان عمدہ صفات سے متصف ہیں جن کا مقصد و ہدف صرف حق کو واضح کرنا تھا۔ نہ کہ لڑائی و تکبر اور دشمنی۔

برصغیر پاک و ہند پر جن دنوں نصرانیوں کا قبضہ تھا اُنہوں نے اسلام کو مٹانے کے لئے مقاصد اسلام کے خلاف کئی ایک شبہات پیدا کئے اور اسلام پر بھونڈے اور بھدے اعتراضات کی بھرمار کر دی۔

مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ نے اپنی دیگر مصروفیات کو سمیٹتے ہوئے اپنی تمام تر کوششوں کو دفاع اسلام کیلئے وقف کر دیا اور اس قسم کی مجالس و مناظرات و مباحثات کا اہتمام کیا۔اس کام کی اصل اللہ تعالیٰ کا فرمان تھا: ﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾[5] اس قرآنی حکم کو بنیاد بناتے ہوئے اللہ کے بندوں کو کفر و شرک کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر اسلام کی روشنی کی طرف لانا شروع کیا۔

---

[4] ایضاً ، ص:۶،۷، ادب الحوار و المناظرہ، ص ۶،۱، ۹۹، دار الوفاء السعودیۃ ط، ۱، ۱۹۸۹ء، مناھج الجدل فی القرآن: ص: ۲۳۶ — زاھر عوض الالمعی — دن، دبث

[5] آل عمران: ۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ردِّ شبہات واعتراضات:

اس عظیم مشن کے لئے شیخ ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے عیسائیوں کی مجالس میں جانا شروع کیا اور عیسائی مشنری اور عیسائی مبلغین و پادریوں سے مباحثے شروع کیے اور ان کے ساتھ ساتھ ان کی اصل کتابوں کا مطالعہ پورے غور و خوض سے شروع کر دیا۔ جس سے مولانا رحمۃ اللہ علیہ انکے تکنیک کے اسلوب سے باخبر ہو گئے اور انکی کتب مقدسہ سے ان کی کمزوریوں سے واقف ہو گئے اور انہوں نے اپنی ساری زندگی ادیان باطلہ کے ساتھ تحریری اور زبانی مناظروں کے لئے وقف کر دی حتیٰ کہ جس وقت بھی کسی دشمن اسلام کی طرف سے کوئی چیلنج سامنے آیا مولانا رحمۃ اللہ علیہ ہر آن اُس کے لئے تیار رہے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اشاعت اسلام کے لئے جہاں مناظروں کا اہتمام کیا وہاں ساتھ ہی ساتھ تقریر اور مجالس مذاکرہ کے ذریعہ سے بھی اس مشن کی تکمیل میں بھرپور کردار ادا کیا۔ جہاں کہیں مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ ہوتا لوگ جوق در جوق وہاں پہنچے اور وہاں لوگوں کا جم غفیر مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اردگرد موجود ہوتا جو شیخ کی دلائل کی قوت اور آپ کے تبحر علمی کے معترف ہوتے تھے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ادیان باطلہ مثلاً عیسائی، آریہ سماج اور فرق باطلہ جیسے بہائیہ بابیہ، قادیانیہ اور اسلام دشمن تحریکات جیسے سرسید احمد خان اور اہل قرآن یعنی وہ لوگ جو سنت کے ماخذ شرعی ہونے کے منکر تھے اور صرف "حسبنا کتاب اللہ" کے مدعی تھے۔ ایسے لوگوں سے دو ہزار سے زائد مناظرے کئے۔ اسی طرح آپ نے شیعہ وغیرہ سے بھی مناظرے کئے لیکن آپ کے زیادہ تر مناظرات قادیانیوں اور آریہ سماج کے ساتھ تھے۔[1]

مولانا ثناء اللہ کے مناظرات کی خوبیاں:

مولانا رحمۃ اللہ علیہ جب کسی حریف سے مناظرہ کے لئے میدان میں اترتے سب سے پہلے اسلام کی مبادیات کی صحیح تشریح کرتے پھر مدمقابل کے دین کی کمزوریوں اور اُن کے عقائد کو اُن کی کتب مقدسہ سے واضح کرتے۔ ساتھ ساتھ دلائل عقلیہ ونقلیہ سے اُن کے شبہات کا ردّ کرتے مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایک مہذب باکردار اور مناظروں اور مباحثوں میں اسلامی آداب کو ملحوظ رکھنے والے تھے یہی وجہ ہے کہ اُن کو امام المناظرین کا لقب دیا گیا۔

مولانا امرتسریؒ بہترین اور بلند پایہ مقرر تھے، وہ دور ایسا تھا کہ ہندوستان میں تمام مذاہب وادیان کے لوگ کثیر تعداد میں تھے جن میں ہندوؤں کی اکثریت تھی۔ آپ نے ادیان باطلہ سے مناظرے کئے ان

[1] عبدالمجید خادم سوہدروی، ص:۳۸۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مناظروں میں آپ اپنے دلائل انتہائی متانت اور شائستگی کے ساتھ دیتے۔ مولانا خود اپنے حریفوں میں سے "مرزائیت کو اول نمبر" قرار دیتے ہیں، مگر درحقیقت اسلام کی مخالفت کرنے والا ہر گروہ اور ہر فرد ان کا حریف تھا۔ دراصل دین اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جس نے زبان و قلم کو جنبش دی اس کے حملوں کو روکنے کے لئے آپ شمشیر بے نیام ثابت ہوتے اور اس مجاہدانہ خدمت میں اپنی تمام عمر بسر کی۔ مولانا تقریر اور تحریر میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔ میدان بحث و مباحثہ کی حیثیت سے ملک کے کونے کونے میں جاتے اور کامیابی کا سہرا ان کے سر ہوتا۔

مولانا خدا داد فطانت و ذہانت، فہم و ادراک کے ساتھ ساتھ حاضر جوابی اور برجستگی کی نعمت سے بھی مالا مال تھے۔ جہاں دوسرے لوگوں کو بات کی تہ میں پہنچنے میں گھنٹے لگتے وہاں مولانا فوراً ہی نتیجے پر پہنچ کر مناسب جواب دے دیتے..... مولانا کی اس خاص صلاحیت اور خوبی کی بناء پر اکثر اوقات غیر مسلموں کے خلاف اسلام کی مدافعت کی ذمہ داری ان کے سپرد کر دی جاتی"۔ [1]

آپ کے مناظروں کی خصوصیات:

آپ کے مناظروں میں جو خصوصیات پائی گئیں ہمعصروں نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور وہ جو دیگر مناظرین میں بہت کم تھیں وہ درج ذیل ہیں:۔

۱۔ آپ فریق ثانی کی کبھی تحقیر یا تذلیل نہ کرتے بلکہ عزت کرتے اور کشادہ پیشانی سے پیش آتے۔
۲۔ اعتراض یا جواب میں آپ کے جواب ہمیشہ مختصر ہوتے مگر پر معنی اور پُر مغز ہوتے۔
۳۔ دقیق سے دقیق مضمون کو بھی عام فہم طریق پر بیان کرنے اور شعر و اشعار سے رنگینی پیدا کرنے کا آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔
۴۔ حاضر جوابی تو گویا آپ پر ختم تھی آپ جیسا مناظر حاضر جواب نہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔
۵۔ آپ پر کسی مناظرے میں گھبراہٹ نہیں واقع ہوئی بلکہ مناظرہ نہایت طمانیت سے ہنس ہنس کر کیا کرتے تھے۔
۶۔ مناظرہ میں آپ کا عالمانہ معیار اور رہا، آپ نے عامیانہ انداز کبھی اختیار نہیں کیا۔

مناظروں کی ضرورت:

بے شک اسلام دشمن عیسائی مبلغین نے اسلام کے خلاف گمراہی و دجل فریب اور شبہات پیدا کرنے کا

---

[1] ثناء اللہ ص: ۲۷۶ از فضل الرحمٰن بن محمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بازار گرم کر رکھا تھا۔ جب ہم ان مبلغین عیسائیت کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں یا اُن کے طریقہ واردات پر نظر ڈالتے ہیں تو بڑی عجیب غریب صورت حال سامنے آتی ہے۔ وہ یہ کہ اسلام کے اہم بنیادی عقائد کو انہوں نے ہدف تنقید بنایا ہے۔ اسی طرح برصغیر پر مسلط انگریز حکمرانوں نے مسلمانوں کو ان کے بنیادی عقائد سے پھسلانے کے لئے ابحاث و مناظرات کا بازار گرم کروا رکھا تھا۔ جس کے لئے انہوں نے بنیادی عقائد کے مفہوم کو غلط رنگ میں پیش کیا تاکہ مسلمان کو شبہات میں ڈال کر اپنی فریب کا شکار کیا جائے۔ اسلامی تعلیمات کو بگاڑنے اور مسلمانوں میں تشکیک پیدا کرنے والے اسلام دشمنوں نے تعصب کی آگ میں جلتے ہوئے اسلام کو کمزور کرنے کے لئے اس کے عمدہ اوصاف سے صرف نظر کیا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ برصغیر کے حاکم طبقہ اور عیسائی مبلغین دونوں کا ہدف ایک تھا۔ اس زمانے میں عیسائی مشنری برصغیر میں اسلام کے خلاف تشکیک و فریب کے جال پھیلانے میں اکیلی نہیں تھی بلکہ اس میدان میں کئی اور اسلام دشمن تحریکیں بھی نمایاں ہوگئیں مثلاً ہندوؤں کی نام نہاد اصلاحی تحریکیں، ان کا مشن بھی اسلام کو منہدم کرنا تھا۔ عیسائی مشنری کے شبہات کو عام کرنا اسلام دشمنی میں ان کے نظریات باطلہ ایسے ہی تھے۔ اسلام کے خلاف ان کے دل آپس میں مل چکے تھے۔ اس لئے یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے کہ جب ہم عیسائی مشنری اور ہندو تحریکوں کے شبہات باطلہ ضالہ سے مزین عزائم و نظریات کو دیکھتے ہیں تو دونوں بالکل ایک ہی چیز نظر آتے ہیں۔ مثلاً اسلام کے قانون شہادت اور وراثت میں مرد و عورت میں برابری (وغیرہ)۔

اور اسی طرح جیسا کہ پادری برکت اللہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کے بارے میں کہتا ہے:

مسلمانوں کے رب کے ننانوے نام ہیں لیکن ان میں رب والا نام نہیں ہے۔[۵]

اور اسی بات کو ایس ایچ کیلاگ نے اپنی مشہور کتاب (A Hand Book of Compeprative Religion[۶] میں بیان کیا ہے، اسی طرح جب ہم ہندوؤں کی کتابیں دیکھتے ہیں جو اسلام، قرآن اور محمد ﷺ کے خلاف گالیوں سے بھری پڑی ہیں۔ پنڈت کالی چرن حضرت زینبؓ بنت جحش کے ساتھ نبیؐ کے ایک خیالی قصہ کو بیان کرتا ہے اور اس میں رسول اکرم ﷺ کے لئے (حاکم بدھن) عاشق نبی کا لفظ بولا ہے۔ پھر اسی طرح اس نے اس قصہ کو اپنی طرف سے ایسے ایسے خیالی تصورات اور اشلہ کے پردوں میں مزین کر کے پیش کیا ہے جو نبی ﷺ کی عظمت و شان کو اپنے بیمار ذہن کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دیتا ہے اللہ تعالیٰ آپ

۵ اسلام اور مسیحیت ثناء اللہ امرتسری ص: ۲۸

۶ (S.H. Kellogg. The West Minister Press Philadelphia, Edition, 1935, P21)

www.KitaboSunnat.com

کو دشمن کی بری نیتوں سے محفوظ فرمائے آمین۔[۱]

چونکہ نبی ﷺ اور اسلام ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ عیسائی مشنری اور اس قسم کی دوسری تحریکوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور کمزور کرنے کے لئے اس قسم کی بیشمار مشترک کاروائیاں کی۔ جن سے باہمی جھگڑا اور ایک دوسرے کے خلاف حملہ و تنقید نے انگڑائی لی۔ لیکن دفاعی پہلو سے اعراض کیا گیا۔ لیکن ہمیں مولانا ؒ کا وجود کافی ہے۔ کہ جنہوں نے اسی میدان میں کثیر علمی خزانہ بکھیرا اور اپنے قول و فعل سے دفاع اسلام کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کیا۔

ہم موجودہ زمانہ میں بیشمار علماء کو دیکھتے ہیں وہ کتابیں لکھتے ہیں اور مسلمانوں کو ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ اسلام دشمنوں کو سرعام مسلمان و غیر مسلموں کے سامنے مناظرہ و مباحثہ کی دعوت دیتے ہیں اور اپنے مؤقف پر قرآن مجید سے استشہاد کرتے ہیں۔

بعض اوقات کوئی مصنف کتاب یا اسلامی مفکر عالم جو کچھ اُس کے اپنے پاس ہے اس کو تو وہ جانتا ہے اور اس کے معانی کی حقیقت سے بھی واقف ہے۔ لیکن اسے اس کا ادراک نہیں ہوتا کہ اسکے غیروں کے پاس کیا کچھ ہے سوائے اس کے کہ اس کو چند ایک باتوں کا اس کو علم ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ چیز دعوت و تبلیغ کے میدان میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ جب کہ تقابل ادیان کا مطالعہ کے لیے علمی راست بازی بہت ضروری ہے۔ جس طرح کہ مولانا ؒ کی مساعی جمیلہ میں یہ راست بازی نظر آتی ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو صرف اسلام کی تعلیم دینے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اپنی مناظرات اور اپنی کتب کا رخ غیر مسلموں کی طرف کیا اور اسی وجہ سے اُن کے مناظروں کے بعد بے شمار لوگ مسلمان ہو گئے۔ کیونکہ مولانا ؒ نے اپنے مؤقف کی تائید تقویت کے لئے مخالف حریف کی کتب کا دقیق نظر سے مطالعہ کیا اور اُس کی حقیقت کا ادراک کیا اور اُس کے معانی پر واقفیت حاصل کی تا کہ مد مقابل کے دلائل و دعاوی کو اُس کی کتاب ہی سے رد کر دیا جائے۔ اسی لئے ہم مولانا ؒ کو دیکھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو دیگر ادیان و مذاہب باطلہ سے واقفیت حاصل کرنے پر اُبھارتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"اس عاجز کی دلی آرزو ہے کہ مسلمانوں میں کم از کم ایک چھوٹی سی جماعت جس کی تعداد چند سو تک پہنچی ہو ایسی تیار ہو جائے جو دیدوں سے خاص طور پر واقفیت رکھتی ہو۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم ان کے ترجموں پر واقفیت ہونا ضروری ہے۔ اور انجیل کی اغلاط پر واقفیت ہونا بھی ضروری

[۱] مقدس رسول، ص: ۴۷ از ثناء اللہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تاکہ دین اسلام کی تبلیغ میں اُن کے افتراء و کذبات کو زائل کیا جا سکے اور میں اس کو فرض کفایہ سمجھتا ہوں"[1]

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ادیان کا مطالعہ اور ان کی مقدس کتب کو غور و خوض سے پرکھنا یہ مناظرہ کے لئے ایک عمدہ اسلوب ہے۔

عیسائیت کی تحقیق میں مولانا ثناء اللہ کا طریقہ کار:

عیسائیت کی تحقیق میں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ کا طریقہ کار دو بنیادوں پر قائم ہے:

(اوّل) اسلام کا دفاع

مثلاً (ا) مبادی اسلام کی صحیح تشریح

(ب) فریق مخالف کی دلیل کے فساد و "بطلان" کا اظہار

(ثانی) فریق مخالف کے عقائد پر تنقید اور ان کا ردّ

(ا) ایسے انداز سے تنقید کہ فریق ثانی اپنی دفاع پر مجبور ہو جائے۔

(ب) اسلامی موقف کو ثابت کرنے کے لئے عیسائی کتب پر اعتماد کا اظہار

(ا) دفاع اسلام:

جو آدمی گہرائی کے ساتھ عیسائی پادریوں کی کتب کا مطالعہ کرنے والا ہے اور انکے شبہات کو پرکھنے والا ہے وہ جانتا ہے کہ ان کتب میں اسلامی اساسیات کے اصلی مفہوم کو کس طرح مسخ کر دیا گیا ہے ہمیں تعجب و افسوس اُس وقت ہوتا ہے کہ جتنی آراء اُنہوں نے قائم کیں سب کی تائید کے لئے قرآنی آیات کا سہارا لیا اور آیات قرآنی کی تفسیر اپنی خواہشات اور معتقدات کے مطابق کیں مثلاً پادری برکت اللہ کی عبارات کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے:

"اسلام والوں کا رب خوفناک صفات سے متصف ہے کیونکہ وہ قاہر و جبار ہے۔ اس کا اپنی مخلوق کے ساتھ باپ اور بیٹے والا تعلق نہیں ہے جیسے عیسائیت میں ہے۔ بلکہ وہ جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے"

جیسا کہ قرآن مجید اس کی گواہی بھی دیتا ہے:

۱. ﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ

[1] فتاوی ثنائیہ: ص ۱۶۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ﴾ [۱۰]

۲. ﴿ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ [۱۱]

جبکہ اس کے برعکس عیسائیت میں رب اور مخلوق کے درمیان ازلی محبت کا تعلق ہے اسی لئے عیسائیت کا رب محبت کا رب ہے۔ اسی وجہ سے عیسائیت کے رب نے اپنی بندوں کی نجات کے لئے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کر دیا اور اناجیل اس بات کی گواہ ہیں:

۳۔ ''اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عالم سے محبت کی یہاں تک کہ اُس نے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کر دیا۔ تاکہ اُس پر ایمان لانے والا کوئی ہلاک نہ ہو بلکہ اُس کے لئے ابدی زندگی ہو'' [۱۲]

یہیں سے مولانا رحمہ اللہ اسلام کی صحیح ترجمانی کی طرف متوجہ ہوئے اور قرآن کی صحیح تشریح فرمائی تاکہ جو گندگی اُس پر ڈالی گئی ہے ان سے اسلام کو پاک وصاف کر دیں۔ اور اسی سے ہی مدمقابل کی دلیل کا فساد و بطلان واضح ہو جاتا تھا۔

فریقِ مخالف کے عقائد پر تنقید:

(i) مولانا رحمہ اللہ مجمع عام میں مدمقابل کے عقائد اور دلائل کو بیان کرتے تاکہ اُن کا ضعف و کھوکھلا پن اور بناوٹی ہونا واضح ہو جائے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ فریق مخالف اعتراضات کی بجائے اپنا دفاع کرنے پر مجبور ہو جاتا۔ آپؒ نے یہ انداز اس لئے اختیار کیا تاکہ مدمقابل کے معتقدات متزلزل ہو جائیں اور مسلمان اپنے عقائد و دین پر پختہ ہو جائیں۔ اسی لئے جب کوئی مسلمان ایسے موقع پر مولانا رحمہ اللہ کی گفتگو سنتا ایک تو وہ اپنے آپ کو مضبوط و ٹھوس محسوس کرتا اور فریق مخالف کے خلاف واضح دلائل حاصل کر لیتا۔ کیونکہ ایک دلیل دیگر دلائل سے مل کر اور زیادہ قوی ہو جاتی ہے۔

(ii) اسی طرح مولانا رحمہ اللہ ممدوح دلیل بیان کرتے ہوئے مسلّمات کا اہتمام کرتے جس کا مدمقابل بھی انکار نہ کر سکتا تھا۔ وہ یہ کہ نہ صرف قرآن وحدیث پر اعتماد کرتے بلکہ ان کی کتب پر اعتماد کر کے انھیں جھوٹا ثابت کرتے تھے۔ ہاں جہاں قرآن وحدیث سے بات واضح کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی وہاں قرآن وحدیث ہی سے بات واضح کرتے۔ کیونکہ اہل کتاب قرآن وحدیث کو نہیں مانتے، لہٰذا

---

[۱۰] البقرۃ:۲۸۴

[۱۱] آل عمران:۲۶

[۱۲] انجیل یوحنا:۳/۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان سے اُن کے خلاف دلیل لینا کوئی خاطر خواہ مفید نہ ہوتا تھا۔ اسی لئے مولانا رحمہ اللہ نے اُن کی کتب مقدسہ پر اعتماد کیا اور اسلامی معاملات کے اثبات کے لئے انہی سے استدلال کیا جیسے اسلام کا بین الاقوامی مذہب ہونا اور توحید اور محمد ﷺ کی نبوت مولانا رحمہ اللہ کا انداز ایک تنقیدی انداز تھا غرض وتوصیف نہ تھا اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تنقیدی انداز گمراہی میں پڑے ہوئے فرکو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا ہے اور اُس کی سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ مولانا رحمہ اللہ کے طریقہ کار کی وضاحت کے لیے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

پادری برکت اللہ کے مذکورہ دعویٰ کو رد کرتے ہوئے مولانا رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ اسلام میں خالق ومخلوق کے درمیان جو تعلق ہے وہ محبت پر قائم اور بارے میں بیشمار قرآنی آیات موجود ہیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

۱. ﴿إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ الرَّحِيمٌ﴾ [14]

"بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کے ساتھ بہت زیادہ شفقت ورحم کرنے والا ہے"

۲. ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ﴾ [15]

"کچھ شک نہیں اللہ تعالیٰ لوگوں پر مہربانی رکھتا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔"

۳. ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ﴾ [16]

"بے شک تمہارا پروردگار لوگوں کو باوجود اُن کی بے انصافیوں کے معاف کرنے والا ہے۔"

۴. ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾ [17]

"اللہ کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اُسکو دو چند کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔"

بندوں کے ساتھ اللہ کی محبت کے دلائل بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں میں نہیں جانتا پادری صاحب نے اپنی آنکھیں ان آیات سے کیوں پھیر لیں۔ اور مولانا رحمہ اللہ نے پادری سے انجیل کی درج ذیل عبارت کی تشریح طلب کی مثلاً:

جس آدمی نے اپنی بھائی سے کہا کہ اے بیوقوف اُس نے جہنم کو واجب کر لیا۔ [18]

بڑا تعجب ہے جب کوئی اپنے بھائی کو بیوقوف کہہ دے اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ یقیناً اللہ کی محبت پر

[14] الحج:۶۵
[15] البقرۃ:۲۴۳
[16] الرعد:۶
[17] النساء:۴۰
[18] انجیل متی صفحہ ۳۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسائیت میں یہ بڑی پختہ دلیل ہے۔

اب میں بتاتا ہوں اسلام والوں کا رب کیا کہتا ہے؟

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ [20]

''(اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں کو) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ اللہ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔'' پادری نے جو شبہ پیدا کیا تھا اس طرح وہ شبہ ختم ہو گیا۔ [21]

اسی طرح پادری برکت اللہ نے اخوت اسلام پر اعتراض کیا اور کہا: انجیل کی اخوت انسانی اخوت ہے جبکہ قرآنی اخوت اسلامی اخوت ہے جو فقط مسلمانوں تک محدود ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ باپ اللہ پوری انسانیت کا باپ ہے اس نے اس کو اپنے اکلوتے بیٹے پر ترجیح دی۔ [22]

مولانا رحمہ اللہ نے اس دعویٰ کو تحریر کرنے کے بعد اخوت اسلام کی تشریح کرتے ہوئے ثابت کیا کہ کیا اخوت انسانی اخوت ہے؟ اور بطور دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول پیش کیا۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى﴾ [23]

''لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔''

اور پھر فرمایا:

﴿وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاۗءً﴾ [24]

اور پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت (پیدا کر کے) روئے زمین اور اُس نے انسانی اخوت پر اُبھارا ہے اور فرمایا:

﴿وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْـنًا﴾ [25]

''اور لوگوں سے اچھی باتیں کہو۔''

جبکہ انجیل تو واضح طور پر نسل پرستی کی دعوت دیتی ہے اور انسان کو ایسے ایسے بُرے کلمات کے ساتھ ذکر کرتی ہے جس کو زبان سے ادا کرنا گوارہ نہیں اور کان سننا گوارا نہیں لیکن میں مجبور ہوں تمھیں بتا دیتا ہوں:

---

[20] الزمر: ۵۳
[21] اسلام اور عیسائیت ثناء اللہ امرتسری ۳۳، ۳۱
[22] اسلام اور مسیحیت ثناء اللہ امرتسری ص: ۳۴
[23] الحجرات: ۱۳
[24] النساء: ۱
[25] البقرۃ: ۸۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''پھر یسوع وہاں سے نکلا اور صور اور صیدا علاقہ کی طرف چل پڑا اچانک وہاں خیمہ سے ایک عورت نکلی اور چیخ کر پکارا اے سید! اے داؤد کے بیٹے! مجھ پر رحم فرما میری بیٹی بہت سخت پاگل پن کا شکار ہے لیکن اُس (یسوع) نے کچھ جواب نہ دیا، اُس (یسوع) کے شاگرد آگے بڑھے اور کہا آپ وہاں تشریف لے چلیں وہ ہمیں پیچھے سے پکار رہی ہے تو اُس نے جواب دیا۔ میں تو صرف عمدہ و اعلیٰ نسل کے اسرائیلیوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ پس وہ عورت آئی اور اُس نے سجدہ کرتے ہوئے کہا اے سردار میری مدد فرما۔ اُس (یسوع) نے جواب دیا (یہ نیکی نہیں ہے کہ) یا نیکی اس بات کا نام نہیں ہے کہ بیٹوں کی روٹیاں چھین لی جائیں اور کتوں کو ڈال دی جائیں۔''[۲۶]

اس تحریر کے بعد مولانا رحمہ اللہ نے پادری کو چیلنج کیا وہ اور اُس کے حواری قرآن کو پڑھیں اور غور سے پرکھیں کہ کہیں پر اللہ تعالیٰ یا اُس کے رسول نے غیر قریشیوں کا نام کتا رکھا ہو یا اسی طرح کا کوئی اور نام۔

۳۔ اسی طرح پادری صاحب نے اسلامی جہاد پر اعتراض کرتے ہوئے کہا قرآن مجید ہلاکت و فساد اور لوگوں کو آپس میں لڑانے کی دعوت دیتا ہے جبکہ اناجیل امن و سلامتی پر اُبھارتی ہیں۔ مولانا رحمہ اللہ نے پہلے اسلام میں جہاد کے اسباب کی وضاحت کی اور اُس کے اہداف ذکر کر کے پھر انجیل کی طرف متوجہ ہو کر پادری سے مسیح کی درج ذیل عبارت کی تشریح طلب کی۔

''تم یہ خیال نہ کرو کہ میں زمین میں سلامتی پھیلانے کے لئے آیا ہوں میں سلامتی پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ تلوار کو عام کرنے کے لئے آیا ہوں۔ میں اس لئے آیا ہوں تاکہ انسان کو اُس کے باپ کے خلاف اور بیٹی کو اُس کی ماں کے خلاف اور عورت کو اُس کے شوہر کے خلاف کھڑا کر دوں''[۲۷]

جبکہ قرآن تو دشمنوں کے لئے بھی سلامتی کا پیغام دیتا ہے جب وہ سلامتی کی طرف مائل ہو جائیں۔ قرآن کی بات کو سنیے:

﴿ وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ﴾[۲۸]

''اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہو جائیں تو تم بھی مائل ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو''

تو جناب ان دونوں گروہوں میں سے کونسا گروہ امن و سلامتی کے داعی ہونے کا زیادہ حقدار ہے؟؟؟

یہ بات بھی پہلے گزر چکی ہے کہ ایک کتاب بنام عدم ضرورت قرآن میں ایک تو قرآن کے وحی

[۲۶] انجیل متی ۲۱،۲۶/۱۵

[۲۷] انجیل متی ۳۴،۲۶/۱۰

[۲۸] الانفال:۶۱

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

ہونے کا انکار کیا گیا اور پھر یہ گل افشانی کی کہ لوگوں کو اُس کی ضرورت نہیں۔ مولانا ﷫ اس کتاب کی تردید کی طرف متوجہ ہوئے اور کتاب تقابل ثلاثہ تحریر کی۔ تمہیداً قرآن کے وحی ہونے کے اثبات کے لئے پہلی چند بنیادی باتیں ذکر کیں اور وہ یہ کہ یہ کتاب کے وحی الٰہی پر مبنی ہے پھر قرآن مجید کی وہ آیات جن سے قرآن کا وحی ہونا واضح ہوتا اُن کی تشریح کی اور تورات، اناجیل کا بغور مطالعہ کیا تو اُن کو اس دعویٰ میں خالی پایا۔ اس لئے مولانا ﷫ نے ایک قاری کے لئے تین کتابوں کے دعوؤں کو ایک نقشہ کی شکل میں پیش کر دیا۔

القرآن	التوراة	الانجیل
﴿كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾[۱۹]	خالی	خالی
﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾[۲۰]	= = =	= = =
﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ○﴾[۲۱]	= = =	= = =
نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ﴾[۲۲]		
﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾[۲۳]	= = =	= = =
﴿مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى إِلَّا تَذْكِرَةً لِمَنْ يَخْشَى﴾[۲۴]	= = =	= = =
﴿لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ﴾[۲۵]	= = =	= = =

اور مولانا ﷫ اسی بیان پر ہی اکتفا نہیں بلکہ نقد و تبصرہ کر کے یہ ثابت کیا کہ انجیل میں معاملہ بالکل اس کے برعکس تھا۔ جب کہ اناجیل و تورات اس بات کی گواہ ہیں کہ یہ انسانی روایات ہیں وحی شدہ کتب نہیں۔[۲۶]

تورات میں لکھا ہے کہ:

"جس وقت موسیٰ ﷤ فوت ہوئے اُن کی عمر ۱۲۰ سال تھی، نہ اُن کی نظر ختم ہوئی نہ اُس کی ترد

[۱۹] ابراھیم: ۱ — [۲۰] الحجر: ۹
[۲۱] طٰہٰ: ۱۱۳ — [۲۲] یوسف: ۳
[۲۳] البقرۃ: ۲۳ — [۲۴] طٰہٰ: ۲، ۱
[۲۵] الانبیاء: ۱۰ — [۲۶] انجیل لوقا: ۱: ۱، ۳